

سناٹو پختہ اور راز مودہ کا راز

ماکی رنکر ایسی نہات بی نہا

و اسطی واک معرفت اور دیا

فادری الاطلاق کہ سب مضبوط ہا

ش بجان دل بجا لادی پس کن پنچنا اور سن منزل

و رطبی کرنا اس وادی نامحدود کا بغیر ہا

و دلالت چراغ خرد سالم کی کہ تحض عطیہ الہی اور فیض

ماہی ہی ممکن نہیں پس در صورتیکہ رامی سیم و دین سیم

مید گنج مراد اور نور ظلمت مدعا قرار پائی تو چاہی کہ اس کے ساتھ

راحت و تفریح کے لئے لکھنؤ چلتے اور آرمورڈ کار کر کے تین شہر

می پروردہ بحال اوم خاکی رستہ پریشو کا سہ گل ساختہ ارگردین

اور سوای اسکے مفاد سفر اور نافع سیاحت محتاج شرح و بیان کے

نہیں ہیں چنانچہ حق تعالیٰ خود فرماتا ہے قُلْ سِيرُوا فِي

الْأَرْضِ فَانظُرُوا كَيْفَ أَخْلَقَ اللَّهُ وَرَبِّي الْحَقِيقَةُ زَاوِيہ گزینی میں  
پہنچ زمین کی اور دیکھو تم کیا پیدا کیا اور تبارک و تعالیٰ کو

نہ اسکو اپنی نفس کی قدر ہوتی ہے اور نہ معرفت الہی حاصل

ہوتی ہے اور نہ حقائق اشیاء پر مطلع ہوتا ہے اور نہ عجیب

و غرائب صفات باری پر آگاہی پاتا ہے اور ظاہری کثرت میں

یکجا نشینی ہی ہمیشہ لکھنؤ کو عالم سفلی رہتی ہے اور آسمان پر گروں کے



کہ این کجاست زار ہم و آن کجاست سفر و سفر مرہی مرست و استقامت

چاہ و سفر خزانہ مال است او سبب و سفر و درخت اگر متحرک شد

ز جایی بجایی و نہ جو رازہ کشیدی فی جفای طہر و او صریح

دیکھو کہ اس زبانی میں صاحبان خالیسان انگریز بہادر نے

صرف علم و دانش اور سیر و سیاحت سی اکثر مملکت عمر سلطانی

سلطہ پایا اور ہزاروں اشیاء و اجناس نو اور پر تصرف

حاصل کیا الحمد للہ کہ یہ نیاز نہ در گاہ بی نیاز الراحمی

الی حمہ اللہ العفار غوث محمد خان النحیاط بہ محکم الدولہ

شوکت جنگ ابن افتخار الدولہ لواء عبد العفو خان بہادر و خلیفہ



رہنما چادرہ ابتدائی سن میری بعد وراغ علوم ضروری

فہم و حدیث اور رسالہ نامی ریاضی و حکمت اور کتب ادب

اخلاق اور تاجات حقائق اسلاف کی کمال جو بس سیاسی

اور شوق سفر کا دامن گیر حال کہتا تھا اور شب و روز

اسی فکر کی مصروف رہتا تھا مگر بسبب صغارت سن

اور متعلق ہونی جلد امور ریاست کی اپنی ذات خاص پر

بہ دولت میر نہیں ہوتی تھی الحمد للہ جبکہ کثرت عمری

مراحل سنین مت و نہد طی ہوئیں اور وقت میں بہا

فضل از دیہاں کی اور لطف و مہربانی صاحب شفق

اجرامِ علویٰ منور رہتا ہی گلِ حب ہم نشین شاخ سی نقلِ کان

نہیں کرتا زیب و ستار سن بران نہیں ہوتا اور جب صبا گزرتا ہے

جیش و حرکت نہیں کرتی کوئی اوسکا ہوا خواہ نہیں ہوتا شمر

مردِ کامل در وطن ہرگز نمیکرد قرار میوہ چون پختہ شود شاخ میگردو

آبِ تالابِ ایک جگہ کی استاگی سی گندہ ہو جاتا ہی اورانی

نہی کا بسببِ دانگی کی آخر کو بحر و خار میں داخل ہوتا ہی غرضِ حب

کینے عدم سی جو دین اگر تماشا می موجودات نہیں کیا وہ کامل عدم

ہی اور جس مردنی اپنی زندگی ایک گشتِ بین بیتہ کر بس کرے

کو یازنِ ستوری نظمِ محرم خاک بکروون نگاہِ باید کرد

کہ این کجاست ز آرم و آن کجا ز سفر ؟ سفر مرہی مرست و است

جاہ ؟ سفر خزانہ مال است او ستا و نہر ؟ درخت اگر تیر کہ شد

ز جایی بجایی ؟ نہ جور از کشیدی فی جفای طہر ؟ او صریح

و بگو کہ اس زبان من صاحبان عالمستان انگریز بہادر ہے

صرف علم و دانش اور سیر و سیاحت سی اکثر مملکت غیر معلوم

سلطہ پایا اور ہزاروں اشیاء و اجناس نو اور پر تصرف

حاصل کیا الحمد للہ کہ یہ نیاز نہ در گاہ بی نیاز الراحمی

الی حمہ اللہ الثغار غوث محمد خان النیاطب بہ محسن الدولہ

شوکت جنگ ابن امیر الدولہ نواب عبد العفو خان بہادر

رہنمائی چاوردہ ابتدائی سن تیز سی بعد فراع علوم ضروری

فہم و حدیث اور رسالہ نای ریاضی و حکمت اور کتب ادب

اخلاق اور ناچھا مقامات اسلام کی کمال جو بس سیاحی

اور شوق سفر کا دامن گیر حال کہتا تھا اور شب و روز پڑھ

اسی فکر کی مصروف رہتا تھا مگر بسبب صغارت سن

اور متعلق ہونی جلد امور ریاست کی اپنی ذات خاص پر

یہ دولت سیر نہیں ہوتی تھی الحمد للہ جبکہ کثور عمری

مراحل سنین بہت و نہی ملی ہوئیں اور وقت میں بہت

فضل از دیہال کی اور لطف و مہربانی صاحب شفق

مہربان والا نشان رنج المکان حسب کتاب العدم بالکسوف

والقلم فلا طون و ہر ارطوی عصر علمش حسب بہا و دام رافقہ

رزیدت اندور کی کہ راقم پر کمال شفقت بزرگانہ او محبت میرا

رکھتی ہیں اونکی صلاح اجازت سی یہ نعمت عظمیٰ اسرار

کبریٰ میسر ہوئی ہر چند کہ ہم شکستگان زاویہ مجبورین

اور ابلہ پایان وادی سعذوری کو کہاں طاقت کہ باوجودیکہ

و ہزار سودا کی تماشا اس وسعت ابا و عالم کا تمام و کمال کہیں

ملا و اقبال ہم سب کا کما حقہ عمل میں لاویں مگر بموجب اپنی حوصلہ

و وقت فرصت کی عالم چریدگی نیمہ رہی رفقای چمکہ افغان

اکثر شہروں نامور اور اصحار شہورہ ممالک ہندوستان کا ہو  
اور صورت حال ہر شہر و دیار کی اوجھڑت ہر منزل و مقام کی بطور  
روزنامہ کی بہت خوب قسم بند کرنا گویا پہر بعد انصراف اس سفر پر  
اور معائنہ صنایع و ہدایع قادر بر ترکی اپنی دارالریاست میں انجمن  
مراجعت کر کے آون سودات کو ان چند اوراق پر بطریق یادگار  
بجہت افادہ شناخت بقلمسوی خانہ نقاش بی انبار اور در  
حکمت کاملہ حکیم علی الاطلاق کے اور واسطی ترغیب و تحریص مرشدین  
چار بالشیاحت اور بیداری خوابیدگان بستر عافیت کے  
مع نقشون بعضی عمارات و مکانات وغیرہ کی مرقوم و مرسم کیا اور جو ادکار

و موقوفات که احاطه حقایق سفری علاوه او بر نفس و ظاهر و باطن

بین او نگاہی بیان کرنا واجب جاننا و زمام اسکا سیر المحکم

کذا از شش پنج خدمت ناظرین اس مختصر کی یہی کہ

الانسان مرکب من الخطا و النسیان اگر کوئی محل اعتراض و حجت

در یافت فرماید تو درین شیوہ اخلاق و عنایت روانہ کہ

پروہ اصلاح سی عیب پوشی کرین \* شعر پوشی از خطا

رسمی و طعنہ مزین \* کہ هیچ نفس بشر خالی از خطا نبود محل

سفر سبب سافر قلم بر ناقہ بہمت تخریر و رسم

برای طی سافت نکارش احوال منازل مقام

مراحل تہذیبی و تمدنی قدرت ایزد و سنام اول نظر

رعایت خیر خلائق اور خیال حفاظت و حراست رعیت اور

انتظام و اہتمام تعلقات آور بند و بست محلات کی کار

گزاران حقیقت آگاہ اور منتظمان ہوا خواہ اور عالمان

کفایت شعار اور تحفظان ہوا آثار کو مقرر اور موکہ کیا اور اہل

سیف صاحب سلیم کو اپنی اپنی عہدی اور منصب خبردار و مستعد کیا

أَفِضْ أَمْرِي إِلَى اللَّهِ <sup>سویا میں امر اہل طوف اللہ کے ۱۲</sup> پرہ کی حمد امور ات اپنی حضرت

کریم کار ساز کو سونپی اور <sup>حرکت سے لکھنے کی اور اللہ کہیں کہہ گیت کر بی</sup> وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ

فَيُؤْتِ مِمَّا رَزَقْنَاهُ يُسِرَّ ۖ تَارِج <sup>۱۲</sup> ستر دین ماہ صفر ۱۲۶۰



بارہ سی اٹھ سٹہ ہجری مطابق یازدہم و ہجرت ۱۸۵۱ء

عیسوی ۱۸۵۱ء ۱۹ ستمبر کو

ساعت مسعود اور آن محمودین جاوہ سی کوچ کرکی پنج

موضع بہادر پور متعلقہ جاوہ کی کہ سمت مشرق کو واقع

مقام اول قبول کیا \* \* نقشہ سواری سفر



صبح کو ومانسی روانہ ہو کر قرینہ تلاح کھڑی متعلقہ جا ورہ میں کہ  
 کنارہ رود چنبر پر واقع یہ دایرہ کیا چنبر کی وجہ تسمیہ ہے  
 کہ اس کی شکل اکثر جادو رہی اور چنبر کی معنی دایرہ محیط اور  
 چرخ زون کی ہیں بعض جا یہ مذمتی بہت عمیق ہی اور  
 اکثر جا پایاب ہی اور مخرج اسکا چشمہ کوہ حاصل پور <sup>و ق</sup>  
 مالوہ چند کروہی چھاوینی سوہی اور اس نواح کو طلی کر کی  
 کوئی ٹک پہنچی ہی اور ومانسی گوالیار کو جا کر بہت پور  
 متصل اٹنا یہ مینپوری کی دریای جمن میں شامل ہوئی  
 ہی۔ غرض اس کے جنگل میں وہ تمام دن

شکار آہو اور گوزن میں بسر کیا صبح کو جو عزیز واقارب اور احباب ملازم

برسم شایعت ہمراہ آئی تھی اور انکو اس منزل میں رخصت کیا اور وہاں

کوچ کر کی موضع کساری میں کہ یہ علاقہ دیواس کا ہی فروکش کوچ

بسیوں تارخ صفحہ کو بہد پور میں کہ متعلقہ اندوڑی داخل ہوئی

اور وہاں زبدہ صاحبان جلیل المرتبت عمدہ حکام فیض الملت

سیلم الطبع حلیم المزاج کریم الخلق غیم الشفاق کر شیل سندس صاحب

اجنت بہادری کہ راقم پر ہمیشہ عنایت والطف مشفقانہ

مصرف رکھتی ہیں سرت اندوز ملاقات ہوا حسب موصو

دہی اوسی روز عازم بندر خینی تھی اور جو کہ رفیق و آشنا اور

انسان فرج کشتیبت متعلقہ رقم تہی سب بستوقدیم اگر  
علاقہ ہوتی صبح کو ہمارا کوچ جگوتی علاقہ مہد پور کو ہوا تھا  
سابق الوصف ہئی کو روانہ ہوئی زمین جگوتی کی بہت سبز  
و شاداب دیکھی اور زراعت نیشکر کی بکثرت ہوتی ہی  
و مانسی کوچ کر کی نو گاؤں متعلقہ اندور میں فرو دگاہ ہوئی  
زمین و مانسی بہت پست و بلند پائی سوای فرس سنگریز کی  
کہیں زمین مہضا و سطح نظر نہ آئی و مانسی کوچ کر کی چھاوئی  
کنار دی متعلقہ اندور میں فایز ہوئی یہ چھاوئی بہ نسبت  
سابق کی بہت خراب اور ویران معلوم ہوئی بجز چاس ہزار

اور اس قدر پیادہ اور دو تو بے دمان کچھ ندیکہاں پست  
عجب مکین صاحب بہا و زمین نہایت آباد و بار و حق  
اور فوج سوار و پیادہ قریب بارہ سہی یہاں مقیم تھے  
بہین تفاوت رہ از کجاست تا بجا و مانسی کوچ کر کی را و  
کہ قصبہ سنہرہ میں مقام کیا جاوی قصبہ مذکور قدیم اہل اسلام  
کی بستی تھی اور اکثر شرفا اور افغان اوس میں سکونت کرتے  
اب بالکل خراب ویران پڑی اس کے دیکھنی سی اہل دلو  
ہدایت ہوتی ہی دل برداشتگی و دنیاوی دنی پر اور آگاہی  
ہوتی ہی بی بنیادی اور بی ثباتی عالم ایسا پر اور سطح

کرن و فساد کی حقیقت پر اور رجوع کرتا ہی کتاب علم  
سرفت پر اور سب اوسکے ویرانی اور تباہی کا ظم و نقد  
حکام عامل اور کم توجہی روسامی غافل سی ثابت ہوا  
پست خرابی زبید و میند جہان چوستانِ حرم  
زبا و خزان \* مدہ رخت ظلم و رسیح حال \* کہ خوشید  
ملکت نیابد زوال \* و مان کی رہنی و العیسیٰ شخصی رحم  
نیرہ بخشی محمد اعظم خان کہ امراء ریاست ہو پال اور سرداران  
امیر خانی سین سے کوئی نظر نہ آیا مگر آونگا ہی حال دیکھنی سے  
نہایت عبرت ہوتی ہی کہ کمال مفلوک الحال اور مان شہید کو محتاج

شعر کسی مبادا سپر شکنجہ افلاس کہ کہ کوئی بسیر و ابرہ نہ آوے

قول فی تحقیق مال و منال دنیا محض عارضی ہی اور اسپر

اعتماد ہی کرنا صرف نادانی ہی مگر انسان کو چاہی کہ مال و جاہ

ابا و اجداد پر کچھ فخر و مہمات نہ کری اور اپنی ذات ہی علم

سہر حاصل کری کہ اس دولت کو کبھی زوال نہیں ہوتا اور

اہل دانش و فہم ہر جگہ معزز و محترم رہیں اور اگر بالضرر

شومی طالع سی مال دنیا میں نہ تو بھی یہ چشم خلائق میں

ذلیل و خوار نہ ہوگا اور بسبب تائید علم و عقل کی اپنی نفس کو

مضطرب اور مبتدل نہ ہونی دیگا مصرع کب کمال کن کہ عزیز

جہاں شوی اور اکثر امیر زادہ ناقابل بروقت ناساعت

اور انقلابِ پیام کی غریب قدیمی سی بھی زیادہ تکلیف دہ

الشَّرَفُ بِالْفَضْلِ وَالْأَدَبُ لَا بِالْأَصْلِ وَالنِّسْبَةِ  
سرگرمی ساتھ صلہ و ادب کی ہے ساتھ اصل و نسب کی

پست سیاست سوز جز علم گر عاقلی کہ بی علم بودن بود عجب

غرض جب معلوم ہوا کہ قصبہ مذکور میں پانی بھی سیر نہیں آتا

اور سو اسی ایک چاہ کی دو سر نہیں دکھائی دیتا سو

وہ بھی مقام گاہ سی بہت دور ہی اس واسطیٰ مان قیام کیا

اور موضع بنواری میں اگر مقام کیا اور اوس روز جو کھنڈ

کی چھاؤنی سی کوچ ہوا تھا تو رگ بہت صاف اور سموار ملی



اور راستہ بی شقت و آسانی قطع ہوا شاہجہان پور مقام

ریاست تارہ بانہ صاحبہ زوجہ مہاراجہ جہن گور اوہا دور

اشاء راہ میں ملا دیکھنا اوسکا لازم جانکر بی تحلف بساؤہ غرضی کہ

کسیکو امتیاز نہو شہر کی اندر گئی عمارت مثل مکانات

مواضعات کی غیر دلچپ ناپسندیدہ دیکھی اور تمام کوچہ

و بازار اگرچہ قد و رات و نجاسات ہی مکدر ہی لیکن بسبب

مکونی نیت اور پاکیزہ طبیعت بانہ صاحبہ موصوفہ کی رعایا پر پایا

بہت آسودہ اور خوش حال نظر آئی اور چونکہ محل سکونت

بانہ صاحبہ ہی چار دیواری او سکی سنگین و پختہ اور نہایت بلند

و مرتفع معلوم ہوئی اور دروازہ ہی اوسکا بہت اونچا اور  
 خوش تعمیر و مستحکم دکھا بقدر دو گنہہ کی دامنخا سیر و تماشا  
 کر کی باہر آئی غرض جبکہ سوار ی مین پہنچی تو بائی جہاں  
 کو بعد ہاری آئی کی شاہجہان پور مین خبر ہو گئی تھی  
 سہی حکیم جی کہ قاضی قدیم شہر ہی وہی تھی مع سوار پور  
 اور چوہدار و ہکارہ کی آئی اور بائیں صاحبہ اور بائیں صاحب  
 اونکی بہائی کی طرف سے بہت شکایتِ محبانہ اور کلمات  
 دوستانہ کہ قدیم سی حالِ نحیف پر شفقت و الطاف  
 فرماتی ہیں درمیان لای اور ومان نہ اوترنی سی

اہل تحقیق سے متفق ہوا کہ یہ شہر ازبائی زبان بولنے والوں کا ہے

کیا ہوا راجہ ساز ملک کا ہے اور بہتر بہت آباد و معمور

مدن سے سب نظم و عمل ناحق شناس اور بدعت محض

سم اساس کی اکثر ویران ہو گئی ہے کراہی بہت

اہل اسلام و ہندو ہیں چنانچہ دانگی اکثر اکابر

واشراف سے ملاقات حاصل کی اور صحبت قاضی

محمد باقر سے کہ نہایت مرد شریف و صالح ہیں

بہت محظوظ ہوئی اور شہر میں مقابر و مزارات بزرگ

بکثرت ہیں لیکن چند مزار مشہور ہیں اور ان کی عمارت

بہت سکین بنا کئی ہوئی سلاطین قدیم کی ہی چنانچہ  
مقبرہ زین خان بھٹی کالب ندی واقع ہی البتہ زیادہ  
لاکھ روپئی سی اوسکی تیاری میں صرف ہوا ہوگا اور  
مزار سید علاؤ الدین اور سید عبداللہ علی اور سید وکیل  
اور سید مصوم اور سید جگر چوہان اور مقبرہ شاہزادہ  
باز بہادر کا بھی زمین ہی چہ باز بہادر سلاطین مالوہ  
میں سی تھا اور سارنگ پور اسکا دارالسلطنت تھا  
جلال الدین اکبر اول فی اسکا ملک مسخر کر کی اسکو  
اپنا مطیع و منقاد کر لیا تھا اور ایک مسجد جامع بھی ان

بہت وسیع وسیع بنا کر دہ شامان ماضی موجودی اور

دماغی باشندونی ایک اور عجیب ماجر اسنا بلکہ قاضی

سابق الذکر فی ہی کہ بہت تھقہ اور ذمی علم میں بخلات

قضاات مالوہ کی کہ سوای کشٹار کی اونکی مزرعہ مادہ

اور زمین خلقت میں قبیلہ ران قضااتی تخم علم و دانش کا اصلا

بہنیں والا گواہی دی کہ میں فی چشم خود دیکھا تھا کہ قبر

سید چکر چو پان کی جس جگہ پشتر ہی دماغی استیاسرکتی

جاتی ہی چنانچہ پہلی وسط چوتھرہ میں ہی اب ایک کوئی

سوکھی ہی اسواسطی دماغی باشندی اونکو پیر سر کی کہتی ہیں

بہ امر خوارق اہل نسبت ہی کچھ بعید نہیں ہی گہرا ہے

الْأَوَّلِيَاءِ حَقٌّ إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ لَا مَرُوتَ  
راست اولیائی حق ہی  
تحقیق دوستان خدا نہیں مروتی ۱۱

شعر برگز نہ میر و آنکہ دلش زندہ شد عشق بہ ثبت شد حریف

عالم دوام مانہ اور ایک خوشبو ساز ہندو کو و مان عجیب

اور غریب المنظر و یکہا کہ اوسکے مشاہدہ ہی خوف و عبرت

بہی ہوتی ہی اور صفت خامہ منصور قدرت بہی ثابت ہوتی

اور یہ صورت عجیبہ اور شکل غریبہ اوسکی صفت اور پدائش

سی ہی قول حکما ایسا کہتی ہیں کہ نطفہ انسان میں جو عضو

خاص کا شامل ہوتا ہی اگر کسی عضو میں کوئی مادہ عارضہ یا عیوب

یا کم پیشی داخل ہی تو آثار اوست کا ضروری کہ مہولای

صورت مولودین ہی ظاہر ہو واسطہ عالم بالاصوات

ہستی تصویر اس شخص کے یہی واسطہ شائقین عجائب

المخلوقات کی اور ناظرین اس کتاب فادات ایام کے

مع نقشہ شہر کی سمت قدیمی لکھو اگر داخل کتاب کے

تاریخ مبتدئہ و ششم کو دہائی پچود علاقہ

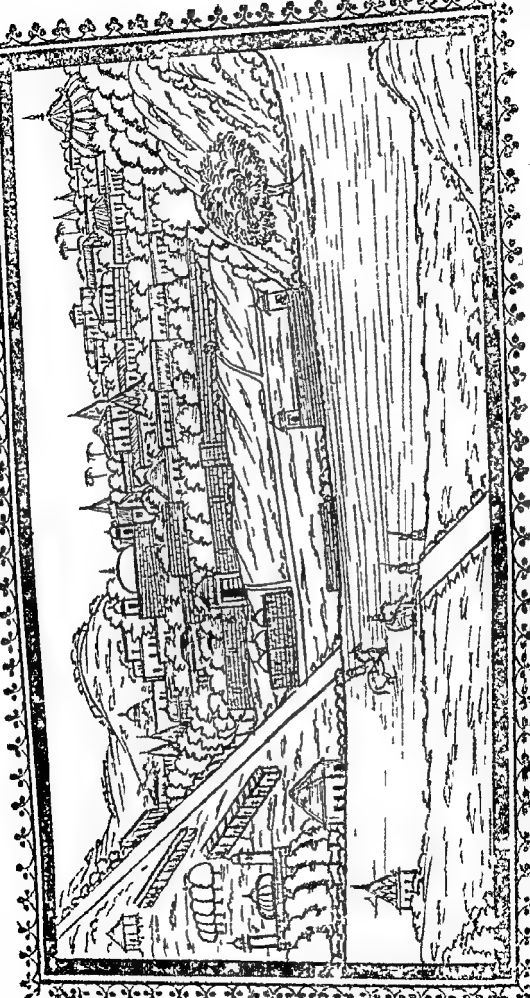
زینک کہہ متعلقہ گوالیار میں پہلی بجلی میں باور

اسکاٹ صاحب فروکش تھی اس واسطہ ہستی حیمیر

ایسا وہ کروامی مکر باوری صاحب تہا طیار







چمنوں کی ہستی بہت صحبت گرم رکھی اور کمال تواضع اور اخلاق  
 کی پیش آئی اور ان کا ردل اونچے اور حکایات شوق انگیز  
 اپنی ولایت امریکہ کی نہایت طبیعت کو اوپر طرف کے جانی  
 مائل اور شتاق کیا اور دماغی اخلاق مردم آور اور اوصاف  
 آہستہ ہوا اور تعریف اشیاء و جناس آور و صف حسن  
 و کمالات ان کی نہایت دلکش و سرور و محفوظ کیا شعر صحبت  
 ایک لحظہ بابل خرد بہتر از عمر حضرت ہاشم <sup>علیہ السلام</sup> معلوم ہوا کہ  
 ارادہ سیر ملک الشیہ کار کھیتی تھی بعد طعی ہوئی بساط  
 مجلس کی ہرسم پی دیروین آئی اور مابین چچور کی دریا کی

تو کانو بڑا ہی اور سامانِ اکل و شرب کا سب میرا تھا ہی

تیس دن شب کو چور و بنگا ایسا غلبہ ہوتا ہی کہ مسافر و بنگی

خوابِ راحت کو قدم مار دیا خیمہ چشم رکھنا مستی و مستی

ہو جاتا ہی اور منزل گزیر ہو گیا آئینہ بیداری میں بہر چشم و بون

اپنی موت کا چہرہ نظر آ جاتا ہی فرجِ دزدین وہ لوگ کمال

رکھتی ہیں کہ اگر کوئی شے صندوقِ خاطر میں مقفل ہو تو لوگو

بھی کلید عیاری سی کہو لگی بجاتی ہیں اور اگر کوئی چیز حلقِ فلک

بند ہو رکھی ہو تو اسکو بھی کھنڈ اندیشہ سی بی اندیشہ اتار

یستی میں آسمانِ اونہیں کی خوفِ شب و وی سی کا سہ

طلائی آفتاب کو شام سی غار میں چھپا دیتا ہی اور عقد شریا

اونہیں کی اندیشہ گرہ کشائی سی ستاروں کو کا نہتہ کر بام فلک

جایستہ ہی غرض متاع مسافر ان مظلوم اوں ظالموں کی دیکھ

اور بصاعت غریبان بیوطن اوں ناخدا ترسوئی جاگیر ہی شعر

نیت ارباب پستم را بہرہ از رزقِ حلال تیغِ دایم آب و روج

دارد و خونِ یخورد و مگر تہہ منظرہ اونکی گردن پری کہ جو مالک

اوس ملک کی مین اور محاصلِ سرزمین کا حاصل کرتی مین

قول اللہ تعالیٰ فی عنانِ اختیارِ خلق اور زمامِ تسلط

مخلوق کی حکامِ ذوی الاقتدار اور روسامی عالیہ مقدر

تاتین اسواسطی دی ہی کہ عرصہ روزگار کو جس خاشاک  
ظلم و تعدی سی پاکہ کرین اور جو ب سیاست سی کل  
رعایا کو پنجہ سترانِ گرگ پیشہ سی محفوظ رکھین اور برق  
تیغ عدالت سی خرمن وجود سرکشانِ ناخدا ترس کو جلا دیون  
اور بیداری شمع نصفت سی فتنہ ظلم کو بسترِ ناکامی پر غرق  
کرین اور شبِ گردی طبعِ خرداری سی آشوبِ عذر کی  
بالشِ خوابِ عدم زیر سر رکھین پست زنا شیرِ عدل بہت  
آرام ملک کہ از عدل حاصل شود کام ملک نہ کہ است  
یادہ عیش و غفلت اور سرخوشِ جامِ ہوا و ہوس ہو کر ہم انعمو

زمانہ رہ زمانِ دین و دولت اور ہمیشہ نیکمان سراپا دہل  
میں اپنی حماقت کو فراست جانا کرین مگر یہ باتیں سچ ہیں  
غیرت اصلی اور شجاعت جہلی پر آشوب عمل میں ساتھ عقل معاش  
اور علم معاویہ کی یعنی خداستغاثی دین و دولت کو شامل رکھنا  
جس کا دین درست ہی اور سکورفاہیت دنیا ہی حاصل ہی  
پس اگر ریسان ہندوستان ہی نسل اپنی تقدیر کی غلط  
قوانین شریعت اور شائستہ کرین اور عدل و حق پر مانی نہیں  
اور راحت و آرام مسافین و مٹائین کو ملحوظ رکھیں تو ہر آئینہ  
ملک میں آبادی اور دولت میں زیادتی اور خلافت میں کمی

بجائِ خوبی و اسبوی حاصل ہو وی بہت تر اعلیٰ ملک پادار

کنند اگر مودت و ستیاری کنند۔ مستم کش کرانی برار و

زول رند ستور او شعلہ و آب کل اور ینہا میں مانگ لور

وچو رکی چہاڑی و ناکی اور نالہ و دیرانہ بہت نظر آیا اور

کسی نامی پرسٹکین پل ہی اور کسی پر نہیں ہی اور اس

راستہ میں گاؤں بہت بہت فاصلہ سی واقع ہیں

عرض و مانسی کوچ کر کی بیاورہ علاقہ راج گدہ متعلقہ کو الیا

میں مقام کیا بیاورہ ایک قصبہ خور و کنارہ ندی کے واقع ہی

مگر بالفعل منشی جان علیخان اسٹنٹ راج گدہ فی جوانی کو نہ اختیار کرے

غائب ہو گئی سرچند کہ اندادان چرونکا اولیٰ توجہ میں  
مین ہو سکتا ہی مگر تشریح کہ کاہی خا تر یک نامانی اور غائب  
نشہ داروی بی دانشی پر وہ بی بصیرتی آنکھوں سی اوٹھاوی  
اور پتہ غفلت گوش ہوش سی نکالی قول برآسان کو  
لازم ہی اور خاصہ سرداران صلب ملک کو تو فرض و واجب  
کہ آبادی خلق اور افزونی ملک میں ساعی رہیں اور اس  
اس کہشش میں بھول و قاصر نمکین اور انجام بر کار نیک  
اپنی ذات خاص سی تمیز کیا کریں اور شجر عمل بر خیر و شر کو  
بر وقت بارور اور پرثمر سمجھا کریں ایسا اگر بد کنی چشم نیکی ہداز



کہ حنظل غمی آرد و انگور بار سپند آرای در خزان کشته جو

کہ گندم ستانی بوقت درو و مثل اینچنین گفت آموزگار

• مکن بد کہ بد بینی از روزگار • کسی بیسند بہر دوسرای

کہ نیکی رساند بخلق خدای • پھر وہانسی کوچ کر کی امر گد

علاقہ راج گد متعلقہ گوالیار میں پہنچی سرچند کہ وہ ایک قریم

کو چک نہ پروا میں کوہی اور قابل فرو د کاہ شکر و فوج نہیں

اتفاق منزل گا ہوا • صبح کو وہانسی کوچ کر کی برست کی

مقام گا اردہ تھا وہاں پہنچ کر دیکھا تو صاحب ہتھم شرک

بجگہ میں فروکش ہیں وہانسی تین کوس کی فاصلہ پر راہ مکہ علی

کہو ایہ زمین مقام ہوا اس منزل کی راہ میں سواری چہاڑکی  
 کہیں زراعت و آبادی نہ کہیں قصبہ رام نگر میں بجز تین مکان  
 شستہ و کھنہ کی کچھ آبادی معلوم نہ ہوئی مگر آؤ کے  
 نواح میں بسبب کثرت باغات کی مسافر کو آرام مل سکتا ہی  
 لیکن یہاں کی زمین فی بہی چورونگی مانتہ سی امنیت نہیں پائے  
 اور مسافریں کی عافیت فی اونکی دغدغہ سی یہاں بہی قاتا  
 پانی صحیح بہر زمین کہ رسیدیم آسمان پہ آخرومانی صبح کو  
 کوچ کیا تو سڑک کی چپ و راست اس قدر سوجھ و ابھوہ چہاڑ  
 دیکھا کہ گد رنا او سین سی طاقت بشری سی خارج ہی تین کوس تک

رجنجل اور سیڑ اور چہار اور پہاڑ کی سو اچھے نشان عورت

بادی کا نظر نہیں آیا مگر چہاری کی کناری ایک پہاڑ

صار واقعہ ہی کہ اوسکو قلعہ راگو گدہ کہتی ہیں اوسکو

لی دیکھا تو اوس میں عمارت و مندر بہت ہیں اور فیصل اوسکی

یم ہی اور جانب یسار اوس قلعہ کی ایک تالاب خرد

قعہ ہی کہ موسم تابستان میں ایک قطرہ آب اوس میں

پاتا نہوگا اور پچی اوسکے شہر راگو گدہ ہستای کہ قابل

دیکھنی کی نہیں ہی پوشش مکانات کی صرف سفالین اور

شہر پانہ کی فقط بنیاد باقی ہی کہتی ہیں کہ جان بتیس صاب

فی بہاراج دولت راوکی زمانی من اس شھر کو خراب و

ویران کیا بالفعل اوہیں راجہ اجیت سنگھ قوم کھچی پنی ریاست  
حکومت رکھتا ہی یہ نقشہ قلعہ او شھر راگو گدہ کا نقشہ ہی



فی بهاراج دولت راوکی زمانی من اس شهر کو خراب و  
 ویران کیا بالفعل او سین راجه اجیت سکہ قوم کہچہ پی رہا  
 حکومت رکھتا ہی یہ نقشہ قلعہ او شھر راگو گدہ کا نقشہ ہی



و مانسی کوچ کر کی بحر ملک گدہ میں پانچ کوس پر مقام کسب

راگو گدہ سی ایک کوس کی بعد تین کوس تک جہاڑی

لوٹا ہ قد اور صحرا می خا رستان بہت ملا اور رعیت کا

بہن نشان نہ پایا جب بحر ملک گدہ ایک کوس باقی رہا

جہاڑی موقوف ہوئی گر نشیب و فراز کوستان کا سر

واقع ہوا بحر ملک گدہ محمداری عالیجاہ سنید یہ بہادر میں

یک شہر قدیم ہی اور مکانات سنگین اور بازار کشادہ اور

حویلی وسیع و پختہ بلند اور خوش قطع کہ محل سکونت

اری و مکنی میں آئی اور اس شہر میں اگرچہ آب و ہوا

نور و بی سیر آتی ہیں مگر شرمینی بہت تحفہ بنتی ہی اور  
 قریب دروازہ شہر کی ایک بڑا حوض وسیع مثل دُگی  
 مربع واقع ہی اور سمت مشرق کو شہر ہی متصل ایک قلعہ  
 قلعہ کوہ پر سنک خارا کا واقع ہی اور اندر قلعہ کی تعمیر  
 سنک سرخ کی بہت ہی چنانچہ یہ نقشہ قلعہ اور شہر کا موجود ہے



جب بحر ملک کڈہ سی کوچ کیا تو دو دو کوس پر گنا کی چھاپی  
 ملی گنا ایک چھوٹا سا قصبہ ہی اور اس کے جانب  
 مشرق ایک بنگلہ واسطی فرو دگاہ کی بنا ہوا ہی سمت  
 مشرق کو چھاؤنی واقع ہی آسمین پانسو سو ار مہاراج  
 سیندیہ بہادر اور کچھ ہوا کشتی گوا الیا ر کی سمراہ حساب  
 محان اور شکر رتی ہن وانی گزری کی موضع و ہنار متعلقہ گوا لیا  
 مین مقام کیا وہ موضع شکر کی پرستہ ہی اس کے گرد  
 باغات کی کثرت ہی اور پانی کی قلت فقط ایک گوا ہی  
 اور تالاب کا بسبب کمی آب کی گرمی ہن عدم وجود برابر ہی



اس موضع میں ہی سوار راجہ کی رہتی ہیں اور دھنار سی  
 طرف مغرب کی ایک کوس کی فاصلہ پر قصبہ بہار سی  
 واقع ہے اور سوہن سنگھ نامی علاقہ دار اور پور و

رہیں ہیں اور دس ہزار روپی کی جاگیر سرکار بہار سی  
 پاتا ہے پانچہاویں ایک قلعہ بہت قطعہ دار بہار

سنگین لائق دیکھنی کی واقع ہے ہر چند کہ یہ قصبہ  
 سرک سے دور ہے مگر ہم واسطی دیکھنی اور سنگی گئے اور نقشہ

بھی اویسکا کر کی درج کتاب کی نقشہ



و مائنی کوچ کر کی بہرہ واس میں مقام کیا اور پختہ  
میں اور تری بہرہ واس ایک قصبہ قلیل ہی اور  
کثرت کہو سیونکی اور ازانی دودہ وہی کی و مان  
سوائی کہا سن کی سب چیزیں ہم پہنچتی ہیں وائنی  
کوچ کر کی کو لاس میں پہنچی کو لاس قصبہ بزرگ  
اور آبادی قدیم اور عمارت سنگین ہی گر کتب خانہ پڑھائی کی مانند  
کلہ و مان شکستہ بیرکمن سا لکی بکا پڑ پائی اور اوسکی گرد و نواح  
کثرت گرد و غبار اس قدر رہتی ہی کہ کو با ثانی  
کرہ خاک اوس شہر کی مرکز وائرہ کی مقابل ہی تھا

سہارن پھانی اوس شہر پر سدا راہِ حوادثِ آسمانی بنائی ہے  
 یا گردشِ فلکی ہمیشہ اوسکی خاک بدان ہوا خوان کرئی ہے  
 اس مقام سی و سترکین مشعب ہوتی ہیں ایک اکبر آباد کو  
 جاتی ہی اور دوسری کو الیہار کو بجاتی ہی اگرچہ کولار  
 قابلِ نقشہ کی تہا مگر بسببِ هجومِ اشجار و ہمواریِ مرغزار  
 دوریِ خوشنما معلوم ہوا تھا اس واسطی تجزیہ کیا \*

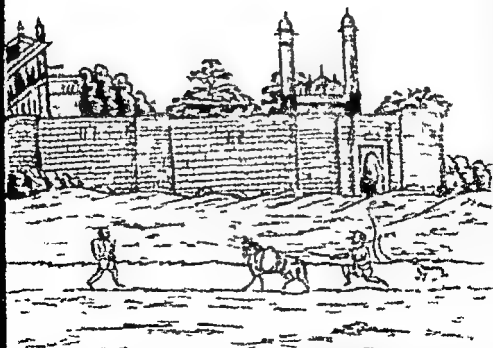


جب کو لارس سی کوچ بطرف چھاؤنی سپری ہوا تو ایک  
 رفیع الشان کہ بجای خود ایک قلعہ مستحکم اور حصن حصین تھے  
 مع مسجد کی اٹھارہ اینٹوں پر آٹھ راجت بندہ اوسکی بنا کر نیوالی کا  
 اوسکی رفعت سی ثابت اور استقامت طبع متقل اول  
 شخص کی اوسکی استحکام سی ظاہر تھا کہ کسی امیر سلاطین  
 قد مافی ہمایٰ تھی اور اوس سہرا سی ایک قریہ ہی ملے  
 اور اوسکے سب مکانات سنگ و گِل سی مرتبہ عمارت  
 سفایں یعنی گہریل اس ضلع سی تابہ کو اپار موقوف ہے  
 اور پوشش سقف جملہ مکانات خورد و بزرگ کی تختہ سنگ

بنائی گئی ہیں اور اس نقشہ ہی صورت اوس سراکی



نابت ہوتی ہی



و تانسی گذر کی چھاؤنی سپری مین داخل ہوئی و تانسی  
ساکنین سی دریافت ہوا کہ بہ نسبت سابق کی آبادی  
صرف ایک پٹن گنجٹ اور ایک تڑپ سوار وٹھا اور  
ایک توپخانہ پیاد و نگارستانی اور صدر بازار بھی ہوئی  
مگر سیکر صاحب لوگوں کی اکثر عمدہ اور مرتب ہیں اشیاء  
و لابی صفت عفا رکھتی ہی اور کوئی شئی میری ہو تو اس کے  
گرائی سی سرگرائی ہوتی ہی تہ پر کو اتفاق شہر سپری کی  
دیکھتی کا ہوا کسی زمانی مین شہر اچھا ہوگا مگر بفضل حقیقت مین  
سپری ہی مکانات راجہ نل والی ضرور کی ویکھی بھان

جہان سرمای پرغور و رنج کی چلا کرتی تھی، اُڑا اُٹھا  
 پری میں اور جن ایوانوں میں پری پیکر ان حور و روشن کی  
 خواب گاہ تھی، ان اب دیو و بلا کی گزر گاہ ہی حسن جانی  
 اچھوٹو نکو آرزو جانی کی رہتی تھی اب اوسکو مار دیا  
 نہیں پسند کرتی قول غرض اوسکی خرابی ویرانی کا مشاہدہ  
 آئینہ چہرہ نامی عفت نادانی ہی اور اپنی تعلقات نفسانی پر  
 سراسر حسرت و پشیمانی یعنی مصرع باہنا چہ کرومی  
 کہ با ما کنی \* مروان حقیقت آگاہ فی اول ہی ہی اسکی انجام  
 کو در پاست کر کی اسکی زام و فریب میں پاؤں نہیں رکھا

اور اس کے عثوہ جان گسل پر فوجیتہ نہیں ہوئی اور جو بعضی

والشمنہ و نئے اس عروس زیا کو مقبول بھی کیا ہی تو اس کی

دولت جہیز سی بسبب بخشش و کرم کی سعادت و وجہ حاصل

کی ہی اور اپنی جای پر خیز جاریہ اور نیکنامی کو باقی چھوڑا

شعر زندہ جاوید گشت برکہ نگو نام زیت کہ عقبش ذکر خیر

زندہ گشت نام راہ اور جو شخص باوجود قدرت کی اس سعادت سی

محروم رہا وہ خسر الدنیا و الآخرہ ہوا اوس سی جمادات

و رنانات بہتری مصرع فردا خبرین مبارک بندہ ۱۵

اس مشاہدہ کی بھی محلوئی ایک قسیر بیان دیکھ اور وہاں



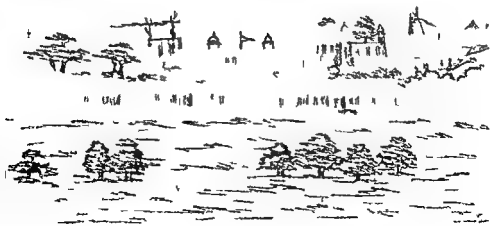
مزار مسجد کوہر علی شاہ کا منہور ہی اور کی ایک طرف کو گور  
 کہتے تھے کہ ادرین سواری غار کی شک و خشت ہی باقی  
 نہ رہی تھی اور وہاں اتفاقاً مرور انسان ہی کبھی  
 نہیں ہوتا اور سین دور دور تک اس قدر کلاب کی خوشبو  
 آتی تھی کہ گویا وہ قبر خیابان کلزار تھی یا طبعہ عطار  
 یا تو اس غار کی خاک کو زمین فردوس سی بنایا تھا  
 یا وہ خود غرقہ فیض رحمت کا اور حقدار نزدیک حالتی  
 زیادہ تر اس کی نسیم سی مشام جان موعطر ہوتا تھا یہ  
 بات روح مقبولان الہی سی کچھ دور نہیں ہی شاید

اس شخص کی جانِ پاک کو عشقِ صاحبِ لولاک صلوٰۃ  
 علیہ وسلم کا تھا لغت نام لینا ہمہ آواب کا ہے اوپر  
 تانہ و رد و کورسی طہارتِ طلبی سجدہ کو پی خدائی  
 طلیا نجسانی مہربان سید کی مدنی بھری دل  
 باد فدا می تو عجب خوش لفظی کتب بعضی شاخیز  
 معلوم ہوا کہ قہرِ مؤلف دلائل الخیرات سی سات سو  
 قدم تک ایسی خوشبو آتی ہے کہ سداں اوس  
 جنک کا تمام منظر رہتا ہے واسطہ عالم بالصواب  
 و تانی کوچ ہوا تو راستہ میں جھاڑی اور پھارست

دوسرے اوسکی سبب سی محال نہ ہوا کہ گذرنا بھی اور گھر کا  
 اوس سی نہایت دشوار اور جہان پھر نہ تھی وہاں گرد  
 ایسی تھی کہ زمین سی آسمان تک سوامی عالم خاک کی  
 کچھ نہیں نظر آتا تھا جب اوسی طہی کر کی موضع چور پور میں  
 پہنچی تو ہر شخص کا سراپا آلودگی خاک سی ایک ہوا گرد  
 کا معلوم ہوتا تھا چور پورہ ایک دیہہ خوردی آبادی کا  
 بالکل پتا نہیں اور عجیب ہی ہے کہ چور پورہ آباد ہو گیا  
 بابا آہستہ نی وہاں ہوائی ہی اوسکی باعث مسافروں کو  
 فی الجملہ آسائش ہوتی ہی وہاں سی جب مہونہ کی طرف کوچ کیا

تو راستہ اوں کا بھی علیٰ ہذا القیاس خراب ویران اور عیش  
و آبادی سی بی نام نشان پانی کی قلت سی نمونہ دشت  
خصوص گرمی میں بلا اندر بلا اور اوس منزل میں قزاق  
بھی بالاتفاق علی الاطلاق دست اندازی کرتی ہیں  
اور اوس جنگل کی بنی ایسی گنگھنی ہی کہ وہاں کی زن پوہ  
زمرہ رہنما کا کہتی ہی مہوئی میں پہنچ کر صورت آبادی  
کچھ خانہ چشم دل کو آباد کیا اور زراعت کی سرسبز  
انگوٹھوں کو طراوت و تازگی بخشی وہاں آب کشتی کو وٹسی بجای  
چرس کی چرخ چاہ سی ہوتی ہی اور کشتکار زریہ کی اور

زراعت ہدی کی اکثر کرتی ہیں اور وہاں ایک نہر چارپائی  
 اپنی چارپائی اور ہونہ قصبہ بھی بڑا ہی اور شہر اس میں  
 عمارت پنچتھی قصبہ سی جانب جنوب ایک کوس کے فاصلہ  
 لب آب بنکھ واقع ہی اس میں ہر قسم وکش ہوی چٹان  
 پہ نقشہ بھی ہونہ کا منقوش کتاب ہی



محمد حسین بھٹو

مہو نہ سی سمت مغرب کو ایک پہاڑ گھیر دیا واقعہ ہی  
 اوسمین سی ہزار ماں گھیر دیکھتا ہی اور اوسکی سرگونی  
 خاک بھی سرخ ہی جو اوس طرف سی گذرتا ہی اوسکی  
 گرتو سی سرخ پوش ہو جاتا ہی اور وہیں سعدن الحیدر  
 بھی ہی چنانچہ اوس پہاڑ کی متصل جو قصبہ دہوان آباد  
 اوسمین اسی واسطی دوستو دکانین آہنگرونگی بستی میں  
 کہ اوس کان میں سی گت کر نکالتی ہیں اور اوسکو  
 بہشتی میں گلا کر لوٹا بناتی ہیں اور اوس کوہ پر ایک قلعہ  
 بھی بہت خوش قطع اور موزون تعمیر ہی اور وہیں کا

علاقہ ہی زیادہ ہی اور جو مسافر کہ چور پورہ سی گوالیار

کو عازم ہوتی ہیں تو دہرین میں اکثر منزل کرتی ہیں یہ

نقشہ دہرین کا ہی



علی حسین بخش

## ذکر داخل شدن در فوج و سواد گویا

عرض منی مہو نہ سی چکر موضع کھائی میں قیام کیا وہ ایک چھوٹا سا  
 گاؤں ہی سیب نہ بہم پہنچنی اجناس کی قابل فروغ ہا شکر  
 و فوج نہیں آوس سی آگی موضع نہیاری کہ جس چکر فوج سرکار  
 کہیں سی جنگ گوالیار واقع ہوئی تھی اگرچہ نہیاری ایک بہ  
 قلیل ہی مگر اسکے آگی میدان براوسج ہی کہ اگر دس یا پندرہ  
 فوج مقام کری تو گنجائش ہی جب نہیاری سی آگی بڑی و طرفہ  
 سرک کی تابہ شکر فقط کوستان تھا بلکہ شکر ہی وسط کوستان



واقع ہی جس روز ہم داخل شکر ہوئی میں اوس روز بستی  
 اور کثرت گرد و غبار کی کوئی باغ و مندر مکان مسجد قرب و جوار  
 شکر کا نظر نہ آیا کئی روز تک فدا جس خمسہ اپنی عمر سیونگی  
 مسدود رہی معاذ اللہ اوس روز اس قدر لوگوں کی خاک پہاڑی  
 کہ لف بران زمین جو شخص کہنکا رتا تھا ماطین تھوکتا تھا اور سی  
 طرح دماغ ہی بھی ایک مدت مانند سوار یونگی ریزش آب گل  
 غرض شکر سی ایک کوس کی فاصلہ پر سمت جنوب میں چھانچے  
 سکند حسا کی ویران پڑی ہی اور اوسکی قریب چند مکان آباد  
 اور اوس نواح میں نیم کی درخت پشما دیکھی اور نخل خرما اوس

نظر نہیں آیا مگر علفِ اسطی و دواب کی باغ و اطیسیر آیا اور مردم ہا پر  
سوداگر کہ اضلاع مالوہ و کجرات میں اہل تجارت میں و سطرف بالکل  
اور خانام و نشان ندیکہا اتور قوم کی لوگ سوداگر بہت میں

## ذکر سیر لشکر و شہر کو الیاء

القصة تاجِ ہشتم ربع الاول تھی کہ کو الیاء میں بھی  
جہاد میں سکندر صاحب میں استراحت و آرام کر کی صبح کو باوضا  
بی تکفانہ و لباس سپاہیانہ و اسطی سیر شہر کی سوار ہو  
دیکھا تو بازار صرانی کا بہت آبادی اور سویت و کن و کن  
موزوں اور دکانیں و دوطرفہ سنگین و دوسرے اور فرش پتھر کا

علامہ ری کی بہت عمدہ ہی اور دروازہ کی آگلی ایک ہندی

ریگ خٹ کی واقعہ کی بجز برسات کی اور مین پانی کی بوند

نہیں رہتی اور سپر جیاجی راو کی عہد میں ایک پل

نہایت خوشنما تعمیر کیا ہے کہ وہ یادگار زمانہ ہی گواہ ہے

بھی دو بازار بہترین تیسرا بازار دانو بی شہری

اگرچہ اوسکی بھی عمارات اور مکانات چختہ ہیں مگر تنگ و

تاریک بہت ہی اور جو میان طوائف کی بھی اکثر وہیں واقع ہیں

اور اسی سبب نجاست و غلاظت بہت رہتی ہی یہ مقصدا

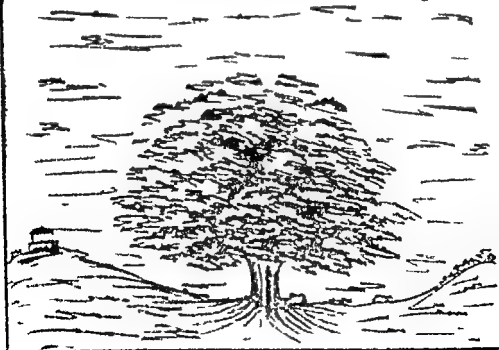
اونکی دونہ مزاجی اور کینہہ طبعی کا ہی جہتی پیدا ہوئی ہے

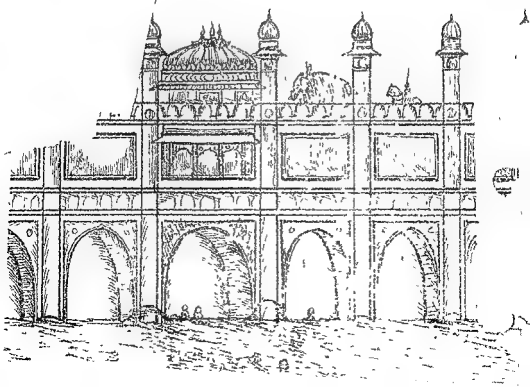
باطنی میں محرم و مخفوظ ہی و پسی ہی اونکی روح فعل شیع ہی  
 مانوس اور جای کسب سی مربوط ہی شعر جانیکان نیک  
 و بد را جای بد باشد مدام مضمر در امعا بود خون جگر شد مقام

الْخَيْثُ لِلْخَيْثِينَ وَالْخَيْثُ لِلْخَيْثِينَ

چونکہ سدا پل اور دروازہ گنج کا قابل و بکھنی کی ہی

اس واسطی او کا نقشہ درج کتاب کیا گیا





باطنی میں محرم و مخطوط ہی و پسی ہی اونکی روح فعل شدہ

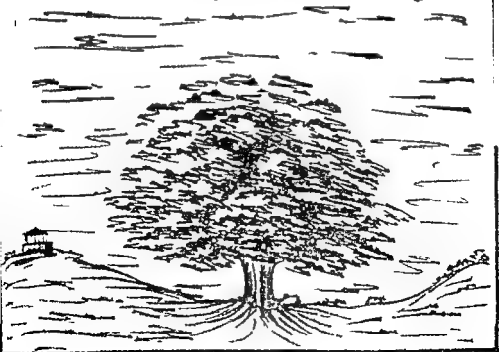
مانوس اور جامی کیف سی مربوط ہی شجر جانیکان

ویدرا جامی بد باشد مدام و فضلہ در امعا بود خون جگر شدہ

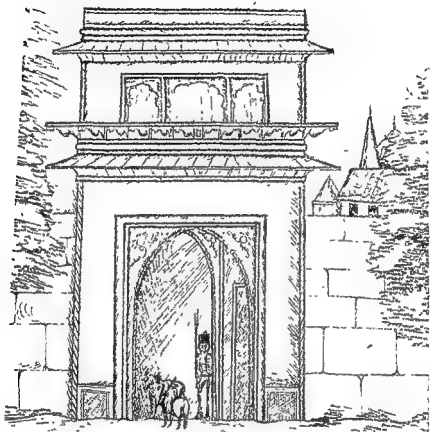
الْخَيْثَانِ الْخَبِيثِينَ وَالْخَيْثَانِ الْخَبِيثِينَ

چونکہ سدا پل اور دروازہ گنج کا قابل ویکہنی کی ہی

اسواسطی اسکا نقشہ مندرج کتاب کیا گیا

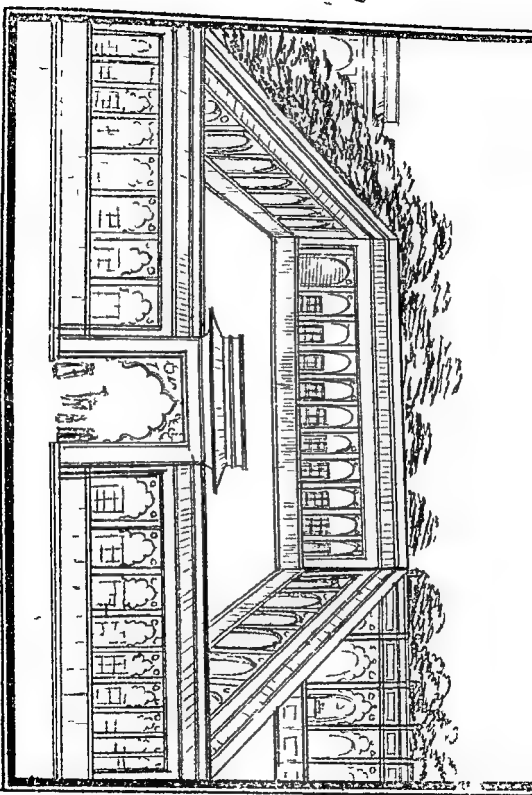


دروازه کج



کج







بعد اوسکے مہاراج کی باڑی کی سیر بخوبی کی عمارت  
 اوسکی بہت عمدہ اور سنگین اور پاداری استحکام میں تھ  
 کوہ کی مشین لیکن فصیل اوسکی پستی میں مشالست  
 خیسوئی نہایت کوتاہ اور دروازہ اوسکا سنگین  
 چشم تر کوئی طرح بہت تنگ اور چوٹا اس سبب سی  
 رونق اور شوکت باڑی کی معلوم نہیں ہوتی اور باڑی  
 جانب ہمار کو ایک کوٹھی بہت بلند و خوش ترکیب  
 مہنی مہاراج دولت راوسنید یہ بہادر کی واقعہ ہی  
 بالفعل کچھری عدالت کی اوسی کوٹھی میں ہوتی ہی رہی

اوس ملک کی کہ چہان کا والی عدل کتر ہو اور

خو تا نصیب اوس رعایا کی کہ جسکا حاکم انصاف ہو

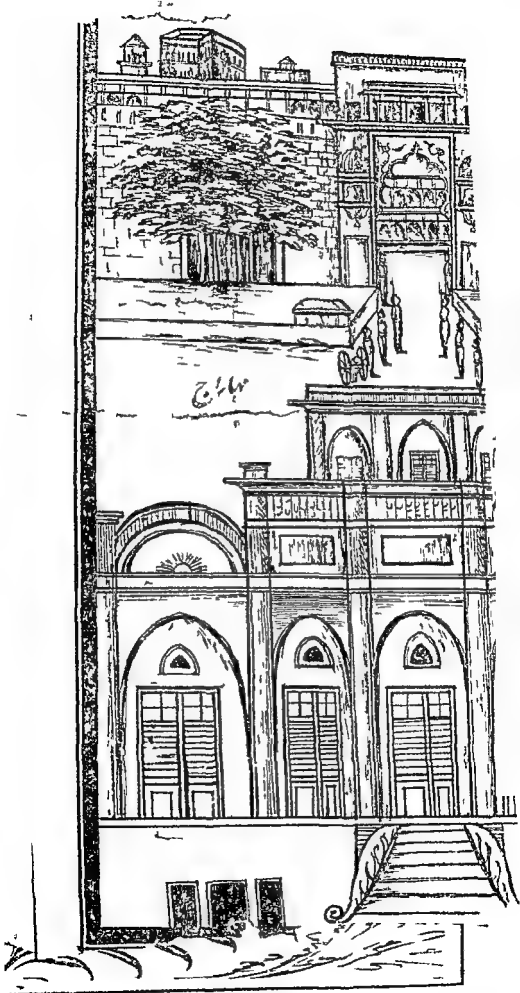
پست رعایت و رنج از رعیت مدارہ مراد دلدادہ

حِوَانِ بَرَّارِ الْعَدْلِ السَّاعِی

خَيْرُ مَنْ عِبَادَتِ الرَّعَيْنِ سِنَا

نقشہ بازی اور کوٹھی کا پھی سی





ذکر کیفیت ملاقات اکابر کو الہیاء

روزِ دوم ارادہ ہوا کہ چھاؤنی صرا میں ایک مقام کر کی  
 پر سیر لشکر اور شہر کی کرنی کے اس اثنائے نواب بہت ہنسنے اور  
 لطف با پسند یہ بہا در برب رشتہ و قرابت قدیم  
 کے بواسطہ مشرک و کعب نواب جو زیر الدولہ امیر الملک بھاد  
 پر بزرگوار نسبتی راجہ کی ہوتی تھیں ایک مدت مدید  
 شتیاق ملاقات جسمانی کا کہتی تھی اور راقم بھی ہمیشہ انکی  
 وصف حمیدہ اور اخلاق پسندیدہ سکر آرزو مند ہوا تھا

نظاری کا رہنا تھا اتفاقاً اوکو سہادی اینکی خبر ہو گئی بھروسے  
کی بی تکفیح اپنی دونوں صاحبزادوں اور عزیز واقارب  
اور رفیق و ملازم کی فسر و دغاہ راقم پر تشریف لای اور اتفاقاً  
سرت افزا سی خاطر کو ابہتاج تازہ اور انبساط بی اندازہ بخشا  
اور کمال تفقد و مہربانی سے شکر و ممنون کیا بعد اسکے  
و اسطی نقل مکان کی نہایت سبالت اور اصرار کیا ناچار شعر  
رشتہ در گردنم افکنده دوست می بر دہر جا کہ خاطر خواہ  
اوست بہر حال اپنی چہاونی میں لا کر مقام کروایا اور اپنی  
خاص مقام فرحت نظام میں اوتارا اور معانداری اور بدلاج خاطر

اور مراسم کا گلی اور لوازم یکجہتی جو کہ ہوتی ہیں باہنہ  
 و قوانین پسندیدہ ظہور میں لای اور نفس الامر میں ذات  
 ستودہ آیات نواب صاحب موصوف کی متصف جمیع صفات  
 اور سچ جہد تہذیب شریفہ ہی اور واقع میں نتیجہ انسانیت  
 اور خلاصہ آدمیت کا صرف اخلاق حسن اور عادات  
 اور اس کا لب لباب کیا ہی کہ ہر نفس اس کی نفس نویسی  
 و راحت حاصل کری اور کوئی شیشہ خاطر اس کی سنگ  
 شکستہ نہ پاوی مگر یہ دولت و والہی ہی تار و پود  
 حاصل نہیں ہوتی شعر آدمیت اور شہی علم ہی کچھ اور شہی

کشتا طوطی کو پرنایا پروہ حیوان ہی رہا البتہ حسین کچھ نہ اصل

اور جو بر دانی ہو تائی اوسمین صحبت ضلحا اور تقصین صفیا

ضرور موثر ہو تی ہی اور جس بشر کی طبیعت کو مشابہت

بفضائل مصداقت اور موالت بانمار ملاطفت نہیں وہ اصل <sup>حقیقت</sup>

نزدیک بالکل آدمی نہیں پست تو کہ می بینی کہ اینہا آدم

نہیں آدم غلاف آدم اندہ اور نوا بجا جب کہ <sup>حرف</sup> و نوصا

بہی مصحف صورت اور لوح پیشانی سی آیات سعادت پوشندی

اور آثار رشد و دانش پر وہی ظاہری <sup>اولاد سید باب انی کا</sup> <sup>کلمہ</sup> <sup>لا یبیک</sup>

و نامی پیام کرنی سی اکثر واقصین اور احباب کو اطلاع ہوئی چنانچہ

مولوی بہادر علی صاحب کہ بہت فضائل و شرافت میں منتخب ہوئے

ہیں اور محمود خان رسالدار اور استاد و حامد خان کہ مردان

ذی لیاقت و شرافت ہیں اور نانا بالو کہ شخص لائق و شہسوار

اور مقرب دربار و مورد الطاف مہاراج میں روز شب منزل اقامت

قد مرنجہ کرتی تھی رفتہ رفتہ ماما صاحب مدارالہام رشتہ اور مہاراجہ

صاحب الامتاق جیاجی راوہیہ اور کوہی خیر پنچہ مہاراج

مدوح فی بمقتضای مکارم عنایات ریشاندہ اور معاضد علم و فضل

سردارانہ کمال بہانہ نوازی سی استفسار چلو گئی احوال فرما کر

اشارہ ملاقات تخیل کیا کہ کیا راقم فی اس امر جہد میں لے لی استفسار



و استطلاع صاحب زبندشت بہادر کی مبارکت مسند بنجامر

جو بین گذارش کروا ہیجا کہ اس اخلاص مند بریا کی ہی ہی

آرزو تھی کہ محفل خلد منزل سی اتباس نور قلمی سعادت پراری

اور اس دولت کی حصول کو جو بیت سرمایہ بخت و کامرانی سمجھتی

مصاحب وقت ایسا اقتضا کرتی ہی کہ مدت میں لانا انست

عظمی کا برقت تسلط و اختیار ملازمان بہاراجہ صاحب

قلمرو ریاست پر موقوف و منحصر رہوی بالفعل خلوص کیش کو

دور و حضور مخلصان با صفاسی تصور فرما کی گوشہ خارج مکرست

مطابری غراموش نفرماوین فقط بعد اسکے نواب صاحب نے تکلیف

بہت تکلف سی کی اچھیں ارباب طلب اور گانی والی چورن و مرد  
 شاہیر کو اپنا کرتی سب کو بلوایا جیسی ہر ایک کو بگوشت توجہ سن  
 اور دہرید خیال سی شہ شہری ملک استماع کیا اپنی اپنی علم  
 محال میں ہر واحد یکنا و بہتر ہا مگر جیسا سب لہذا ناشر معنیان گوایا  
 سنی تہی کہ او کی نعمت و ترانہ سی انسان کو عالم محبت بخود کا  
 ہو جاتا ہی ویا تجربہ میں نہ آیا الا مطربان محالک ہندوستان  
 سب برفق ترجیح کہتی میں بالفضل و کلا نوت اس جا بر اپنا نظیر نہیں رکھتا  
 اور واقع میں اس فن کا بہت پیر اور شاغری ہی بلکہ اپنی زمانی کا نایک ہی  
 ذکر و ہول باع

روز دوم واسطی سیرپول باغ کی اتفاق ہوا حقیقت میں بہت  
 وسیع و پرفضائی اور نہایت سرسبز و دلکش خیابان جس میں  
 اپنی قرین پر سب مرتب و زیبا نہال و اشجار ہر مقام پر شاواہ  
 روشن تمام سبزہ بگائے سی صفا چار دیواری بالکل سنگین و نجسہ  
 فرش زمین سب شستہ و رفته اور ایک عمارت سے منزلہ  
 بہت عالیشان با عرض و طول معقول اور مکانات مقبول اس میں  
 مشمول ہی اور ایک بارہ دری بکمال خوبی و اسلوبی اور مطبوعی  
 و محبوبی دل انیس و خاطر مانوس و مان موج و ہی تنہا کہ باغ  
 بہاراج دولت را وہا درنی واسطی اپنی نشست کی تعمیر کیا تھا

اور او کو اکثر غیبت بود و پشش اور اتفاق در بار سی باغین

رستاخا اور مجلس و محفل ریا نه بی بی بین رستی تپی اور طاقا

صاحبان عالی شان کی ہی اسی جای ہوئی تھی اور اس <sup>نک</sup>

آگلی ایک میدان برفی و فراع افتاده ہی کہ او میں تمام بزرگ

صفوف افواج و عساکر کا زیبا ہی بہاراج دولت را و بہادر اور

جہنگور را و بہادر اس میں جاضری اور موجودات لشکر و سپاہ کی

لبا کرتی تھی اور جنگ میدان مست ہی و نہیں و پکا کرتی تھی مگر

بالفعل بعضی مکانات بسبب کم تو جی آسانی بہاراجہ صاحب کے <sup>سبب</sup>

پڑی ہیں اور وہاں ایک دولا پگھلے و پکا کہ و پسی آلات و تر


کسی رشت کی اپنی دیکھنی میں نہیں آئی جی غوری و بی رشتی ہی  
 کام نہیں دیتا چرس سی باغ میں آب رسائی کرتی ہیں درستی  
 رشتی کی دہستہ پر موقوف ہی اور طبیعت بعضی رشتوں کی ایسی  
 باتوں پر کم مصروف ہی ہے سیر باغ کی مقام پر مروجیت کی

## ذکر زیارات مقابر و احوال نربکان

دوسری روز زیارت قبور و مزارات کا اتفاق ہوا ایک قبر  
 متصل مکان نواب بہت بہادر کی پرنوگزی کی مشہوری مگر  
 کچھ حال و تاب رخ اون بزرگ کی تھقی نہوی مگر اوس مقام پر حضرت

شہنشاہ صاحب مجذوب بڑی ولی کامل اور درویش صاحب  
 مقامات ربی ہیں کہ تمام شہر کی اکابر و اصناف و انکی خدمت  
 میں ارادت و اعتقاد رکھتی ہیں اور بالاتفاق جسیع شرفا و شجبا  
 او انکی کرامت و خوارق پر مقرر و متفق رہی ہیں راقم بھی او انکی زیارت  
 با سعادت سی شرف ہوا فی تحقیق او انکی چشم حق بین سی شان  
 بہت و جلالت جبروتی آشکارا تھی اور او انکی استغراق حال  
 انوار شارق و لوا مع لا ہوئی بر ملا تیر دعا و نثار نہ احابت  
 و دوسرے سیف زبان او انکی تیج و نسی تیر تر اشارہ ابر و گر گشت  
 سیکے کا چہان نگاہ گرم خزن سو بر سر و مہر و جو پرستار

و او دعاف ارکی مولوی بہادر علی صاحب سیستانی قابلِ تحریر  
 و فخر ہیں اور اس شہر میں منصبِ طبیب پر بھی وہی تھیں جو  
 اکثر کتبِ سواکبِ سالک سلوک اور لطیفِ تحقیقین طریقت مملوک  
 سی ایسا تحقیق ہوا کہ جطرح عالم ظاہر میں سلسلہ انتظام کا خانہ و نو  
 دست اختیارِ شامان و الامقام میں رہنمائی اسی طرح جہان  
 باطن میں سرشتہ اہتمام امضای حکامِ الہی پر قدرتِ اولیاء  
 کرام ہیں رہنمائی شہرِ مردانِ خدا خدا نباشند لیکن زخدا  
 جدا نباشد بعد اہدائے حکمتِ شاہِ قانون صاحبِ اویسی خاں  
 مراد بہا یہ بزرگ و نامکی خالص عام سی سناس کہ بڑی صاحبِ کشف و کرامت

اور اب بھی اونکی روح مقدس سی اہل عقیدت کو فیضان ہوتا ہی  
 چار دیواری اور مقبرہ بہت عمدہ بنا ہوا سی اور اوسین اور بھی قبریں  
 اور قبب جو امین مقبری بزرگوں کی بہت ہیں اور دروازہ پتھر کی  
 شیشہ وفات ایک ہزار آیتہ کندہ ہیں اور وہاں ایک چاہ بہت  
 خوش عمارت و ناور بنایا ہی اور اوسکا زینہ تالیب آب ہنچایا ہی  
 اور اوسین صنعت و ثنوت پہرہ رکھی ہی کہ آترونیوالیکو اوسکے  
 کچی اور دھورہ بالکل ثابت نہیں ہوتا جانتا ہی کہ پراہ راست ہے  
 یا نہیں ہوتا ہوں یہ نقشہ اوس مقبرہ کا کہنچا گیا نقشہ  




## ذکر خواجہ محمد عیوٹ کو الیاری

بعد اسکے اتفاق زیارت مزار پر انوار مقتدای زمرہ عالم  
پیشوای گروہ کاملین مقبول حضرت باری خواجہ محمد عیوٹ کو الیاری  
کا ہوا آنکی حالات میں دماغی ثقات و معتدین یوں بیان کرتے  
کہ ابتدا میں آپکی توجہ خاطر اعمال تسخیرات چٹا و موکلات اور  
دعوات کو الب علم کیمبرات میں بہت مصروف تھی چنانچہ ریاضات  
شاق اور مجاہدات مالایطاق سی اس میں بہت کمالات حاصل کیا  
نقل کرتی ہیں کہ ایک بادشاہ راوہ چٹا کا کسی عورت حسینہ کو

فروخت ہوئی اور تائرہ غضب شعل ہوا عالم بخود میں  
 ایک جن دیو قوارہ کو پہچکر صاحبزادہ پریشان شائل کو بخیری  
 و غفلت میں ہلاک کروا دالا جب یہ واقعہ حکمران کو  
 مشکف ہوا تو حضرت کو صدمہ عظیم پہنچا اور نہایت الم روحانی  
 گذرا حال طبش و غصنا کی سی فرمایا کہ انشاء اللہ اس قصہ  
 میں ایک تخم جنات کا پرودہ زمین پر نہ چھوڑ دینا اور اس پر  
 اپنی اسماء جلالی اور اعمال فہری پر مبنی شروع کئی ترتیب  
 رجائیم حریتی موکلات اور تجدید عراجم حراق روحانیات ہزار  
 جنات فوج ہوج اپنی اپنی سرون پر پستاری ہریم کی ملی لیکر خود اپنی حلا

واسطی صحرائین حاضر ہوئی اور اپنی بات سے لکڑیوں کی چٹا چٹا چٹک  
 اوسین بیٹہ کی جانی لگی اور وقت طبقات جہان میں ایک زلہ  
 پڑ گیا اور ثور محشر زمین سے آسمان تک برپا ہوا پھر رفت اعظم  
 ملک و سلاطین جنات اور رب سکون کی سردار و رسل آتش  
 مخلوقات سرعربان پاریہ دست بستہ دل نکستہ آپکی  
 خدمت میں حاضر ہوئی اور بحال الحاح زاری عفو تقصیرات چاہی  
 اپنی غصہ کی شمشیر مہقول کو غلاف صبر و ترجمہ میں میان کیا  
 اور سرخون تند حرام غضب کو میدان انتقام سے مقام تہیم میں  
 عطف عنان کیا اور اونس کی کچھہ عہد و پیمان کر کی بحکم ایلہیہ

الْكَاظِمِينَ الْعَيْتَ وَالْعَافِينَ عَنِ الْمُنَافِقِ اللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ

کہانی انی عصیہ کی اور محسبی الی آدمیوں کی مدد نہالی دوست کہنا ہی یکے کے دوست

سب کو چھوڑ دیا اور پہلے نقل اولی احوال میں مشہوری کہ

کوئی طایفہ اشرا بر سر دارانِ افغانہ میں سی آپسی برسر

عداوت تھا اور اکثر تکلیف دی وائزارسانی میں مشغول رہتا تھا

اور آپ اس کے حتمین کبھی کچھ نہیں فرماتی تھی اور ہمیشہ

صبر و تحمل کیا کرتی تھی آخر ایک روز نوبت قریب پر پہنچا

ناموس خانہ ویرانی کی پہنچی تو آپکی محل منظر ہرات کی کہلا پہنچا کہ

آپ سلم نہایت کو پہنچا ہی اور ستم حدی گدرا آخر یہ تہہ ہاری ریاضات

و محلات کس روز کام آویگی آپ اوسوقت مسجد جامع میں بیٹھی  
 تھی اور بارہ ہزار آدمی نماز جمعہ میں حاضر تھے جس آستانہ کے  
 سنتی ہی آپکو ایک جذبہ آیا اور دم جمع زبان کو تنگ  
 غیر الہی سی تیز کر کی نیزہ انگشت شہادت کا بندہ کیا اور فرمایا کہ  
 افسس یا میرج! تو اس کلمہ کی ساتھ حرکت سبباً بہ تھی اور  
 اوپر بارہ ہزار کی سسر قلم بوی پڑی تھی اوسوقت شہر میں  
 قاطم ہو گیا اور ایک قیامت برپا ہو گئی پھر تمام شہر کی شرفا  
 و روز و سائیکلی قدیموسی میں حاضر ہوئی اور بہت معذرت کی  
 در آمان واسطی آئندہ مانگی شہر چو کر دی باکلوخ انداز بیچارہ

سرخو در ابتدا فی شمسیتۃ شہ نجہ الدین صاحب بالفعل اوکی  
 اولاد میں سجاد و نشین میں آثارِ بزرگی اور علو خاندانی اور بزرگی  
 بہن سی روشن ہتی اور شانِ عظمت و روشنی اوکی بسای  
 نورانی سی میرین راقم پر علم الملاقات بہت عنایت فرمائی  
 اور کچھ رسالی حضرت خواجہ کی تصنیفات سی علم سلوک و تصوف میں  
 مرحمت کی بعضی حالات خواجہ رحمۃ اللہ علیہ اوکی زبانِ دریا  
 ہوئی کہ جس شخص کو اسرارِ حیات کا ہوتا تھا آپ سلام کہلا  
 بھیجتی تھی آویس وقت وہ جن اوسکے قابل سی منع ہو جاتا  
 تھا اتفاقاً سی طرح ایک جنگو آب لی سلام کہلا بھیجا اوسنی ہی جو بہن

و عیسم نسدم کجھلہ ایسا اور مفاہرت و مانسی مکی انکو تعجب ہوا  
 و دوبارہ پھر فرمایا ایسا کہ تم چلے جا و نہیں تو میں آتا ہوں اوسنی  
 جواب دیا کہ جانی بخانی میں بندہ کو احتیاجی اور جواب پشیدہ  
 لالی میں تو بس صریح کرم نما و فرودا کہ خانی خانہ  
 نت شر گر بر سر چشم من نشینی نازت بکشم نازینی  
 آپ سنے بہت متعجب ہوئی اور اوس وقت قدم بچہ فرما کر وانا  
 وار و ہوئی بعد سلام علیک کی اوس سی پوچھا کہ تم اتنا  
 پہانسی کیوں نہیں گئی اوس نے کہا میری خوشی آچو اگر میری  
 نالینین کچھ طاقت و دعویٰ ہی تو آپا و میر کجھی انکو بہت غصہ آیا

اور کچھ نہ بن آیا آخر کو عزیمت برہمنی شروع کی قدرت انہی سے  
 ذرہ اثر پذیر نہ ہوئی مگر رنگ پر او سکی ایک دفعہ پیرگی سی آگئی  
 اور پھر بحالت اسیلے ہو گیا دوبارہ سہ بار او عمل زبرد  
 لڑا اونکا ایک بار ریت ہزار جن کی جسدانیکو کافی ہو وی  
 صد بار پری سوا تغیر رنگ کی ہو گز موش نہوا بعد او سکی پاجاز  
 ہوئی اور اوس جن سی پوچھا کہ سچ بیان کر کہ کیا سبب ہے  
 کہ مہر عمل تجھ پر تاثیر نہیں کرتا حالانکہ مینی وہ اسکا پری راگر  
 تو قدرت قلزمین جا کی چپتا یا اگرۃ زمہریرین جا بیٹھا تو او سکی  
 انوار برکات سی و مان بھی چلی خاکستہ ہو جاتا اوسنے کہا فی الحقیقہ



جیسا آپ ارشاد کرتی ہو اوسین سرِ موزون نہیں جھوٹ کہ آپ  
 عمل پرستی تھی تو مجھ کو معلوم ہوتا تھا کہ ہر طرف الگ الگ ہوئی ہی  
 اور تمام زمانہ عالم نارہو گیا ہی اور کسی جامی اپنی بچاؤ اور نجات  
 صورت نظر نہیں آتی الا فلا فی مقام ہوا ایک درویش کاملین  
 نے نوحی صبح معرفت اونکی انفاس قدسیہ سی آشکاری  
 اور اشہ انقباض نوحیہ اونکی مشرقِ بحرِ بدی نمودار ہو رہا  
 پیریائی اونکا بستری اور تکیہ توکل اونکی زیرِ سر آرام  
 اونکا طیشِ خونِ بسملانہ آور خواب اونکی بیداری چشمِ بدلانہ  
 بوتی درو کبابِ لوحۃ اونکی سی پیدا اور رنک عشقِ زردی

چہرہ صفا بخش اوٹھی بھی سوید اعمال و اوراد اوٹھا آہ و نالہ عاقلانہ  
 اور رور و وظایف اوٹھا فریاد و نوحہ مستانہ تسبیح اوٹھی  
 سبک اشک دیدہ تر اوٹھلا اوٹھا فرس سوزندہ حکمت  
 کلاہ فقر ہی تاجدار می و درجہ ان کرتی ہیں اور گوشہ افتادگی  
 میں سیر نہ آسمان چہرہ پیش چشم عاشقان و درجہ ان  
 بہت قدرتی ذرۃ بی جسم جان و مجکو اوٹھی خدام ذوی  
 الاحترام کی سمیت ہی اور ایک مدت سی اوٹھی جہاں میں  
 عقیدت و ارادت جبکہ آپکی نابیرہ اعمال اور شہاب  
 نقیب جلال میری بارش آتی تھی تو میں اوٹھی زبرد اسیر الی پہاڑ

ہو جاتا تھا اور سایہ اونچی روئی عرش پہنای گا اپنی سر پر  
 کی بیٹہ نہ تھا اوسکی برووت ہی اسکی حرارت کچھ نہیں معلوم  
 ہوتی تھی اور وہ نارمانڈا براہیم کی مجسمہ گلزار ہو جاتی تھی  
 اور میں فقط اسی امتحان کو اس مکان میں آیا تھا سو معلوم ہوا  
 کہ مرتبہ عارفین کا مقام عالمین ہی جو تری اور ریاضت  
 پسند کشتیِ عالمانہ سی محنت نالہ کشتیِ عاشقانہ بہتری اور  
 اب میں جاتا ہوں سلام علیکم و قبلی لہدیم : او و ہر تو  
 وہ حضرت ہوا اور ہر انکی دلچسپی تاثیر پیدا ہوئی اوس وقت  
 عمل اعمال سی توبہ کی اور اس علم کو بالکل ترک کر دیا اور عازل

مقراسی دون مرتبہ جانا اور مردان اہل دلالت سی فیض منت  
اوٹھایا اور سالکان راہ حقیقت سی منزل مقصود کو درپشت

اور اسین ہی اونہونی بہت کمال حاصل کیا بعضی کہتی ہیں  
کہ اوسے کچھ وساطت سی اون بزرگ کی خدمت میں شرف

ہوئی اور اونہیں سی بیعت کر کی فیض اوٹھایا آؤ گانام  
شاہ پیک صاحب تہا شعور و ضہ خلد برین خلوت و درویشا

ما یہ بخشی خدمت و درویشا نت کچھ غلت کہ طلمات

عجایب و ارفیح آن و نظر رحمت و درویشا نت اہل تصنیف

و تالیف سی کتاب جواہر خمہ اور اوراد و غوثیہ بہت مشہوری

اور اس میں بہت قواعد و نکات علم تکمیر و نجوم و جبر و طبابت  
 وغیرہ مندرج ہیں اور دریافت ہوا کہ آپ کی خدمت میں جلال الدین  
 اکبر کو بہت عقیدت تھی اور واقعہ آپ کا اکبر آباد میں ہوا  
 وقت وفات کی اپنی صاحبزادہ عبداللہ شاہ کو نہیں چھوڑ کر  
 اول یہ کہ بعد انتقال کی لاش ہماری گورالیا میں دفن کرنا  
 دوم مقبرہ پر زرخیزانہ یا دشاہی نہ صرف کرنا کہ او میں  
 اجناس حرام و حلال کا ہی سوئم شاہ عبدالغفورست کو بھی  
 باہتمام تمام شہر گورالیا میں دفن کرنا شاہ عبدالغفور کو بابا  
 بکرمعرف کرئی تھی اور سند ان کا حضرت شاہ ابراہیم چشتی

اور یہ تاریخ انکی رحلت کی ہی شاہ عالم کپور مجذوب بہت  
 شاہ عالم کپور مجذوب بہت : آنکہ اولو و عاقبت محمود  
 شاہ عبدالغفور نامش بود : سال نقلش کہ احسن و خوب بہت  
 گفت ہاتف کپور مجذوب بہت : چنانچہ بعد اونی سب صیتیں  
 بجالای اکبری واسطی طیار می مقبرہ کی آمدنی محالات  
 باڑی کی عسکہ مقرر کردی تھیں ہی کہ کئی لاکھ روپی  
 تعمیر مقبرہ میں صرف ہوئی ہوئی واقع میں مقبرہ بہت  
 عمدہ اور سنگین بنا ہی اور قبر شاہ عبدالغفور صاحب  
 شہر میں ہی اور نزدیک مقبرہ شاہ محمد غوث کی باڑہ

اور قبر میان تان سین کی ہے ذکر میان تان سین  
 آونگا احوال ایسا متحقق ہوا کہ اول یہ قوم کی برہمن تھے اور  
 گانی سی کچھ شوق رکھتی تھی اور صورت ہی انکی ابتدا ہی عمرین  
 بیج و نلین تھی ایک روز حضرت خواجہ محمد غوث کی خدمت میں  
 حاضر ہوئی اور اپنی سرود و دلکش اور عظمت جان بخش  
 سی جفا نفس اور قوت روح بخشا خواجہ نے نہایت خوش  
 ہو کر فرمایا کہ تم گاہ گاہ ہماری پاس آیا کرو اور اپنی  
 بہاوی شہین سی نمک نعیمای رنگین سحر خیز دل  
 حزن پر چہرہ کا کر یہ چشم منظور کر کی ہمیشہ حضرت کی خدمت میں لگے

پہاں ہم کہ نہال اعتقاد فی انہی چین دلیں سر بند  
اور گلبن محبت فی حضرت کی روضہ خاطر ترقی مگر ہی  
چنانچہ میان تان سین دین و اسلام پر ایمان لای اور  
انہی سعادت بیعت سی شرف ہوئی بعد چند مدت ایک روز  
ساعت خوش اور وقت خاص میں انہوں نے آپ علیہ السلام  
کو آپ پر روشن ہی کہ غلام کو شوق کا نیکادر جہ  
محال ہی مگر اس کے محال کی نہونی سی نہایت ملال  
اگر حضور میری حقین توجہ و سی دعا کریں تو مجھ کو اپنی ارادت  
صادق اور اعتقاد را سخ سی یقین و اتق ہی کہ اس کی برکت



سیری ناچیں تڑپتی اور تاثیر پیدا ہو وی اور میرا نام بھی  
اس گنبدِ نیلگون کی بلند آواز دہری آپ فی اوتھ

قانون و لکھو دست توجہ سی کوک کیا اور مہر اپ زبانا  
نام ساز ۱۱ سرکون ساز ۱۱

نارِ حمد الہی کو چھیر دیا اور راست آنکلی غم زوای ہزار  
نام مقام از دوزخ ۱۱ نام شہر نام گوش از سنی ۱۱

در کاہِ روح انحرافی بی نیاز میں بلند کیا اور زمرہ میں صفی  
نام گوش ۱۱ نام شعبہ ۱۱ کٹری ۱۱ نام گوش ۱۱

منا کو اوجِ عشرت ابگر حضرت باری میں مرغِ نعلہ سنج فرمایا  
نام شہر ۱۱ نام گوش ۱۱ آواز چھیدہ ۱۱

چونکہ بر بزرگ و کو حک جانتی ہیں کہ ہمیشہ شعبہ دعای  
نام مقام ۱۱ نام مقام ۱۱ سنجتہ ہرگز ۱۱

عشق مقام اجابت پر پہنچتی ہی اور انکی لولے  
نام مقام ۱۱ نام مقام ۱۱

اور نکلے سنات جات پروہ قبولیت کو کہولتی ہی جبکہ صدای اقبال  
نام مقام ۱۱

سنجرہ معنی غیب سی حضرت کی کو سن گزار ہوئی جب آپ مدینہ

میں شکرین مفاہ کو اس قول کی ساتھ اس طرح

عذب البیان کیا کہ انشاء اللہ تم اصول علم موافقی ہر

سب پر فوق ایجاد کی اور عرب سی عجم تک اور سند

خراسان تک مشہور ہو جاو گی چنانچہ دیسایں ظہور کیا

کئی ہیں کہ دوسری ان پر نام دقائقی و خواص اس علم

منکشف ہو گی اور وقت کانیکہ انکی دوزشانی سرور کی

اس ریا کرمانہ نبی جب حضرت فی جہان فانی سی رحلت فرما

تو میان تان بین گوا لیا ری طرف پیشہ کی گئی راجہ راجہ

والی پٹنہ لی انگو سنا تو بہت اعزاز و اکرام سی رکھا  
 اور ماتھی اور بالکی انکی واسطی سھر رکھا اور وقت انگو  
 اپنی صحبت میں رکھتا تھا اور ایک دم انکی مفارقت کو کوٹا  
 نکرتا تھا اتھون نے بہت سی دھرم پڑ اور کبت راجہ کچھ من  
 تصنیف کئی بعد ایک مدت کی اکبر نے جو انکی نذر لکھنے  
 تو راجہ راجہ رکوشہ انکی طلب میں لکھا راجہ کوہر  
 انکی جدائی منظور نہتی مگر حکیم بادشاہی سی سربانی کر  
 انگو بہت احترام و احتشام سی حضور بادشاہ میں خص  
 اور وقت سی میان تان میں باوام الحیات بندگان

شاہی مین سنگ رہی اور ہمیشہ خلوت و جدوت میں بسبب  
اسی کھان بہتال کی مورد عنایات سلطانی رہتی تھی شہرہ  
کہ بادشاہ فی انپر ویکپ راگ کی فرمائش کی حسب  
انہونی اپنی مصرت کی اندیشہ سی انکار کیا مگر بادشاہ فی  
انکار عذر برگزین قبول کیا آخر انہونی بحکم بادشاہ  
ویکپ راگ کا یا چونکہ مزاج ویکپ عار و بایں سی  
اویکے تاثیر حرات سی بتیان چراغ کی جو استحانہ کر تھی  
روشن ہو گئیں اور انکی تمام بدن پر آبلی برگی بادشاہ  
انکی کمال یہ معترف ہوا اور خلعت فاخرہ اور انعام شایان

سرافراز کیا لیکن وہ آملی کی طرح اچھی نہیں ہوتی تھی  
انہوں نے سنا کہ مالوہ میں ایک معشوقہ ماہ نقا پری جہرہ  
دوبستی نام محبوبہ شاہزادہ بازہا ور کہ جمال صورت  
اور جمال معنی میں شہرہ آفاق ہی اور علم موسیقی میں بدیعنا  
اور نہایت ملکہ رکھتی ہی وہ ان آبلوں کا علاج البتہ کر کے  
ہی یہ بہت محنت و آرزوسی بھر اختیار کر کی اور کئی بزم فردوس  
فرین میں پہنچی اور اس جو سبھی صفت کی خدمت روح بخش  
جان نازہ حاصل کی اس طبیب شفا منطب نے بیمار صبیحہ  
سحر اسیر سی بادینی النظر میں دیکھتی ہی فرمایا کہ یہ شخص دیکھا

جلا ہوا سی اور مہارسی اچھا ہوگا اس لب عبوی اعجاز  
سی اس مژدہ کی سنتی ہی انہی جان قالب میں آگئی  
اور زبان پر یہ مقطع حزن کا گزرا شہر حزن از پا  
رہا پس گشتگی دیدم سر شوریدہ بر بالین آسایش  
رسید اینجا پتہ اسکے انہوں فی بیت الحاح و زار  
سی چارہ جو بی بین التماس کیا آوران اشعار میں اپنا  
اظہار مدعا کیا شعرا ہی پستہ تو خندہ زدہ ہر حدیث  
متذہب ہمارم از برای خدا یک شکر خیمہ ز شفق  
حال بن آگاہ کی شود و آنرا کہ دل گشتہ گرفتار کینہ

غرض اوس نگار علی شکار کو انکی حال پر رحم آیا اور اوس  
 زہرہ حسین فی ظنورہ مات میں لیکر انکی اوپر عہدہ شروع کیا  
 بیان کرتی ہیں کہ وہ ظنورہ اوس نازنین کی کانہی پر نہتا  
 بلکہ سہر و جویا رنجی سی صنوبر باغ محبوی روشن  
 بہا یا مینا ی بادہ حسن گلوسوز سانی ماہ و ش سی ہم آغوش  
 ناسید ملک اوسکی برتان پر وجد میں اگر اپنی خیالت چھوڑ  
 سی مثل دولاب کی گرہ پستانہ کرتا تھا اور برج اُبی حمل  
 اوسکی برگشتگری کی ساتھ دریای اخضر آسمان پر مانند  
 حباب کی بخودانہ ناچتا تھا غرض مہار کا مزاج سہر و سہر

بجھو آلاپنی کی انہی آبی عایب ہو گئی اور سوزش بدنی  
بالکل جاتی رہی اور اس قدر غلبہ برودت کا تھا کہ ہمہ سردی  
سی کا پنی لگی سچاں اللہ پست خدا یکہ بالاپست آفرید  
نہ برودت ہم زبردست آفرید کہتی ہیں کہ روپ پتی سوای  
اس حسن و جمال کی شہوار بیدل اور نیر اندازی لطیف  
اور ہمیشہ شکار آہو گھوڑا و دریا کی نیزہ سی کہا کرتی تھی جب بازار  
شکر اکبری شکت کہانی تو ملازمت بادشاہی میں حاضر ہوا  
اسکی عایبانہ کسی فی روپ پتی سی کہدیا کہ بادشاہ شہزادہ  
حسن و خوبی اور وصف علم و ہنر کے نہایت مشتاق ہوا

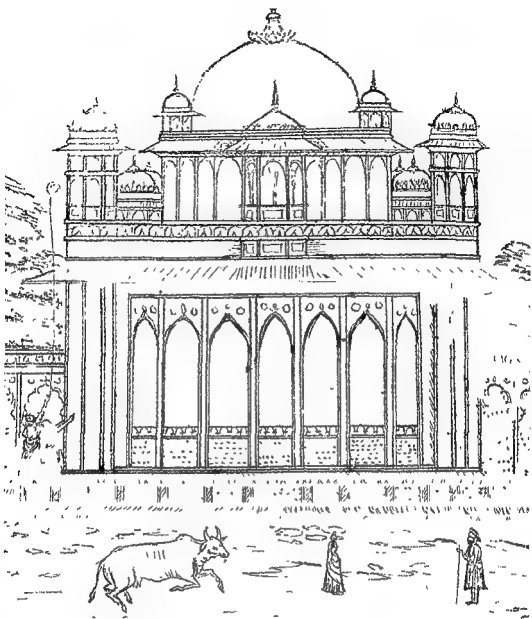


اور باز بہادر کو گرفتار اور بی اختیار کر لیا ہی آخر تجھ کو چھوڑ  
 بادشاہ میں جانا ہو گا اس بات کی سنتی ہی اسکی عزت  
 دیا اور محبت و فانی زندگی کو گوارا کیا اسوقت اس  
 کو پھر دلیری جوہر کان مہر پروری فی سیر کی کہار  
 یا موت جگر کو معدن سبب میں پارہ پارہ کر لیا یعنی  
 قسم الماس سی اپنی نام ہستی کو گنیں حیات سی منہ کر دیا  
 اور بعضی کہتی ہیں کہ افواہ قتل باز بہادر سنتی ہی اس  
 جگر تثنہ داوی حرمان فی آبِ خجری سیری حاصل کر  
 شعر دین حدیقہ بہار و خزان ہسم غوش تہ زانہ جام

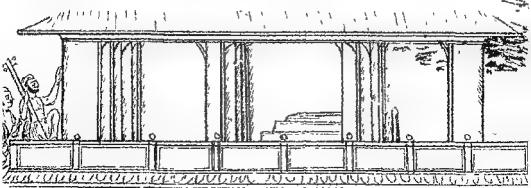
بدست و جنازه بردون است قول هم لوگون کی میده  
بصیرت پر عجب پروانه غفلت هی که سرخوشی صهبای نشاط  
و بنامین ایسی مست و مدبوشن مین که اصلا رنج حمار مویک  
خبر نهین رکعتی با وجود که خوب جانتی مین که حسرت  
و آجاتی هی تو نه با دشاہ کو دیکھتی ہی نہ امیر کو  
نہ غریب کو سمجھتی ہی نہ فقیر کو نہ دولت رکنتی ہی نہ  
ولایت سی نہ شجاعت مانتی سی نہ سخاوت سی نہ برتری  
پراوسکو ترجم ہی نہ جوانی پر نہ حسن پراوسکو مطلق ہی  
نہ زبونی پر حق لوگون کو اللہ تعالیٰ تو فیق و بدست عطا کی ہر

وہ بر وقت اسکو موجود جانکر دل بیاہ دست بکار رہی میں اور  
 مال و جاہ عارضی پر ایسی وابستگی نہیں کرتی کہ بروقت  
 مفارقت کی اسکی حسرت پھیلے اور بڑی غلطی ہی کہ اس  
 علم کا چند روزہ کی تماشائی میں مقام اعلیٰ کو پہنچاؤں  
 قطعہ ووش با عقل و سخن بودم کشف شدہ بروم  
 چند گفتم ای مایہ ہمہ دانش دارم الحق تو سوالی چند  
 حیت این زندگانی دنیا گفت خوابت با خیالی چند  
 لغتم از وی چه حاصل است بگو گفت در و سرو و باالی چند  
 لغتم این نفس کی شود راحم گفت چون یافت گوشمالی چند

گفتم اہل ستم چه طایفہ اند گفت کرک و سنگ شکاری چہند  
گفتم این بحث اہل دنیا چیت گفت یہود و قریل قالی حید  
گفتم اہل زمانہ و رچہ فن اند گفت ورنہ جمع عالی چہند  
گفتم اور امثال دنیا چیت گفت زالی شہد عالی چہند  
گفتن چیت گفت خلیام گفت پندست حبلی  
چہند یہ تاریخ وفات خواجہ محمد غوث کی مخبر الواصلیر  
لکھی جاتی ہی سید الاولیاء غوث سید الاتقیاء محمد غوث  
مرشد چاروہ سلاسل اوست بہمہ راہ شیخ کامل اوست  
جدہ عالی ابو بہنیشاپور نعمت و فیض داد و رونی و نور



پارہ دور ویران مان سین



از مه صوم بود چار و هم که گذشت از زمانه عوث احم  
سال نقش بنصیر رضوان عوث بی لوث زرقم خون  
اورید نقشه مرار حضرت خواجہ محمد عوث گویار اور بارہ

میان تان سین کا لکھا گیا نقشہ



دُرُودِ کَرِ قلعہ کو اِلیا

بعد زیارت کی قلعہ کو ایسا رو دیکھا پہ قلعہ ماہین شہر  
شکر کی پہاڑ پر واقع ہی حقیقت میں یہ قلعہ بہت رفیع  
وسیع اور مضبوط و مرتفع ہی بندی او سکی فصیل کی مہر  
چرخ برین رکھتی ہی آو رہیا د اوسکی دیوار کی سواری گا دیز  
رکھی ہی وسعت میں فراخی دل اہل کرم سی پہا اور استحکام  
میں عزم درست اہل بہت سی حکم تر طاہر تیز مال خیال اوسکی  
بندی گروں محاسن پر نارسا اور اوسکی زینہ کی چڑھا  
سی طاقت او نام انسان آبلہ پاشعربکہ اوج گراہت آج صا رہا

اویس کے جرم سنگ سی ایسی گانائے خوشنما اور تصویر پرست  
 و زبا کتہہ کی ہیں کہ اکثر عوام اویس پر انواع احتمال کرتی  
 اور اویس کو قوت بشری سی خارج جانکر آٹا رصنایل و لوہے  
 جانتی ہیں بالفضل اوس قلعہ میں کچھ تہو رتی فوج سرکار کھینچی  
 بقدر ایک پلٹن کی رہتی ہی اور باقی سب یران و نرانی

سب تعمیر قلعہ کو الیا

و نانی باشندگان تدیم اور یران کہن سال حقیقت  
 اس قلعہ کی اسلحہ دریافت ہوئی کہ عہد سابق میں راجگان  
 سرور کی ایک راجہ تہا موسوم بگوال پان اور وہ اکثر اس نواح میں



واسطی شکاری آیا کرتا تھا ایک روز سب تر و شکاری  
اپنی خدم و حشم سے جدا ہو گیا اور گرمی آنے سے اس پر  
غلبہ تشنگی کا ایسا ہوا کہ کام و دوان میں بھی کچھ آثارِ رطوبت  
اور اس صحرائی لعل و دق میں کہیں نشانِ گونی کا نہ پایا اور  
ایک قطرہ پانی کا سوای اپنی چشم پر نم کی ندیمہا اسی تلاش  
آب میں بصد اضطراب پھرتا تھا کہ ایک تمکھ فقیر کا اوس  
پہاڑ میں اسکو نظر آیا اوس تمکھ کی دیکھنی سے اسکو کچھ اپنی  
زندگی پر تمکھ ہوا اور اسکا دل بیتاب و راسخہ میں تھا  
راجہ فی قریب جا کر اوس فقیر سے التماس پانی کا کیا اوس فقیر حضور

چشمہ مثل حیوان او سکوتا یا راجہ فی اوسمین سی پانی بکزی ندرکی  
 نازہ حاصل کی اور زبان سی حمد الہی ادا کرے پھر اوس نصیر  
 بشری کی طرف دیکھا تو اوسکی دلی گدائی سی بوجی حشمت بادشاہی  
 آتی تھی اور اوسکی جھونپڑی سی شوکتِ قصیر شاہی جلوہ دیکھا  
 اوسکی چشم سیری سی دولت بی زوال مترشح اور اوسکے  
 استغنائی خاطر سی کمال معانی واضح راجہ فی اپنی فرست  
 اوسکی قیامی سی جاناکہ بہت شخص ضرور صاحبِ اکسیری اور اسکی  
 زبانیں ہی یقینی کچھ تاثیر ہی راجہ فی اوسوقت اپنی راجگی  
 طاق بلند پر رکھ کر دست بستہ کچال آداب و لحاظ اوس نصیر کی

خدمت میں عرض کیا کہ شعر ای کلاہ بادشاہی راست بریاں  
تو : ناچ شاہی رفسہ و غزل گو بردارای تو : عرض حیات  
درجیم حضرت محتاج نیست : را رگس مخفی غائب بردارای تو  
بحکم عرض فساد و نا آغازی آوریم ہر احترام  
سی گڑا چاہتای اگر اپنی توجہات سی کوئی چانول ہر خاک  
عنایت کر تو کیا تعجب ہی کہ تمس جو داس خاک کا چند نو  
اس بو تہ خاک کہ ان دنیا میں مانند زرخاں کی قبول بازار  
صحبت کامل عیارانِ صحت اعتدال کا ہو جاوی اور بادشاہ  
شکر اس احسانِ جان بخشی کا بجان دل ادا کرتا رہی : شعر

انچہ زرمیشو واز پر تو آن قلب سیاہ کیسپائیت کہ از صحبت  
مرد و نشانست فقیر کو او سکی عجز بیانی اور طاعت سانی  
اور آداب تحریر و عذوبت تمہیدی دلبر اثر ہوا اور نخل کا  
قفل ساتھ کلیہ ترجم کی کہو لکرا ایک پوڑیہ اکسیر عظم کی  
راجہ کو عنایت کی اور کہا کہ برابر ایک برج کی برج  
اسین سی تو کہا لیجو اور جو باقی پچکی اوس سی کئی بڑا بن  
طلای احمد بننگا اوس سی تو اس کو ہر ایک قلعہ بہت  
بڑا سنگین اور مضبوط بنا دیجو کہ میرا اور ترانام یاد گاری  
سعد و ارا زمین پہ نہ بہام رنگیا مرد و نکا آسمان کے نام رنگیا

اور یہ ہی تجنی نصیحت کرتا ہوں کہ جس کام کو اختیار کری اور  
اوسکا انجام سمجھ لیجو اور جس کار کو شروع کری اوسکو اختتام  
پہنچا دیجو اگر ان دونوں باتوں پر عمل کریگا تو تیرا نام کا نام  
عالم میں ساتھ ہو قوت و کوتاہ اندیشی نہ لکھا جاویگا اور  
ذکر تیرا حکایات کم بہت و تلون فراوان نہیں نہ کیا جاویگا  
پست زعم و فاگر نہ بھی عنان شوی دوست اندر دل  
دشمنان غرض راجہ فقیر سی رخصت ہو کر اپنی گھر آیا  
اور جیسا اوسنی کہا تھا ویسا عمل میں لایا اور گویا راجہ  
میں اس طرح مسطور ہی کہ تین سو تیس سال عہد سلطنت ہو کر جاوے

گزری تو راجہ صوٹ سین کہ او سکو سو ج پال ہی کہتی تھی  
 رت چہیس برسین بموجب اشارہ کو الیاء نامی جوگی کی  
 بہ قلعہ بنایا آو صد سال او کی اولاد و احفاد کی  
 پاس رہا پتر شہ جری بن سلطان شمس الدین التمش والی  
 وہی فی شکر کٹی کر کی ایک سال بن مفتوح کیا جسے قصہ  
 و تصرف اہل اسلام میں رہا فقط



ذکر ملاقات حکیم وارث علیخان صاحب داماد صاحب

بعد اس سیر و تماشائی کی شام کو مقام پر مراجعت کی اور

ارادہ ہوا کہ صبح مع الخیر یہاں سے کوچ کر کے پیشتر روانہ ہو جائے

اس اثناء میں خبر پہنچی کہ حکیم وارث علیخان صاحب کہ بڑی

طیب کامل اور حکیم عارف ہیں اور تمام راجستھان میں

سب طبیبان پر اعزاز و اکرام میں تعلق ہیں ابھی جہاں سے تشریف

لای ہیں جو کہ رقم بھی اور نئی فضائل و کمالات سن کر

مشاقق تھا اس اتفاق حسنہ سے طبیعت خوش ہوئی

صبح کو حکیم صاحبی منزل رنجور شتیاق کو اپنی رقم بھی شفا خانہ

پہمائی فرما کر شربت ویدار و معجون ملاقات ہی متعطل شان تینہ عورت  
 کو تفریح قلب قوت روح بخشی اور جوارش صحبت و مفرحات  
 کلام ہی ماندگانِ سر کو تقویت دماغ و تسکینِ طبیعت عطا کی  
 اور بعض نسخہ بھی اپنی طبع زاد موافق مزاج خف کی عیادت کی  
 ہر جز و اوستکا نافع ہی کل امراضِ جسمانی کو آور ہر او ویرا و  
 مانع جملہ عوارض روحانی کو واقع میں حکیم صاحب کی قانون حکمت کے  
 بسمِ محمد ازل کو شرح کرنا محض مایخو لیا ہی کہ آدنی و صفِ فہم  
 و دکامین زہن جالیسوس و بطلیسوس بھی نہیں پہنچتا اور آدنی  
 و سبب العسلاج کا ہم علیم عقلمو کو بیان کرنا صرف جہون بودا



کہ اونکی ستائش شخصِ سامین فکر، عقلین و بیناں ہی  
داخل نہیں دی سکتا شعر فقط نہ شہرہ حکمت بختی نام  
داشت \* خبر حرکت نبضِ فلک پر دم داشت \*  
بعد مجلسِ چاند ساعت کی تشریف لیگئی آورد دوسری روز  
پہ قدم رنجہ کر کی سخنانِ فرحت اور اسی صندل صُدا  
اجتاف نہ مایا چونکہ حکیم صاحب کا اعزاز و احترامِ جملہ ریاست  
راجستان میں مشہور و معروف ہی اور سب جی بہاج  
بھی انکی استقبال کو تا بیرون شہر آیا کرتی تھی رام بھی  
تیسرے پہر کی وقت بطریقِ باز دید کی حکیم صاحب کی مکان پر گیا

بہت اخلاق و مہربانی سی پیش آئی اور ایک دُنيا  
 باقوتی کی رسم تحفہ لطف فرمائی اونی خستہ ک  
 فرود گاہ میں آیا کہ اس عرصہ میں شب کو نانا بابا کو کھانا  
 ذکر سابق میں گذر چکا ہی وہ وارد ہوئی اور ماما صاحب  
 مختار الدولہ مدارالمہام دیوار و جا و سوبہا و فریو خلیج  
 کی طرف سے محال اشتیاق ملاقات بیان کیا راقم نے بہت  
 عذر کیا اور کہا کہ صبح کو کوچ تقرر پا گیا ہی اور صاحب  
 از بدست بھادور کی یہی ملاقات رسیونکی واسطی اجازت  
 نہیں ہی اور قطع نظر ان باتوں کی میں سنا ہوں کہ ماما صاحب

بہت وسیع الاخلاق اور عظیم الاثقات ہیں اور لوگ یہ خواہات  
اور توفیر موالات میں بہت استعداد و اختصاص رکھتی ہیں  
بس تحقیق ہی کہ ایسی شخص بسبق سی ملاقات کرنا اور چند روز  
اوسکی صحبت و اخلاص سے بہرہ وافی اور نصیبہ کافی  
نہ جسے کرنا ناقص و نافع حسرت اور رنج مہاجرت و پسر  
پہچاننا ہی شہرہ جو بہ دادن بروی یا چہ سود کہ در آن  
لحظہ کہ دانش پرورد اگر زندگی ہی توالتا رہے تو بفرمانع خا  
ملاقات ہوگی کہ جس سی دل کو اور آنکہہ کو بھی سیر حاصل ہو  
جب کہ نانا یا پوئی یہ تقریر معذرت تصور یا صاحب کی رجو

اس طرف سے بیان کی تو آونہونی پر جواب میں کہ ہلا ہوتا ہے کہ  
 سخن آپ کا جواب ہی اور مصلحت میں صواب لیکن آپ نے  
 نہیں سنا کہ علم شی بہ ارجہل شی ہی اور معاشرت ہی  
 یکایکت بہتری غیب سے حضوری افضل ہی اگرچہ یکے  
 کا راز اور راز بفر و انگن و لغت را بہ نسبت کہ ان  
 ہماری فرط شوق سے بعد ہی طلب الكل فوت الكل کیا  
 معلوم ہی کہ کل کیا ہو گا شھر ساقیا عشرتِ امرو ز بفر و  
 مضمون یہ یازد یوان تصاخط امانی نہیں آر اور جواب  
 ہمت یہاں کو ہی اس بات میں کیل و متوسط کیا آونہونی ہی ہے

چھاوینی رزیدنشی میں کہ گواہیاری و وکوس کی فاصلہ پر  
یہچاویا اور جو ساتھ چند رفا کی مقام پر متوقف رہا  
پہر بر وقت مقابل ہوئی ہنگام موعود کی نماز ظہر ہی فراع حاصل کر کے  
سوار ہوا اور اسی باغ دوستی آغاز میں داخل ہوا کہ ماٹا  
بھی فوراً مع اپنی صاحبزادہ سعادت اطوار آور مصاحبین  
عزت آثار کی تشریف لای بیکل میں اتفاق ملاقات کا ہوا  
حائبین سی اوس بزم اتحاد و سرپا نشاط اور محفل واد و سراسر  
ابساط میں بہت دیر تک دورہ جامع باوہ گفتگوی دوستانہ  
اور گردش ساغر حقیق سخنہای محبانہ باگز کہ بخت نکین ہو بختی

اور نقلِ لطائفِ شیرین موکدِ بجا لگی ہونا رما آجوبِ حضرت کا

مذکور آجاتا تھا تو بہ شعرِ بحال او کی زبان سی نکل آتا تھا شعر

غنیبتِ شعرِ صحبتِ دوسنان کہ گلِ بجزِ وزبت در بوستان

غرض ما صاحبِ بہتِ مزہ و ہوشیار و عقل اور بڑی لیس

و خلیقِ معلوم ہوئی اور نکی انتظامِ استقام سی کیو شکایت

و ناشکر نہ سنا الا ما با پیشہ پر او کی ماہی سی بہت

اور صاف زبان برداریِ تفصیلت کو او ہونی کا فرمان

استات کی ہوا او کی جو رستم سی کیو در و نالان نہ پایا

اور اہلکارِ خوبی و رسائی ہی کہ خیر عایا میں بہتری آقا اور رضا

وہو نہ تارہی اور اسی سعادت سی اپنی نیکنامی اور دعائی ترقی  
عمر و دولت خداوند نعمت حاصل کرتا رہی پست شود عمر شان  
عاجز نوازہ بکوتایی دست ظالم و راز لعل کتب تواریخ میں  
مرقوم ہی کہ خواجہ نظام الملک وزیر سلطان الپ سلطان  
سلجوقی علوم ظاہری اور فضائل باطنی می پیشوا می اختیار اور  
عقل و دانش و فہم و فراست میں آصف بر خیا تھا کہتی ہیں کہ چنانچہ  
دیوانی اور منصب وزارت میں ہمیشہ خالیف و ترسان را کرتا تھا  
کہ مبادا کوئی حکم مجسی معاملات ملکی اور امورات دنیوی میں  
صادر ہو جاوی کہ خلاف احکام الہی اور برعکس شریعت نبوی ہو

اتفاقاً ایک بار کچھ مال تحصیل مملکت سی کسی عامل کی طرف  
 باقی رہ گیا تھا کہ وہ فوت ہو گیا اور کسی املاک و جاہدان کو  
 دریافت کیا تو ایک باغ اپنی تصرف میں رکھتا تھا علم  
 اس کے ضبطی کا وجہ ادائی زربالقامین صادر فرمایا بعد چند  
 روز کی اس کے اطفال خور و سالنی فریاد و تظلم سراپا کیا  
 کہ یہ باغ ہم کو میراث مادری پہنچا ہی اس کے کاغذ اسناد  
 ہماری پاس موجود ہیں یہ حاصل حق و ملک ہم کو ملنا چاہیے  
 ورنہ قابل ضبطی کی نہیں ہی وزیر نے اوس وقت وہ باغ  
 گدشت کیا اور ان اطفال کی قبضہ تصرف میں دی دیا لیکن



زمانِ ضبطی میں چند خوشہ انگور کی صرف کاشتکاران شاہی  
 اگی تھی اور موٹھی واپسی کا خیال دہن سی جانارہا تھا ۔  
 نہ اون بیچاروں کی کچھ اوسکا دعو کیا تھا خواجہ نظام  
 لکھتا ہی کہ بعد چند روز کی مین خواب میں دیکھتا ہوں کہ عرصہ  
 قیامت کا ہر پائی اور محب کو مولاں عقوبت و عذاب  
 بحال عتاب خطاب کشان کشان طرف صحرائی جہنم کی لہی  
 جالی میں اور کہتی ہیں کہ تو کیوں مال تھوٹکا باطل کیا  
 اور حق عاجز و نڈا ریل یہاں تک کہ ایک سناک سبب  
 ہولناک کی کنارہ پر بچا بولسکی اور جاہلی تھی کہ مجھ کو اوشاکر

اوسمین ڈالین کہ اوس فقر عینی کی تاریکی بہت سی میں پہنچ  
اوشا اور فریاد میں کی کہ برائی خدا یہ کیا جانی ہی آواز  
آئی کہ یہ ویل ہی اوس نعرہ خوف سی میں بیدار ہو گیا تو تمام  
بدن میرا عرش سی تہا تھا اور کی روز اوس عمارت پر  
مار کی بہت سی بیمار و صاحب دہان رانا لکڑی صبح کی وقت  
اون بستیوں کو بلا کر بہت عذر کیا اور عرض میں اون خوشہ  
انگور کی بہت مال و زردیا اور انگور راضی او خوش کیا  
شکر شکست شیشہ والا لکڑی صدای نیت کہ ابن صد  
بقیامت بلند خواہد شد جب کہ وقت عصر کا ہوا تو صاحب

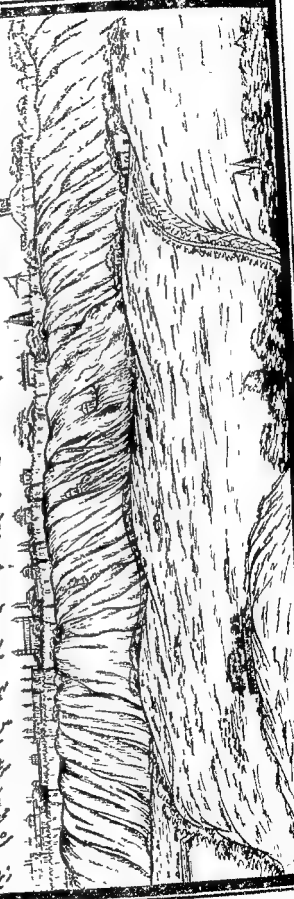
بڑی کی کو خزان ہونی لگی طنین سی رسم عطر و بان عمل میں آئی  
وقت سوار ہونی کی ایک گھوڑا اور ایک شمشیر گجراتی  
نانا بابا کی معرفت ہمراہ کر دی ہر چند انکا کیا کہ اس وقت  
اسکا موقع اور محل نہیں اور ایسی رسمیات رہسین طنین سی  
واقع میں آیا کرتی ہیں اور یہ صورت بسبب جدیدگی کی اس وقت  
ظہور میں نہیں آسکتی کی طرح غرض پذیر ہونی رفقای نصین  
نی کہا کہ یہ امر اونکی موجب از روگی کا ہو گا اور معاوضہ کی  
سو وقت ممکن میں ہر صورت قبول کرنا چاہیے مگر پیر اونکی مدد  
والیہ پیر اور تحفہ بی نظیر کو مقبول کیا اور بعد رخصت ماما صاحب کی

کچھ خدمتگار و چو بد راونگی واسطی سلام کی حاضر ہوئی تھی اور  
میں دس اشرفیان اونکو دلو اگر رخصت کیا اگر جہاں صاحب  
ملاقات اور اونکی اخلاق سی دل بہت خوش ہوا مگر اونکی عاصہ  
لاحضہ استفا کو دیکھہ کی نہایت رنج و قلق ہوا آخر چاروں  
میں انکراونکی واقعہ وشت اثر کی خبر سنی بہت غم و الم اور  
و افسوس ہوا سحر پر نوعمر چہ غبت کہ در بر ہم وجود بہ ہم  
فرہ بر عمر زوقی خاموش بہت بہت شبہ ماما صاحب کی



وٹالشی سوار ہو کی چھاو نی رزیدشتی میں اگر مقام کیا چند روز  
برابر کو البارین اتفاق رہی گا ہوا غرض شکر گو البار  
ہست اچھا اور آبادی اگرچہ اشیاب قسم کی دمان ہم  
پہنچی میں مکر صنعت صباغی و عالمی رنگ بر بہت خوب چائی  
کیر کو ہر قسم کا شوخ و نیم رنگ خوب رنگتی ہیں اور اکثر  
خاص عام رستان میں سوای دگر رنگین کی جیت وغیرہ  
ہیں پہنچی اور آلات اپنی ہی بہت میسر آتی ہیں اور جب  
کہ سرکار انگریزی کو دمان مداحیت ہوئی ہی تب سے ان کے  
و خون اور مسیت خانہ جنگی بہت ہی نقشہ <sup>تقسیم</sup> رکھنا شروع کیا اور یزیدی پہاڑ

کتنی میں کہ یہ قلعہ سترہ سو سال سے تعمیر میں ملتا  
موجود تو فی فی بڑی خوش ترانچاں بود  
انترانچ کی بنا پر سترہ سو سال میں تعمیر  
سلطان کہ باغی بنویں و اسرار کو وایا  
حاکم گردانیدہ سلطان کس اس میں بخش  
اسو موقوف کیا اور ایک صوبہ مستقل قرار  
مید پر بس کی پر خود قلعہ سو گئی  
میں سلطان پر اسم لودھی فی محاصرہ کر  
کمال شہت سی فتح کیا پر باغی بند کو  
سور کہ تہا یون کی پاس بند برکت  
سارن کی شیر شاہ قلعہ سوار باغ  
حب تہا یون ہندوستان پر دست  
یو تو ایک مدت ملا میں خفاہ اسکو  
اور باغی تہا واسطہ قلعہ خفاہ مقرر کیا  
خفاہ مملکت تہا یون کی یہ قلعہ کمی عورت  
فی قبضہ میں آگیا پر تہا یون و نون  
ہندو فی چین یا ادس عورت تہا  
ہندو گاری پیر نام صاحب بہادر کے  
یہ قلعہ پر سو گئی آخر کوشہ اس میں  
بہا بی سندیہ فی محاصرہ کر کی اپنی اہلیا  
میں یا بھر سترہ سو سال میں کر  
مزارت صاحب بہادر نے اس قلعہ کو  
موجود کر کی مجید شہر ہمارا اس قلعہ بہادر  
سترہ سو سال واکر اسٹ کیا انہوں نے  
زیر قلعہ شہر بنا کیا اور اپنی بود باغی





ذکر کوچ از کو ایسا در رسیدن به حوله پور  
غرض شب کو چسب دنی رزیدنی میں منزل کر کی بجو بجای  
چهار و ہستم شہر ریح الاول چھاوینی سی موضع چھو نہ میں کہ  
اٹھ کو سن کی فاصلہ پر ہی مقام کیا صبح کو دہانسی کوچ  
کر کی چلے لو چھو نہ سی دہول پور تک راستہ میں  
اکثر آبادی اور زراعت دیکھنی میں آئی زیر دہول پور چھو نہ  
بہت عمیق جاری ہی بسبب شکستہ کشتی کی او دہری  
عبور ناممکن تھا اس واسطی میں کوس کا پیر کہا کر براہ پایاب  
دو پھر کی نزدیک دہول پور میں پہنچی وہ ایک حصہ مختصر ہی ایسا



شکستہ و کہنہ آور باز از علیظ و گندہ لیکن راجہ صاحب

دہول پوری جانب مشرق کو ایک چھاؤنی نی آباد کی

اور اس میں بہت مکان سنگین اور محال و گزین بنائی ہیں اور

ایک باغ ارم این باروشہای نچتہ و چمن را شکفتہ مع کو

خلد قرین باکمرای ہوا و درجہای نوحہ آثار تیار کیا ہی وہ کو

بیضا نمط اوس باغ کی وسط میں گویا آسمان میں نو فام پیاہ و

معلوم ہوتی ہی یا تارکی سایہ درختوں سی او سکی سفیدی نور <sup>القدر</sup> لبتہ

مفہوم ہوتی ہی وہ کو ٹپی مگر پتی ہی حدقہ حدیقہ گل و باسن کے

یا چشم و چراغ ہی اوس باغ رشک عدن کی کوئی ایکوناک کہنا

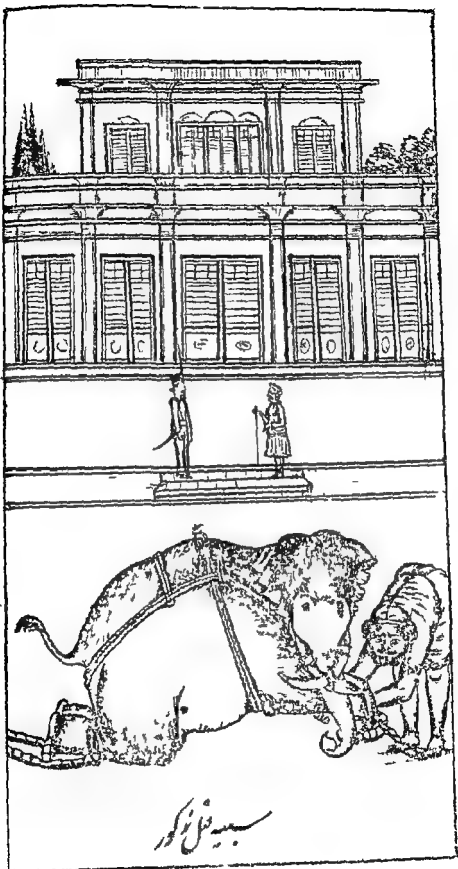
چہرہ ناظرہ بوستان کی اور کوئی اوسکوناف بھتائی شکم محبہ  
کستان کی سوای اسکی اور عمارت ہی بنتی جاتی ہی مگر آجہ  
صاحب کے رہی کی یہی کوٹھی کہلاتی ہی اگرچہ اوس کوٹھی فلک  
منزلت میں اسباب پیشہ آلات مانند کواکب انجم کی ہستار  
مکملی ترمیمی بی نظمی سی مثال کوثر شکستہ کی ہر طرف اتر و منتر  
پرائی اور اوس باغ کی پس دیوار ایک باوری عین  
و ناظر کار با عمارت نیک آثار و آب خوشگوار قابل دیکھنی کی  
دیو لا راجہ صاحب مقبرہ ایک کچنی کا تیار کردہ تین کہ طبعی  
اوسکی لولی فلک سی باتین کرتی ہی اور اوسکی پیادہ ہاتھ

پہنچا دی ہی حقیقت میں راجہ صاحب کا نام طوائف نامہ میں  
 اس کام ٹیک انجام سی ہمیشہ جتا بیگا اور جو خاص کام دیگا  
 وہ صلوات اللہ پہنچا کہتی کہ راجہ صاحب کو اس عورت سی  
 طحال محبت ہو الفت تھی اور نہایت موانت و مناسبت ۔  
 جن امور میں اوسنی انکو دھی کیا تھا اپنی منتھکا و فاداری  
 سی سبکو ادا کیا قریب چار لاکھ روپی کی اوس مقصرہ کی  
 تعمیر میں صرف سو چکا ہی اور ابھی مدد جاری ہی اور انہی نفس  
 نفس جو و خاص سی اوسکے اتمام تعمیر میں مصرف ورتی ہیں  
 اور تمام روز نشہ میں رہتی ہیں اور دربار ابھی ہی تعمیر کی ہیں

قول اللہ تعالیٰ فی اس مٹ خاک انسان کو در پست حیثیت  
اور ملک ملت پر محض واسطی امتحان عقل و دانش و راز و کما  
دیانت امانت کی منصرف کیا ہی اگر آسنی سارہ مد عقل  
سالم کی فضوی و اسراف سی حیانت کر کی حق و باطل میں  
استیاد کیا تو او سکوا مالک حقیقی فی خلعت ارتقای مدارج  
اور العظام ارد یا دشت سی معزز و سراز کیا او بھ اپنے  
امانت الہی کو خواہش نفسانی ہی برباد کیا اور حقوق عباد  
کو بوجہ تلف کیا تو عزل منصب عتاب عنبت میں گرفتار  
شعر از حیانت پر و خیالت مرد و ان خیالت پر نچ پاشد

عرص اس تہید سی پیر کہ نہ مال و زر کوشت سی و فینہ میں  
 مقفل رہی اور نہ رند یونکی مقبر و عین لاکھوں روپی ضرر  
 اور راجہ صاحب کی فیضان میں ایک ٹاٹی بہت نادر  
 فلک پیکر دیکھا کہ اوسکی خط شرف پشانی سی شوق سہانی  
 خون حسرت میں غوطہ زن رہتی ہی اور اوسکی نقشہ بند  
 جبین سی شمع شب بد اخلاقت سی ثہوری ثہوری ہوتی ہی  
 وہ سرخ یتکا اوسکی مانتی پر کو یا شقایق نعمان فی عارای  
 سر نکالای پاکہر لسنک موسیٰ میں یا قوت احمر کو پیہای  
 اور ندرت نازہ او میں پیرہی کہ دانت اوسکی اس طرح بشکل چلیپا

ایک دوسری پر واقع ہوئی ہیں کہ کو یا کسی نازنین  
پریشان گیسوئی اگر آئی یسین میں مانتہ بندہ کی میں چاہک  
ما انصاف فی کسی بوی کی ساعدین کو حلقہ کمر دلو کیا  
یا باغبان قضا فی دوشاخ نستر کو شجر سبیل میں  
بہج و تاب یابی نہیں نہیں صبح صادق فی شب  
گریزان کو اپنی کوئی پھر لیا ہی یا ہرج و مرج و لو میں دو کو کب  
دو دن کو اتصال جسمانی ہوا ہی واقع میں اس طرح  
انت کسی باقی کی دیکھی میں نہیں آئی حجب  
تصویر او سیکے ہی



سید فضل شاہ

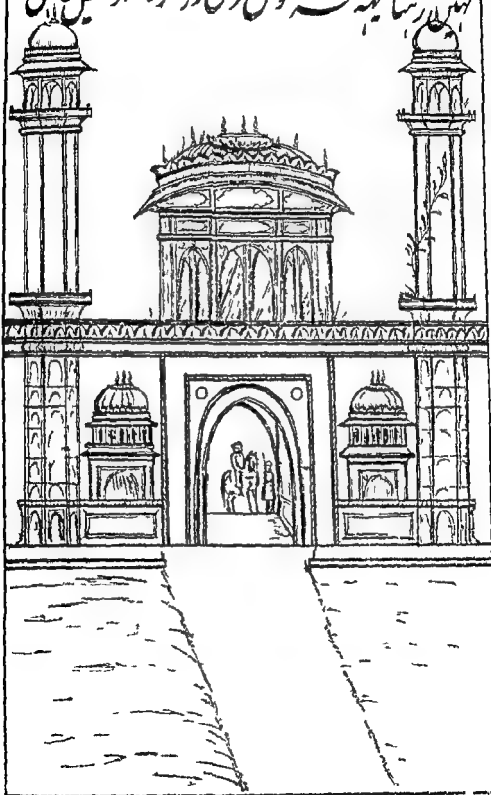
عمیل خیر حسن

ذکر کوچ از دہو پور و روانی بہت اہم تھا

و ہول پوری کوچ کر لی جا جو متعلقہ الیکٹریسیٹی کے ذریعہ  
واقع ہی مقام کیا و مان ایک سرای بادشاہی زمانہ قدیم  
ہی ہوئی ہی کہ اس کے در و دیوار و برج بارہ کی بہت ہی  
ورسٹینی اور خوش تعمیر ہی اور پختہ کو دیکھ کر ایک قطعہ  
ستحکم و مضبوط تصور کیا جاتا ہی اور اس کی اندر ایسی سہت  
و فراخی ہی کہ بازار بھی بہت ہی پھان ٹھٹ کہ اس چارہ  
واسطی جانور و مکی بہتر و ارزان بہم پہنچا اس ہی آگے کاہ چارہ  
تنت گرائی دیکھی حتی کہ گہری بدل ہو چہ ہو کی نہ کہاں



اسی تکلیف سی اگر آبادین کو بی رسالہ یا تو پختانہ اسپے  
 نہیں درستیا یہ نقشہ اوس ہرا کی دروازہ اور فصل کا سی \*



عسکر بخش مصور

صبح کو جا جو سی جو بسمت اکبر آباد کوچ کیا تو سب کو سر  
اسطوت اکبر آباد سی نشان میل کی معلوم ہوئی یعنی کیا ہے  
لوچ سنگ طویل کا ہریل پر ایسا وہی اور اوہیں  
و فارسی و انگریزی ہندی کتہہ بن آوس میں منافر کو  
معلوم ہو جاتا ہی کہ کس کا مقام سی بہہ مقام اسی میل ی  
بہہ طریق پیشتر سندوستان میں نہ تھا مگر شاہجہان بی  
انگریزی تا بہ لاہور ساڑھی تین تین کوس پر ایک ایک  
اور ایک ایک چاہ سر شاہراہ بنایا تھا لیکن شریک  
بہت آسان اور مسافر کو اس میں خوب اطمینان ہی اکبر آباد

سی تا بہ ہو گا تو ایسی ہی پھر کرے ہوئی ہیں :

## ذکر داخل شدن اکبر آباد

جبوقت شہر اکبر آباد میں داخل ہوئی تو اول سڑک پر  
برف خانہ ملا اوسی دلو بہایت خنکے ہوئی اور  
حرارتِ راہ بالکل زایل ہو گئی اوس ہی آگے نو مٹلی کی  
چھاؤنی بہت عمدہ اور پر فضا واقع ہے اور سوای چھاؤ  
کی اور صاحب لوگوں کی بہنکی شہر کی گرد اگر دہشت موزوں  
و خوشنمائی سی بنی ہوئی ہیں چتھر کو اندری دیکھا  
کہتی ہیں کہ پستہ بہت بیان تھا اب کئی سال ہی بسبب

صاحبان عالیشان کی اور رنجی سی لفتنت گوئی اور  
لی تو کثرت عملگان کبریٰ صدر وغیرہ و کما تپل و قمر  
انگریزی و فارسی کی بہت آباد ہو گیا چنانچہ فقط ایک فتر  
تیریزی میں دو سو انگریزی نویس موجود ہیں اور اس طرح  
اور کچھ یونین بھی بہت صاحب لوگ اور کرائی و تنگانی  
اور ہندوستانی متعلق سرکاری رہتی ہیں اور مدرسہ  
سرکاری میں بہت لوگ علم انگریزی اور عربی اور فارسی  
پڑھتی ہیں تحصیل علم کا چرچا اکثر ممالک ہندوستان سے  
جاتا رہا تھا عمارتی صاحبان انگریزی ہی فیض محسوس

جاری ہوا ہی قول جسکو تائید و توفیق الہی شامل ہے وہ  
اس سعادت و خوشحالی سے بہرہ یاب ہوتا ہی حقیقتاً انسان  
اور حیوان میں فرق عدم و دانش کا ہی اگر انسان اس کمال  
سی مشرف ہی تو درجہ طلبکہ پر فوق لیجاتا ہی تو اگر اس کو  
سی آدمی محروم ہی تو حیوان و جمادات سی اشرف ہی پست  
کسی را کہ شد و رازل بخت یا رطلب کردن علم و اختیار  
سرا انجام جابل ہسم بود کہ جابل نگو عاقبت کم بود  
اول اس شہر کی بازار و نکاشادہ کیا مسجد جامع بازار  
اکبر آباد شروع ہوتا ہی دو طرفہ دکانیں بچتہ اور سنگی واقع ہیں \*

اور پچی دکانوں کی بد روختہ واسطی اخراج آب باران  
کی بنی ہوئی ہی اور سرکین بازاروں کی بہت مصفا  
اور پاکیزہ رہتی ہیں اور ب بازاروں کی کناری بازار  
میں جیسی رونق و آبادی ہی ویسی کشمیری بازاروں  
میں نہیں ہی اور بعضی گلی گوچہ شیب و از میں بھی ہیں  
اور اس شہر میں عمارات قدیم و جدید و چتہ و خام نکزلہ  
و د و منزلہ سنگین و حشتی و محالین و چوبین بر قسم کی نظر  
آتی ہیں و ایرانی و خرابی بھی اطراف میں بہت افتادہ ہیں  
سب جامع اگر آباد کو دیکھا بہت وسیع و دلکش ہی اور صحن

و عمارات اوسکی نہایت پرفہنا تھے مسجد تعمیر جہان آرا ہیکم  
دختر مسومی شاہجہان بادشاہ کی بی بی طول اوسکا ایک  
تیس درعہ اور عرض سو گز صحن اسی گز اور میں گنبد  
اور پچاس ایوان اور عمارت بخت ثالث گرد محراب دروازہ  
اندر و نی کی سنگ مرمر پر مرقوم ہی لکرایم عبد مرشد و جاش  
مین ضربات کولہ توپ سی کہین کہین سی شکستہ ہی اور عمارت  
مسجد بھی جا بجا سی منہدم ہو گئی سرکار انگریزی نے اوسکی  
میں سی فرما کر کتبہ اپن مسجد شریف خدا پرستان  
روی زمین را و مسجدیت منیف حق شناسان عبادت گاہ

خضریت نور افزا دیده دوران طاعت آمین را مسکنیت  
ملک عارفان حقیقت بین را که بر افر فیض القدر لایاب  
ملک جناب خورشید احتیاج سیده نثاران صاحب  
نشان دوران ملک جهان مالک گه جان ناموس العالمین  
اعز اولاد امیر المومنین جهان آرای یکم در عهد سعادت  
صاحب عصر دانی و هر ظل ظلیل حضرت سبحان خلیفه خلیل  
ایزدستان باعث امن و امان بادشاه هفت اقدیم برآورده  
تحت دیریم حارس ملک و ملت قوام جور و بدعت بادشاه  
بین پناه شهنشاه حق آگاه منظر کرم و چو درگزیده حضرت معبود



فرمان فرمای بحر و بر و آودہ عدل گستر را فتح لوا می برو  
 احسان ملا و چہان و جہانیاں متقن قوانین رعیت پروری  
 و پروردہ نوازی ابوالمظفر شہاب الدین محمد صاحب قرآن ثانی  
 شاہجہان بادشاہ غازی مبلغ پنج لکھ روپہ و عرصہ  
 پنج سال فی سیمہ ہجری صورت انجام پذیرفت امیر و بی نیاز  
 و داور بی انباز این بنامی فرسید چون پست المعمور مایہ  
 و این اساس مسیح را چون کاخ فلک بر قرار و ارا و فقط  
 اور فی الحال اس شہرین کو بی امیر و رئیس سوای اہل حرفہ  
 و اہل عملہ کی نہیں رہا اور اکثر اولاد شرفائی قدیم کی نسبت

سب بی روزگاری اور بے بسی کی کب نہ رہا وسطی معاش  
 کی اختیار کر لیا ہی چٹا نہ کوٹہ کناری و کلاتوں واری  
 و کر بند و شطرنجی و غمرہ و مان بہت خوب و ارزان ہم پہنچتی ہیں  
 اور جیسی سنگ تراش و پرچین کا راس شہرین کامل فن و  
 نامور دست ہیں اور کسی ولایت میں نہیں کسی چنانچہ حسب  
 لوگ بھی کہ جو ہر کار و صنعت میں باریک بین و با نفع میں  
 ہیں اشیای سنگین پرچین کاری کی و نالسی خرید کی و لاکھ  
 بیجائی ہیں آریاب و ربین سی کوئی لائق تعریف کی نہ ان کے  
 نہ آیا لاسیال سورج کا ہر شیا قسط و چاہا جاتا تھا کہ اس کے سر و من

ایک حزن و کیفیت ارگن انگریزی کیسی معلوم ہوتی تھی اور  
 طوائف میں ایک منن نامی البتہ وضع داری اور  
 شہ خیال کافی میں بھی فی الجملہ نام داری اور اس پر وہیں ہاں  
 امتیاز الدولہ حریل محمد حسین خان بہادر سردار جنگ  
 حلف روشن الدولہ ہا درسی اتفاق ملاقات کا ہوا حال  
 بی تکلف با اخلاق میں اور اکثر صفات محمود و اوصاف  
 مطبوع سی متصف بہ منزل کا ہمسافر پر شرف  
 لائی بعدہ راقم بھی اونکی کو تھی پر گیا کو تھی کو اسباب  
 انگریزی اور چہار و فائوس سی ایسا راستہ کیا ہی کہ نمونہ

شہستان چرخ برین اور ثانی ہمارستان چین کدو پاک

اور ہکی قطعات و اخلاق سی طبعیت کو نہایت فرحت

و سرور حاصل ہو واجب سی اور کو عہدہ چرنیے شاہ

اور وہ کی ہنسی ملا ہی ہنسی لباس انگریزی بہت بہشتی ہیں

اور زبان و محاورات انگریزی سی نہایت شوق رکھتی

ہیں چنانچہ او کی تصویر ہی لباس انگریزی سی

پائی جاتی ہی



Portrait of Mirza Asaf-ud-Daula, 1st  
son of the late Mirza Asaf-ud-Daula, 1st  
son of Mirza Asaf-ud-Daula, 1st

شیرعلی محمد حسین خان خلیفہ دولت بہادر



بہرمنشی واجد علیٰ حسب سی ہی ملاقات ہوئی بہت مرد پر  
 وقابل اور خوش اوقات و کامل میں جیسی اونکی قابلیت  
 و ہمدانی اونکی تصنیفات و تالیفات سی ثابت ہوئی تھی  
 اوس سی زیادہ اونکی تعارف ظاہری سی معلوم ہوئی  
 ایسی وضع دار و دانشمند و نگار مانہ میں ہونا نعمتات سی  
 اور جس شہر و دیار میں اس قسم کی لوگ ہوں اوس جگہ کی  
 زیب و زینت ہی۔ ذکر عمارت قدیم شاہی احوال  
 چغتایا بالفصل یہ شہر بسبب ہونی کثرت دولت و حسن  
 و در سکونت اہل علوم و فضائل کی چند ان قابل تہ

کی نہیں ہی لیکن آثارِ عمارات و مکاناتِ سلاطین و عظماء  
اور نشانِ عظمت و نشانِ حوائض و الا شام اس  
شہر میں ایسی ہیں کہ ساحلِ سطحِ عالم اور سیاحان  
عرب و عجم اور کسی شہر و دیار میں نشان نہیں دیتی و اس  
میں جس کسی نے چشم خود دیکھا ہی اور نظر ہی او کی  
سہ منہ غیش و طوئیل و امتیاز سی بار یک میں ہی وہ  
اوسکی خوبی و ندرت پر مطلع ہی و کرۂ شنیدہ کی بود  
مانند دیدہ راقم کو اس شہر کا حال اس طرح ستر  
ہوا کہ یہ شہر قدیم ہی اور مالکِ سند و ستان کی بڑی شہر بود

کا جانا ہی تو پرسترا سکو اگر کہتی تھی اور قتلہ کہہ دیا  
 جن پر واقع ہی آو سکو بادل گدہ اور بادل کوٹ  
 موسوم کرتی تھی آو اسکو سلاطین اسلام میں  
 محمود بن ابراہیم بن سعود بن سلطان محمود غزنوی  
 فی فتح کیا بعد اسکی ہمیشہ بادشاہان دہلی کی  
 میں آتا چہر سکندر لودھی فی کہ جو تخت نشین ہوا  
 اگر کہ کو پسند کر کی وہاں اپنی بود و باش اختیار کی  
 اسکی وزیری اسکی آبادانی فی یوٹا فیوٹا ترقی حال  
 اور اگر تخت کاہ ملک ہندوستان ہوگی



ذکر ظہیر الدین محمد بابر بادشاہ غازی

جبکہ حق تعالیٰ فی مملکت ہندوستان سلسلہ تمجید کو  
مرحمت فرمائی تو اول ظہیر الدین بابر فی سلطان  
ابراہیم لودھی بن سکندر لودھی بادشاہ دہلی کو  
فلکت دیگر اگرہ میں نزول اجلال فرمایا وہاں  
انہوئی جانب شرقی آب ہون ایک قوطہ زمین کا  
پسند کر کے ایک چار باغ بہت لطافت و عمدگی  
کی ساتھ احداث کیا اور نام اسکا گل افشان رکھا

اور اوہیں ایک عمارت مختصر مسجد سکین کی اتمام کو پہنچائی  
 اور ارادہ تھا کہ ایک عمارت عالیہ قابل دربار بادشاہی  
 بنادے جو وی مگر انکی عمر فی وفات نہ کی۔ ذکر ہالیوں شاہ  
 بعد انکی نصیر الدین ہالیوں کو جنگ و شیر شاہی  
 اتنی غصت نہ ہوئی کہ کوئی دولتخانہ شاہی لایق بود  
 و باس بندگان سلطان کے تیار کروا دیں آخر یہ شیر شاہ  
 شکست کہا کی ایران کو تہذیب لگئی چہ بارہ برس کی  
 بعد انکی انہوں نے ہندوستان فتح کیا اور وہی ہندوستان  
 نہ ہندی کی بعد چھان فانی کو پوروکب مصرع

ہمایون بادشاہ ازہام افتاد و بہ انکی تاریخ وفات ہی

ذکر بادشاہی جلال الدین اکبر

جبکہ کوکب خلافت اکبری فی افق سلطنت می طلوع

گیا اور خلعت سریر اعلیٰ اقلیم ہندوستان انکی وجود

سراپا اقبال پر راست ہوا تو انکی عمر تیرہ برس آٹھ مہینی

چند روز کی تھی مگر آثار رشد و ہوشمندی نہر سعاد

و بخت طبعی اور جوہر شجاعت و لیری اور مادہ قدردانی

و نہر پرورے اوسے زمانہ ہی انکی حسین اقبال آگین سی ساح

ولامہ تھا لکھا ہی کہ انکو ابدا می تخت نشینی میں اتفاق جاری

ہیومنہ بقال ملحقہ بکرمہ جیت کا ہوا اس کے ساتھ ستر ہزار  
 سوار و ہزار نیل جنگی ہتھیار میدان پانی پت میں اس کو  
 شکست فاش دی یہ بادشاہ اکثر اپنی ذات خالص  
 متوجہ نظم و نسق کا رہتا تھا صوبہ اودھ و جو پور  
 و بہار و اودیسہ و تھبہ بہار و سیوان و اجمیر و احمد  
 و خاندیس و صوبہ بہار و احمد نگر و دولت آباد و کشمیر  
 و کابل و قندھار و غیرہ اسی فی اپنی عہد میں مسخر ہوئے  
 کسی اور تاریخ انکی جلوس کی حد او نہ عالم ہی سکتی  
 اور لفظ کام بخش ہی بھی سترج ہوئی ہی اور نظم

اسطرح سی کیا ہی نظم از خطبہ شاہ رفیع منبر شد  
\* و ز سکہ عدل کار با چون بزر شد بنشت تحت سلطنت

اکبر شاہ تاریخ جلوس حضرت اکبر شد \* اور سکہ پر

اکبر طرف بہ رباعی تھی \* خوشید کہ مفت بحر

از و کوہ پست نیک سید از پر تو آن جوہر یافت \*

کان از نظر تربیت او زرب یافت \* وان زرشرف

از سکہ شاہ اکبر یافت \* اور در بیان او سکی اکبر

جل جلالہ آور دوسری طرف یہ رباعی سکون

تھی رباعی این سکہ پرایہ اسید بود \* بالقوس نام عابد بود

بیمای سعادتش ہمین بس کہ بد پر یکذره نظر کرو چو شمع

بودہ اور ہمیشہ اپنی نفس نفیس سی عایت عیت پروری

میں رہتا تھا اور یہ مقولہ ابوس پادشاہیم چاہتا تھا

کہ حق سبحانہ تعالیٰ یہ تمام فرما روای و بیج کداری اس

بنام نہ درگاہ الہی کو واسطی شہابی و پستیا خلق اللہ

عطا کی ہی نہ واسطی بسج کرئی زر و سیم اور آرایش

نخت و دیہم کی ۔ ذکر بنای قلعہ اگر

عز و انہونی اگرہ کو اپنا دارالسلطنت اور مستقر الخلافہ

تجویر کیا اور اس قلعہ میں کہنہ کو منہدم کر کی شہ و س

جلوی اور نوی انتہر پھر پھین قلعہ جدید سنک سرحدی

بائی اس قلعہ کی پس بج اور چار دروازہ اور

دو در پیمان ہیں اور عرض اسکی دیوار کا تیس گز اور

ارتفاع ساٹھ ذرعہ اور گرد خندق پختہ اور اندر

چو عمارات محل کی زمانہ اکبر میں بنی ہی سب سنک

سرخ اور منبت کاری کی بوضع قدیم پادار و مستحکم

بہت اور مضبوط و گشتائی میں کمر پتہ تمام چار

آبہ سالکی انتظام قاسم علیخان بن بصرہ پیش

اکبر و وہ کی طیار ہوا اسکو حکم اکبر بادشہ کی

کھیتی ہیں کہ اوس زمین پر کھیتی آباد و معمور رہتا

دریاسی جانب غرب میں سات کو سکی دور ہیں

صفت پستی بھی کہ جبکا طول وہ کوں اور عرض

ایک کوں اور دریاسی سمت شرق میں طول

اڑھائی کوں اور عرض دیرہ کوں ان سب حدود تک

عمارت و مکانات طیار بھی کتب حکماء سابق میں

مقوم ہی کہ آب و ہوا کبر آباد کی گرم و خشک ہی

اور طبائع و موسمی و سفراء ہی کو مشفق و تحلیل

روح کرتی تھی اور بلغمی و سوداوی مرآتوں کے



مواضعت نہ کہتی ہی اگرچہ بکبری دار السلطنت اسکو  
مقرر رکھا لیکن اور جای ہی اوسنی قلعی اور  
محل نہای اور اونین اپنی بود و باش رکھی  
چنانچہ فتح پور سبکری اور قلعہ الہ آباد اور قلعہ  
انک وغیرہ اسینی تعمیر کئی میں اور اکثر کمال  
اور کشمیر اور لاہور وغیرہ میں ہی رہا کرتا تھا اور  
یہ بادشاہ خاندان تیموریہ میں بڑا صاحب اقبال  
کہ آدمی اسکو بہت اچھی اہل کمال رہن میں کتا  
بہت باہم پہنچے تھی چنانچہ راجہ میر پر اور ابو الغضن

راجہ نور علی آقا الفضل عبد الرحیم خان خانان بابا  
 مستم خان خواجہ جهان خان عبد المجید خان اصحا  
 وغیرہ امراۓ بادشاہی منتخب روزگار تہی انتظام  
 تفریق صوبجات و محالات و سرکارات و مواضعات  
 و جریب پائش زمین وغیرہ قانون تہا نجات و تقرر  
 محلہ اسی کی عصر میں مقرر ہوئی اور اس بادشاہ کو اگرچہ  
 کچھ علم تھا مگر سب صحبت فضلاء ہی پر قوم اور مذہب  
 طبیعت کے ہر زبان کو بخوبی سمجھتا تھا خصوصاً ہنسکرت  
 میں بہت دخل لکھتا تھا ترجمی اگر کتب ہندی کی

سل ہمایہارت تارخ خشک کو روان و پانڈوان  
پور کتاب رمان تارخ خشک رام پھن راجکان  
بارہون دیودہ سر حاکم لنگاد وغیرہ آسی کی حکم سی  
فارسی مین ہونی اور یہ بادشاہ پابند کسی مذہب کا  
نہا اول مین سب صحبت علماء ہندو کی التزام و  
اس کی رسوم کو بہت رہتا تھا اور آخر مین اس نے  
ایک مذہب الہیہ اختراع کیا کہ اصول اس کا قیام  
برستی اور کو اکب کو قبلہ اور افضل جملہ بشر جاننا  
و نفی اس بادشاہ چوتھہ بریکی عمر پانی اور

ایکیا دن سال دواہ سیاطت کی بیج سستہ اکھیر  
 چواہ کی رحلت فرمائی اس بادشاہ کی بخشش میں  
 بیان کرتی ہیں کہ سب سے پہلی سیکری میں دولت  
 سر دی بادشاہی میں ایک حوض بنت درخت تیار اور  
 عمو کا قتلوم اس بادشاہ بحر خوال فی حکم دیا  
 کہ اسکو روپنی پر کرو جب سات کروڑ روپیہ او سپین  
 بڑ چکا تو راجہ نوڈر مل فی عرض کیا کہ سات کروڑ  
 سی روپین ہوا حکم دیا اور بہر وجہ باب مجھ کی  
 تو بادشاہ ومان کی بیٹی اور بخشش کرنا شروع کیا

ہی دن خالی کر دیا قطعہ نمود بہتری

دست دہ روز و شبہا شراب نوشیدن یا طعام

لذیذ را خوردن یا علوت لباس پوشیدن بہن

بگویم کہ بہتری چہ بود و توانی ز من نوشیدن

ہمکنان راز غم رانیدن و مراعات خلق کو شیدن

تاریخ وفات انگی بہہ ہی بادشاہ عالم جاوید

اکبر بادشاہ مقل انسان اگر ہزار کثرتستانی کہ

ایکدن فرج اجل سی شکست کہانی ہی اور لاگہ

ہیں صفت سلطان پہنی آخر عریانی ہی نقل

مؤمنین کہتے ہیں کہ نوح علیہ السلام کی جیب ایک ہزار  
 تین سو برس کی چوٹی بعضی اس میں اختلاف ہی کرتے  
 ہیں تو ملک الموت آپ کی قبض روح کی واسطہ حاضر  
 ہوا اور اوسنی دیکھا کہ حضرت نوح ایک چھوٹی سی  
 دیوار خام کی چچی پٹی میں اور اوس پر کچھ سایہ ہی  
 نہیں ہی مگر اوس دیوار میں ایک چھوٹا سا طاق  
 بنا ہوا ہی تھا قبض روح فی الحال کو دیکھ کی عرض کیا  
 یا نبی اللہ تم کو خدا تعالیٰ نے اتنی عمر عطا کی آپ ہی ایک  
 مکان بھی اپنی اسائش کی واسطی نہ بنوایا نوح فی دنیا

کہ سی عزرائیل اگر میں جانتا کہ تو ایسا جلد اویجا  
 تو یہہ طاقت بھی نہ بنا تا کہ آسین کبھی کبھی افتاب  
 بارش کی شدت سی سر چھا لیتا تھا اور میں  
 سی دنیا بر آیا ہوں تجھ کو ہمیشہ آج ہی دیکھی طرح  
 کھڑا دیکھتا تھا بس جہاں تجھ جیسا صرف وقت موجود  
 وہاں فرصت مکان بنانی کی کہاں تو مجھے چاہی  
 کہ موت کو ہر وقت موجود جانکر اپنی عمر عزیز کو صرف  
 حیرت و لطیف و نیا پن نہ مصروف کری بلکہ کچھ اور بھی  
 صرف بھی حاصل کری ورنہ بجز افسوس و پشیمانی کی

یہاں ہی کچھ نہ ساتھ لیجا دیکھا شعر کلیہ مخزنِ خاکست  
 آخر استخوان تو کر فتم انیکہ خواہی بود از قاموں  
 تو نہ ترے ذکر نور الدین جہانگیر بادشاہ بعد از کی  
 ابوالمظفر نور الدین جہانگیر اکبر آباد میں عمر سی ہفت  
 سالگی بادشاہ ہوئی اور اوس تخت مرصع پر  
 جلوس فرمایا کہ اکبر نے واسطی جشن تجویلی نوروز کے  
 دو کڑور اشرفی پنج شعلگی جواہر قیمتی میں سوامی  
 میں سو من طلا کی طیار کردایا تھا اور پانچ من  
 اوس تخت مرصع کی پچاس من عنبر اشہب پر دایا تھا



کہ جس مجلس میں اوسے کہتی تھی وہ تمام محفل معطر  
ہوتی تھی اور اوس روز وہ کلاہ مرصع سر پر رکھی  
کہ انکی باپ بی بی بڑویش کیان بنوائی تھی اور او  
گوشتوین بارہ قطعہ الماس کی تھیں ایک لاکھ اشرفی  
بج شتالی کا زر خرید خاص اکبر کا اور پچھن اوس  
کلاہ مروارید کی زمرہ بوزن چار شتال قیمتی لاکھ اشرفی  
بج شتالی کا اور پس دانی یا قوت سرخلی ہر ایک قیمتی  
چہ ہزار روپی کا اوسین نصب کئی تھی اور در جلوس  
چالیس دن تک نوبت خانہ میں حکم نوبت نواز کا

اور اوشنی قیتل سوڑنای طلامی و فقرہ بافتیدہ نامی عود  
 و عنبرین و شمعہای کافوری کا اور فرس قایلین کا منجیل و  
 زلفیت و شامیابا ہی مقیشی و کلابون و زری کی کڑاگی اور  
 تخت کی مرتب و آراستہ ہتھ چاری رٹا اول تخت پر  
 جدوس و نام کی جو اس بادشاہ فی حکم نافذ کیا وہ یہ تھا کہ  
 واسطی سے مظلوموں کی رنجیر عدالت لٹکانی جاوی چنانچہ  
 بوزن چارین اکبری کی رنجیر عدالت لٹکانی سی و رعہ اور اوچ  
 ساتھ رنگ طیارہ یعنی ایک سراو کا شاہ پر چھپ کر رہا  
 کنارہ دریائی چین پر رہتا تھا جو ظلم رسیدہ اوسکو چھپنے دیا

یہ بادشاہ خیر و ارمو کر بذات خود آؤسکا انصاف کرتی ہے  
اور دوسرا حکم یہ صادر کیا کہ تمام ملک محروسہ میں محصول  
بالکل نہ لیوین قندمار و کابل سی تا بنگالہ و کرات و دکن  
سب محصول کہ آمدنی ایک ملک سیح کی ہو تی ہی معاف  
کرو می جب بادشاہ کی بہت عالی ہو گی تو کہو نکر نہ زمانہ  
میں آبادی و حرفہ عالی ہو گی نظم بر کہ راول بھل شد  
مائل طبع ز مال خلق کو بکسل طمع و عدل آتش و آب شد  
بر دو بجا قرار کی یا بند آس بادشاہ فی اپنی عہد زندگی  
سوائے عیش و آرام اور نشہ و مدام کی کچھ نہ چنخت ملک کی

نہیں کی اللہ العزت والصفات اور نازل و بخشش میں  
شہرہ آفاق تھا یہ ہے اوسکی بقولہ کہ جو سوال کیا  
اور آپ ہی فی جواب لکھا ہی سوال کو نیا تخم ہی کہ ایک دانہ  
بہن اور ہزار خوشہ کاٹھن چو پ نیکو کی گناہ تہ بندگان  
خدا ایسا کی سوال کو نسی خیری کہ اوسین طمع کرنی چاہی  
جواب بخشہ دی خلق اللہ سوال وہ کون شخص ہی کہ شاہ  
واندوہ کو یکسان جانتا ہی چو اپ جو کئی غم و شاہ و مانی و نیا  
لکھڑاں سمجھتا ہی اے عقلمند کون ہی چو اپ وہ کہ حاصل کو  
چھوڑی اور لا حاصل پر نہ دوزی سوال کو نسی ساعت

ضایع ہی اور کونسی نافع جواب ضایع وہ ہی کہ بی نکوئی  
گذری اور نافع وہ ہی کہ نکوئی میں گزری ہوال دستی  
ساتھ سکی کری جواب جو کہ حاسد نہوا و خدا سی  
دوتا ہو قولہ میں ادبوسنی حذر چاہی اول خوشا  
گو دوم اگر سہ چشم سوم تو نکر خیس قولہ  
میں باتین نشان امیر احسن کی ہیں اول خودنا دوم  
خود پسند سوم سخن حق ناشنو \* تو جہان بیگم  
بنت اعظم والدولہ غیاث بیگ اسی بادشاہ کی بیگم تھی  
الرحہ نور جہان بیگم ظاہرین صورت تھی مکرمل و فضل اور دانائی

و ہوشیاری و ہنم فراست و ذہن و کامین ہزار مروجی  
 بہترین اور سخاوت و شجاعت میں حاتم درستم سی بہتر  
 ہزاروں دختران شرفا کو زیرِ خاص سی کہ خدا کر دیا  
 اور ایک روز میں بندوں سی نوشیر کا شکار کیا بادشاہ  
 بسبب اسکی شعور و قابلیت کی نہایت تعجب ہوا حتی کہ  
 تمام امور اسکی سلطنت اور مہجرات خلافت اسکی ہونٹوں  
 کو دی گئی تھی چنانچہ اسکی اسی کی اسم پرسلوک ہوتا تھا  
 اور فرما میں اسکی مہر سی جاری ہوتی تھی اسکی حکم شاہ  
 جہانگیر یافت صدر یورہ پنہام نو جہان بادشاہ سی کہ

اور سچ ہر کا یہ تھا سچ مہر نورِ جهان گشتہ بحکم آلہ  
ہدم و عمر از جہانگیر شاہ اور طغرائی پشانی فرامین بین  
لکھتی تھی حکم علیہ عالیہ مہر علیا نورِ جهان بادشاہ  
اسنی اپنی زمانہ حکمرانی میں کوئی دقیقہ انتظامِ سلطنت  
اور انتظامِ خلافت کا فرو گذاشت نہیں کیا سو امی اسکی  
یہہ بیگم شاعر و بذلہ سنج و حاضر جواب بھی تھی یہہ شعر  
اوسیکے میں شعر دل بصورتِ بندہ سمنا شد سیرت معلوم  
بندہ عشق و مغان و دولت معلوم = زاہد اصول قیامت نکلن  
رواہا = ہولِ حیران گذارندیم قیامت معلوم غرض جہانگیر کا

ہی ستر الخانات اکبر کیا و رما اور کچھ عمارات قلعہ میں آتی  
 ہی بنائی اور دار السلطنت لاہور میں اکثر لوگوں و باش رہی  
 اور سکے انکا اگرہ میں یہ جاری تھا سکے زور شہر اکبر خسرو  
 لیبی پناہ \* شاہ نور الدین جہانگیر بن اکبر بادشاہ \* اور احمد  
 میں یہ سکے تھا سکے زور احمد آباد از عنایات الہ دی  
 زور ساخت نورانی بزرگ ہر وہاہ \* اور بعضی اشرفیوں پر  
 یہ بیت مسکوک تھی پت بخط نور ہر زور ملک فقیر  
 قسم زور شاہ نور الدین جہانگیر \* اور دوسری طرف  
 شہ جو زور بن سکے نورانی جہان \* آفتاب مملکت تاریخ آن



جب کہ سلطنت کو انکی بائیس برس الٹھ مہینی چودہ روز

گڈری اور عمر انکی اونستہ سال گیارہ مہینی بارہ دن کی

ہوئی تو <sup>۱۳۷۷</sup> ایکہزار سیتس من بعارضہ ضیق النفس

موضع جگر نئی مصاف صوبہ لاہور میں انتقال کیا تاریخ

وفات انکی یہی مصرع جہانگیر از جهان رفت قبر

انکی مانع نور جهان بیگم واقع دار السلطنت لاہور میں ہی

شہر دروہیت اجل کہ نیت در مان اورا بر شاہ و گدا

حکم و فرمان اورا شاہی کہ حکم و دوش کرمان میخورد

امروز زمین خورد کرمان اورا جب کہ نوبت نوبت نوازی

خلافت شاہجہانی اور غفلت پروازی کو سسلطنت  
 صاحبقرانی پہنچی یعنی لوای اقبال اس بادشاہ نوی جاہ کا  
 بندہ ہوا اور زمانہ اسکی زیر سایہ چتر حمایت آیا اور زیر  
 روزگاری اسکی شمع دولت جهان فروز ہی چشم عالم کو  
 روشن کیا اور اسکے چراغ عدالت ظلم زدانی کا شمع  
 ایام کو منور فرمایا تو سنیں عمر اس شاہ دین پناہ کی  
 سی شش تک پہنچی تھی کہ <sup>۳۴</sup> شہ اکبر ارسینس میں  
 بیچ قلعہ اکبر آباد کی سریر آرا ہوا تہہ خارج اسکی بیوت  
 فی ہی تالیف بادشاہ زمانہ شاہجہان خرم و شاد و کافران

حکم اور بر خلاق و عالم \* ہرچ حکم قضا روان ہند \* بہر سال  
جلوس اور کھنٹم \* و چہان بادشاہان ہند \* شاہجہان نام  
مین لکھتی مین کہ جس روز اس بادشاہ جم جاہ فی تاج شاہی  
اپنی فرق ہایون سی سہ روز کیا تو جتنی امرا اور رفقا  
عالم شاہزادگی سی اسکی رکاب سعادت مین تھی سب کو مست  
اعلیٰ اور مراتب الا پر پہنچا دیا اور اسی سال مین جتنی حرف  
رسوم بدعات اکبری اور طراز لوازم منہیات خود سری تھی  
آب روان حکم شرع مین آوردت کہ لک عتق دین  
صفحہ اعمال زمانیان اور لوج و لہا چہانیان سی محو و محک کردی

اور اول سنہ جلوس کراست مانوس میں چار لاکھ گزین  
 ویکصد و سبب موضع دروہت سوای زر نقد و زادان کی  
 طبقہ علما و سادات اور طائفہ ارباب استحقاق کو بیشتر  
 کی اور یہ خاقان و پیدار ہمیشہ بہت بادشاہانہ گوہرین  
 ملت مصطفویٰ اور رونق شریعت نبوی میں مصروف  
 رکھتا تھا چنانچہ اول رسم مسجد زین پوس کہ قدیم میں  
 واسطی بادشاہوں کی مقررتی منع فرمایا اور پیشتر سے  
 قبیح معمول تھا کہ دختر مسلمان ہندو کی لڑکی  
 مسلمان منسوب کرتی تھی اور مسلمان کو ہندو چلاتی تھی اور کافر کو

سلمان من کرتی تھی اس خدیو اسلام بنی اس فعل شنیدو  
ہنا و طائفہ چل گیا وی بہ تہیہ و تاویب بالکل موقوف کیا  
اور ہر شہر و دیار میں قضات و علما کو سرکارِ خاصہ شریفہ کی  
واسطی اجرائی احکام شریعت اور تعلیمِ آدابِ عبادت کی  
مقرر و معین فرمایا اور سالِ ہفتمِ جلوس میں ایک تخت  
طاوس بخرچ ایک کروڑ روپی کی طیار کر وایا کہ اس کے  
تکیہ کی جامی ایک لعل قیمتی دس لاکھ روپی کا نصب تھا  
جس پر وزیر اوس تخت مرصع پر جلوس فرمایا تو ایک شاہی  
مرصع لاکھ روپی کی طیار کی کا پیش استادگی تخت کے

۱۹۳  
واسطی اصف جاہ وزیر اعظم فی نذر کند رانا کہتی مین کہ خزان  
بادشاہی مین جو امر بہت جمع ہو گیا تھا جو نیز بندگان سلطان

کی یہہ ہوئی کہ جو جو امر کہ اس مین زدہ او تحفہ ہی او سکو  
علوہ کر کی جو ناقص و کم قیمت ہو او سکو صرف تخت طاوس

کیا جاوی بہتان الہ جبکہ ناقص اب تھا او سکا کا ملک ہوگا

تاریخ اتمام اوس تخت کی محمد جان قدسی فی یون لکھی ہی

تاریخ جو تاریخش زبان پسیدار دل بکفت اور تک

شاہ شاہ عادل اہل تاریخ رقم کرتی مین کہ شہر بار بار بول

محر افصال فی سوای اخراجات کروڑ مارہوہ کی اکثر مہاجات

و عمارت میں صرف ہوی فقط الغامات میں آغاز جلوس تخت  
سلطنت ہی تاخیر شاہجہان نامہ کی نہہ کروڑ پچاس  
لاکھ روپی خرچ کی اور بیچ ستہ بت و شتم جلوس کے  
ہوای سکہ مروجہ کی ایک سکہ اشرفی د و صد مہر  
سکوک کروایا تھا چنانچہ وہ ایک اشرفی تین ہزار روپہ کو  
خور و ہوئی تھی اور وہ خاص لوگوں کو العام و اکرام میں  
مرحمت ہوئی تھیں سنہای کہ لندہن میں اب تک  
وہ اشرفی دار العجائب میں موجود ہی ایک طرف  
اوسکی یہ بہترین اس شکل سے سکوک میں



اویس کی روئی ماہ بہارِ عالم و جہاں  
 بآزم عثمان علم علی و آویس چمن کلہ اور ایک طرف  
 نام نامی یاوشاہ اور دار الضرب سنہ جلوس



جبکہ اس بادشاہ فلک بارگاہ فی مکانات اندرون  
قلعہ اکبر آباد کی موافق اپنی بہت عالی و طبع لطیف کے  
اور قابل قصرِ سلطانی اور درگاہ خسروانی کی نہ سمجھی  
محل خداساس بادلوں عام و دیوان خاص سنگمر  
صفائش آئینہ کرداری با پرچین کاری سنگ مای  
رنگارنگ کی فردوس آئین اور نمونہ خلد برین طیار کروایا  
چنانچہ راقم فی بعد سیر و تماشای شہر کی تمام عمارات  
اندرون قلعہ کو دیکھا تو حقیقت میں جلوہ قدرت الہی  
نظر آئی اور اسکا ہر در و دیوار صنعت باری پر گواہی دیتا

اور اس کے برطانوی علوشان یاوشای تراش کر فی ہوا  
اور اس کی برکوشہ میں عظمت سلطنت دکھائی دیتی ہے  
اس کی کلزار سنگین کی روبرو لالہ و گل بخون جسر  
اور اس کی گل و برگ ہمیشہ بہار کی سانسنی فانی چمن کا بخران  
اگر دیدہ باریک بین چشمہ مہر و ماہ کی عینک سے اس کی  
درباز بندی کو ہزار سال دیکھی تو سہ ہوا اس کا فرق نہ ہوتا  
اور اگر قوت لامہ انگشت جی کو اس کے ہونڈ پر چڑھائی  
گھسا کر ہی تو پہی جوڑا اس کا محسوس نہ ہو گا یا وجود  
اس کا باریک صفت نازک کی وہ استحکام و پختہ کاری

کہ ما وصف القضاۃ قرنہای متناوبی کی معلوم ہوتا ہے کہ  
ابھی پڑا تو تاروی ہی یہہ بیتین بخط تعلیق قلم چلی ہی  
وہیوان خاص میں مرقوم ہیں جناحہ اوسکی نقل کئی جاتے  
ہی ایسات ازین دلگشا قصر عالی بنا \* سر اکبر آباد  
شد عرش سا \* بود کمرش از چین سپہر \* نمایان چو  
وہان سین سپہر \* سجود درین سرای سرور کند  
سر نوشت بد از جہہ دور \* شرافت یکی آیہ در شان او \*  
سعادوت در آن خوش الیوان او \* رہ چو رازش و کم بہت  
ہر بخیر عدلش \* ہم بہت \* بنام ہر بخیر کردل شاہ \*

همه چشم شد در ره وادخواست : بر احوال مردم چنان حساب  
 که داند چه بینند شبها بخواب : در ایوان شای بختنام  
 چون خورشید بر چرخ پا دایم : چو ایوان او عالم آرای شد  
 سر خاک او آسمان سالی شد : شهنشاه آفاق شاه جهان  
 که ناز و پا و روح صاحبقران : باین رونق و ربوبیت  
 مکان : نه پدید بروی زمین آسمان : بود سخن بامش چو سیاه  
 مهر : بر پریش فتاده چو سایه سپهر : بتارخیش اندیشه کرد  
 و در فیض شد باز بر چارسوی : چنین گفت طبع خدای  
 شناس : سعادت برای همایون اساس : آورد و سحر

جای تختگاه پر پریم بنین لکھی میں قسطہ شاہ جهان جو گرفت

جای بخت شرف و تخت از تخت بلبور بر جرح پا

دست و عا بر کش و پر فلک و رشاد گفت کہ با وادام حکم

قورمان روا میل و چشم خود یک الفس کر گفت

با و جهان یا و شاه شاه جهانگیر ما بعد اسکی برج شمس کو دیکھا

گو یا آفتاب فی زمین پر نزول کیا ہی پر نگینہ مسجد میں نماز

پری جاناکہ صومعہ عابدان عالم تقدیس اسی جای اوترای

سوس محل واقع میں ایسا ہی کہ کسبہ لاجوردی فلک

پہی ایسی منسل ہوئی شیش محل اور زمانہ باغ سرسبز

کنده جوین تہوڑی اوسین سی لکھی جاتی ہیں ایسات  
 بادشاہی کہ تیج اوسازو چون دوسپر سر عدد بدویم  
 باشد این تخت گاہ و خندہ • تکیہ گاہ خدایگان کریم محکم  
 خسروان پائیہ ملک • مہر و مہ را عیار پر روسیم • در دجا  
 مثل بدر تابندہ • لولوی بی بہا چو در سیم • پی تاریخ  
 اویسگر شدم • مدوی بستم از خدای حکیم • تا فلک  
 تحت گاہ خورشید است • گفت ماند سر بر شاہ سلیم  
 ہمیشہ باد منور بنور مہر الہ • سر بر حضرت سلطان سلیم اکبر شاہ  
 اوریم بین سلطان سلیم فی انبی محمد سلطنت میں اوریم

کنده کرو این ایسات چون شاه سلیم وارث تختی و تختی  
بر تخت نشست و بت کیتی این شد اسم مبارکش جهانگیر  
چودات از نور عدالت لقبش نور الدین آور  
قلعه من حوض ہی ایک پارہ سنگ کا کہ درازی و  
قریب پندرہ مات کی اور بلندی بقدر تین مات کی  
یہ حوض جهانگیر فی ۱۰۱۹ء بحری میں طیار کروایا  
یہ تاریخ اوسپر کندہ ہی تاریخ پناہ ملک دین  
شاه جهانگیر ابن اکبر شاه شہنشاہی کہ از بد براوشد کار  
تقدیری طلب کروند چون از خضر سال او حرو گفت

بہمان شد از خجالت زرم زم از حوصل چہا نگری : غرض  
 او سکی برشی او صاف انسانی ہی مستغنی ہی اور سکو او کی  
 توفیق بین دخل و بنا محض گفت گو ہی لا یعنی ہی مصرع  
 حاجت مشاطہ نیت مدوی دل آرام را صاحبان  
 عالیشان کی کمال نصفت و حق شناسی اور نہایت  
 فدا دانی اور دانائی ہی کہ بجزاف حکام متدیم کی  
 اچھی خبر و نکی حفاظت و احتیاط کرتی ہیں اور نام و نشان  
 مستحقین کو زندہ اور قائم رکھتی ہیں اگر یہ لوگ ان مسئلہ  
 حفاظت و خبر گیری نہ کرتی تو یہ ہی مانند تخت جمشید و ابوال



کری کی خرابی ویران ہو جاتی و یوں عام کی عمارت اگرچہ  
خشتی ہی لیکن خشت پر خشت کو اس خوبی اور صفائی  
چنای کہ تمام عمارت ایک خشت کی معلوم ہوتی ہی اور  
اوسکی رفعت و وسعت سی اب تک شان خسروی اور  
شوکت بادشاہی پرستی ہی بالفعل اوسمین مسکنہ پیرکار  
رہنمای لیکن وہ اسبابِ سلح اور آلاتِ حرب پس توہین  
اور ہندو قین اور شپول اور کچن وغیرہ اس حسنِ خوبی  
اور انتظام و راستگی سی چہتی ہیں کہ تمام مکان کو اوس سی  
زیب و نیست ہو گئی ہی جمدہ شان اور چہ پان فتوحات

مالکِ عربی کی اویسی جی ایستادہین اور ایک کلام  
 بابِ طلائعِ فارسی انگریزی و ہندی لکھائی اور دروازہ صند  
 کہ محسود غزنوی سوسنات کو فتح کر کی ومان سی لیگیا تھا۔  
 اور وہ جوڑی اوسکی بصرہ کی دروازہ میں چڑی ہوئی تھی  
 اب اوج ظہر امواج انگریز بہادر کی اٹھ سی برس بعد اوسکو  
 بندوستان میں لائی اوسی تھی اویسی جی بہت خط  
 و تحلف سی رکھائی کہتی ہیں کہ پیشتر اس مقام میں سینا پار  
 بادشاہی تھا اب اوسکی کساوہ بازاری ہی تھی پور اور دروازہ  
 جس بادشاہی کو دیکھا اب ہر ساعت ومان صد گاہ گویا

آئی ہی یا تنوئی چنہ سی ہ جامی عبرت دلاتی ہی  
پست لمن تکیہ بر ملک دنیا و پست کہ او چون تو بسیار  
پرورد و کشت • پید او سکے موئی مسجد کی طرف اتفاق

بھان الہ عجب مسجد صبح پیشانی اور عبادت گاہ نورانی

کہ یازار مہر و ماہ سی ہی و مان نور کی زیادہ ارزانی

اوسکے چشم در و دیوارنی ایام تمیزی کہی شب و روز

کوہین و یکہا اور کسی گوش کو شہ طاق فی ابدہ اسی

آج شک نام ظلمت کا نہیں سنا کسی پہ نخت ہی و مانا

چہرہ کیا کہ اوسکی حسین سی ستارہ انبال نہ چمکا اور کو

تیرہ روز فی اوسکی بازوی دیکو بکڑا کہ بات اوسکا بیٹیا  
 نہ ہو گیا مسجد ہی یا آسمانہ ہماری سعادت ہی متعبد ہی  
 یا مسجد گاہ قدوس بیان قرب احدیت سے ابا ایک گلوں سے  
 کہ صنعت گران قدرت فی اوسمین نقش بادشاہ  
 یا ماہ تمام ہی کہ قسم عطاروسی اوسکی جرم مصفا کو  
 تراشای غرض یہ مسجد مشعل ہی اور پتین گنبد  
 اور اکتیس چشمونکی اور معموری ساتھ چہرہ چہرہ  
 شمن اور نین والان کی اور پرچن کاری سنگ  
 سپاہ کی شکل جابی غار سپ والان نین کی ہی اور مجرا

صورت بند دوم ترتیب دی ہی طول اندر کا سوائی چہرہ  
بنی کی کہ وہ جانی شخص واسطی ناز محمدات کی رہی ہی چہرہ  
اور عرض اکیس گز اور ارتفاع کرسی کا صحن سی ایک  
اور صحن مسجد با فرش شک مر مرشت و شست گز اور  
بج میں حوض وہ در وہ لطافت مقرون اور اضلاع  
سہ طرفہ میں ایوان وسیع و موزون اور تین دروازہ  
آمد و شد کی گنبد و سقف سنگ مر اور مکانات و جا  
نشینہای مقنن اور کلبہای مذہب و پرچین کاری  
سی مرتب اور ارتفاع صحن مسجد کا زمین سی پندرہ گز اور

ہر روزہ ساتھ باون زینہ کی مزیت اور سوا  
 اس بیان مجمل کی اور یہی مکانات اوسین واقع ہیں کہ  
 تفصیل اوسکی اس مختصر میں کنجائش نہیں رکھتی اور کتبہ  
 اوسکا بہت عرض و طول میں بخط خوش اور عبارت  
 رنگین سی لکھا ہی وہ تمام و کمال نظم و نثر اس کتاب  
 میں رقم کیا جاتا ہی کتبہ این کعبہ نورانی بیت المقدس  
 ثانی کہ صبح و شب مصفا ی ان شامیت تیرہ و چورہ  
 از غرط ضیای ان چشمیست خیرہ کرسی پادارش با ساق  
 عرش ہمدوش و گنبد فیض پادارش باروان فردوس

هم آنخوش بنیان عایشانش تبیان کسبِ اُسُوس  
عَلَى التَّقْوَى وَفَرُوهُ سَهْرًا قَرِيبًا تَرْجَمَانِ فَاسْتَوَى  
وَتَوَلَّى لَافِي لَافٍ عَلَى بَرَكَةِ اسْتَوَى نَوْرِي بِالْوَارِ  
کَوِ الْبَسْتِ يَا نَوَارَ فِضْلٍ بِخَشْمِ أَفْجَا جَسْتِ مَلَنِ  
زَرِينِ شَمَشِ فَرْخِ خَشْمِ قَنَادِيلِ اسْمَاقِ بِرِخْرَابِ نَوَازِشِ  
بَالِ نَوِيدِ رَسَانِ عَمِيدِ جَوِ دَانِ بِرِطَافِ شَمَلِ نَوَاحِشِ  
مَسْتَقَرِّ الْخَدَوِ الْكِبَرِ أَبَا ذَكْوَةٍ بَارِعِ رَوْنِ حَصَارِ سَمْعِ  
مِیْسَمِ هَسْتِ کَوِی مَالِ اِیْتِ دَوَرِ دِیْمُورِ کَرِ قَضَائِ  
سَحَابِ رَحْمَتِ بَرْمَانِ هَسْتِ مِیْنِ پَادِ اِیْمَرِ اِیْتِ کَرِ دِلِ لَوَدِ

که بر شمع امطار کرامت نشانی است متین تپانما بهشتی  
 قصریت والا از یک لولوی لاله که از سرانغا نموده  
 دنیا سجده می سر از سنک مرمر مصفا عدیل آن  
 بروی کار نباده و آرز بد و ظهور عالم معبدی سرایان  
 و مجد نظیر آن جلوه ظهور نداده بفرمان خاقان سلیمان  
 احتشام و سلطان خلیل احترام چهره افروز مسکن  
 بانی مباحی جهان بانی شهرت عرش بارگاه ظل الله  
 خلایق پناه مونس ارکان خدایت مرصع دنیا  
 عدل و رافت که بر زمین قدمش زمین را بر آسمان هزاران



و از وفور نعمتش آسمان را با زمین فراوان نیاز سخت  
و دولت را از عشق خدمتش دوام بیداری ملکوت  
با جلال عظمتش کمال بوداری با دهرت از خاک و رگه  
فلک جاہش در روزہ گرمی آتش و وزخ از آب شمشیر  
و دشمن کاشش و طیفه خوری نظم بنای مملکت را  
پایداری \* لباس عدل را زواستواری \* مدام از چشم  
تج نظر خیز \* کند پیمانہ کفار لبیریز \* جنابش از فلک  
خدمت گذاری \* چیش را سحر آینه داری \* خوشید  
آسمان دین پروری و شریعت نواری مرکز دوران عدل  
کستری

و مملکت طرازی آتو المظفر شهاب الدین محمد صاحب قرآن  
 شاه جهان بادشاه غازی بنیافت و در عرصه سال  
 به صرف سه لکبه روپیه در آخر سال بیت ششم جلوس  
 اقبال مانوس مطالبی شد بر اثر شصت و سه هجری  
 برای انجام در بر و تاج اختتام بر سر گرفته ایزد بهمان زمین  
 نیست حق طوبیت این بادشاه دین پناه بگمان را تو فی  
 ادای طاعات و آتشی حسنات روز افزون کند  
 و آبر و لالت و هدایت آنرا برون روزگار فرخنده آثار این حق  
 گزین حقیقت آگاه عابد گردان و این یارب العالمین حفظ

## ذکر خدمت تاج گنج

بعد اوسکے ارادہ سپرد خدمت منورہ مقصد تاج گنج کا  
ہوا یہ بقیہ ستر کہ شہر ہی ایک کوس کی فاصلہ پر لب  
دریا جون واقع ہی اور پانیکو اس طرح گھاٹ کی اوسکی بنیاد  
ڈال دی ہی کہ شہر ہی پار معلوم ہوتا ہی حالانکہ اوسنی  
اسطرف دریا کی موقع پایا ہی جب اوسکی دروازہ پہنچی  
تو ہزاروں البواب فرحت و نشاط کی اپنی روی دل پر  
کھل گئی تو رفتہ عن انبساط فی جرم خاطر پر بار بار بانی نعم  
سب دیکھی بند کردی اول حاشیہ درہم سورہ و الحمد للہ

بخط ثلث و رقم جلی تحتہ سنک زحام پر حروفِ حجر سیاہ سی  
مرصع و یکہی کو یا صبح عارضِ محبوب پر شام رلف پریشان کو  
وٹالای یا مجنون روز و وصل کو زنجیر شب فراق میں جکڑا

اوسکی ہر حرف میں خوشنویس معجزت میں فی وادِ خطاطی  
وہی ہی اور حکاکِ اعجاز رقم فی برابرہ سنک میں  
سوشکافی کی ہی کہ اگرچہ باعتبار حروف کی ایک و الفجر  
ہلکی ہی مگر بحیثیت سواد و بیاض کی واللیل بھی اوس کی  
ضم ہوئی ہی جب اوس دروازہ رشک باب الجنان کے  
قدم پیشتر رکھا آورہ ظلم و ضلہ غیرتِ ریاضِ رضوان

نظر آیا اور سوفت سعادت فی کہ اوس مقامِ محبت نظام

مین بر سر اہتمام تھی پیای چشم استقبال کیا

اور شرفی کہ اوس مکان تقدس نشان کی خانہ

سامان نہی تعالٰی تعالٰی فرمایا اور ایک طرف سی

بیاب

حیرت فی بھی اواز دی کہ بہہ خواب ہی باہر آئے

اور ہر محبت بھی پیچاری کہ بہہ عالم فانی بھی

باقی کہہ ہی ہم سماوی کہتا تھا جنات عدن تھری

اور کہہ ہی سرور عینی و مانا تھا کہ وخت فی الحب

بلا حساب بعد ساعت کی ورطہ تھری باہر آیا

اور دیدہ بصیرت کو مرضِ نظارہ کیا تو ایک باغ  
 دیکھا سینو نکار ارم آثار اور ہر طرف او کی چین  
 لبر نہ بہار کہ نریت و لطافت جاوید مرہ نسیم  
 دامنِ صبا سی سیدِ غیرِ عدلِ مینا خاکِ رو بی او کی سخن  
 چین کی کرنی چین اور نصارت و طوبت پانی چمن  
 کو نر و جوی نسیم سی ابرقِ غنچہ من لیکر آبِ بہار  
 ہر دوش پر کھڑی بن لالہ کوہِ خاور او کے  
 شقائقِ زمین کی غمت سی ہر سحر زرد و زول زرا  
 نبتِ بویِ روضہ بہر او کی گلِ جان دینی کی شہر سی

ہر شب داغ در پہلو و سرگردان آزار و نشان فلک  
او کی نسرین و شیرین کی خجالت سی تمام روز و پیش  
آو او کی ہر صفا کی حد سی دل کسکشان ہزار آہ  
در جوش پانی او کی جو صحت بخش کا آبر و آفر  
سوج گھر اور ہزاری اوس ماہی کی فوارہ  
آفتاب سی بندہ تر او کی پر نور سبز زار سی دنیا  
رنگی شیشہ جو رخ برین روشن آو او کی  
انجاریہ دار سی خوشہ جبینی طوبائی بہشت بہرین  
آو او کی سرو و شمشاد بند کی آگی خوبی قاسم خواب

جہان پست اور اوسکی بہار دلکش کی دوبروردنی  
 حسن مکر خان و شکست گل آفتاب اوسکی ہاتھ  
 آئینہ دار اور شہلاہی حورو پری اوسکی زگر کے  
 مراد و جمع کا

کبر و فادار تبتان مہدی کی کل فی واسطی بخار دل  
 بیل کی باندھی تین یا باغبان عصمت نی گرو  
 بردگیان چمن کی قناتین سبز نعتی کی کہر ہی کے شہز  
 او سوقت مشاہدہ قدرت کردگار اور سارہ صفات  
 پروردگار سی پشمار پی افینا ریری زبان سی لکھ آ  
 شہر بہار کل طرب انگیز گشت و تو بہ شکن و بخت دی



رخ گل بیج غم ز دل بر کن رسید باد صبا عجب در هوا در

رخ خود برون شد و بر خود درید پیرامن دوست باد صبا

گرد گل کلانه نگر شکبج کیوی سبیل نگر بروی من طریق

صدق بیا نوزاد صافی دل برستی طب از ادگی زجر

کستی من که اس باغ فردوس بیمار کا عرض و طول حاکم

بیگه من ہی اور سوای گل چشم کی گلستان عالم

کوئی گل نہیں کہ جو دوس اوصفہ من نہیں پہولا اور

بجز صدف و الماس کی کوئی درخت نہیں کہ جو اس بلخ

من پہلا فرس و روشن تمام شک سرخ کی اور او

دوزخہ منورہ ہی اگرچہ ظاہر میں چند درجہ زمین سے مایہ  
 کر معنی میں نہ گریسی آسمان ہی اوسکے زیر پایہ  
 سقفِ فلک میں اوسکی فرشتے کی سی خوبی کہاں ہی  
 کہ اوسکی سر پر وہ دوزخہ عیش نشان جہنم کنان  
 ماہتاب بر شب اوس صحن منور کی سوجان سی صدق  
 ہوتا ہی اور چشمِ زخمِ ناظرانِ خلک سی چادر چاند  
 میں ہر رات چہاٹا ہی اور اوس فرشتے سفید رنگ پر  
 اوجھا رنگہ ناگون سی ایسی سلیمی و گلکاری کی ہی کہ  
 جاحمِ فلکِ اعلیٰ اور قایلین کھشن بہشت اوسکی آگے انگیز

بھائی ہی جو سک مردموسی اوس عمارت عالیشان  
 میں صرف ہوا ہی نور چشم نخلی طور ہی اور سوا دیا  
 دیدہ حور اور جو عشق و لا جورد اوس نبی سماوی  
 میان میں خراج کیا ہی فلتۃ الکبد میں اور قوۃ  
 دل سعدن ہی اور سطح احاطہ مربع کی دو گوشوں  
 دوئیںار بلند مجوف زینہ دار ایستادہ کئی بین کہ اوپر  
 عالم ضلی زیر نظر اور اجرام علوی بالای سر معلوم ہو  
 ہیں ہیئت مجموعی اوس دھند روح افزا کی ہشت پہلو  
 بنائی ہی اور آٹھ سینار او سکی اوپر باگتہ بہا ہی آفتابی

اور کلس طلائع ترمیم دی ہیں اور ہر طرف اسکی  
 چاندی آسمان سیمایا ہے تعمیر کئی ہیں کہ اوسکے  
 محراب خورشید قباب کی رشک سی ہلال گردن  
 ہمہ تن ناخن سینہ خراشی بکیا ہی اور اوسکے  
 کمانچہ طاق رفیع کی سامنی فلک ہی قوس قزح  
 نقش بر آب اور پاپوایا تا ہی اور وضاحت  
 و دواخی اوسکی مانند بحث بیدار کی انتظار <sup>بجائے</sup> انتظار  
 میں ہر دم چشم براہ اسپماوہ اور <sup>کشا</sup> سبط وہ  
 اوسکے مثال غزہ صبح اقبال کی تمانا نوکی ٹوڑ

1  
طلاقات میں ہر وقت آغوش کشادہ آو سکی  
چشمو کی حواسنی کو تمام سوردہای قرآنی اور آیاتِ فقاہ  
سی مین و مزب کیا ہی حقیقت میں وادو کی سعادت  
و برکات سی نور اعلیٰ نور ہو کی ہی شک مر پر شک  
موسیٰ سی ایسی خوش قلبی و جوا پر رفتی کی ساتھ برقم  
آرہ صمع کیا ہی کہ گویا صیاد فلک نے ماہ کو ماہی  
سمجھ کر دام طرہ ناسید کا مارا ہی اندر مقبرہ کی جوجا کے  
دیکھا تو وہاں اور ہی تجلیات انوار الہی اور عجائبات  
صفت کبریائی نظر آئی شاید وہ مقام عرش اقصا

سنگان سراپردہ جلال کا دارالقراری یا وہ مکان  
 لاہوت ساوات مقدسان ملا علی کو سزاوار  
 اصلی مرفق بادشاہ و ممتاز محل سکیم ایک نہ خانہ میں  
 واقع میں وہ نہ خانہ انوار رحمت الہی کا خزانہ ہی  
 اور چراغ شوق و حافی کا کاشانہ آفتاب ہر روز  
 و سکی باریابی میں خنہ جو اور ماہتاب کو ہر شب اوکی  
 استمانہ بوسی میں نگاہ و غیر بادشاہ پر یہ عبارت  
 کندہ ہی کتبہ در شب بیت و ششم شجر حب  
 شدہ ہجرت و خانہ جہاں بادشاہ اور تربت سکیم پر ہو و نہ

بار تعالیٰ کی بجز نسخ کہ مشابہ بجز لوح محفوظ اور  
ناسخ نسخہ رقیع باقوت ہی مع شمشاد ہجری کی لکھنا  
اور اوپر کی درجہ میں مقابل سردابہ کی دو تونہ علیہ  
ہیں اوسجای قبر بادشاہ پر یہ کتبہ مرقوم ہی کتبہ  
مرقد نور مصبح سطر اعلیٰ حضرت بادشاہ رضوان  
وسکاہ خلد آرا سکاہ حضرت علین سکائی فردوس  
اشیانی صاحب ان بنائے شاہجہان بادشاہ غازی  
طاب ثراہ جعل الجنة تنوہ در شب بست و ششم حب  
شہد بر او مقادش ہجری ازین جهان فابہ بر مکتا جانے

انتقال کردند اور بیکم کی توفیق بالا پر پہنچے کتب  
 ہی کتبہ مرقد منورہ ارجعہ بانو بیکم خانم صاحبہ  
 توفیق درخشندہ بحری اُن دنوں مقام بر اسفل  
 اعلیٰ کی نقش طرازی اور پرچین کاری کو دیکھ  
 عقل حیران ہی اور قلم اوسکی تعریف کہنی میں  
 سرگردان جعفر انکہ بڑ جاتی ہی وہ سب  
 یحان سکین زنجیر بای مردم چشم موجاتی  
 اور حسن بل بوتی بر نظر جمجاتی ہی پھر ٹانگوں  
 بنین اکڑتی ہی وصف نامور دستی کاریکردن



زبانِ تقریر عاجزی کہ باریک کاریِ شک سی  
نقشِ قلمِ کبھی سو نہ سوڑ و پایی اور تعریفِ طاجی

شک تراشون میں غامہِ تحریرِ قاصر ہی کہ کلمہ

بند ہی پتھر سی دعویٰ زورِ قلمِ مانی و بہاد کو توڑ دیا

اگر اوسکو صفتِ یدِ قدرت لکھی تو بجا ہی کہ اوس

انگی بوستانِ فردوس مانند کلِ خزانِ سید

بمردہ اور جو اسکو نذرِ تروستی صانعِ حقیقی

کبھی تو دستِ پی کہ اوسکی مقابل میں آنشِ لالہ

ارمِ ہنر وہ پھولِ پی میں یسار گونہ بنایا

کہ اوسکی آگے نیم سو بھی موٹا ہی اور ہر شاخ و  
 برگ میں ایسی روئیں نکالی ہیں کہ تارِ نظر بھی اوسے  
 دیکھنی میں کوتاہ ہی آونی صفت اوس کا چٹا  
 ارژنک کی بیہی کہ ایک گل میں نصبت و  
 دو پارہ شکِ رخازنک کی ایسی وصل کئی ہیں  
 کہ ہرگز اوسکی چونند ثابت نہیں ہوتی اسب طرح  
 اور جایی بھی اوسناد و نگاہنر و کمال دیکھا کہ  
 اکثر شکِ زردی تھنہ مرمر پر خربین کی ہیں گویا  
 طاری مہر سی صفحہ ماہ پر بدوین کہنہ میں اور جالیانہ

اوسمین شک مرمر کی اس خوبی و لطافت سی بنائی  
ہیں کہ مٹی اور لکڑی کو چادر کھائی نہ رہا جانا پھر جس  
نور طائرانِ گلشنِ عدنان سجھا جب عبور دیکھا تو ہم  
سچ مہوا کہ تیر غمزہ تیرا نقش و نگار سی سیدہ  
مانند دل عاشق کی شک ہو رہا ہی یا حیرت  
لوح دیوار سراپا چشم ہو کر ہزار انگہوشی اوس  
گلشنِ خزان کو دیکھ رہی ہی اور اوس روحِ ضمیر  
رفع انسان کا گنبد چرخ چارین اقرانِ شمس  
شمس نشان ایسا بنایا ہی کہ ایک کوہِ کردون

نیک مردم کا مانند ایک دانہ در عظیم کی معلوم ہوتا ہی  
 شاید کوہ نور اول اوسکی گہتی میں اور کڑے جوہر  
 کل اوی کو گہتی میں آفتاب نصف النہار اوسکی  
 نوک کس سی سینہ فکار اگر ماہ تمام کو اوسکی صفائے  
 میر ہوتا تو وہ ہی ہری ہر کا دعویٰ کرتا غرض تمام  
 درجہ اوسکی شاید کئی اور ہر درجہ سی اوسکی  
 مارج و انائی و بینائی یادہ کئی عجب میں اوسکی  
 مسجد وسیع اور متقابل میں سجد کی تسبیح خانہ  
 رفیع ہی اور نیچی اوسکی شمال و دریامی میں پستہ

شرفِ پابوسی میں رہنمائی اوس جایی سی کوہوت  
نک عالم آب نظر آتا ہی غرض یہ مقام محمود اور  
بغیر مسعود ہر موسم میں خدائی اور بہشت جانی  
ہی ترویج میں تاجش آفتاب سی حمام سعد  
اور گرمی میں ہوا سی خاک سی آرام جان و راحت  
دل برسات میں آبشار و سبزہ زار سی مسنونہ نظر  
اور بہار میں لالہ و گل سی رشک و طعشہ  
یکشہ کو وہاں ہمیشہ میلہ کرتی ہیں حوض نہر  
پانی سی بہرتی ہیں فوارہ چوشتی میں #

جیسی بانی پر مبنی نوٹ ٹی مین شہر کی خدمت

اور صاحب لوگ جمع ہوتی ہیں عجب طرح کا عالم

عزت ہوتا ہے فلک ہی دیکھنے کی پال حسرت ہوتا ہے

راقم فی وہ روز بہت افروز دیکھا ہے اور اس کا نقشہ

صوفی خاطر پر کھینچا ہے اس حسرت میں جا کی ان

پہرانی کو بہن چاہتا ہے جو دمان جاتا ہے حضرت

اور اس کا سا حال ہو جاتا ہے اور سب اس روضہ

کی بنا کا اس طرح لکھتی ہیں کہ بی بی شاہجہان کی

رجسٹر بانو سکیم بیٹی آصفیہ ہر اور نور جہان سکیم کے

عفت و پارسائی میں راجہ ثانی اور جادو مراد بن  
 بقیس ثانی تھے بادشاہ کو انسی کمال محبت اور  
 انکو بادشاہ کی نہایت ستاوت تھی سہ ماہی  
 چالیس میں انکو دہر آرا سکیم کا حمل تھا قریب ایام  
 ولادت کی انکو شکم سی اواز کر یہ طفل کی آئی سکیم  
 اوس آواز کو غرہ داعی اجل اور پیام ملک الموت  
 سمجھ کر اپنی حیات سی مات اوشہایا اور اوس وقت  
 بادشاہ کو بلا کر یہ احوال کہہ سنایا ثابت ہی  
 کہ جس شکم حاملہ میں یہ فریاد کرتا ہی وہ ضرور جان

مادر کو بر باد کرتا ہی تین تہین دو وصیتیں کرتی ہوں  
 اول یہ کہ تمہاری بقای نام و نشان کو یہ آہستہ فرزند  
 کہ مانند ہشت کشتن ہشت کی تمہاری نرسانہ طوطی شاہک  
 موجودین کفایت کرتی ہیں تاج دہر اپر کرنا کہ  
 اوسکی بطن سے جو اولاد ہوگی تو دعویٰ سلطنت میں  
 عزمین کی جان بر باد ہوگی اور دوسری میرا ہتھ  
 ایسا نام و عمدہ بنوانا کہ خلقت اوسکی دیکھنی کو آیا  
 لکری اور چمکو اور لکھو و عار منہرت سے یاد کرتی ہو  
 بادشاہ اس ماجرہ کی سن سنبالی اختیار رونی گی



اور سوچی آئندہ کی ہشت آہ میں پرونی لگی اور یہ سوز

بڑھتی لگی عاقبت چشمِ ترم از گریہ خواہ شد سفید

خانہ ویران میشود چون طفل باشد خانہ دار حادثہ آسمانی

شعشع سلطان کو صرصر غم ناگہانی سی بھبھانی لگا

یعنی دولت سرسی باد شاہی ماتم کہ تباہی نظر آئے

خدا صیہ یہ کہ حکم قضائی نسخہ چالیس سو و بیس علی کو

کریا اور پتیروی فی تقویدہ شایخ و مخدوم کا بالکل

اثر کہو دیا نہ دوائی تاثیر کی نہ دعا کام آئی سلطان

بہی ہر کار اور دو بہی بہی آفرودہ اسید امرو

شعر آفاق از مصیبت چاک شد و خلق پرور  
 زین عیش جانگاه خاک شد و شش همتی آواره  
 ناله و افغان تا به آسمان پوچا و آواز زمانه من گریه  
 بجای طوفان برپا ہو گیا فقط نہ شاخسان اسلم  
 سینہ خراش سی چاک پیراں ہوا بلکہ فلک ہی اشک  
 خونِ شوق سی سرخ دامن کشتی تانی او کی تاریخ وفا لکھی  
 حقیقت میں 'اوسخوری' ہی ہی تاریخ زین جہان  
 رفت چو ممتاز محل و رخت برخش و رکشا و بھر  
 تاریخ ملائک گفتہ جای ممتاز محل خست نادر

جبکہ لباس باطنی تبدیل کیا اور کلیم عزاداری طبعی ہوا  
 تو بموجب رعیت کی بادشاہ و فاشناس اور ملک نگین  
 صفات فی حکم بنامی سماوی اعتلائی اوس روضہ  
 فیض اشما کا صدارت فرمایا اور تمام قلم و قند اور ملاز  
 دور دست میں فرامین و شفقت واسطی طلب نگہاں  
 عجایب و غرائب کے جاری کئی اور معماران شرف نامہ  
 اور بنائیان بدیع کار اور خوشنویسان جواہر رسم اور  
 نقاشان مافی قلم کو ہر کشور و لایت سی بلوایا چنانچہ  
 پیلداران قوی پہلو اور غار اشکان فرہ و بازو نے

بنیاد اوسکی تاسر آب ہو چکا کہ ایک چوڑی تین سو چوڑی  
 اگر طول اور انکیو چالیس گز و من من بہت متانت  
 و استحکام کی ساتھ طیار کیا اوسکی اوپر زمین سی  
 شانزدہ گز کی کری بنیہ مرتب کی اور سطحی کری پی  
 وہ عمارت سراپا کرامت عرصہ دو اڑدہ سال میں  
 مکرمت خان و میر عبد الکریم کی انتظام سی مرتبہ نما  
 دورہ احتمام کو پونجی لکھا ہی کہ منقطع گنبد بزرگ  
 دو سو دس گز عہ اور اندر سی سقف چوبیس گز بنیہ  
 مرقع گنبد سی کس سطل پانزدہ گز اور زمین سی نازک

میل کس اکیسات کر نفع تارخ شایہانی میں مرقم  
ہی کہ مرقہ فیض مورد زبدہ مطہرات متنازع محل سک  
کی محجر کا دروازہ سنک شب کا مذتب و لاجورد  
دس ہزار روپی کی گیارہ افراخہ ہتا اور چاروں طرف  
اوسکی کو کہہ وقادیل دہی بکار معیاتی تابان اویزا  
ہتین کہتی ہتین کہ بس وضعین ہر قسم کا سنک  
قیمتی کہ تفصیل اوسکی اکثر کتابتین مرقم ہی لکھا ہوا  
سبب انقلاب روزگار کی مردم او باسن و قلاسن  
اوسین ہی او کہہ لیا سچان نصہ جیسا اون لوگون

اپنی عقل و ہمت کو اظہار کیا تھا و بیابانی ایشون کی  
 اپنی دانت و جہالت کو آشکار کیا اور اس وقت  
 نقدہ کی چار دیواری کی باہر ایک جلو خانہ ہی  
 بطول دوصد و چار درجہ اور عرض دوصد و چھ  
 کز اور چارون اضلاع میں اسکی ایکڑ اٹھارہ  
 جری اور دو خواص پوری ہر ایک طو میں  
 ہفتاد و شش درجہ اور عرض میں شصت و چار  
 اور اوسین میں تیس جری اور چارون ط  
 دیوان وسیع اور آگے اسکی باہر چار سو ہست

طویل و عریض اور چارہ اس میں نہایت فراخ وسیع  
ہر ایک سید و بست درجہ عرض و طول میں اور جس  
چشمی جگر می اور ہر عمارت مع ایوان و دالانوں کی  
نکھر رخ سی مرتب تھی اور ایک شہر جداگانہ  
بنام ممتاز محل آباد تھا اور ہر اقصی و ولایت کی  
شجار ہر طرف کی نفائس و رقتشہ و نہیں لاکر  
بیچ و شرا کرتی تھی اور اکثر سودا گروں نے  
اپنی اپنی مکان و حویلیاں اوجھائی بنالین  
پہنچ اپنا وہ ساری دیر ان پڑھی ہیں شعر

از نقش و نگار و دیوار مشکی آثار پدید است صناع

عجم اب نقشی مکانات اکبر آباد کی یعنی مسجد جامع

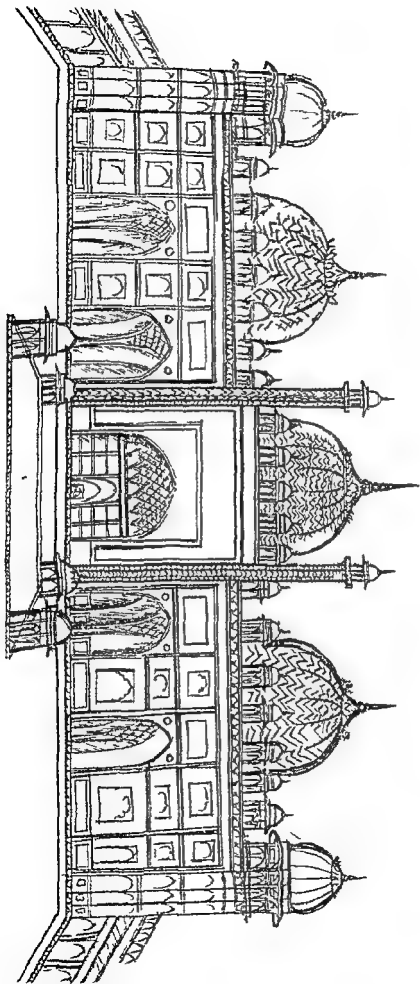
شهر اور قلعه اگر اور محوطی مسجد اور در و صحنہ تاج

کج اندر ثبت باد شاہ اور مرقد سلیم کاف

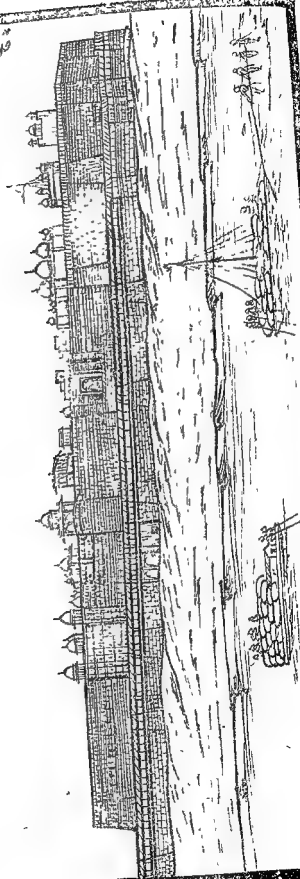
اس کتاب میں مسطور بش کیا جاتا ہے

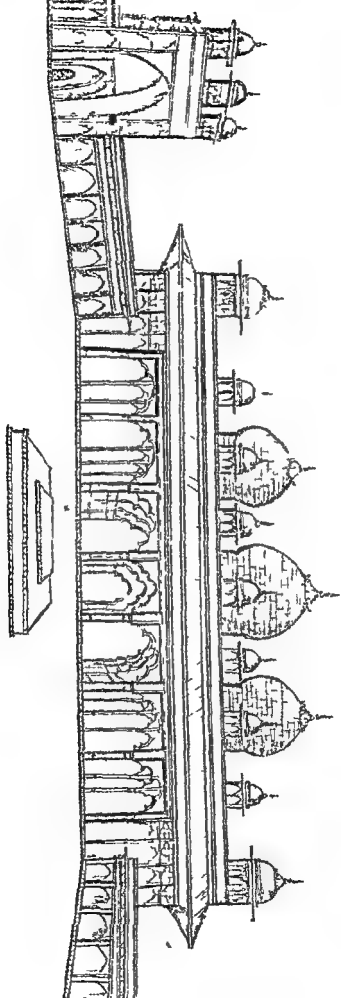


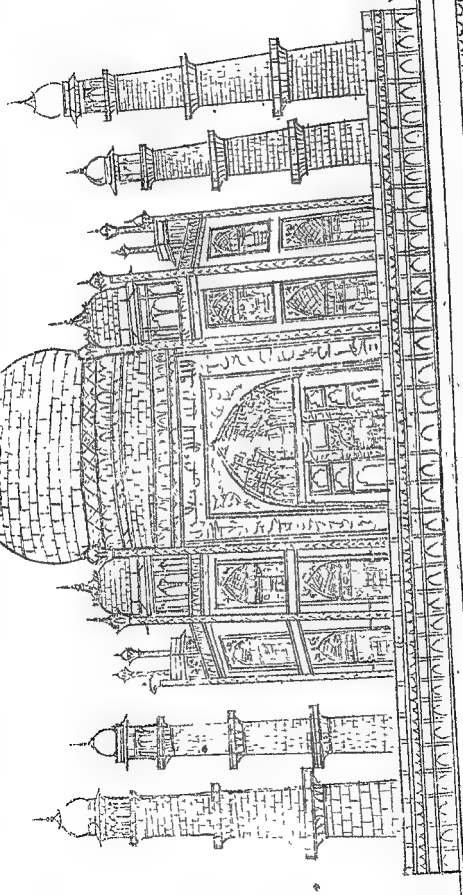




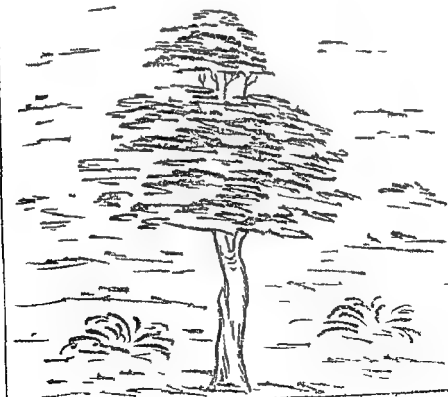
قلعہ اکبر آباد







# قرن شاهان



اور بادشاہ فی واسطی مصارف ستونی و خدام و مشعلات  
 وغیرہ اس پر وضع منورہ کی تیس موضع مشعلتہ و الخ  
 اکبر آباد اور آبدنی کرایہ و کالین بازار کہ تمام چودہ لاکھ  
 سو فی مین وقف کر دی تھی مگر بعد اوسہ صرف طیار  
 مین اس وضع منورہ کی اکثر اختلاف پایا بعضی کہتے  
 ہیں کہ کل پچاس لاکھ روپی اسکی اجرت مین صرف  
 ہوئی اور سنک مر مر وغیرہ اجارہ و لون صوبجات  
 حاضر ہوئی اور اس کتاب مین کہ جو خدام و مجاورین  
 وضع مبارک آئندہ روز مذکور مین اوس مین چہرہ و قضا

تمام جزئیات کی عرق و عرق ہی مگر اس کی بے خطی اور عطا لونی  
سی ناظرین کے کچھ حصہ لطف و اطمینان نہیں حاصل ہوتا  
چار کروڑ ستر ان لاکھ اسی ہزار چھتیس سو پچاس  
سو اچھہ پانی لکھا ہی شہر خواہی کہ نام نیک تو ماہ  
بروز گارہ زر امثال ذرہ شماری باعتبار اس  
نام جونی چاہتا تھا کہ ایک روضہ اس کی نقل اپنی  
دوسری طرف دریا کی طیارہ کرواوی چنانچہ اپنی بیٹی  
زیب کو اس امر خطیر میں بہت حصہ کی تھی لیکن  
اوس ہی محل میں گیا اور اونکو اسی روضہ میں مدفون کر دیا

کہتی ہیں کہ یہ بادشاہ کیوان پایگاہ آسمانِ خلافتِ جغتائی  
سی کو اکبِ سلاطین میں ماہِ چار و ہجرتِ ہما یعنی ماہِ ہجرتِ  
فی سلطنتِ ممالکِ ہندوستان کو لایا اور چوتا اور  
اکبر و جہانگیر نے پانی دیا اور پرورش کیا اور شاہجہان نے  
اوسکا پہل کہا یا اور لطف اوٹھایا اور اوسکے بعد سی  
خزان ہونا شروع ہو گیا اس بادشاہِ جم مرنبہ فی  
جس جگہ اماکن و بقاع اور مساجد و سراپائیں ہیں  
اوسمیں سی اوسکی نیک نیتی و عانی جو صلیبی اور سلیمانی  
و دانشمندی مشرخی ہوئی ہی اور جو اہل فضل و کمال اور



نصہ ای بیٹا! اور صاحبِ حوضہ اور مردمِ شہر پیشہ ایران  
و توران اور روم و خراسان کی اسکی دو فرمانروائی  
میں جمع ہوئی تھی کئی عصر میں موجود نہ تھی بر چند  
کہ اس حصار و بنامین اور یہی قصرِ عالیشان اور عمارت  
فلک نشان شامانِ بلند مکان اور خواقین والا و دہان  
فی حیرت افزایِ جهان و یادگارِ دورانِ بنائی ہیں  
پہچانچہ نہ بہت القلوب میں مذکور ہے کہ حوالیِ مصر میں چہ  
چہ ہزار برس کی عمارتِ عجیبہ اور رواقِ غریبہ موجود ہیں  
از انجملہ ایک عمارتِ عالی تمام سنگ مرمر کی روئیل سے

بخ و نیم کروہ کی فاصلہ پر واقع ہی کہ ہر بازار و اسکان

و شہت ارش دراز آواز بند و بخت و ارش مرتفع

اور فوق عمارت پر قبہ مربع اور اندر اسکے بہت

سکانات و عمارات عجائب غرائب آوازینہ تالاب بام

قبہ مرتب جو محنت و محنت کہ تختہ نامی سنگ کے ہموار

اور بنیہ عمارت پر لچانی میں صرف ہوئی ہی قیاس سے باہر

بیان کرتی ہیں لکھا ہی کہ تین لاکھ ساٹھ ہزار آدمی

اوسکی بنانی میں مصروف تھے اور اٹھائیس لاکھ آدمی

فی یوم خوراک مزدوری میں خرچ ہوتی تھی اور اس طرح

ہیں برس کی عرصی میں انجام کو پہنچا تھا وہ بھی عمارت  
نو اور واقعہ بہ روی زمین میں سی گئی جاتی ہی علی <sup>الکبار</sup>  
اور بھی عمارتیں اس قسم کے زمانہ میں بہت ہیں کرو گئے  
والی کہتی ہیں کہ جو خوبی و نزاکت اور حسن و لطافت  
اس روضہ تاج کج میں ہی وہ کہیں نہیں نظر آئی  
شاید جہان نامہ میں یہ شمار اور سلی تریف میں نصف  
شاید جہان سی کہی ہیں نظم زہی مرقد پاک <sup>بغیر</sup>  
عجیب کہ بانوی آفاق راکشہ ہمد سوز معارف  
چو باغ بہشت <sup>بہ</sup> طرہ و دوس <sup>بہ</sup> غیر نشت <sup>بہ</sup> بصحبت

بجنش زغال سبز بجز به چاروب مژگان درش فیض حور  
 جوار خارست دیوار دور به هوا نازه و تر ز آب کهر عیات  
 گر این مقدس جناب به ز سر چشمه فیض آورد آب  
 برین بقیع پاک والا مقام به ترشح کنان ابر حمت مدام  
 سر اسر عقیقان این آستان به بهمان نوازی مثل و جهان  
 هوای کرت هست از سر بیا که بی فیض گذشت زین در صبا  
 تخت دکل اینجا گرد نقاب به نیار و کرامت حمت سبحان  
 اگر بزم آرد برین در پناه به شود بهیچ معفور پاک از گناه  
 بسم بود غنچه اسرار بوسه نیشش بخیر و تحریک خس

سوالش ز عفت حجاب آفرین \* شبیش ز غنچه تحلو تا کن  
نگرد کسی بر کس اینجا پناه \* برین روضه وقف است غول  
الاعاصی آرد برین روضه روی \* کس نداند خوش  
مشت شوی \* ز رقت بنظاره این نزار \* شود چشم  
خوشبدمه اشکبار \* درین بارگاه فلک احجاب  
ز روزینه داران یکی افتاب \* همه باین عمارت  
بنار و ز کار \* که ظاه شود قدرت کرد کار \* آسایش  
بود چون زمین پایدار \* چو ایقان صاحبان استوار  
مذکر روضه اعتماد الدوله \*

بے حد تھنا کر لی اس اوجھ بوجھ طسراڑ کی  
 غنیمت نورافشان اور باغ اعتقاد والد و لہ سہوئی  
 وہ اوس طرف دریائے چین کی واقعہ  
 اول پل پر پہنچی ایسا نور پل کہی و کہنی میں نہ آیا  
 تب حقیقت میں عجب حکمت و تراکت ہی بنایا  
 کہ آیا پانی پر نقشہ چمایا ہی بی تکلف و سرور  
 اور ہمارے ویدت کی آہنی پیوں کو رنج و غم  
 آویزاں کر کے اوپر تختہ بندی کر دی ہی اور  
 ایک سے کھٹکھٹا نند شاہراہ ملک بھا کی پہنچا

و سیدی مرتب کردی ہی کل نیلوفر کی طرح  
 بر سر آب وہ چل قائم ہی اور شب و روز او سپری  
 مثال عمر گذارانی بسند جاری ہی اور صنعت و تدبیر  
 او سین پر سر رکھی ہی کہ طفلان آب میں جو دبی تکلف  
 بسند ہو جاتی ہی اور کی آب میں بستی نشیب  
 میں آجاتا ہی اور جب کشتیوں کا عبور منظور ہو گیا  
 تو فوراً گھل جاتا ہی اور یہ چین سی رستہ  
 دی دیتا ہی اور ہر بدستور جو بند ہو جاتا ہی غرض  
 وہ چل حکم کن فیکون کہتا ہی محمول اوس گذرگاہ کا

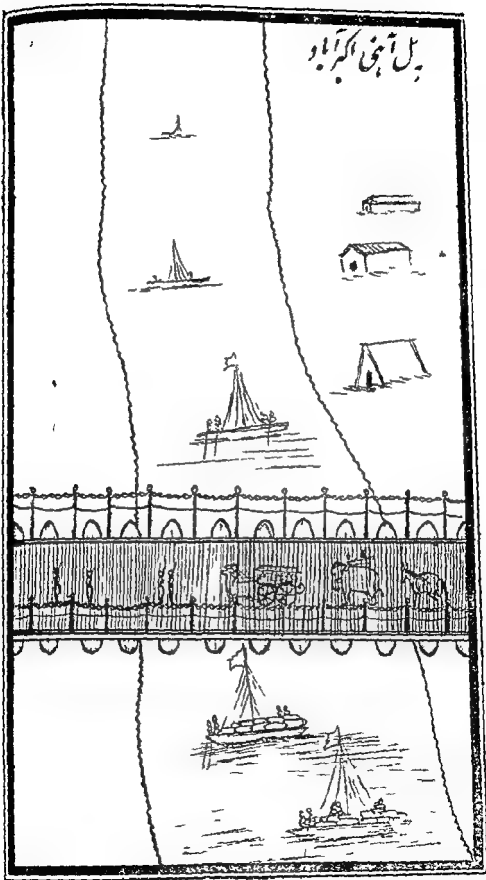
فی نفر دوپسی اور سواری دو آغے اور گاڑی کی اہتہ  
 آتی اور تھکا ایک روپیہ نقدہ اس پر لکھنا

گیاہی





پل آہنی اکبر آباد



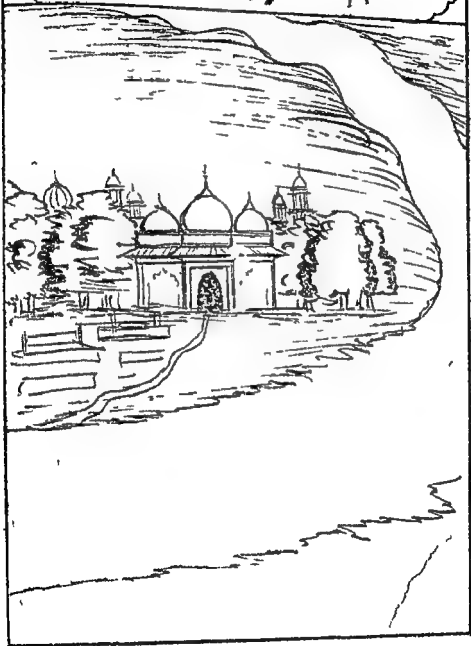
اوس پر سی اور ترکی مقبرہ اعتماد الدولہ کو دیکھا ایک  
 عمارت مشن یا سکھائی ملوں مختصر سی بی بی بی اور  
 اوس پر کام مثبت کاری کا کل وسیع سی بہت خوبصورت  
 کیا ہی اور چالیان پھر کی نہایت باریک خوش تر کیب  
 تراشیں ہیں اور کاریگروں نے اپنی دستکاریاں  
 میں اسکی بعد باغ نور افشان کو دیکھا وہ باغ بھی  
 اپنی وضع میں جواب نہیں رکھتا اور بسبب افق ہونی  
 لب و زیا کی محال ہر سبز و شاداب نظر آیا اگرچہ پورے  
 عالم میں اور بھی باغ نصارت ہیں اور گلشن و رحمت

فرین تخلصید حدیقه آسمان و زمین فی محو و بیا چنان  
اور رشک عارض کمر خان آراسته کنی مین مگر تیر  
باغ بی اپنی انداز و طرداری مین یکتا آورد دل سپیدی  
خوشنمائی مین بستنی ہی ہر طرف سی روشنایی  
شاہدہای اشجاری دست و گریبان آور لب و لہجہ  
اوسکا بوسہ مای میوہ وخت سی شکر نشان آوکی  
نخل خوش قامت باغ و ماہد معشوقان عاشق پرور  
اپنی سایہ کو بنوئی ہمیشہ ہم بستہ اور اوکی روشن  
نشیمان و خندہ آثار لب و دست بازی انہ و انار

بنو و نارنگی بہال خوبان سی بزار اور خیابان چمن گل  
 ویاسمن بھی جلوہ جنون خیز کرتی ہیں اور سر جو شہبہ  
 فوارہ و آبشار چمن بھی مالہ وحشت انگیز کہتی ہیں  
 چند ان طراوت بہت ہوا رکھ چکے۔ آب از خط  
 شعاع چو مژگان اشکبار۔ اریس چکیدہ قطرہ شبنم  
 زبرگ گل۔ چون رستہ از بوز عیان گشتہ نوک خانہ  
 بہر باغ جہاں گری و اسطی نور چہاں بسیم کی تعمیر کروا  
 تھا اور اعما والد ولہ پدر نور چہاں بسیم فی مع اپنی  
 باغ و بہرہ کی اسکو بہت سعی و اہتمام سی بنوایا تھا

برکه آمد عمارت نو ساخت به فیت منزل بد بگری پر خشت

به به نقت مقبره اعظم والد دولت گاهی



نقبره اکبر بادشاه که در سنگه است

بقدر اوسکی مقبرہ اکبر کو سکندری میں جا کی دیکھ  
 سکندریہ اگر وہی ہیں کہ اسکی فاصلہ پر واقع ہی  
 حقیقت میں اسکی عمارت بھی عالم فانی میں لاشانی  
 ہی اگرچہ اوس روضہ نورانی سی اس پار کا ہے  
 لہذا نسبت ہی اگر بعد اوسکی یہ مقبرہ ہی بالانشین  
 ریاضِ جهانی اور صدرِ کریمِ جلالی و درانی  
 درواری چار اوسیں بہت تحف کی بھارت سنگ  
 و سنگ مرمر صحن چوہدرہ مقبرہ صفا بہت مستعد رہے  
 بی ہوئی ہیں آفرادینِ شین درواری سید و سید

اور ایک جنوب رو بہ مفتوح نور اندر او کی یہ بہترین خط  
ستعلیق مرقوم ہیں نظم بزمان شامشہ و کمال  
کہ باشد شہتائیں بیزوال شد آراستہ آنچنان وز کا  
کہ حیران شد آیدیشہ ہوشیار بگیتی یہ فیض ازل بادشاہ  
بود سایہ نور ذات اندہ چو از دہر آن سایہ گرد و ہوا  
فتد سایہ دیگر اندر جهان بدینسان بود ما سر انجام  
کار بہ بزر و خرد گردش روزگار زمانہ و کر گون  
شو و ہر نفس نکر و بیک کو نہ با هیچ کس فلک رہ  
شاہ اکبر عرش کاہ کہ از نیستش کو گشتی چو کاہ

نشستی چو بر تخت شاهی \* کرفتی جهان فرخنده  
فروزنده افسر و تخت بود \* کیم و رحیم و جوان تخت بود  
دل روشن و جان آگاه داشت \* جهان خور و داور  
گفت و گذاشت \* بیای جهان تخم نیکی بکشت  
بر آن گرفت از ریاض بهشت \* روانش چو انوار خورشید  
و ماه \* فروزنده با دوازده نوراله \* او را یک طرف  
شمال رویه او سکی به بیتین لکھی بین \* نظم  
شاه اکبر ز روی و انانی \* کرد طاهر ز و هر فانی دست  
دولتش بود ویر و ال از ان \* دل بد نیامی باز و ال نه بت



مرغِ روحش چو بوب و طائرِ عرسش \* رفت بر آستان حج و عرسش  
 نشست \* اور یہ بہ بیتین اور پیشانی دروازہ مذکور کی  
 مرقوم ہیں ابیات طاقی کہ از رواقِ ہنم چرخ برتر است  
 روشن ز سایہ اس رخ تابندہ اختر است \* این طاق  
 زیب نہ فلک و ہفت کشور است \* از روضہ منورہ  
 شاہ اکبر است \* اور گرد مقبرہ کی ایک باغ وسیع  
 و صد و ہشتاد و چار بیگہ کا مع دیوار احاطہ  
 پختہ اور روشن سنگِ سرخ کی عرض میں بت عہد  
 اور چاروں کو نو پیر چارمینا نیم سنگستہ اور چار مقبرہ

نہری تانبہ دروازہ اور سامنی مقبرہ کی جو ص سنگین ہیں  
 اور اوسط باغ خضر آباد میں وہ مقبرہ سنگہا می ملوں  
 سی بنایا ہی گویا خانہ انکشتہ زبردین میں نگینہ نور تین  
 جمایا ہی یا سنگ سفید و سرخ اور حجر زرد و سیاہی  
 بساط عناصر اربع کو معتدل کیا ہی اور صحن کرسی بہ  
 وسیع و مربع اور عمارت مقبری کی پشتل کنبد درجہ  
 مصفا اور تہ خانی دوسہا بیت روشن و پیکر  
 اور اس مقبرہ کا کنبد نہیں ہی سقف باہم اوپر سی  
 کہی ہوئی ہی چوتھہ برجیاں اوکی ہر چہا طرف

افزائتہ ہیں اور حیرت بادشاہ کی ایک بچی ہی اور وہی  
 مقبرہ میں دو قبریں اکبر کی بیٹیوں کی ہیں ایک آرام بانو  
 بیگم کی اور دوسری شکر النساء بیگم کی اور درجہ  
 اعلیٰ پر تربت نقلی بادشاہ بنائی ہی چار طرف تعویذ  
 تربت کی نوونہ نام باری تعالیٰ کی اور جانب  
 بالین اللہ اکبر اور سمت پائین جل جلالہ وہ مقام  
 یک تخت سنگ مرمری بنایا ہی ایک نور کا طبقہ  
 پانچ اند کا ٹکڑا معلوم ہوتا ہی چاروں طرف اسکی  
 ایوان روح افزا اور محرابہا ہی دلکش اور ناصبہ

ہر دور پر مانند سر نوشت بیدار بخت تو مکی خط نستعلیق سی  
کہ او سکے ہر حرف سی رونق خوشحظی مہوشان شکستہ سی  
اور او سکا ہر لفظ مبادلہ سر مشق میر عمار دین سستا ہی  
سنگ موسی سی سنگ مرمر پر ان بیتوں کو لکھای  
نظم بنام شہنشاہ ملک قدم کہ ذاتش میرا  
بود از عدم ہمہ پادشاهان روحی تپین از و حسا  
ناج و تحت و نگین کست از عدم آشکارا وجود  
بود ذات او مظہر عدل و جود و لطفش کہ وہ طلبکار  
کام بود و در گیش قبیلہ فاضل عام نگارندہ جوہر آب جا

طرز آئینه گوهر جان پاک و دو عالم ز فیض ازل از فردید\*  
یکی کرد پنهان و دیگر پدید\* بخشید آنکه سرای سنج\*  
بستان با افسر و تاج و گنج\* که از عدل ایشان شود در گنج\*  
شکفته تر از باغ و در نو بهار\* ره و اورمی را چو کیمیز پیش\*  
شناسد بیکانه را همچو خویش\* شبی کو چنین رست در\*  
روزگار\* بود سایه ذات پروردگار\* ز نهصد فزون بود\*  
شخصت و وسال\* که شاه اکبر آن سایه ذو الجلال\*  
ببالای زرینه سهند نشست\* که بر تخت او گشت افلاک\*  
جهان را پیا راست از عدل داد\* دل اهل عالم از گوشت تناد\*

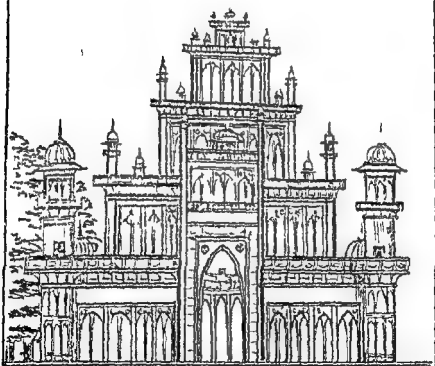
بر پایه تختش از هر گروه \* شده جمع مردان صاحب شکوه \* بهر  
 از کندی نظر سوی خاک \* بگو بر شدی بهتر از جان پاک  
 گزینی بیک حمد ملک بزم \* بایم ای پروندای به بزم  
 چو لطف خدا لطف او عالم بود \* بهر کار چشمش بانجام بود  
 بدرگاه او هر که بر روی پناه \* چو اندیشه رفتی ز مایه پناه  
 چنان پر شد آوازه اش در جهان \* که در دل نمجید راز  
 نهان \* به پر داخت آن گونه روی زمین \* که کرد و پیش  
 خدا فرین \* بگفتی و و افروند ز پنجاه سال \* چنین کرد  
 شای ز روی چال \* چو از عدل آبا کرد این جهان \* سوی

آن جهان رفت روشن روان \* شمع بهشت کشور ازین  
 پس بود \* کنون بهشت جنت سخن نمود \* به نمود جز  
 هوشیار دل \* سرایت این عالم آب و گل \* مجوهر  
 از جوهر سپهر \* که با گس ز پایان نبردست مهر \*  
 سپهرست پر کینه مهرش \* دار \* که با کینه و ریزش یار  
 جهان است مانند موج شراب \* از آن تشنه دل کی شود  
 گامیاب \* نه بسته است پیمان بکس و زکار \* که  
 نشت از این گام کار \* نماند بکسی کسی جاودان \*  
 ز دست اجل کس نبردست جان \* چه خوش گفت آن کامل گفته

که از کوه بر دانهش انداخت گنج جحسان ای برادر نامدوس  
 دل اندر جحسان افروز بند و بس شد از عدل شاه اکبر کا  
 بسان پشت برین روزگار جهان کشت خرم و درین او  
 زمین و زمان شد بفرمان او و دی و بر همه جهان کس  
 ز کس مبرا و کرد بیرون ز دل اثر بمرئی با جهان  
 روان شد سوی عالم جاودان و دانش همیشه ز حق  
 شد و با و از و عالم قدس آباد و باد و صیرر بسطیان  
 خف شاه عالم برادر اکبر شاه کی قبر نهی آوید تاریخ  
 مرقوم هی تاریخ بسال و صد الف پنجاه و سه و پنجاه



بت و به اسم زین برای جو فرمود و حلت سلیمان شکوه  
 زوار فنا سوی ملک بجا و و آن دم ز نال ف در این  
 رسید بگم کرد و پناه حجت خدا به به نقشه سکندر  
 مقبره گاهی



غرض یہ مقتدرہ بھی لائق دیکھنی کی ہی لکھا ہی کلمہ پندرہ  
 لاکھ روپے اسکی ہی عزت و قیمت صرف ہو گا  
 اس شہنشاہ گردون پایکاہ کی تاریخ جلوس یہ ہے  
 تاریخ اگر نوروز عالم رفت بہ پاوہ کل اسید سوری  
 بہ پاوہ او یہ تاریخ اسکی وفات کی ہی تاریخ  
 ؟ لال الدین محمد شاہ اکبر : زونیا کت سوی خدای  
 چو رضوان و پادشیران شد کہ این کیت : مذاکد کی  
 ظل الہی : اس مذکورہ شہنشاہ کی تاریخ شہزاد  
 تھی ایک وانیال میرزا دوسری محمد بیہ میرزا حسن کا

لغت جهانگیری آو تیری محمد میرزا آو پناه  
دانش شروه با وجود کم تو چنی علم کتاب کی کبھی کبھی  
شهری کبھی تہا یہ قطعہ اوسی طبع راوی \*  
قطعہ روشینہ بومی میفروشان پیمانہ  
می بر خریدیم \* اکنون رخسار گر انم \* زرواوم  
در دسر خریدیم \* القصہ یہاں کی تمام سیر و تماشایک  
اکبر آباد میں آئی شب کو کوٹھی مقام گاہ میں قیام کر  
صبح کو یہاں سی کوچ کیا پتر چلتی وقت محبس سرکاری  
ویکھا تو ایک صنعت گاہ بوقلمون سی و کا خانہ فیض

جو قیدی ہی ایک دستکاری خاصین بستنی ہی  
 اور جو مجسوس ہی ایک طرحی کاریگری میں بچتا ہی  
 کوئی حرفہ دنیا میں نہیں کہ اونکو نہیں سکھایا اور  
 کوئی پیشہ جہان میں نہیں کہ اونکو نہیں بتایا قید خانہ  
 کیا ہی کہ مدرسہ علم معاش ہی زندانِ خانہ نہیں  
 بلکہ کارخانہ ہر معاش ہی چونکہ ہر شخص وزوئی پرست  
 بسبب تنگی معاش کی کرتا ہی اس واسطی چاہیہ  
 دین و مادہ و پیکاری و پیا ہی اسکو کب سکھایا ہی  
 تاکہ بعد رمانی کی غم و غیب آزاری نکرین اور اس

خبر کو آپنا وسیلہ روزی کہیں

دگر دانی از اکبر آباد

تاریخ ہفتہ ہم سی ثابت روم اکبر آباد میں اتفاق

رہنی کا ہوا اور بہت وسوم کو روانہ ہوئی تو سرک

پر آسائش و امنیت اور رونق و محافظت شواج بازار

بلا و دیار کسی نظر آئی ہوا کی پاؤں کافی جاوین

جو ومان کر دو غبار اور آدمی اور صبا کو قید کیا

جاوی جو زمان خس و خاشاک پر اپاوی و درختوں

سایہ داری اس طرح و طرفہ قطب را بندہ کی کہ ہو پانے

کہ وہ سو پنی اوس طرف سی گئے نہ کی قسم کیا فی ہی  
 سرگ کیا ہی کہ تمام ایک سرائی جو چیز راستہ میں  
 چاہو سو بھیایا ہی جس راہ میں شب و روز پیدا رہتا  
 ہو گا وہاں مسافر کا دل کا ہیکو پیدا ہوتا ہو گا دست  
 پلک چشم بیدار پاسباناں ہر شب مصروف  
 مہد چینی خواب غریبان آور دود و میل ہر چار چار  
 برقت از آرتین تین کوس ہر چو کی ڈاک ہو جو رہتی  
 ہی اور شب کو بھلا صبر رسائی آواز انسان تھا  
 جو کیدار و نکی سکر پر تا جگہ کھڑی رہتی ہی اگر اوس

سُرک برسی چور کا نام بھی گذر جاوی تو ج و اوری  
حرف تہجی سی لکھا جاوین اگر اوس جگہ وزوانِ حنا  
بھی سنی جاوین تو تون تات دست بستہ کُری  
آوین یہی صورت تمام پورب میں تابکلمتہ وغیرہ قلمرو  
انگریزی میں دیکھی اور سنی تہہ بات پشتہ کسی بادشاہ  
ہندوستان کی عہد میں نہ تہی مگر شیر شاہ افغان  
کی ہندوستان سراونکا اور داک کا اپنی اور سلطنت  
میں اچھا کیا تھا کہتی میں کہ پہلے بادشاہ ہمایوں  
و شجاع ہوا اس سنی اپنی ذات سی ہمایوں ہی ہر کشتی کرکی

سلطنت ہندوستان کی حاصل کی عرض اکبر آباد  
سی ہمسایہ روزہ آباد پہنچی منیر روزہ آباد کی آبادی ہزاروں  
وہرائی ہوئی تھی اب بسبب رونق و آبادی اکبر آباد کی  
اوسکی آبادی بھی رو بہ ترقی رکھتی ہی وٹانسی شہر آباد  
کی بنگلہ میں منزل کی اور وٹانسی صبح کو کوچ کر کے کہل  
کی بنگلہ میں اتفاق شب بستی کا ہوا اوس بنگلہ کی لگی  
دو سو بائیس قدم پر ہر کہ جو دریا کی گنگا سی گاہی ہی  
بدلتی چلی جاتی ہی عرض اوسکا تخمینا سو فٹ اور عمق  
بیس فٹ ہو گا پانی اپنی اوسمیں جاری نہیں کس



سنا جاتا ہی کہ خیابانِ زوفا نی ہی اس نہر سی عبور کیا گیا  
 اور اس نہر کی کناری کوٹھی ہی بہت عمدہ اور وسیع  
 واسطی صاحبِ افسر مہتمم نہر کی تیار ہوئی ہی بہر حال  
 جس رستہ نہر سی بہہ نہر گزر گئی وہاں کی دیہات غروہا  
 بہت سرسبز و آباد اور خلقِ اللہ کو کمالِ آسائش  
 و آرام پہنچا علی الصبح کہہ دل سی کوچ کر کی قصبہ میں  
 پور میں خیمہ زن ہوئی میں پوری ہی ایک سستے  
 قدیم ہی اور اکثر ویران ہی مگر بالفعل بہت قریب  
 جہاں نی اور کنارہ شاہراہ کی آباد ہو تا جاتا ہی اور جہاں

اور چہاؤنی وٹانسی ڈیرکوس پر واقع ہی آرمین چارکینیان  
اور کچھ صاحب لوگ ہی رہتی ہیں اپنی فسروں کا وہ ڈاک  
بھنگلی میں ہوئی چونکہ ہر روز کی منزل اور وہ ہر ایک  
رستہ قطع کرنا بابر خاطر و نا کو اطمینت ہو گیا تھا۔  
میں پوری سی ہو کا وٹین پہنچ کر ڈاک خانہ سرکاری  
دوسرے گاڑیاں بکراہے اور ایک بلی ہمراہی لے گا کہ بارش کا  
مسعد و دو خانہ مان چند کی سمت کا پور کو روانہ ہوا۔ اور  
بار برداری اور عمدہ کو منزل منزل پہنچنے کا حکم طرف کا پور  
کی دیا معمول ڈاک کا اصرار ہی کہ جو اندر بیچا گئی تھی

۱۰۰  
میں نظر چار آنہ میل آو جو باہر پیشی تو دو آنہ میل  
عرض ہو گا ون می سوار ہو کر قریب شام کی میرانی  
سراہین پہنچی ذکر مکن پوچھتے ہاں

وٹانسی نیم کروہ کی فاصلہ پر مکن پو رہی کہ جہان  
حضرت بدیع الدین شاہ دار قدس سرہ کا مزار شریف  
ہی راقم اوس زیارت سراسر سعادت کا ہمیشہ آئندہ

ہا کر تا تھا بس ایسا قریب دولت حاصل کرنا اور ہر

محروم و مایوس رہنا خلاف بہت واراوت سمجھا جو  
بلکہ پوچھا پہنچنا و مان تک متعذر تھا سراسر حید یا لکڑیہ کے

زیارت پرافاضلت سی شرف ہوی اور اوکی خاک ستانہ

ورگاہ نورانی سی چہرہ عقیدت کو فروغ جاودانی بخشا

اندر مرزا شریف کی چار چہرہ نکاح حکم نہیں ایک عورت

دوم روشنی سوم پارچہ دخت چہارم سماع

سنا کہ کوئی عورت اندر چلی گئی تھی تو تمام اور سکا

سیاہ ہو گیا اور ابدہ بڑگی مگر آرا بر این مذکور کی احوال

انحضرت کی بعضی لوگوں نے بے ارغفل و دوزاریاں

تحریر کی ہیں چنانچہ صحت رکھنا ساتھ حضرت عیسیٰ

علیہ السلام کی اور مختار ہونا اور پرنس کی ابدی اور شرف ہونا

ملازمت رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں اور بیچا نا سلام  
 عیسیٰ علیہ السلام کا طرف آنحضرت کی مگر واقع میں بری  
 دلی زبردست اور صاحب عظمت و جلال تھی اور جذب  
 قلوب و کشف اسرار و ادراک معنی و طریق عرفان میں مرتبہ  
 عالی رکھتی تھی اور انکی جمال نورانی سے جلوہ تجلی پیدا  
 نمایان تھا چنانچہ جو شخص آپ کی چہرہ مبارک کو نظر کرتا تھا  
 بی اختیار سجدہ ہو جاتا تھا ایسا واسطی اپنی روح النور  
 ہمیشہ برف رکھا کرتی تھی اور عارض روشن کو ہر وقت  
 زیر نقاب رکھتی تھی مگر ہفتہ میں ایک روز دربار عام واسطی

فیض خدایین کی معین کیا تھا اور نقاب کو صورت مبارک سی  
 دوٹھانا مقرر کیا تھا اہل روزگار کو خواص و عام میں

جس علم میں دشواری و فریب ہے اور جو مشکل کہ سخت

و لامل و پیش ہوتی تھی پیش ازین کہ سائل و اہل حجاب

اتماس کریں آپ اونکی جواب شافی دیتی تھی اور اونکی

حل مشکلات اویسی ان واحد میں کر دیتی تھی اور اکثر

مرد و نیکو بھی زندہ کرتی تھی اور برسوں کچھ نہیں کہتا

اور لباس آپکا بغیر و پہلو ایک ہی ہمیشہ سفید رہتا تھا

نئی کہ ایک روز حضرت علیہ السلام آپکی پاس تشریف لائی

ملازمت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی اور پہنچا نا سلام

عسی علیہ السلام کا طرف آنحضرت کی مگر واقع میں بری

ولی زبردست اور صاحب عظمت و جلال تھی اور جذب

قلوب و کشف اسرار و ادراک معنی و طریق عرفان میں مرتبہ

عالی رکھتی تھی اور اونکی جمال نورانی سی جلوہ تجلی پروا

نمایان تھا چنانچہ جو شخص آپکی چہرہ مبارک پر نظر کرتا تھا

بی اختیار سجدہ ہو جاتا تھا اسبواسطی اپنی روح النور

ہمیشہ برف رکھا کرتی تھی اور عارض روشن کو ہر وقت

زیر نقاب رکھتی تھی مگر ہفتہ میں ایک روز دربار عام و اسطی

فیض خدای کی معین کیا تھا اور نقاب کو صورت مبارک سی  
 اوٹھاتا مقرر کیا تھا اہل روزگار کو خواص و عوام میں

جس علم میں دشواری و فریب تھے اور جو مشکل کہ سخت

و لاحل و پیش ہو تی تھی پیش ازین کہ سائل و اہل حیات

اتماس کریں آپ اور انکی جواب شافی دیتی تھی اور انکی

حل مشکلات اویسی آن واحد میں کر دیتی تھی اور اکثر

مرد و ملک و بھی زندہ کرتی تھی اور ہر سون کچھ نہیں کہتا

اور لباس آپکا بغیر و سہل و آسانی کی ہمیشہ سفید رہتا تھا

نئی کہ ایک روز حضرت عید السلام آپکی پاس تشریف لائی



اور فرمایا کہ سنابلی مینی کہ حاکم جی مجھی گھٹت سی  
مختار ہو تم اپنی حیات ابدی پر اور موت کو نہیں ہی حکم

تمپر حالانکہ یہہ خلعت حاصل میرا ہی آب تکوین اور

یہہ ہی کہ لیسکو عام نکر و اور میری شریک انباز نہ ہنو

حضرت خضر کی بات اور ہونی منظور کی اور اوسے سال

۱۰۰۰ ہجری <sup>۱۰۰۰</sup> ۱۰۰۰ ہجری میں عالم ظاہر سی پردہ پوشی فرمائی اور

صوفیات الاسرار میں مسطور ہی کہ شاہ بدیع الدین مدار صفا

کا پبی میں وارو ہوی مہر و م خاص عام آپکی طرف بہت

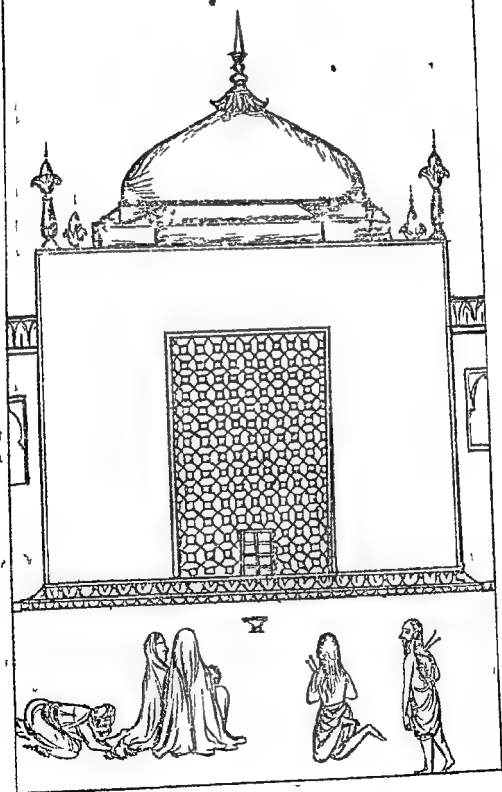
رجوع رکھتی تھی اور خدمت میں حاضر رہتی تھیں

مگر بعضی اوضاع حضرت کی نظرِ اعلیٰ میں خلافِ امرِ شریعہ  
 معلوم ہوئی تھی تاہم شاہ بن سلطان محمود و بیہودہ شاہ  
 اوس زمانہ میں کابل کا حاکم تھا حضرت کی خبر سنا کر آگے  
 بڑھتے ہیں حاضر ہوا ہمارے ہاں کہ اس سے ملنے کا  
 ستر نہ ہوگی اور اس وقت اطلاع کی پہلی اجازت نہیں  
 کسی درویش سے تھکیہ میں صحبت رکھتی ہیں اہلِ عمر میں  
 عرض کیا کہ کسی جوگی سے خلوت میں بائیں کہہ رہے ہیں  
 مگر بہت بچیدہ بنا کر ہوا اور اپنی انی پر ہنسا کر  
 نکل ہو کہ حضرت کی خاموشی سے کہا کہ ابھی خود مسمیٰ کہنا

کہ ہماری شہرین تشریف نہ کہیں یہ کہہ سکا اپنی فکر کو  
 جدا کیا شیخ فی اس بات کی سننی ہی اوس وقت قریب  
 جون سی گذر کی مقام کیا اور قادر شاہ کی حتمین دعا  
 الخاوری سی عبور کرنا تھا کہ قادر شاہ کی تمام بدن پر  
 ابلی ہو گئی اور اوس کے سوزش و حرارت سی حال مضطرب  
 ہو کر اپنی پیر کی پاس کہ سراج الدین صاحب شہور تھے  
 گیا اونہونی اپنا خرقة حاکم مذکور کو عنایت کیا اوسنی  
 اوس وقت پہن لیا فوراً وہ ابلی مرتفع ہو گئی یہ خبر  
 شیخ کو جو پہنچی اپنی بغیرت و غضب سی فرمایا کہ سراج فی اپنی تیز

کیوں پہلا یا پہلے بات موشہ سی تھی تھی کہ اس وقت  
 شیخ سراج الدین کی تمام بدن پر ابلی پرکھی اور اسکی شدت  
 سوزش سی تمام سری پاؤں تک جھکنی چنانچہ کاپی میں  
 سراج الدین سوختہ کا فزار مشہور ہے اور حضرت طرف  
 قیوج کی روانہ ہوئی اور قصبہ کن پور میں راویہ کزن  
 رہی اور آپ کی کلمات و تصرفات اور روایت  
 و خوارفات تمام ہندوستان میں اظہر من الشمس  
 ہیں یہ نقشہ فزار شاہ بدیع الدین مداح صاحب

مزار الشیخ بریغ الدین شاه مدار صاحب



بے زیارت کی وصالی مراجعت کر کے قاضی گنج کی چوکی  
 سی پر واک میں سوار ہو کر قریب شام کان پور میں پہنچی  
 چونکہ وقت شب تھا اور اوسوونکی سبج کاڑھی پیچھی رکھی تھی  
 اوسوقت جلد میں صورت کو ٹھنڈی یا بھنڈی کی ممکن نہ تھی  
 غسل کی سہرا میں کہ اوسوقت وہ محل قبضہ و نفوذ میں تھے  
 معلوم ہوتی تھی اتفاقاً استراحت کا ہوا تھا واللہ  
 اوس روز کی سردی نے ہی سہری دل بندہ اگر دیا تھا  
 اور گرمی شوق سیاحت سی جی بالکل سرد ہو گیا تھا  
 ابھی نفس سی کا لہجہ انسان کوڑھ برف سمجھا جاتا تھا

آب و ہن زمین تک نہیں پہنچتا تھا کہ شہ عالم بن جاتا تھا  
 بات مہو تہ سہنر نکلتی تھی مگر آسیا می وندان سہی ہزار  
 تکر می ہو کر کوئی آواز کھی سی نہیں ابہر تی تھی مگر تحریر  
 و زمر نہ کو ساتھ لیکر اگر اوس روز کی ہونا ہر ہم  
 گذر جاتی تو اہل مصیبت کو ابداً یاد مشکور کر جاتی کوئی  
 آگ کی چنگا پونسی مانند برگ کلنا کی کہیتا تھا اور  
 کوئی چادر شعلہ خس کو اور ہر کریشہا تھا شب کو ہم ہلو  
 ہونا اور دو عالم کا پانی وصال عروس شاد و مافی تھا  
 اور اوس وقت بغل گیر ہونا نعم و نصرت کا بھی مائقہ عید واد

نظم فصل سرما شد کہ دیگر دستہا اعتدال کا رہے  
 ایام خزان و برگ ریزان بہار و بوستان کر لالہ  
 پوشیدی قبا ی یک تہی : این زمان از برف و درجہ  
 رخت پنبہ دار : قطراتی خون کہ باشد رزق طفلان  
 واپہ را : شیر ناک و پدہ می بند و بہستان چون انار  
 نغمہ ز زمین و تر کرب جرون آید رکوش : آشنات  
 می بند و چو لعل کوثر : سینه چاک بہت اخگر منقل  
 ز دست اندازی : چون جگر از سوہ الحاس گرد و خمدار  
 جای گرم از بیک مصلوبست : فصل چنین : بہ بخند و دود از آتش



ہچو زلف لہر روی یارہ این زمان از تاب سربا ہچو کرم شہزادہ  
 ہر کہ مہی جزو لایعنت خود کرد و ست مارہ رات تو بہر صورت  
 گذری صبح کو ایک بنگلہ قلعہ کاوی ہین مانند دل  
 عارفون کی سیرا منہ کر ایہ لپک طرح آسائیں واراش  
 کی دانی ہر شہر و چاونی کو مفصل دیکھا پیشہ کا پورہ  
 ایک موضع کو چک تہا لب چاونی اور قرب لکنو کی  
 ایک شہر غفیم شان ہو گیا ہی عمارت انگریزی سہولت  
 ہو رو کا کین یکمتر لہ و دو متر لہ اور بازار وسیع و سطح  
 زمین خوب و چارہ سوا و سکا چوک اکبر آباد سی کم نہو گام

اور دروازہ اوکا گھنٹیا چار کوس ہی زیادہ ہوگا خلقت  
 طرف گھاگمہ بیتے ہی جعفر و گھوڑا ایک روٹن و اباد  
 کی صورت نظر آتی ہی ہر قسم کی آدمی اور ہر طرف کا تیار  
 دھان دکھائی دینا ہی جو چہر انگریزی یا سندھوستانی چاہو  
 دھان میسر آجاتی ہی و لایتی اسباب کی نقل دھان  
 جو بنواؤ سو بن جاتی ہی بنگال حاطہ میں کانپور کی چھاؤ  
 سی بڑی اوچھاؤنی نہیں ہی پیشتر اس میں بہت  
 فوج رہتی تھی جیسی ملک عربی میں چھاؤنیان ہر قسمی ہر  
 قسمی یہاں میں لکھنی اور دہلی کچھانہ اور ایک سالہ ترک

سو آرونگارستان ہی اسکے باعث بارز بادینی فوج اور کثرت  
 تجارت لغایس انگریزی آور بود و باسش و آمد رفت  
 صاحبان مانی و ملکی کی جو تاملکتہ کہتی ہیں بالفعل  
 و بید یہ بنک کہ چاونی میں شمار کرتی ہیں آور دورہ اوسکا  
 چودہ کوس میں گنتی ہیں دکانیں پنجابی سوداگر ونگی  
 اکثر ہیں اور کئی کوٹھیاں انگریز ونگی بھی ہیں کہ انہیں  
 قسماً اسباب با فراطلتا ہی از انجملہ ایک کوٹھی مکن  
 چیس صاحب کی بہت بڑی مشہور سی قریب دس لاکھ  
 روپی کی اونگی کوٹھی میں اسباب موجود رہتا ہی \*

وہاں سوداگروں میں وہی ملک التجا رہیں مگر اگر ان میں سے  
 میں بھی بادشاہ میں سوامی امیر و وزیر کی اونسے کون  
 خرید سکتا ہی ستان چھوٹی سی بڑی تک اپنی ویرانی  
 اور چوبی و جرمی کا غدی چینی و شبہ آلات و غذات  
 سب طرح کا مہیا ہی اور پنجابی سوداگر سوامی کا چور کی  
 اور جابی بھی سب چیز کی تجارت کرتی ہیں مگر خرمین  
 پیچھے بخلاف بنگالی اور نیوٹکی باجوہ و حرمت شراب کے  
 اونکی مذہب میں بخوبی تجارت کرتی ہیں بالفضل کا چور ہیں  
 سوداگران اہل اسلام ہیں حافظ علی بخش کی دکان کے

کسی کی دکان زیادہ نہیں اور یہ نسبت اور نوکیلی دکان  
 دکان میں اکثر چرب تر زالی دیکھیں اور کانپور  
 میں اسباب جرم کا مثل موزہ و جوتہ و زین و سار  
 بکری و غیرہ بعد ولایت کی بیشل بٹائی حصہ چھینا  
 میں جیسا بوت و موزہ پٹائی ایسا گھین نہیں جیسا  
 جسنی او سین پٹوٹ و گھائی وہ جانتا ہی اول تو  
 سبک خوبصورت بہت ہوتا ہی دوم بر قدم میں پیش  
 بہرہ معلوم ہوتا ہی تیسری پائوں ہنسی و کشادگی نہیں  
 کرتا چوتھی دم آخر تک بہت اول میں شوق نہیں ہوتا

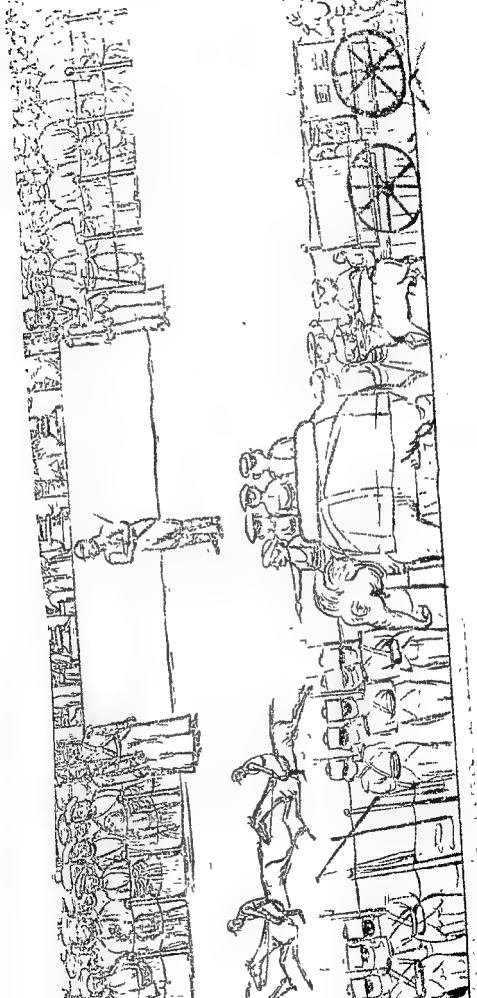
اور نہر کا پور میں بھی چیار ہوئی چلی جاتی ہی اور جو مکان  
 کہ نہر کی راستہ میں آگئی ہیں سب کو منہدم کر دیا ہی\*  
 اور یہ وہی نہر ہی کہ دریای گنگہ میں سی سردوار کی  
 قریب سی کھاٹ کر پورب کی ملک کو لیگی ہیں آخر کو اراٹا  
 کی بھی جہ نہر دریا میں ملجائی غرض جبکہ کانپور میں نہر  
 آجاو گی تو اور زیادہ آبادی و تروتازگی ہو جاو گی  
 اور کانپور میں کوئی رئیس و بی اقتدار یا امیر باوقار  
 ہندوستان ہو بھی کہ اس کے ساتھ ہزار ہا لکھ آدمی  
 ہر دس پانی ہوں سوای اخلاف معتمد الدولہ کی کوئی نہیں

و یکسے میں آیا مگر اکثر اشخاص بزرگ اور مردم معزز و نامور  
 کہ جو لکھنؤ سی برخواستہ و دل برداشتہ ہو کر کہ پھر میں  
 آ رہی ہیں مثل روشن الد و لہ بہادر و رضی الد و لہ  
 وغیرہ امرا اونسے بہت موجب رونق و آبادی کا ہو گئی  
 اور بیٹو میں معتمد الد و لہ بہادر کی ننھی لواب بہت جوان  
 و جہیہ و بزرگی معلوم ہوتی ہیں اور صاحب لوگ بھی انکی  
 بہت عزت و حرمت کرتی ہیں اور اکثر اونسے ربط و اتحاد  
 رکھتی ہیں اور لواب موصوف لباس و وضع انگریزی  
 بہت عزیز و مطبوع جانتی ہیں اور اکثر اوقات قلباً

اوسیکو پستی میں اور گھوڑو دوسری محال شوق رکھتی ہیں  
جس زمانہ میں اس قسم وار دکان چور بھاڑی زمانہ گھوڑو دکان  
تھا میں ہی مقام گھوڑو دوسری گیا اور کئی روز متواتر  
اتفاق جائیکا ہوا بہت صاحب لوگ و امرای سید و سیک  
جمع ہوئی میں اور نواب علی بابا و خف نواب و والفقہ  
بہادر ریس باندہ پھی و مان سوجو دتی اور گھوڑی لیل  
انگریزی بہت پسندیدہ ہی اور گھوڑو دوسری نہایت  
شوق اور اکثر گھوڑی عربی نادر و عمدہ اونکی ساتھ تھی  
بہت نواب نواب علی بہادر گھوڑی چوب بیستی میں چنانچہ دولہ



صاحبوئی سواری عین کھڑو ورین دیکھی اپنی اپنی غنر  
 نفیس سی شہر طیہ کھوری دوراتی تھی اور اکثر صاحب  
 بو کوئی کھوڑو نسی بازی میجانی تھی خصوصاً اب علی بہادر  
 باجوہ و صغارت سن کی بہت چٹ چالاک اور زمین  
 و ہوشیار اور پاکیزہ صورت و فرخندہ سیرت ہیں  
 لیکن مزاج میں فی الجملہ رعنائی و رحمت و مہنت  
 سن کی رکھتی ہیں غرض کانپور کی گھڑوڑا و چھانپو نسی  
 بہت لطف و کیفیت سی ہوتی ہی بہت نقشہ کھوڑو رکھا  
 اور شبیہ تھی لو اب لو اب علی بہادر کھوڑا دوراتی ہوئی بنانی گئی



کاپورین علم موسیقی کا چرچا بالکل نذیکھا نہ کسی قول کہ

نیل سن فی کی سنا نہ کسی طو الف میں سی لایو دیکھنی

کی دیکھا مگر ونا کی بعضی عیا شان مجاز آشنا اور معاشرا

صورت پرست کی اخباری ظاہر ہوا کہ یہاں کی خانگیونسی

کسیان آوارہ وشت ادبار اور کرستیونسی بازاری ہر

ذلیل و خوار میں کشمیر نونی لباس اور زبان انگریزی اختیار

اکی اپنی تین انگریز بنایا ہی اور واسطی گرفتاری

میں دین و دولت مردم کی دام پھبایا ہی القصہ

پانچ روزہ ابر کا پور میں مقام رہا جو لوک کہ منزل منزل آتی تھی

تیسری روز وہ بھی شامل ہو گئی

ذکر لکھنؤ

تاریخ سوم بیح الاحزاب<sup>۱۲۹۶</sup> عری میں کانپور سی  
طرف لکھنؤ کی کوچ کیا اول و نام میں اور دوسرا  
مقام جناب گنج میں اور تیسری روز لکھنؤ میں تاریخ  
پچیسم ہند کو رکھو داخل ہوئی اور کوٹھی میں والدہ  
بہادرین کہ متصل مقام صاحب زینت بہادر  
معروف بہ پہلی گار و ٹروپک در دولت کی واقع  
اور اسکو چھ روز پہلے اپنی معتدین بھیجا کہ ایک

خوبان سی مطلع یا ہٹا بان نظر آتا تھا آتہ اللہ اول جمہری  
بازار کو دیکھا تو لعل و یاقوت سی ہر دوکان آتھانہ ہی  
اوپر دُر کو برہنی کمر چوہری کی دریای ہفت گانہ بسا  
جو ہر فروش انبار الماس زمرہ سی سبزہ لب جو آور و دلو  
دکان جو ہری زبور مرصع سی سراپای عروس مانہرو  
ہر صند و قچہ جو ہر یگانہ بی جو ہر سی آپر وینہر دکان  
آوہر و زجک اوکی لعلابی بھاسی غیرت کو ہشتان  
پیکراج خوشید اوکا ایک نیکہ انگشتری آوارہ کی  
باز و بند مرصع رشک زمرہ مشتری نظم مہر جو

مزدش آن آفت هوش که گوهر گشته او را حلقه در کوس  
 چه غم دارد اگر عاشق پلاک است که بر راجه صدف گرسینه  
 چاک است و کان صراف پیردکانین صراف تو بکی و بکیر  
 نو واقع بین بعدن سیم و زرین یا کثرت سرخ و سفید  
 ضراب خانه شمش و قمر شاید کیمیا ساز فلک فی  
 صرف اکبر و بنین کیمیا بی یا فقره طبع او بی جای  
 پیدا هو ای شعر بت صراف با صد عشوه و ناز  
 به نقد قلب ما کی بنکر و باز به پیش نقد دل از هر که  
 افتاد و درت از روی گرفت و خورده اش واد

کناری بازار دیکھا تو سوائے بادلہ نور صبح اور شیش  
شعاع مہر کی سونی چاندنی کو کوئی نہیں پوچھتا اور اگر  
کندی ساز ملیں گے تو فقط کندن خوشید کا رنگ  
وہاں دیکھی تو توس قزح کی اور جو تو فی ہی تو بری  
ستاروں کی۔ دکان ہزارہ ہزار خانہ کی طرف  
اتفاق ہوا تو وہاں نساج فلک زلف آفتاب  
بر سحر دکان بدکان لی پرتاپی اور نور بافت آسمان  
چندیری مابہتاپ کو ہر شام سر بازار پچھائی اگر قلم کار  
ورق گل براؤسکی چھٹ کی ہی چھٹ پر جای تو مخمسی پر مشرک

اپنا پا انداز بھی نکر می آور اگر بقیہ چہ پر اوسکی کلبدن  
 زیبا کا سایہ پر جامی تو ناز سی فریش محل چمن پر قدم  
 نہ کی اوسکے شہیم نازک کی اگی حریر ماہ مانہ کھان  
 اور اوسکی چاند ناری کی تہان کی واسطی بیٹھن اطلس  
 آسمان شہر جہان راز بر از حرمت فرمودہ گدارا  
 بیکدم چو سلطان نمودہ دکان رکرزہ دکان بکرزہ  
 کی تعریف تین فلم و دوزبان لال ہی اور رنگینی عبات  
 کو اوسکے احوال پر اس الفعال شوق ایک نمونہ  
 ہی اوسکے صفت صباغی کا آو شوخی بہار ایک شمع ہی



اوسکی شہاب کی دینی کا فلک فی نیرنگی اوسیکی دکان سی  
سیکھی ہی اور روزگار فی بوسہ فی اوسیکے شاگردین  
حاصل کی ہی حرقہ آسمان کو اوسی فی اپنی خم نیل میں  
غوطہ دیا ہی اور کلاہ آفتاب کو اوسینی گل صد برگ میں  
طہنی رنگ دیا ہی شہر سر شکم رخسہ رخ و رخت  
زرد و سرارنگ رزہ چین رنگ کردہ دکان گھر  
تحریر وصف دکان گھر و شش میں لوک تہم کا شفا پیل  
اگر ہی یعنی صریر خانہ رنگین طارسی صغیر عجب حسن  
نکلتی ہی عجب نہیں کہ رسم اوصاف دکان گھر و شش میں

الف اوصاف پہ لونی چڑھی بن جای آورداد و اسکا  
 عینہ کی صورت پکڑ جای آورداد برگ سمن سی بدل جای  
 آورد الف ثانی لڑی موتیا کی ہو جای آورد ف مروضہ  
 نستر گنا جای آورد اسکا نقطہ شکوفہ سمجھا جای  
 آورد سطر نامہ حایل گل سی متماثل ہوں آورد حروف  
 و الفاظ طرہ یا سمن سی متبدل ہوں بہتر یہی ہی کہ ہر دکان  
 غنیمت برش کو لبریز بہار کہی بلکہ بہار کو پہی آورد اسکا سپردار  
 کہی اگر نسیم اوس کو چہ کی باغ فردوس میں گزرنی لگی  
 تو مضافان پہی بوی گل جنت سی آشفہ و مانعی کرنی لگی

شده حسن و گران بهشت از نه پسند و کل از انت که بر به  
بهین خند و کل \* نای بی بند و می کفر پوش آن رو به پیش  
از دست تو ز ناز بهین بند و کل \* دکان سوداگر \* دکان  
سوداگر و نای و یکمین نه فقط متاع هفت اقدیم می آید  
پیراسته بلکه نقایس انفسی و آفاقی می زیبا و زینت افزا  
جلوه تحائف صنعت گران لکهنه تاج و تاج کاروان  
چین و لندن آذربایب و تاب اقمشه نفیس اوس شهر کی  
کاسه نای بازار کلاهی مصر و عدن \* دکان زرگر  
و دکان زرگر سی طلا معاونین باقی نهین را بگو اوس می

بحر سینہ عاشقان میں نہیں کلاؤالا اور تقریب ہی کسی کان  
 میں نہیں بچا کہ اوسنی کشتابی دل عاشق میں جریج نہیں  
 دی دیا سیم بدر اوسیکے سوان سی ہلال ہو جاتی ہی  
 اور عقد شریا اوسکی جہو مری کب برابر ہی کر سکتا ہی حسنے  
 اوسکی ماتہ کی انگشت پر ہنی سیما پی کرنی لگا اور جسکے  
 سر تک اوسکی دکان کا سر پہ جیفہ پہنچا ہر جیشید  
 کہلاتی لگا شہ زر گر پیر زہوش مد ہوشم کرد  
 گوشم گرفت حلقہ در گوشم کرد کہنم کہ زور دوش  
 فریاد کنم لب بولب من نہاد دو خاموشم کرد

دکان رفوگر \* دکان رفوگر کی صفت میں لوگ سوزن  
فکر فرمودہ ہی اور رشتہ مضمون بمعانی کا وہاں  
بل کہتا ہی بیل سبب صد چاک کل کو اوسیکے  
دکان پر واسطی رفو کی لہی بیٹھی رہتی ہی اور دل پارہ پارہ  
عشق کو اوسیکے سوزن قرہ تارِ نظر سے پیوند کرتی ہے  
شہر میں بودا ازان سر می دارم \* کہ دکان دار  
دلبری دارم \* منکم پارہ چون کریبان را \* من کہ شوخی  
رفوگری دارم \* دکان نعل \* دکان کفش فروش  
کی اشتیاق میں پای دلِ خوبان نعل و ریش رہائی

آردمانِ بچہ اوسکی منہ ہی کفش پوئی میں جسیاڑہ سی  
 غالب ہی کرتا ہی اور چشم سیارہ اوسکی ستارہ کو  
 اپنی آنکھوں کا تارہ جانتی ہی اور برق خشنود ہی اوسکی  
 ستمہ طمع کو اپنا نور چشم سمجھتی ہی اوس کفش کو پہن کی  
 دشمن زیر پاکہنی سی رشک آتا ہی یعنی اوس پاؤں کو  
 سرپوش دشمن کرنا انصاف نہیں چاہتا ہی واقعہ میں گشت  
 مانگ پہنی دانا ایسا بناتا ہی کہ اوسکی پہنی سی باپہ حسن  
 معشوقان بلند ہو جاتا ہی • دکان باطنی  
 جب باطنی اپنی باطن کہولتی میں تو باطنی فلک شرم سی

اپنی بساط کو لپیٹ لیتی ہی تو آئینہ ساز جب اپنی  
دکان میں آئینہ بند کر لیتی ہیں تو سمجھ جاتے ہیں کہ  
شعاع آفتاب میں چھپ جاتی ہے \* دکان میوہ فروش  
دکان میوہ فروش کا کیا بیان ہو سکی کہ او سکی سیب تازہ  
کی آگ سیب خوش شمشاد قدان بی لذت و عذوبت ہی  
اور اس کے انار پیدا نہ دیکھیں کی رو پر و نار سیب نہ لہراں  
ہمیشہ رو بر نقابِ جلال جس کسینی او سکی میوہ سی  
لب کو آشنا کیا ہی پھر دعای میوہ جنت زبان پر نہ لایا  
او سکی نیشکر کی رشک سی ہزار گریں غم بخاطر سہی قدان

اور اس کے رنگ مری کی زینبی سی قاس قاس دل نارج  
 آسمان اگر کھلک معشوق اس کے انکھور کی مقابل ہیں  
 علم ہو جای تو تیغہ تمہری سراوسکا وہیں قسم ہو جای  
 اگر سرپستان بری اس کی فالسی کو دیکھہ پائی تو معاذ اللہ  
 اوس وقت چہائی پیشگی حباب کی طرح بیٹھہ جای حقیقہ  
 وہاں میوہ نہ تھا بلکہ میوہ باغ جوانی بکتا تھا یا شمرہ نخل ملو  
 بصدار زانی ملتا تھا۔ شعر ویدم پر میوہ فروشی عیا  
 ہمراہ پدر جلوہ کمان و ر بازار گفت تم صنما بی پدر  
 یا ہم گفت۔ خر بوزہ بخور ترا بغالیر چکار۔ وکان



دکان سبزی فروش \* زنجی دکان سبزی فروش  
 کہ خیابان خیابان سبزی ہر جہتی وقف بازار عام  
 ہو رہی ہیں اور سبزہ زار خط سبز رنگان ہو سکی ہے  
 طاوت بخش کی اگی خط علامی لکھتی ہیں شہر ترازو  
 درف سبزی فروش و من بوی حیران \* بیای  
 مشتری بسکر و خانہ میزان \* دکان عطار  
 دکان عطار کی وصف میں قسم قسم عطریہ ہاری  
 اور دوات مد و نافہ مشک تار شمیم دکان عطار  
 ہزاروں قافلہ خط و خوشن کی لوٹ لپی اور ایک عطر فستہ

سیکڑون شور شریر پا کر دی اوسیکی سی ہر صفت  
 ہی کہ نعل کو نیم کرتی ہی اور کل کو سوسن بناتی ہی  
 اگر اوسکے جامہ عطر مالیدہ مشک و عنبر کو دھو بی  
 دریا میں دھوتا ہی تو صدف سی نافہ آہو اور شکم ہی  
 عنبر اشہب نکتا ہی جب تک اوسکا شیشہ کلاب  
 اپنی خوشبو و مانع آسمان پر نہیں پہنچاتا ہی تب تک  
 نزلہ نزل باران صمد بر زمین پر نہیں گرتا ہی \*  
 دکان و واسازہ و واساز جب اپنی دکان کھولتا  
 تو آوازہ انا الشافی کا تا بگوش حضرت عیسیٰ منجشا ہی \*

شاید شیشو نین شربت اصل روح رکھتا ہی کہ ہر قطرہ  
سی و نخت فیہ من روحی جو سن کرتا ہی یا تو تلون میں  
اوسنی جو ہر جان پر رکھا ہی کہ اوسکو صحت کی پڑ پڑ  
باندہ کی بیماروں کی جان بخشی کرتا ہی شہر عطا  
کہ بہت دلیر عثمہ کران \* جان پر ویش از کف  
صاحب نظران \* ہر یک کہ در دکان او صفہ زدہ  
چون دیدہ ماست بر جہاں شکران \* دکان تاکو فروش  
وصف دکان تاکو فروش تلخ و شیرین  
اد اطبیب افزای دماغ عین موایں ہی آور تریف

شیم و در خمیر مشکبوی صندلین سرشت او سکا باعث  
 بچ و ناب زلف مسلسل ماه رویان و کان حلوائی  
 عذاب البیانی وصف و کان حلوائی من قلم شکر  
 اور سیاهی مانند شیر شکر جو لفظ لکھا جاتا ہے  
 جیسی بچا ہاں اور جو نقطہ پڑتا ہے صحت لور ہو جاتا ہے  
 عجب حلوائی ہی او سکی پڑی کیونکہ نہ آب و تاب میں  
 سب سے پیارہ سی بہتر ہوں کہ شیر جو ہی خط لکھتے  
 لکھناں سی لکھا ہی اوت سقیدہ صبح کا ملا ہے  
 او سکی لکھنی لطافت سی دیدہ ثوابت فلک شہم

جہکتا ہی کہ تجھ دی عکس گوہر وندانِ وقتِ خندہ خوہر ومان  
 سی لیتا ہی اور شیر کیفیتِ شرینی بوسہ شکر لبان  
 کجوری آفتاب کی اوسیکی دکائیں رکھی دیکھی اور پوری  
 مانتا ہی اوسیکے تہال میں دہری تھی \* شہ  
 حوائی سن کہ عتوہ سازی می کرو \* ارخندہ شہد قند باری  
 می کرو \* بالعل لبش شکر چو دعوی می کرو \* دیدی  
 کہ چنان شکر گدازی می کرو \* دکانِ نانبائی  
 سبحان اللہ ذکر دکانِ نانبائی کا اشتہا افزای  
 سیر شکمان ہی اور سیری کجی از سہ چشمان \*

تنفرہ فلکِ دونه فی اوسیکِ دکان کی دونه ان آبی  
 ورنہ سہی رونق پائی آوردست نکار بستہ محبوبان  
 فی اوسیکِ شیرمال کی تشبیہ سہی بہہ رنگینی دکہانی  
 اسکے اجاق کروون پر کوئی دیگ بارندہ بھی مگر  
 کلمہ پاچہ برہ حمل کی اور اوسکی تنور میں کوئی سیخ  
 نہ پائی مگر کباب نہ سطرطہ کی۔ شعر تا بہ نقد جان بہ  
 جہاز من نان میدہد۔ عاشق بیچارہ نان میگہد و جہاز  
 دکان شمع سارہ شمع سارگی دکان من ادہی  
 طرکی روشنی دیکھی کہ دکان دیدہ بیضا کا بہی چراغ کل نہ تھا

جب تک کا فوجم قرسی نہیں دیتا کبھی شمع نہیں  
 بناتا اور موم مہر کو جب تک چرخ نہیں دیتا ہرگز پتی  
 نہیں طیار کرتا آفتاب اوسیکی نور شمع کی شرم ہی پر وہ  
 طبت سب میں جا چھپتا ہی اور مانتا پ اوسیکی اقتباس  
 فیض انوار کی واسطی پر شب نکل آتا ہی ۔ شمع  
 تا سحر باغش بازاران حرفہا و پروردہ شست ۔ شمع خانوس  
 خیال و لبر شہا عجم ۔ دکان تنبوی ۔ دکان تنبوی  
 کی کچھ حقیقت نہ پوچھو کہ جس کو ایک گلوری بائی  
 عطا کرتا ہی سرخ روی جاوید بخشای پان ہی

یا کوئی قسم ہی کہ پانی میں آگ لگاتا ہی بزرگ بزرگی  
 یا مینا ہی محی کلگون ہی کہ روی آتش تنگ پرودہ زنگار  
 سی دکھاتا ہی اگرچہ لگتا ہی تو خاکستری سوجھتا آخر ہی  
 اور کتھہ رکھتا ہی تو خون دل یا قوتِ احمر ہی نہ ہی منہوی  
 لطیف طبع کہ فوغل بجز ورقِ گل شام و سحر کی گلو ہی نہیں  
 نہیں ڈالتا اور الپچی سوای بلوی غنچہ دہن یا ربہ پیر  
 نہیں رکھتا شہر زنبوئی دل دارم ہمہ ریش زرع  
 پیچیدہ سمجھون پیر خوش مسنہ بروعدہ تنبولیانِ دل  
 کہ جرنون خوردن از وی نیت حاصل قناری نیت با اقوال<sup>الشان</sup>



دھوکہ گر داندن آمد کار ایشان \* دکان میفروش  
 دکان میفروش میں زبان ملکیت کرتی ہی اور خبر  
 ہم سیت کی پاؤں لڑکھاتی ہیں استغفر اللہ وہاں  
 تو بہ ہرنگ شیشہ و سنگ ہی اور عقل زدہ و تقویٰ  
 کی اوس جا بالکل دنگ ہی گزہ ارض کے خمیر میں اسکی  
 متوجہ می سی کوئی قطرہ مل گیا تھا کہ آج تک بخود نہ چرج  
 مارتا ہی اور مینا می خاک کی دماغ میں اوسکی دود  
 اسفل کی بو پہنچی ہی کہ عالم مدوشی سی ہمیشہ غدر و  
 میں مضرب رہتا ہی بزم حشید میں وہ سامان پادہ نوشی

نہ سنا ہو گا کہ جو اسکی دوکان میں دیکھا اور محفل  
 کی قیاد میں وہ اسباب میں کشتی نہ ہو گا جو اس کے ضامن میں  
 سوچو وہ تھا جو ایک جرعه اس خرابات معان کے  
 ملکیا سے اناٹھن اس پر کہ گیا جتنی ایک غم  
 ہوس خمدہ خمار سی پی لیا راز سبجہ ما اعظم شانی  
 اسکو منکشف ہو گیا۔ نظم نہ بیخانہ اوج کمال  
 ظہور نہ بیخانہ فیض بہشت حضور نہ بیخانہ صبح  
 سعادت نقاب نہ بیخانہ شہ آفتاب نہ بیخانہ  
 ارطی وحدت کنار نہ بیخانہ صحرائی کثرت عبار

نہ میخانہ نیرنگ ہر دم \* نہ میخانہ آئینہ دارِ سرم \*  
 نصایب تمنایِ انخوش \* بولیش زخو و رفتنِ سوسن \*  
 غبارش رسیدنِ ز دامِ ہوا \* سوادش نظر بستنِ از ماہوا \*  
 لب جامِ باجمدِ محمد جوان \* صراحیِ ہمہ قیل و قالہ بیان \*  
 شاید اس بلوہ فرخش فی شہرِ مین کوئی قسحِ نوش \*  
 می مروا لکن نہیں پاپائی اسواسطی آبادی سی دور تر دکان \*  
 کو ناکہ بولکاپائی جس صادر وادو کا خوف عابی \*  
 دیکھتا ہی شبیہ دہپالی لیکر پہنچتا ہی \* دکان \*  
 ہنگین \* بہت گہر خانہ کی خوبی کی شرح میں قدم کا

قدم و نورِ شہ سی نہیں اوتھتا اور پامی بہت منکرو  
 زکا کمال سستی و خشک و مانعی سی نہیں بہرستا  
 ہر طرف بہت گیرین سبزہ رنگ جو رِ قلاب جو صنگ  
 بہشتی مین گویا چشمہ جوان اونکی عکس رخا سی سبز  
 ہو گیا ہی اور ہر جام بھورین اور چہلہ سمین دانہ کشتہ  
 بادعراونکی واسطی عبور ہوش بے فکر و نیکی اور سین  
 شیرماہی اور چہد خادمان چار شانہ غفص گردن  
 کوئی نہ ہی کل ارم کی دونو پاؤنیں یعنی بہشتی مین اور  
 کشتہ خوب خوبی سی اور بہشتی رو کی سامنی نہایت

کر ہی ہیں اور ایک طرف مجروحان بی قید و بند ہزار  
 مانند تالہ کی کرواوس باہر کی حلقہ پاند ہی جی ہوئی  
 ہیں اور دوسری طرف حقہ مای منصفہ مردانہ و قلیان  
 مای جس شیر افکن اپنی اپنی قریبی سی دہری ہوئی ہیں  
 جبکہ ایک پیالہ اوسنی اپنی دست نگارین سی دیتی  
 پس کاسہ گدائی تا ابد اوسکے ہاتھ میں رہا اور جسکو  
 ایک دم اوس جس دلکش کا اوس نازنین فی بہر کی  
 چو دیا ہمیشہ کو گہر کا رستہ پہلا دیا اوسکی دوکان پر دیکھا  
 کوئی تو یہ شہر پڑتا ہی کہ شہر بہنم سرخوش

صہبائی ناچم خوش معنی ایدہ ازین آب زمر و گون کلام خوش  
 اور کو بی اس فردوسی اپنی دلکی تیرے کرتا ہی کہ  
 ہر بابائیک از ان روافاق است کہ برگشت ازہ پنج اتفاق  
 است کہ ذکر شہدگان طایفہ شہدگان لکھنؤ کو  
 تو وہ بھی انتخاب زمانہ میں اگرچہ ہر ایک اپنی کہری آسودہ اور  
 شریف زادہ ہی لیکن دنیا و مافیہا سی ازادہ ہی خانہ  
 اونکابی خانمانی اور لباس اونکاسہ پاعرمانی اگر  
 دولت ملک سیمان اونکو ہرسم پہنچی تو دفعتاً باری  
 تمہارین کہہ دین اور اگر زل و نیا اونکی ہاتھ لگی تو اوپر

چٹ پٹ من مار دین نظم کم نشین بیدان صاحب  
 بد \* گرچه پاکی ترا پید کند \* آفتاب ارچہ روشن است  
 پارہ امیر ناپید کند \* قول طبیعت انسان کی مانند ظرف  
 کل عام کی ہوئی ہی اگر نفس صحبت شریفہ اسکو میر ہوا  
 تو نفس جزیلہ سی اسکو نفس فرمایا اور جو ستاں رفت  
 و نیمہ اسکو ہرسم پہنچا تو خطو طریزہ سی اسکو مرتسم کیا  
 پس ہر شخص کو لازم ہی کہ اپنی اولاد و احفاد کو کہ وہ رائل  
 و چیلای محافطت کریں کہ وہ سیدی راچہ سیکم ہی  
 اور حدت عقلا جسدی شرف کریں کہ وہ طبعہ تقویٰ ہی

صہبائی نام کم خوش معنی ایدہ ازین آب زمرہ گون کلام خوش  
 اور کوئی اس فردسی اپنی دلکی تیسے کرتا ہی کہ  
 ہر بابائنگ از ان رواقفاق است کہ برگشت از ہنج نقاق  
 است و ذکر شہدگان طایفہ شہدگان لکھنوکو  
 تو وہی استخاب زمانہ میں اگرچہ ہر ایک اپنی کہری آسودہ  
 شریف زادہ ہی لیکن دنیا و مافیہا سی ازادہ ہی خانہ  
 اونکابی خانمانی اور لباس اونکاس ہر پاعرمانی اگر  
 دولت ملک سیماں اونکو بہم پہنچی تو وقتاً باری  
 تھارین رہبرین اور اگر زال دنیا اونکی ہاتھ لگی تو او بہر



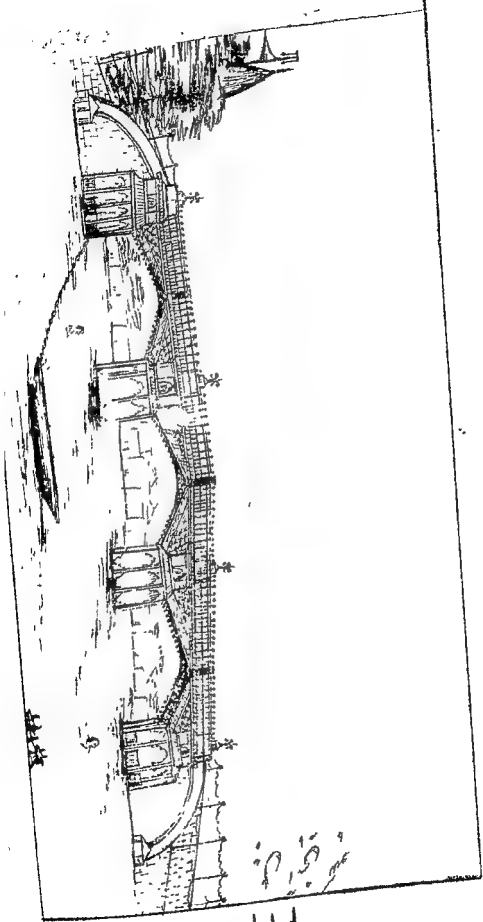
تمام شہر کو اس دریا کی تربتی سرسبز بنی تازگی حاصل ہو  
 اور اس کے سبب دھان کی زمین میں پانی کی ضرورت کی وجہ سے  
 کی زیادتی ہی انور اس کے اور اپنا پل اپنی ہی کہ تصویر  
 حیدر علی فقط اس کی پرزہ ہی ولایت انگریز ہی سوا کہ اپنی  
 میں مشکواتی تھی اور اس کے نصب کر کے صناعان سے بدل  
 ہوئی تھی وہ پل نہیں ہی چر چار یہ کہ وہ پوسٹ کیا ہی  
 یا قرق وریا پر خود اپنی رکھ دیا ہی اس کے مضبوطی یاد کیا  
 یہ سب ہی کہ اس کی سر پر رکھو اب بجا میں آبادی  
 دی ہی اور رنگ فانی اس کی نزدیک آتی کی سو کند

لکھنؤ بادشاہین و باسٹ بیگانہ او۔ وروام افنی اگر خرمی  
 وانہ او۔ تیرازرہ راستی کمان راج دیدہ دیدہ کی جگہ  
 جت ازخانہ او۔ ذکر گوشتی بعد اوسکی وریابی گوشتی  
 دیکھا کہ کنارہ شہر پر مانند کناری کی دوشہ بونہون پر رہا  
 دوشی ہی یاد داریابی چادر کل افشان پر لکائی ہی اسکی  
 ہر سوچ کی کیفیت دیکھہ کی عالم آب چری لہراتی او کہہ  
 او سکے چشم حباب کی نگاہ واپس کو دیکھہ کی دل  
 دوب جاتا ہی اور جو عمارت عالیشان کہ وہاں روسا  
 و سکی کناری پر ہوائی ہی وہ جدا ایک صحرہ عالم کا جلوہ کہا

تمام شہر کو اس دیکھنے کی وجہ سے سرسبز بنی تازگی حاصل ہو  
 اور اس کے سبب وہاں کی زمین میں پائے کی ترقی کی وجہ سے  
 کی زیادتی ہی انور اس کے اور پاک پل آگنی ہی کے واسطے  
 حیدر نے فقط اس کی پرزہ دلاست انگریزوں سے لڑا کرتے  
 میں سنگوئی تھی اور اس کے نصب کر کے صانعان  
 بلوائی تھی وہ پل نہیں ہی چہ چار یہ کوڑے پوسٹ کیا ہی  
 یا فرق وریا پر خود آگنی رکھ دیا ہی اس کے مضبوطی یاد رکھا  
 یہ سب ہی کہ اس کی ہر پرزہ کو آب و ہوا میں آباد رہی  
 دی ہی اور رنگ نئی اس کی ترقی کی ہو گئی

کهنای بی چنانچه به نقشه او بی مل کانیای کوسیتی کی اوس  
 حرف بی آبادی کثرت بی که آوسکی معموری بر منشی خلکوت  
 احسرت بی پونشی شب و روز راسته جاری بنای  
 اور در باجمین مجید پیوند شهر آتای چنانچه حیدر آباد  
 و آراوت گرو ماه نکر و حسن گنج و سلطان گنج و چاند گنج  
 و نهین بنای که بر خطه عمارت آبادی امرا و نهان  
 و واکین سی برنگ گسترده نظر آتای





مدرستہ  
میں

موج کل پر لاجو لا کجا و ہزرگی پل اور کجا خرو می چشم  
 بیل اور کہان و بحر عمیق اور کہان موج کل حقیقت  
 میں و پل ایک عمارت عظیم الشان ہی کہ با ہم فلک  
 اوسکی پہنائی ویکہ کی حیران ہی اگر اوس پل پر سی  
 کر دین گردان بھی گذر جامی تو اوسکی پستہ ہی گرم  
 اور اگر اوس پر محمل بار و دعو عالم رکھیں تو اوسکی  
 کمر ہی نہ نہرم ہو اوس پل کی کیا رہ چشمی میں کہ ایک  
 مانند چشم طوفانی عاشق کی دریا بغل میں رکبتا ہی  
 یا اوس دریا دل کا فیض چشم عوی بخشش میں دریا کو

ذکر امام بارہ صف الدولہ

پہر امام بارہ نواب صف الدولہ بہا و کار کا وہا حقیقت میں  
جیسی و سکی سخاوت اور بہت بلند ہی ویسی ہی اوسنی عمارت  
اور درگاہ آسمان پہنچتا ہی تھی اوسکے سقف  
منہیں و جدار ریع میں سوائی جشت و چوٹ کی  
چوب کو کہیں نہیں لگایا ہی اور ایسا کاح مرتفع اور  
ایوان قابل خطہ ہندوستان پر کہیں و کہیں نہیں آیا  
جہان اور بقاع و اماکن ہندوستان تحفہ مشہور کر لی میں  
اور میں اس امام بارہ کی وہی عمدہ و نادر کہی میں اگر

او کی اندر پندرہ بیس ہزار آدمی کی مجلس ہو تو ہرگز تیرے  
 نگرے اور اس کے صحن میں ہی اس قدر آدمی کھڑے  
 ہوں تو تحلیف مذی مکر حیف ہی کہ اس شہر پارہا  
 انصاف فی او کا سامان روشنی اور شیشہ لاکھ  
 دہان بالکل نہیں چھوڑا اور بجای شہرکات کی سرمای  
 روح اصف لہ ولہ اور قائم مقام فرس و پروہ و غیر  
 زمین و عمدہ کچھ باقی نہیں رکھا اب وہ مانند عروس  
 بی لباس و زیور کی ویران پڑھائی اور شمال شجر چہرے  
 مشرق پریشان کھڑائی اور اس طاق صلیب کی آگے



ایک سخن چوترا مصفا ہی کہ آفتاب ہر سحر اوتارہ کرا و سہین  
 اپنا مونہہ دیکھتا ہی کہتی ہیں کہ جس زمانی میں وہاں  
 جہاڑ و فالگوس کی روشنی ہوتی تھی تو اوس رات  
 شب قدر کی بھی کچھ قدر نہیں ہوتی تھی اور جب ان مجلسِ عزّا  
 اور صحبتِ مرثیہ خوانی ہوتی تھی تو آوازِ نوحہ فلک اور صدا  
 سینہ کو بی فلک گوشِ اہل زمین تک پہنچتی تھی مجمعِ سہ  
 پوشوئی سبستان   اور جا کہا سینہ ماتمی  
 کستان ہوتا تھا اب وہاں ہوائی دستِ مرچشمِ حشر  
 کوئی ماتم نہیں کرتا اور بغیر شمع تربتِ نواب کی کوئی گریبان

درود بر امامان  
ع ۱۰۰

نهین ہوتا بیت نماز جہان جاودانی بکس  
خدای جہان جاودانت و بس \* آوریم امام بارگاہ  
یارہ سو چنانچہ میں بنا ہوا پیدہ او سکی تاریخ ہی \* تہیج  
وزیر بند سلیمان جناب آصف جاہ \* ہر پر جنک خدیو جہان  
کلاہ کبار \* رفیق کشتہ چو توفیق حق بنا کر دس \* امام بار  
گردون بان بہشت اثار \* بکوش اہل جہان گفت  
عقل تا بخشش \* رواق عرس جناب ایسہ اظہار  
اور اوس امام بارگاہی دو دروازہ ستہ وری بری بند  
و عایشان ہیں کہ او سکی ہر در کی محراب چنان رستم و قوس

آسمان ہی آوریمہ تاریخ وفات نواب نیک فرجام  
 کی اوسیکی پیشانی سعادت انصام پر ارقام ہی تاریخ  
 کلشن عشرت بتاراج خزان فیت ای ندیم « شامہ شامہ  
 حسرت می نماید از نسیم « آصف کین نہصت  
 ایک در شہوار بود « آن در شہوار رفت از دوست عالم  
 شدیم « لکھنوی آصف است و اسمان بی آفتاب  
 شہر بونان بی مسیح و ربیبانی کلیم « و در آصف  
 عشرتی در حسن آصف باغ خلد « انبیا محمد سیدان  
 ہمیشہ آصف ندیم « نقد حجت و کبار روز بخش و نعل

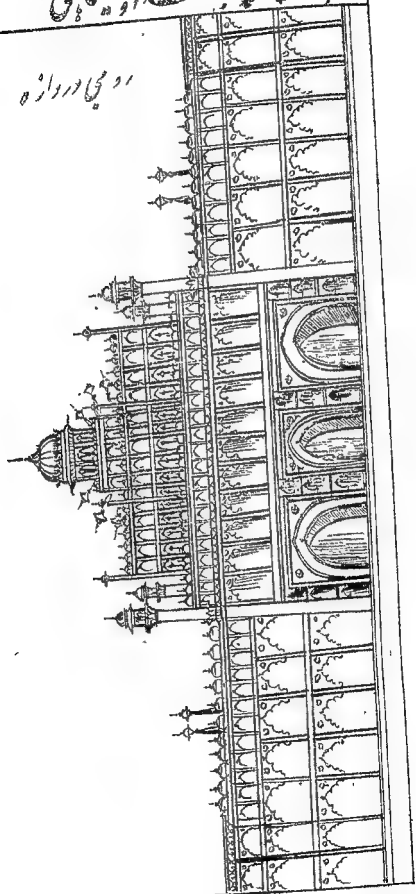
در گریبان جنس حضرت اعطای کریم نقش بند کاف  
 و نون بر تربت اصف نوشت \* تا ہماروح در بحان  
 بہشت النعیم \* اور ایک مسجد جامع اوس امام ہارین  
 بہت ارتقا کے دارالافتاء کی سا تہہ پائی ہی کہ شہاب  
 خیال فی آج تک اس کے سینا رنگ پہنچنی کی مجال  
 نہیں پائی ہی اس مسجد سفید کی برج اور سینا کو سوس  
 و کھائی دیتی ہیں گو با علم سعادت و خیمہ نور طہرائی  
 اور جو مکانات کہ گرو امام ہارہ کی ہیں ان میں سے  
 شاہی مہر کرد و پائی اور طالب علموں کی واسطی و رس

تدریس کا بہت فیض جاری ہی اور امام بابہ کی محامدات  
 میں ایک اور دروازہ سے منزلہ تقار خانہ کا واقع ہی  
 کہ آوس سی بھی ایک نورثارت ابواب خاطر سالکان  
 جاوہ طریقت کی واسطی ساطع ہی آوسکی سامنی رومی  
 دروازہ تعمیر آصف الدولہ ہی کہ وہ بھی شوکت چوشتما  
 میں ثانی نہیں رکھتا آوز اپنی تعلو شان کی اگی ابواب  
 السموات کو کچھ نہیں سمجھتا فراخی میں درنو بہ سی کشادہ  
 تری اور فوٹ میں سقف آسمان سی ہمسرا اس دروازہ کا  
 سمت مغرب سی ایک درہی آوز جانب مشرق میں تین در

۶۵۱

# چنانچه به نقشه او به سیما پی

و می در دانه



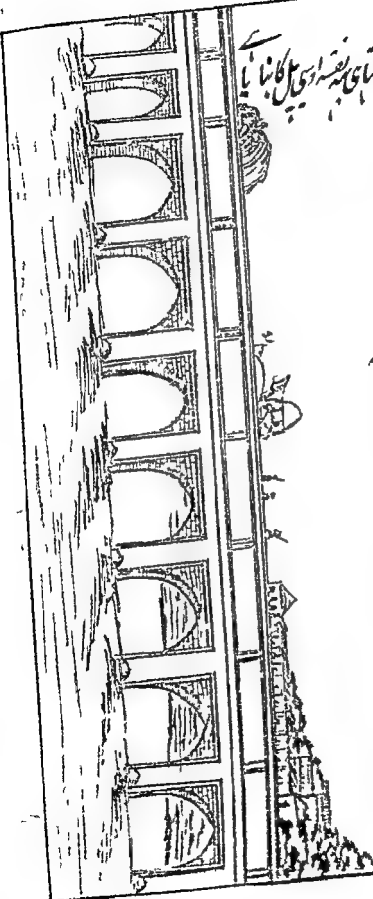
اس دروازہ سی امام بارگاہ تک دو طرفہ دکانوں سے  
ایک بازار میں پھیرا جاتا تھا کہ صفحہ ایسا تھا نظم و نسق  
اوسکی نقل و لپیڑی زمانہ آصف الدولہ میں رہا  
بازار کی گرم بازار تھی اور اس بازار کی رونق آباد  
کی اگلی کسی بازار کی خوبی انہوں نے نہ سہاتی تھی بعد اوس  
جو رئیس ہوا اوسنی اپنی نام کا علیحدہ بازار بنایا  
مگر اوسکی بہت عمارتیں کا حوصلہ پیدا ہوا اور وہ  
دروازہ کی اگلی دریائی گوتی پر ایک پل بنا کر وہ صاف  
ہی کہ وہ پل گویا ایک گل ہی جام مل پر یا چشم پیل ہی

موج کل پر تاحول لاکھا وہ بزرگی پل اور کجا خور ہی چشم  
 میل اور کہاں وہ بحر عمیق اور کہاں موج کل حقیقت  
 میں وہ پل ایک عمارت عظیم شان ہی کہ یام ملک ہے  
 او سکی پہنائی دیکھ کی حیران ہی اگر اوس پل پر ہی  
 گردن گردان ہی گزری جا ہی تو او سکی پشت ہی نہ گرم ہو  
 اور اگر اوس پر محل بار دو عالم رکھ دین تو او سکی  
 مکر ہی نرم ہو اوس پل کی گیارہ چشمیں ہیں کہ ہر ایک  
 مانند چشم طوفانی عاشق کی دریا پل میں رکھتا ہے  
 یا اوس دریا دل کا فیض مجسم و عو بھی بخش میں دیا کہ



نامک علی سی کالتای نقشہ اویسی کل کا بنایا

جل آصف الدولہ



نقل گوشتی کی بابین بعضی ثقات نجیب ایسی نقل  
 عجیب کرتی ہیں کہ زمانہ عالمگیر اور تک زب میں اس  
 دریا کی کنارے پر کسی پٹانہ قدیم کو واسطی بنامی مسجد جہ  
 کی کتبہ کرتی تھی اس کے نیچے ایک تہ خانہ کتبہ  
 سنک خارا کا بنایت تک تارک خود اس  
 مردم بطبع و قسہ و احتمال خزینہ شعلین لیسے  
 اسکی اندر گئی ہو ایک حجرہ مانند گورستان اور  
 قلعہ نر کی محال تیرہ و نارد کہا مگر اس ظمت میں  
 مثال چشمہ یونانی دو دیدہ روشن جاپ اتر نظر آئی

قریب جاکے جو نگاہ کی تو ایک جوگی ضعیف و نحیف  
 معلوم ہوا لیکن بحرِ پوست و استخوان کی آبروی  
 حاضر دم واپسین کی اس کے خبر ہن میں کچھ نہ تھا  
 اور اس کی وجہ میں خونِ بطن کا ذرہ اثر نہ تھا  
 ہوا سی اس کو محفوظ کر کی روئی کی پہلوئیں دیا یا  
 جب اس کو ہوش آیا تو اور ہی استغناءِ حال کیا  
 اوسنی کہا کہ میں راجہ رام چند کی زمانہ سی  
 اسی جا جس دم کی بیٹھا تھا اگر تم یہاں نہ آتی اور  
 ہوا نہ لگتی تو اور ہی میں چند مدت زندہ رہتا اور کوئی

جو اس مقام میں تھی اب بھی جاری ہی یا نہیں حاضر ہے  
 کہا کہ موجود ہی تو لا ایک تھوڑا سا پانی اوس میں ہی  
 لاؤ کہ میں دیکھوں اوس وقت گوستی سی پانی اوسکی  
 دہرولای تو اوسنی دیکھا اور سہوئے بہت  
 فحش کیا اور کہا کہ اوس زمانی میں اور اس وقت  
 میں اتنا فرق ہی کہ اس مذہبی کا پانی اوس عہد میں  
 دودھ کی تھا اور اب فقط پانی ہی اور اگر شک یقین  
 تو میری لٹیا میں اوس عصر کا پانی اس گوستی کا موجودی  
 اوس لٹیا میں جو وہ پانی دیکھا تو واقع میں رنگ و باقہ

میں دودھ کو بھی شرمندہ کرتا تھا اتنی باتیں کر کے اسکا  
 مرغ روح نفسِ عنصری سی پرواز کر گیا اور غنقا جان  
 و دم تپستہ سی سی از او ہو گیا پہلے امر کچھہ قدرت  
 قدیم باریتھا سی پس نہن معلوم ہوتا اور شبہ لغیر  
 اوضاع زمانی میں ہرگز شک و شبہ نہیں ثابت  
 مگر ہماری خرد ناقص میں کہاں تابُ تو ان کہ قابل  
 اسکی صفت و ثنا کی بیان کر سکی اور ہماری فہم نارسا  
 کہاں مجال و طاقت کہ اسکی اوج کھنیاات ذات پہنچا  
 شہ زحریت و شب اندیشہ اوصاف تو بس ہمارے عقل

عقل از ایشان انداختہ امی بطبع باغ کون از بہر  
برمان حدوث طرح رنگ امیر می از فصل خزان انداختہ

## ذکر حسین آباد

بعد اسکی حسین آباد میں اتفاق جائیگا ہوا اسکو  
سمہ علیشاہد فرمان روای حال فی تعمیر کیا ہی  
چاروں طرف اسکی بازار بہت وسیع و پختہ ہیں اور  
سرگین اسکی طریق اہل شرع سی زیادہ شستہ و رفتہ  
اور دکانیں اور سین ہر طرف مانند کلبہ دل صوفیان  
صاف باطن کی صفوت آئین آور جس برتسم کی ہیں

مثال اعمال صالحین کی اجابت قرین بلکہ باز اگر می  
 حسن عالم آشوب و لبران اوس سی تہندا آور کثرت  
 و ابنوہ او کا ثانی روز بازار حیرا سبحان اللہ و کانہا  
 دور استہ متاع شجہت سی آراستہ آور ہر طرف  
 ہجوم خریداران رنگارنگ سی بوستان ناما شستہ  
 پست بہر کوچہ اس گلرخان رہہ نوردہ تو گوئی کسٹان  
 شدہ کوچہ کردہ اور او سین اونکا مقبرہ اور امام بارگاہ  
 اور نہین طیارمی امام بارگاہ آصف الدولہ ہی اول  
 زیب زینت کا تعزید خانہ اس ماتم سرای دنیا میں

کسینی نہیں دیکھا اور ایسی شان و شوکت کا عمدہ  
 اس کو نہ فسادِ عالم میں ہرگز نہیں سنا اور اسکی صریح  
 خواہ مخواہ کی نگارش اور صافین قلم رقم جو اس  
 اگلتا ہی اور اسکی لمعہ شارق کی سامنی چشم خورشید  
 تیز و جلتا ہی نگاہِ برق کی کیا تاب جو وہاں شہری  
 اور نظر کو اکب کی کیا طاقت جو اس جانی قرار  
 پکڑی اور اسکی علم نامی روشن کی بیان میں  
 زبان سخن شعلہ طور ہی اور اسکی تجلی بیضا  
 نور کی رو بہ دیدہ مشرق بی نور چہرہ ہر علم و نگار کا



آئینہ شہب و بیکہائی دیتا تھا اور اس میں ہر صبح  
 قرص ماہ میں تجریم الخبم نظر آتا تھا اور اونکی زمین  
 پٹکھائی سنگین سی شعاع مہر کی کمر لوثتی تھی اور  
 کچھ نظر گیان اونکی مرصع کاری سی جواہر سعادت  
 لوثتی تھی یہ امام بارہ شاہ انجہانی فی اپنی آنحضرت  
 تسلط میں بنایا تھا اور واسطی اپنی بقای نام کی  
 انجام کو پہنچا یا مگر اسکی آرایش و شیشہ آلات اور جہا  
 وفاتوں کا کچھ بیان نہیں ہو سکتا یعنی اوکا شمار  
 ذرہ ریک بیابان اور سبب الخم خشان بر نہیں کیا جاتا

چہ چہاڑ میں ہزار بارہ سی پتی سی کھینچ گئی اگر  
 اور مقام میں اتنا صرف شیشہ لال نہ ہوتا  
 تو جہان میں ظروف اگینہ بقیہ نہ ہو  
 بکتا پرتا اس کے چہاڑ و فانوس کی آگی قنادیل  
 و کوکبہ فلک چراغ سحری آس ایوان منور  
 روبر و قصر چرخ چارم چشم خانہ بی بصری جس  
 ایام میں رات لکھنؤ میں وار دہتا اونہیں  
 و لونہیں کسی تھریب سی وہاں اتفاق روشنی کا  
 ہوا تھا جیسی ہ روشنی دیکھی ہی انکھوں میں وہی

روشنی آج تک سمار ہی ہی اور چشم تصور  
 میں ہی اویسی چراغان کی جہمک اب تک دکھائی  
 دیر ہی ہی اوسکا ہر چراغ شعل آفتاب کو نور چشم  
 لکھتا تھا اور اوسکا ہر کنول شمع ماہتاب کو قمر العین  
 کہتا تھا بلکہ آسمان اوسکی وود چراغ کو سفال ماہ  
 یلکی چشم انجم میں لکھاتا تھا اور فراش فلک کل گہر  
 سی ساعت اوسکی شمع کا کل لیتا تھا چشم حور  
 ومان خفاشی کرنی تھی اور چاند کی چہرہ پر ماہتابی  
 چھوٹی تھی اگرچہ سامان روس روشنی کا سوسلے ایک میل سے زیادہ

مگر اوسکی نور کا ظہور تحت المشرق ہی تا بحر میں اعظم و بکھائی  
 دیتا تھا اوس روشنی میں کوئی حرکات نہ حل کو شاہد  
 کرتا تھا اور کوئی غس باہی زیر زمین کو گنتا تھا حقیقت میں  
 وہ جدا ریستان چراغان دل سپہری مہر کو جلائی تھی  
 اور اوس کو اکب طالع سیہ بختو غنیمت لگا تھی تھیں  
 اور اوسکی بچہ میں ایک نہر عرض و طول ایسی جاری تھی  
 کہ آب و آتش کی تمام شب اوس میں دست درگاہی تھی  
 اور ایک بحیرہ اوس نہر سرشار کی آب خوشکوار میں  
 ایسا شیر تاتا تھا کہ ذوق ماہ کو بحر احضر میں غرق و طبع حیرت

گرفتارها \* تاریخ وفات جناب عالیہ یعنی مادر محمد علی شاہ

کہ قبراؤیکی حسین آباد میں <sup>۱۲۵۶</sup> جان نشا حضرت زہرا جناب عالیہ

چون بعد دوس برین برتخت نورانی نشست \* از مقام

رحمت حق شد ز تاریخش نذا \* <sup>۱۲۵۶</sup> وایم از ہر جناب عالیہ

فردوس بست \* اور یہ تاریخ وفات دختر محمد علی شاہ

ہی کہ حسین آباد میں مدفون ہیں \* درینا مجلسی بیگم

بجنت شد چو از دنیا \* جگر شد چاک جان اندوہ گین

دل شد ہزار ماتم \* بآپ دیدہ تاریخ غمش ہنگامت عکس

بشد در مجلس زہرا مقام مجلسی بیگم \* نقل کتب مرور دوازہ <sup>۱۲۵۶</sup>

حسین آباد بہت مشرق و سرک است \* از عنایات کریم  
 کار ساز و جهان \* شاہ گردون آستان و خسرو  
 ہندوستان \* بنی نظیر و بنی عدیل و ہمال و بنی بدل \*  
 ناصر عالم معین الدین ابوالفتح زمان \* ایہ رحمت  
 بعالم بہت بہر جزو کل \* تا اید دار و خداوند و عالم و  
 روضہ پاک شہید کر بلا نعمت \* اہتمام او بدل کردہ  
 عظیم اللہ خان چمن جنت بہر کوثر نخل طوبی عرش باب  
 فی الحقیقت بہت در عالم نظیرش بی گمان \* مسجد پر نور  
 تعبہ اگر کویم بجاست \* بہت زخرم چاہہ ہر مومنان مستان

بر در سن خط سرگشته صراط المستقیم\* بر زمین پیدا  
 شده گو یا جواب کهکشان\* گفت تا بخش رضا بهر  
 حضور پادشاه\* قبله اوج کمال و مشهد شاه شهبان  
 نقل کتبه در روزه حسین با بطرف و جمعی بیست  
 با زیر هجتم تاریخ ثانی شد رقم\* آنکه قربان میکند بر پا  
 قدس مال و جان\* فدوی خاص و این و سر فروش معتد  
 جان نثار پادشاه کشور هندوستان\* صاحب  
 خلیق و عاقل و دانای خلق\* عاشق شیدای حضرت  
 بیشک بیگان\* روز و شب صرف حکم شاهی باشد بدن

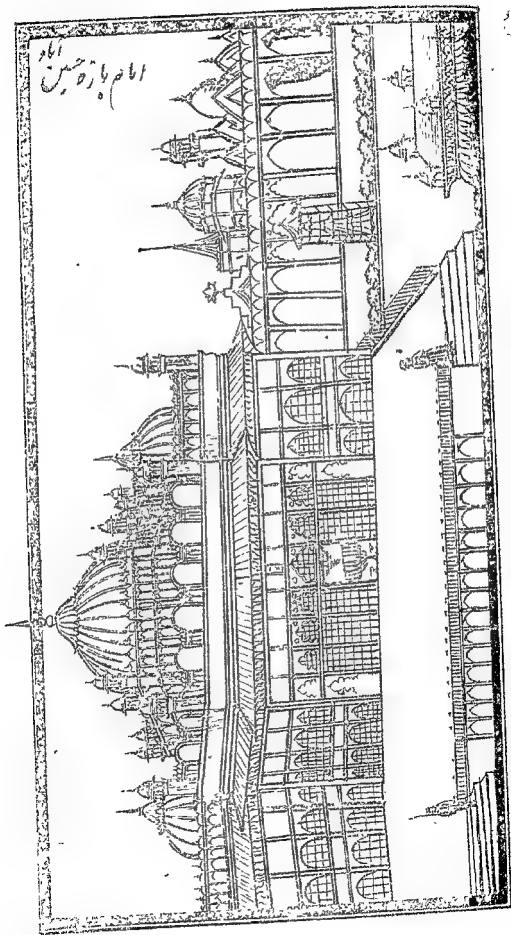
جز باین کاری ندارد هیچ کاری و جهان نیست این  
 تاریخ تا در مثل تاریخ دیگر و واقعی صنعت بهتر ز نو شد  
 از رقم عیان که کن اول بکنار و دود و چاه و چار  
 ناسه بحری نماند این پیش را نهان از سترگی شد  
 و چون در آن سال این تاریخ رسید به ششم بالطف حق بود  
 عظیم الله خان بهر سال عیسوی و کوشش و هوش ساسی  
 از فلک آمدند نامی عظم الله خان تاریخ بالای  
 در خاص امام یاره حسین آباد شده زمانه محمد علی بنا فرمود  
 امام یاره بی فکر و مجلس حنین زر و معنی آه و دم خواند و تاریخ



بنامی تخریب و ماتم امام حسین \* تاریخ بارہ درمی  
 و نالاب \* ساختہ نالاب شدہ بحر و بر \* رشک سکندر  
 شدہ اقبال او \* گفت شہنشاہ سخن آفرین \* چشمہ فیض  
 ابدی سال او \* اور اوسے مقبرہ کی چار دیواری ہیں  
 اونکی بی بی کا مقبرہ ہی وہ بھی محل سرامی عرش محلے حسن کی  
 رکھتا ہی اور ارکاوی عالم بالا عرفہ نامی انداک سی  
 چراگتائی \* اور نقشہ حین آباد کی امام باڑے کا اس

صورت سی ہی

امام  
امام باقره



اور اسی شاہِ عنصرانِ پناہ فی ایک مہمانِ ہر می ہشتانتما  
 حسین آباد میں بنائی ہی کہ او سکا بھی نظیر اس کہتہ رہا  
 ہستی میں نہیں نشان دیتی اور تاجمرانِ جہانگرو  
 ایسی کاروانِ سرکسی دارالسلطنت میں نہیں ہجرتی اور  
 اوس میں زیادہ خوبی پہ ہے کہ او س شاہِ رحمِ مل فی  
 تواضع پیشگی اور مسافرِ لوازمی سی جتنی ہشتیا بیان  
 حسین و نوجوان او سکی قلمرو میں تھیں سب کو اسی ہر میں  
 بسایا تھا کو یا واسطی مرغِ دلہا ہی مسافرین کی دامکاہِ بداند  
 و دام بنایا تھا جو مسافر و نان اترتا تھا پہر او سکو چانا سفر حمال



بھی رستہ نہیں ملتا تو اوس بازار میں جا تا ہی استہیز  
 تھا کہ سلامت گھر میں نہیں لاتا اور جو دن کو اوس  
 طرف سے نکلتا ہی شب کو درویشانہ سی نہیں سوتا اور  
 اوس بازار میں کسی رفیق عمر ہی کائنات سی ذات چھوٹ  
 جی تو پھر شاید بعد پوم الح باب کی اوسکی طلاق میسر آئی  
 اگرچہ دکا نہائی و درویدہ اوسکی دو منتر لے و تہ منتر لے میں  
 مڑ تنگی بازار اوسکی حوصلہ لیم سی بدتری اور کوتاہی سر  
 کی بہت بخیل سی تنگ تر جو شخص ایک دفعہ اوس  
 بازار میں گیا پس جیستری میں کچ کیا اور جسنی اوسکی حق شناس کو

دیکھلیا شکیجہ گوری فارغ ہو گیا تھا اگر وہ مائی  
 اوسین برابر آجائیں تو روکا ایک یاد کی چار چوٹیں  
 اور اوس بازار میں تین دروازہ ہیں ایک کوشن دروازہ  
 کشتی میں اور دوسری کو گول دروازہ اور تیسری  
 اکبری دروازہ جہاں کی کیا پونکی تشریف لے گئے  
 وہ پریشان اور چشم گریان رہتی تھی اور ایک سو  
 سی ذائقہ کو راہ سامنے سی لذت دیتی تھی حقیقت  
 اصل کو مطابق نقل کی نہ پایا اور جو مراد ہو سکی اوصاف  
 میں تھا اوسکی ذات میں نہ کہا۔ ذکر گل و لالی فریاد

اوسکی بعد گو کہ گنج و فرنگی محل کی دیکھتی کا اتنا شہوا  
 ان دونوں مٹا موٹکی بھیاں کسافت و نجاست سے لال  
 اپور کی دلی اذن کو چ نکا بیروال منصور عبد جان شجاع  
 کی زمانہ کا کچھ درد مان پہنچتا ہی افتاب اون گلیوں میں  
 پڑن پہلے کی اندیشی سے نہیں جاتا ہی و تاکہ اب  
 جتنی ایسی سپاہی دیکھتی پائی ہی اگر سے سماج اس میں  
 والتی ہیں تو سنک محک نکالتی ہیں اور اگر اس میں  
 گزرتی ہیں تو اس میں سنبھالتی ہیں جسکی بدن پر اوسکے  
 جسم سے پڑ جاتی ہی تو اسخوان اوسکی شان میں ہونے جاتی

اگر آفتاب کی اوس زمین سی ملاقات ہو جاتی تو ہمیشہ چھائی  
 شب بیدار رہتی۔ اور علمائے قرآنی محل فرنگی محل میں  
 یہ طرفہ ناچراہی کہ پشت و دوزخ فی اتصال پایہ یعنی  
 جس جانی سکونت زمرہ علمای نامدار ہی و حسین بود و پاشا  
 فرقہ طوائف بدکاری ایک طرف درس تدریس علم  
 و فضل ہی دوسری جانب رقص و سرود کا شغل ہی  
 اور بر بانگ نازی آواز و ہر شمع و سار اس طرف ہو کر  
 بحث علوم ہی اور اوس طرف تماش بینوں کا بچم حقیقت  
 میں وہ محل از بایش نفوس خبیثہ خبیثہ ہی اور ہر مقام



امتحانِ ارواح لطیفہ و شریفہ جسکو چراغِ توفیق الہی  
نی ہدایت کی وہ فرقہ ناجی کی طرف تالوف ہوا اور  
جسکو ظمتِ ضلالتِ نفسانی نے گمراہ کیا وہ طایفہ  
ناری کی طرف مصروف ہوا راقمِ ہنسی جماعہ اعلیٰ  
کی خدمت میں مشرف ہوا اور انکی فیضِ صحبت سی بہرہ  
سعادتِ دین و دنیا حاصل کیا ہر بزرگِ آفتاب  
آسمانِ فضل و بلاغت تھا اور ہر شخص کو ہر بحرِ علم و حکمت  
کوئی تفسیر و حدیث میں کامل تھا اور کوئی منطق و معانی  
میں مکمل کسیکو عبارتِ فقہیہ از پرستی اور کسیکو مقامات

معاملات شرعیہ مستحضر کوئی بہت و ہندی میں برس

واقفید میں تھا کوئی مسائل طب میں بقراط و ارسطید میں

اور سر اید علما افضل الفضل مولوی ولی اللہ صاحب

کہ عمر شریف اونکی قریب نو و سال کی ہوگی برتری عالم

باعمل آورزہ تقویٰ میں ضرب المثل میں اونکی لغائی

عظمت آما اور سخاوت فیض انسانی بعضی تحقیقات

مسائل دینیہ میں نور ظاہر و ضار باطن حاصل کیا

اور جاثوین وحید العصر مولوی خادم احمد صاحب

اور مولوی تریبے صاحب اور مولوی سعد اللہ صاحب

اور مولوی سید احمد صاحب اور مولوی عبد الجبار  
 صاحب اور مولوی انکی اور علماء بھی ہر ایک رشید  
 و براق اور استعداد میں شہرہ آفاق ہی اور احیاء  
 شریعہ اور وینداری بھی انہیں میں اور انکی توابعین  
 میں زیادہ تر ہی اور باقی پروان مذہب امامیہ فی  
 خصوصہ عبارت اور باعث نجات نقطہ تفسیر داری  
 اور رشتہ خوئی کو رکھائی اور احکام و ارکان اسلامیہ  
 ترک کر لی ماتم و مطاعن کو فرض واجب مقرر کیا  
 خیر بعد انکی چھاپی خانہ والوں کو دیکھا و مان بھی شخص

معقول و منقول میں نوی استعداد ہی اور فصاحت و عبت  
 میں صاحب دہن و قفا و انحریر صفا میں پسندیدہ و عیار  
 جریستہ میں ثانی ظہوری و طعنا اور کتابت خوشنویسی  
 میں نظیر علی و ابن مقفع و کوشش بعض شعرا کو بہت  
 نو واقع میں شبہ طیران معانی ملت کو شہ الفاظ  
 میں باندھی ہیں اور سہمی شبہ استعارات کو شاہین  
 طبع تیربال سی شکار کرتی ہیں کوئی ناسخ کو منسوخ کرتا ہی  
 اور کوئی آتش پر فروغ لیچا تا ہی عرض اپنی زمانہ کا سرایت  
 و سودا ہی اور اپنی عہد کا صحیفہ و لٹاکہا تا ہی اکثر و کمی

میوہ باغ طبع زاد سی حظ ادھایا اور بعضوں کی کوہِ مرج  
 و سر کو آویزہ گوشتِ خاطر کیا۔ فکرِ اربابِ حرب  
 بعدہ کوچہ اربابِ حرب کا تماشا دیکھا تو ہر ایک کا بالبال  
 لباسِ زیور سی مالا مال ہی اور اونٹن کتروادنی ہی  
 اور جو باہر میں ہیشمال ہی اگرچہ اونٹن کوئی صوتِ زریبا  
 اور ہر تہ اعلیٰ نہیں رکھتی مگر اندازِ دلریا اور کرشمہِ سحر  
 میں دلہامی عشاق کو ہر قدم پامال کرتی ہیں اور ہر چند کہ  
 ہزار اونٹن ایک ہی جمالِ ظاہر و کمالِ معنی سی ہر ہشت نہیں  
 لیکن ادائامی و لہو ناز و غمر نامی جانِ کسل سی ہر دم خون

عاشق حلال کرتی ہیں یعنی موسیقی میں دھڑ دھڑ ترانہ سی  
 بالکل بیکانہ ہیں آلا تھمیری وادری میں ایسی بیکانہ ہیں کہ وہ  
 شمع محفل میں اور اہل محفل پر وادہ آواز اصولِ لغتہ و سرور  
 میں خیال و شبہ کا کچھ خیال نہیں کہتے ہیں مگر تباہی و برباد  
 شکر می سی عاشقوں کی جان بخشی نہیں کرتے ہیں آرا بھکر کر  
 حیدر بی والی کا قصہ اپنی مہکال پر پاشیے ان کے ہاتھ  
 آو سکا ناچ دیکھتی ہی کستی کسکو اپنی اپنی میں نہ پاپا ہا  
 اتنی کہ فنِ ثروت کا رومی ہیں ابوسہارہ پادشاہ کا رومی سی  
 ہزار شتر ایک رگ جان پارتی تھی آدھ صوفی سار می رنج

و راحت سی کسی حرکت مین زخم کاری آوری او مین  
 برسم لاری لکائی تہی شہر بعزم رقص چون از  
 جای خود آن نازنین خیزد و فلک از پای بنشیند  
 نازنین خیزد بہات جب وہ ناہہ او تہائی تہی تو بہا  
 جان سی مات و ہوتی تہی آو حیب وہ گہو بہت کرنی تہی  
 تو لوگ موہمہ و ناک و ناک و ملی تہی جو وہ بہتہ جانی  
 تہی تو دل زیر پا فروش ہوتا تھا اور کہہ رہی ہوتی تہی تو  
 قیامت پر پا ہوتا تھا کہی عمرہ سی عالم کو شہہ کرنی  
 تہی اور کہی ہوا سی مرد و نکو زندہ کرنی تہی شہ

جب اس قاتل کا ہر کو قصصِ محفل پاؤں ہی تو دل چون  
 مرغِ بسمل زیرِ خنجر پڑا تا ہی اس فرقہ جفا سرشت  
 اور قوم ہو فاصفت کی حالاتِ نخت آیات عند الملاقا  
 ظاہر ہوئی کہ اختلافِ دلبرانِ مالوہ و کجراتِ حیدر آباد  
 اور مامرویانِ رحمان و پنجاب و شاہجہان آباد کے  
 کہ وہ بھی شکلِ خوب و شاملِ مرغوب ہیں آفتِ روزگار  
 اور تحول و تحشم میں اکثر معزز و مہربان بہرگز کسی امیر  
 و شریف کو سلام نہیں کرتیں اور تعظیم و تکریم کو اصلاً  
 نہیں جان تین اور جس مجلسِ امیرین جاتین میں بغیرِ امیرین



علیحدہ کی بہنیں بیٹھتیں ہیں ہر چہ کہ شیوہ ولداوگی  
 و دلبر ہیں اس سے زیادہ تر ناز و نیاز ہوتی ہیں اور روش  
 عاشقی و محبتی میں اس سے بیٹھ افتخار و افتخار عمل میں  
 آتی ہیں مگر عالم خلوت میں اپنی عاشق ناکام سے کہ  
 پر ملائیس میں ہر خاص و عام سے مستحکم ہوا کہ امیران  
 بی حیب لکھنوی بہہ عادت اونکی بگاری ہی اور اپنی  
 عزت دیکھی اونکی حرمت بنائی ہی یعنی خود اونکی مکان  
 بہتر کہ مستحکم جاتی ہیں اور اونکی دوسو کو تہ کہ  
 لکھی ہر پریشانی میں مگر وہ بچاری بالکل لاچار ہوتے ہیں

کہ عشقِ یحقیقت میں عقل و دانش سی دور میں شمس  
 دل جو عاشق شود از تنگ چه پروا دارد شب و شب چون  
 آب شد از تنگ چه پروا دارد و اور لازم ملزوم ہی  
 کہ تحفہ عشق سی تو قیر مشوق بر ہی ہی اور شکست  
 میں درستی مطلوب ہو ہی ہی شخص پروا از عشق مشوق  
 حال در ہم عاشق سپید روزی مجنون سرمہ باشد  
 چشم پیراہ القصبات از چوک کا جلو خانہ سی  
 تا اکبری دروازہ ہموار و برابر ہی سوا اور کی اور کو چوین  
 نشیب و فراز اکثر ہی اور سبب زبانی محصول کی لکھنؤ

نسبت اور شہر و نئی برہمنی کو گران دیکھا مگر آسودگی و مرغنہ  
 الحالی سی کیونکہ منہکا اور ستا بہنیں معلوم ہوتا اور  
 کوئی چیز ایسی نادر و نایاب دیکھنی میں نہ آئی کہ وہ سنی  
 کسی اور شہر میں نہ پائی اور آگے اکبری دروازہ کی کچھنی  
 نالہ گھلاتا ہی کہ خون فصاحی مجرم و قاتل ادوی نالہ  
 پہا یا جاتا ہی اور سر مقتول اکبری دروازہ بر لٹکان  
 میں اور اس سی اور سر کشو کو عبرت دلاتی ہیں اور آگے  
 اکبری دروازہ کی نخاس اور جانب راست کو محمود  
 اور مکان امام باڑہ حیدری کا کہ طوائف میں بڑی مہموم

صاحبِ زیرِ ہا وِہین جلوہ گری اوس ہی پشتہ کشمیری محلہ  
 آباد ہی کہ اہل خطہ کا وہی مقام خوش بنیاد ہی۔ ذکر و رکا  
 حضرت عباسؑ اور جانبِ چپ کو اوسکی پاس  
 درگاہِ فلکِ آسماں عرشِ محاسن حضرت عباسؑ ہی کہ علم  
 آفتاب کو اوس ہی آستانہ سی نور کا اقتباس ہی نو چندی  
 جہرات کو وہاں سیدہ اور علم مبارک کی زیارت ہوتی ہی  
 اوس جاہلی گشتِ خلقت اور ابوہ زن و مرد سی نکاح  
 محشر کو حیرت ہوتی ہی اور تمام شہر کی طوائفِ خانگیان  
 ہی وہاں ہوتی ہیں وہاں کی لوگوں سی سنا ہی کہ اکثر حنا کے

ثمنی میں سیات کا شکار کہیلتی ہیں آسمانی بھی  
 مقام سعادت التیام دیکھا ایک عظیم وسیع الفضائی  
 اور گرداوسکی مکانات خوشنما اور صبر میں والان  
 در والان فراخ و پاکیزہ ہی آسمین صریح مکلف و تربت  
 و شرف رکھی ہی اور برابر اسکی علم ہی پر تکلف یا بنگنا  
 زیر و زری و مرصع کاری و ہرین ہن گویا اوس دیوار نورانی  
 میں کلدستہ نامی ثوابت و سیارہ چہرین میں چار دیواری  
 اندر زایا و ایل میل کی مجموعہ نامی اور بارہ سو و بیسویں و النکاح موقع ابتدا  
 اس کا کہ کیا مخرج بنت ہوئی کہ ایک شخص تہی میرزا فقیر بیگ

مابین رستم و فریدون گه زمین به علم تھا مشہور بعلم حضرت  
 عباس اور تازمان نواب آصف الدولہ اس مکان کی  
 سقف و دیوار خام تھی اور صحن مختصر نواب سعاد علی خان  
 شہید باریہ سمران میں ایک احاطہ وسیع و چست  
 باغیچہ بزرگ و مظلّم دروازہ فلک اشما بنوا دیا اور مہر  
 قتیل فی اوسکی تاریخ میں یہ مصرع کہا: اس کتب خانہ  
 بنائی سعادت بہت، ذکر بازار خاص بعد مشاہدہ  
 اس محل متبرک کی خاص بازار کی سیر کی بھی گار دی جا  
 شرق کو در دولت سی قریب تری اگر بازار حسین آبادی

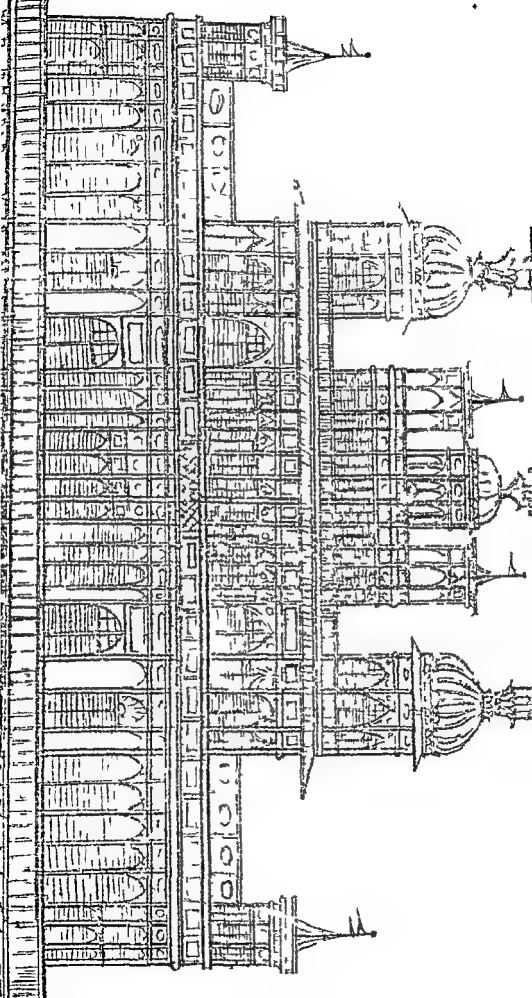
اسکو کیا نسبت ہی مگر بازار چوک سی بہمہ وجوہ بہتری و دراز  
 اوکی وکانین اور عمارت ہی بہترین مگر مبنی مین  
 مگر بہہ بازار قدیم زمانہ سعادت علیخان غازی الدین  
 کا تعمیر ہی لیکن اب بہی وسعت آبادی اور طوالت فراخی  
 مین بی نظیری آسمین برشی بہسم پہنچتی ہی آوری جو چیز  
 چاہول سکتی ہی آوکی متصل چینی بازار ہی کہ او سکے  
 اگی بازار خوبی بتان چین شہر ساری جہت کہ حاصل بازار  
 عرض و طول مین چھوٹا ہی مگر کثرت آبادی مین بڑا ہی مہر  
 اوکی جدید ہی اس واسطی برشی اوکی لذیذ ہی اوکی نزدیک

چهار دیواری و دولت سراسر این گذر پر بهر ترکی بی عذر و  
 بیج و شراب و نور و کی و این بی بی چرخ و بر دستم  
 حیوان و نان یکتا بی چینی سی مانی تک و چرخ پای  
 شتر مرغ تک میسرانای ملک کا و زمین کو اوسا کی خیمه  
 کی بوسنی و اور سیمین کو که قاف اوسا باران کی از  
 من قصه اگر آید چرخه فلک من بند نه تا غل و غلا و چه  
 گل من دال کرومان که ابراهیم تا ورمای قبال اگر آید  
 خورشید نه تا نور چرخ می تاریک من پر ابراهیم محال  
 حکام قدیم کا بیان کچھ بیان سی باجوبی اور معارف علم اوسا



تعبیرِ بنامیِ تخریبِ دشتِ مینِ قاصدِ سرامیکِ پیشت و نشان  
 عرشِ نشانِ آورِ شاعتِ سقوطِ گردونِ توانانِ کی  
 آگهیِ علوِ نشانِ بارگاهِ آسمانِ آورِ بندِ میِ حصا کیوانِ پست  
 و شکستِ آورِ او کی آب و ناپِ عماراتِ دلکشِ اورِ استحکام  
 مکاناتِ اوجِ افزا سیِ ابرویِ چهرهِ قصرِ قیصره آورِ دندان  
 لکنه کاجِ اکاسره بخاکِ حسرتِ رنجیده آوسِ حنیتِ لکنا و  
 جهانِ بجا کی کون کونسی اماکنِ مرفضا اورِ مساکنِ رحمت  
 افزا کا ذکرِ کبھی اورِ کس کس منازلِ فردا بس مشاکل کی  
 تشریح و توضیح لکھی ایک کوٹھی فرج بخش ہی کہ واقع بین

مزاج کو بھی نسخہ بخششی ہی اور بچا لوگو جاننا تازہ  
 دیتی ہی تھا پر آسمان چہارم وہی ہی کہ او سکی سرگوشہ سی  
 رنج و غم عبوس ہی آتی ہی اگر قصا کسی علیل مرض الموت کو  
 وہاں ہی آتی ہی تو او سکی اجل بھی آتی ہوئی پھر حاجی  
 تحت مرصع ریاست لکھنؤ کہ نصیر الدین حبیب گئی کر دے  
 میں تیار کروا یا تھا وہیں دہرائی سر پر آئی حال میں  
 چاہا تھا کہ اوس اور نک کو بی درنگ قیصر مانع میں آئے  
 صاحب زریخت پہاوری اوسین اجازت ندی یہ  
 نقشہ اوس ہی کو ٹپی کا ہی نقشہ



## ذکر مبارک منزل

آور مبارک منزل وہ عالی منزل نہیں کہ اوس کے منزل تیری  
 پیک قدم طی کر سکی یا شب بیدار خامہ اوسکی عرصہ کو  
 کی نہایت تک پہنچ سکی طائر مفلک اوسکی زبر سار  
 عاقبت کزین آور عرصہ زمین اوسکی گوشہ صحن میں  
 مربع نشین حقیقت میں مبارک منزل عجب نہایت ہی  
 کہ کو سکی ہر شے دیوار لب مبارک باوہی دریا انمکایا  
 ظلِ حمایت میں حواش روزگاری محفوظ اور دلِ ناخُشیا  
 اوسکی ہم آغوشی سے سرور و محفوظ بارہ درمی مانند نہایت

بر سرِ بازارِ سرِ کرم جلوہ گری خوشنمایی سی رونمایی  
 یعنی ہی اور ضیا او کی فضا کو خراج دیتی ہی چارہ ستمین  
 او کی مانند ارکانِ دین متین کی استوار آو کی سفت  
 پام میں سخنِ کرو بیانِ گوشِ گذار پہہ تمام عمارت  
 امارتِ علیخان ہی آورو بصدِ حسرتِ پنجی خان  
 کی پہنان ہی، ذکرِ بادشاہِ باغ بادشاہِ باغ  
 کل کردہ ریاضِ تجویرِ نصیر الدین حیدر ہی کہ باغِ جنابی  
 باجِ خواہی کرتا ہی آو جو رانِ بہشتی سی موہہ دیکھائی  
 بیتابی عمارتِ تصورِ ارم او کی رو برو معترف بقصور

اور نہال و اشجار گلستانِ عدن او سکی چشمِ حقیقت شمار  
سی سحر و دہ بھی تہیب و تلون سی دم خوشید و ہلوی  
شقی مار تانہا آورفت و سر سبزی میں نعیم  
لطف مقصد صدق کو بہلا تانہا \* و کر کو شہی  
روشن الدولہ و صفت قصیر باغ \* آب  
وقت تعریف کو شہی روشن الدولہ اور توصیف  
قصیر باغ ہی کہ بالفصل فردوس برین کی ہی پہ  
اولیٰ دو لون کا داغ ہی زبانِ قاتل کی کیا مجال آوی  
کیفیت حال کو قالبِ مقال میں لاسکی اور طرزِ بیان

کہان طاعت کہ او سکی صفائی و لطافت کو پیرایہ  
 فصاحت پینا سکی مگر تھوری ایک چین آرا می قلم کو  
 خست روش بند می شرح اوس باغ مردن ایام  
 کی دیتا ہوں اور چنگیر سامعہ اہل دانش کو کچھای  
 حدیث غیرت خلد سی ملوی بہار کرتا ہوں سچا  
 اللہ وہ باغ اس شہر یا عشرت دوستی واسطی  
 اپنی عبث و نشاط کی بنا باہی حقیقت میں نام اعلیٰ  
 علیہر کما صفی اعظم و عالم سی شایا ہی ربی و اللہ و  
 کہ زائران بیت المعمور او سکی طواف کی آرزو رکھنی میں

آنکه عجب طبعه نور که ساکنان سقف المرفوح او کی و کهنی کی  
 تنها کرتی میں و مان عصمت ہی بی تقاب نہیں جانی باقی  
 اور عفت ہی بجای نہیں گذر سکتی تاکہ عذیب خیال  
 اوس باغ سی کی قدم و رمی رہائی او تر دعای نظار  
 او کی سایہ دیوار تک ہی نہیں پہنچائی راتم بوسیدہ  
 بعضی مقرران صبا کردار اور فریو پار بیان شام کی  
 با ہمیشگان چسند اوس باغ میسر میب نوا کفر سینه  
 اور ازل کا کو شک آسمان آتشک اور جوش عرش اوش  
 و یکھا عقل حیران تھی کہ یہ کیا مکان ہی اور خرد پی



کہ یہ یکساں مان ہی کوئی کہتا تھا کہ ارم ذات العباد  
 اسی مقام کی کوہی ہی اور کوئی سخن آتا تھا کہ آیہ تم  
 یخلق مثلہا فی البعد و اسی کی شان میں آئی ہی بہشت  
 او کی پہلو میں مناسبت ذات الحجب کہتا تھا اور  
 او کی ساکنوں کو ہمیں نصیر نظر آتا تھا واقع میں حطوف  
 و یکہا اشراق کا ردہ ہی و لا جو ردی سی آنکہ نہیں تہرتی  
 اور التہان مع نفوس طلانی و شکر فی سی نگاہ کام نہیں  
 کرتی تھی او سکا پروردگار ایک تختہ زر ہی شاید  
 آفتاب کی رہی کا وہی کمر ہی تاثیر کار زر سی و ناکی خیر باہی

مرغ زرین تھی اور کس بھی دیکھی تو سراپا بہت فہمی  
 و آتش و صحنہا اوسکی بروج مطلق کی تعریف میں  
 مذکور ہی آتور و الیل اذ البغی اوسی باغ کی سایہ کی  
 صفت میں مسطور صبح اوسکی ہمدام الفاس سجھا اور آفتاب  
 پر ہی اوسکی شام سی غالبہ سا جو انوکھا اوسکی ہوا  
 باعث عیش و لطف زندگانی آتور پر و نگو اوسکی فضا  
 موجب عود و عید جوانی اگر اوسکا غیا بہر چشم  
 بیل ہوتا ہی تو اوسکی سایہ ہر ہین سنبل و رجا  
 اوتکتا ہی اگر اوس باغ کی خاک زبان ابکم کو میرا لگا

لفظ طیبی ناطقہ اوس سے فیض شکر مانی  
 اوٹھا یا کری اور جو منتقا رنجشک اوسکی سیوہ کو لکھا  
 تو ہزار داستان کا خرد پار ہزار منت نہ پاوی  
 اگر اوسکی گل کی شبیہ بیل تصویر دیکھہ پاوی  
 تو تحتہ تصویر کا عذاب کی طرح اور جاوی کل شادمانی  
 واسطی غم پریشانی کی رحمن میں دار خا رہی کھڑی  
 اور سبزہ کامرائی فی قتل اندوہ و ناکامی کی واسطی  
 کتہ سوسن پتی کا ڈیہی پر رکھا ہی اگر نقاشان  
 چین اوسکا نقشہ دیکھہ لیون تو مذہب صورت پرستی

بالکل چوڑ دیوین چشم آرزو اس بانغمین ہمیشہ گرسنہ چشم  
وید بازی اور شوق اوسکی در پر وقت آمادہ گنہ اندازی  
نقاہت قضا و قدر فی عمارت بہشت بہشت کو کہنہ چاہیہ فرود  
ہستم ایجا کو کیا ہی پانور کل فی واسطی اپنی نزول تجلیات  
عجیدہ جلوہ گاہ دیدار سیما ہی بہر تعجب ہی کہ افلا کیوں بی  
وسکو اہلک زمین پر کیونکر چوڑی اور ملائکہ اپنا بندہ  
اسین کیوں نہیں کیا ہی ایسا باغ روکش نسخہ ارم بنا کیا  
کہ اوسکی زبان حال سی انا ولا عیری کہو ادیا ہی حقیقت  
جو باغ و مکان کہ اس سی پیشتر دیکھی تھی اونہ اور اسین

تفاوت مرده و زنده کا پایا آور این مقام جان نواز است  
 کو مشابیه کر کی مکانات مذکور کو مرحوم و مغفور لکھ سدا  
 ایسات بعالم چنین باغ ناهیدید نه قصر انجمن چشم  
 افلاک دید خیا با کر چشم بد یاد و دور کتاب چمن را  
 بین السطور زهر مصرعه شاخ کل سید رنگ بهر آرد و  
 معنی رنگ رنگ صبا تکه غنچه و امیکند گریان  
 صبرم قبا میکند کماندار شاخ چمن بسته صف  
 و لم در ره تیر حسرت ندف شکر خنده غنچه یا سمن  
 ملک میزند بر دل ریش من ز فیض هوای لطافت نقاش

ز شبنم شود و شکر صبح آب : ز خاکش اگر روح گیر و عیار  
 بهار اکتد ابریا قوت باره : کیفیت اعتدال هوا : روح  
 در آستین صبا : دفتر میر عمارت اور میهمان ریاست  
 در یافت هوا که اس باغ بین هوا لاکه پرده شکر لاکه  
 و محفل کاشانی و اطللس اگر نری و گوشت فراست  
 ز روزی و پیشی اور سلمه و ستاره طلا و نقره بستن  
 اور فرس و سجد و شامیان طلا کاری صر صر جوابات  
 قیمتی با چهار رای هزاره گران بجا هر جا هموار و آراست  
 اور شیشه آلات و غیره سامان روشنی حساب و تعدادی مبرون

علی بن القیاس اور لوازمات و اسباب ہی شمار بقدری  
 افزون نظم و نظم از شمع شمعان سحر پرده ساز  
 رفتند یوان قمر و کرد از دل از قبه نور گرد و مثال  
 اگر گرد و فانوس کرد و خیال چه فانوس گل شمع باغ  
 در و شعله نوبا و دخیل طور و خانیکه از شعله چیدان  
 پرند از پی سرمه اختران کشتی من که نه کور و رو  
 و سکی طیار و عمارت من صرف هوا بی با وجود که کوئی  
 روشن الدوله چرا یک جبهه خرج من نهین ایامی ذکر  
 از باب طرب قیصر باغ در صورتیکه از باغ

معصومہ کونات اور زبدہ بقیاع خاکدان بی ثبات مرتب ہو  
 تو لازم ہی کہ اوسمین سامان عیش و نشاط ہی لایق اوسکی  
 مہیا ہو چنانچہ اوس شاہ عیش پسندی و برہ سے  
 حور و شان خورشید طلعت آور زمرہ جبینان قمر صورت  
 ہزارون خیل خوبان اور جمع محبوبان ہی منتخب کر کے  
 اونکی واسطی موافق داستان افسانوی لباس زیور و ہرچہ  
 بنوایا ہی اور اونکی بازوی نازنین پر چہرہ او پر لگا بالکل  
 پریان بنایا ہی اور نام ہی ہر ایک کا مثال پر اونکی رکھا  
 اور ہر قسم قصہ سرودی اونکی جمال کو باجمال کسی ہی



اور ان پر یونکی مناسب حال بعضی مردانِ لحیم و شحیم کو دلو  
 بنایا ہی اور انکو ہر وقت ناچنی گانی کی تقاضی پر پھر کیا  
 اور اس ساری مجمع کو بنام رہس موسوم کیا ہی اور <sup>تشنہ</sup> دین  
 فی سلوک دین کا اسی رن مرقوم کیا ہی اور یہ تمام  
 سامان اوس ملکستان رشک پرستان میں موجود رہا  
 اور جب شاہ عشرت پناہ جاتا ہی تو وہ ہر پرلو نکاوی  
 سامنی طیار ہو کر اتا ہی اوس وقت کا کچھ حال نہ پوچھو کہ اس  
 سمین کو دیکھ کی سما ہی حیرت میں آجاتا ہی اور چرخ ہی  
 اوسکی گرد چرخ مارنی لگتا ہی اور جب بن شہن کی اوس ناعین

آتی ہیں تو سرو ایک پاؤنی استقبال کو دوڑتا ہی اور  
 وہاں ہر غچہ سی لفظ بسم اللہ شکل آتا ہی اور کل ہی جیتا  
 صل علی کہتا ہی اور نقیب میل کا اگی اگی اہتمام ہوتا ہی  
 شہر بر تیج کو سینہ فشار و زفعال کبکی آورد  
 بنظر آن خرام را پھر اونکی سازندی سب ساز و نگو کو کرکی  
 ملاقی ہیں اور ان جو مردان پری پیکر کی سر پر  
 بند ہوتی ہیں اوس جامی دانش عقل کل ہی جد کرتی ہی  
 اور قدرت الہی ہی اوس کہ جوشی کو دیکھہ کی تہندی سانس  
 بہرتی ہی اونکی ادا و انداز کو دیکھہ کی رنگ انجمن انجم کا

فوج ہوجاتاہی اور اونکی تاثیر آواز سی سینہ مطرب فلک  
 شوق ہوجاتاہی کہہی قاضی آسمان صد رقصا پر دست  
 فشاہی کر لہ لگتاہی اور کہہی مانتا پانی طائفہ سیار  
 و ثوابت کو لیکے چپ چاتاہی ایساٹ ہنسکا رقص  
 سین تان شدہ نغمہ در تال دستک زمانہ غم و غصہ  
 چون تارک بد کمال رقص سہی قاستان پای مال  
 اونکی صدای روح پرور کو تان سین بیجو باورہ کان  
 لگا کر سناتاہی اور اونکی حجرہ داودی سی گورنکسا و خار  
 پریدین زلزلہ پرجاتاہی جب وہ تان لیتی ہیں تو عاکفان

کعبہ جبروت کعبہ شہام کی بارگاہِ بول او شہتی میں آج  
 و ہسم بر آتی میں تو سب جان طارم اعلیٰ بجان و کعبہ  
 لگتی میں جب وہ پیروں و کالنگڑہ گاتی میں تو زائد  
 صبح حجرہ شبی باہر نکل آتا ہی آج جب وہ گوری  
 و پوری الایاتی میں تو آفتاب اپنی کلا و زرین کو نصیر  
 سبزی میں پھینک دیتا ہی آج جب وہ گت پیتی میں تو  
 ملک سپہ اختر محمد آفتاب میں جلائی آج  
 شہر کر لگاتی میں تو زہرہ زبان حال ہی دوان چکا پرست  
 ابیات پانگ جان داد آواز نشان و اصول از قلم

انداز نشان \* با نشان دست چپد کوش \* بر جبین

پای وز دند هوش \* ز رخسار شان جلوه خورشید را

ز خفا نشان یاره ناپیدا \* بر افروزد هوش از چشم

ست \* تراکت بدندان گز و شب دست \* کمرها جو

و پرچ و تاب آورند \* چه دلباک در اضطراب آورند \*

هوس جاشنی گیر شه دین \* گزیدن در انداز سبقت

ز موچین نشان نافه های گره \* بهر تار صد دل بجای گره

بهر گوشه عشوه چشم ناز \* بصد وعده و نقش لوح نیاز

تا چینی یمن ایسی سبک باون \* و التی یمن که پریان او مکر و مکر

دایه می بین آورگانی بین اس عمره و ناز سی بتابی بین  
 که خوران بهشت بهی غشس کہا کی زمین پر گرتی بین اگر  
 مات سی نال دیتی بین تو تراکت بلا بین لیتی ہی آویز  
 پاؤں سی کت لیتی بین تو لطافت قدم چومنی ہی  
 لپی اونکی آواز گنگر و مکی رنگ دل دور کرتی ہی آویز  
 اونکی دامن فشانی پیشوازی سینہ بین اک سکتی ہی  
 نظم گور و گولہ بر پاست جالان و پاپلیں شود  
 دلہا ہی نالان و کناری وقت پر خشن زہر دامن  
 چراغ شعلہ حوالہ روشن و بادشاہ عشرت و مسکاه

اوس بزم و شریب میں تشریف رکھتی ہیں اور جس کام  
و اسطیٰ سعید میں اوس سی بالکل غافل و بخیل رہتی ہیں  
قول بجان اللہ یک وہ زمانہ تھا کہ شامان دی شان  
اپنی اوضاع و احوال کو توسع و تشرع سی آراستہ  
کرتی تھی اور چلہ منہیات و مذمومات سی محترم و محبت  
رہتی تھی اور ہر وقت اپنی نفس سی سجا پہنک  
و بد کا لیتی تھی اور ہمیشہ اندام بنیا و ظلم میں مصروف  
رہتی تھی اور خلاف حکم خدا و رسول کی ایک قدم باہر نہ کرتی  
اور کہہتی تھیں کہ صحبت علما و عقلا نکر لی تھی اور بیخ و بخت

اور غفلت کو معصیت اور حیاتی کو غیرت چانتی ہیں اور گناہ  
 عبادت اور زنج و کھنٹی کو ریاضت اور ظلم کو عدالت اور عقل کو  
 حماقت اور جن کو شجاعت سمجھتی ہیں جبکہ بادشاہوں کی  
 یہ طریقہ ہو تو رعایا کی کیا حقیقت ہے دوسرے  
 از مسجد سوی میخانہ آمد پیر ما چیت پاران طریقت  
 بعد ازین تدبیر ما پیمہ تمام علامات خرابی سلطنت  
 اور آثار زوال نعمت اسی غفلت و بخلی سبب گشت  
 اکنون کی خرابی ایتراں اور بیشتر تھا که نمیدار سرکش  
 و خود شتر اور سپاه و سوار بی بی رونق و بی سرانجام



اور گھوڑی اونکی ریڑھ پر بیٹھ کر واپس آئے  
پھر اپنی تختہ آہ موقوف بنائے اس کا بیٹھ کر غافل ہو  
بادشاہ زمانہ بنیاد و اسطقت جاودانہ  
حکمان لکھتی ہیں کہ پانچ شخصوں کو پانچ چہرہ دیکھ کر  
لا حاصل ہی اور اونکی امید رکھنی لا حاصل اول بادشاہ  
غافل رہی وہیں کو شبانہ ملک و وام دولت ہی وہیں  
مشکیم و مخروہ کو سٹائیں و تملیف خلقت ہی سویم  
مرد بد خلق و بد مزاج کو دوستی و یگانگی ہی چھوڑ  
بی ادب و بیجا کو پر خوار واری اور بزرگی بچہ بچہ

ہے کر ٹیکنا می اور تجارت فرجانی سی الجھیل

سید و شہرہ کو کان زامہ اور اوس پادشاہ والا جانی

شہر کی کہو تر بازی کر ہی اوج کمال تک پہنچا یا ہی

پہاں پہاں کہو تران خوش رنگ پری پروانچی

اس جہری نیگرن آسمان کی تہی سب اونہیں گیتو ہیں

چرخ آس پاس پر دانہ کھاتی ہیں اور بوجھام ہما پیکر دیا ہوں

خصلت اس قافل شمشیں ہستین بہ ہستی اونہیں کہ

حال ہی خیال ہوں رستی میں جوت جہر شہر الہی

روشنی کی ادھو ہری دھوپ میں گوڑہ پر پوئے سوا پانگی

سر پر جاتا ہی آدرجس دم فوہکے چسپی ہاتھ میں بندھ کر  
 میں نشانِ مستح فوجِ آسمانی سے ملوم ہوتا ہی آدرجس دم  
 مگر یہ ملک اور اُتی میں شکرِ فرشتگان کو ہوا پر لڑائی میں آدرجس  
 ایکسے کارِ اُپر بھائی میں افسون سی تسخیر خیل سر ہی کرتی  
 صبح ہی پر دن چڑھی تک اور شہ پہری تا شام سوامی اس  
 شغل کی کچھ کام نہیں کرتی اور اسکی لطف میں دیا واپس  
 خیر نہیں رکھتی بحکم الناس علی دن ملک ہم ہر صبح  
 و ندیم کو پھی پھی شوق رہا ہی آو نکاہی رہا نہ انہی شغل میں  
 بسر ہوتا ہی کہو شروکی قیمت فی ایسا درجہ پایا ہی کہ دل پہلی

ہیک کٹہ پی نہیں آتا ہی کیا عجب صریح عریب کے سلطان

پہ چند و نہرست بعد سیر قصر باغ کی باہر آتی تو سگان

شاہی سی شرف رہ مقبرہ دور باغ مسجد علی شاہ <sup>کوہ</sup> پورانی

یسا ہی کہ تعبیر عکس و مقابلہ حسین آباد کا معلوم ہوتا ہی

پہ کوٹھی مار کین صاحب کی دیکھنی کا اتفاق ہوا پہ کوٹھی

بہی عجوبہ روزگار اور باد کا صفت نہرست کاری و سکی نہرست

مانند شہ طبع آسمان کی نہایت پر فضا آتش آتش

تھر کی کمال پاکیزہ و مصفا اور ہر منزل عمارت عجیب

و عریب سی قابل تصویر اور باوجود انقضای <sup>or</sup> باون سال کے

گوید انو تعمیر اور پچی ادسکی ایک تہ خانہ مانند ری زین

و انیاں فرنگ کی بہت روشن و پاکیزہ اور صحت پسندی

میر اور ادسکی اور پشیمہ او سکے سنگ مرمری ہر شاخہ

اور چارون گوشوں پر چار تصویریں مجسم گوئی

نصب کی ہیں کہ وہ اولیٰ بند و قین لپی شکل غم سرنگ

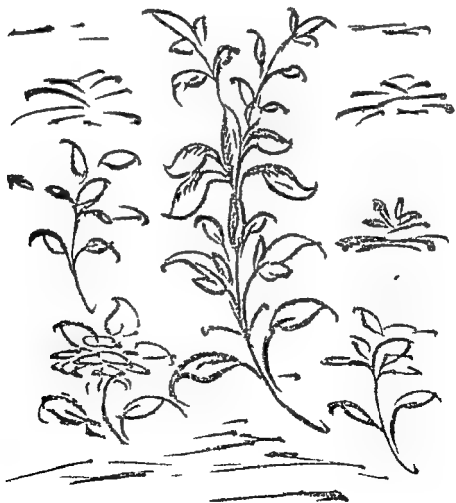
کھڑی ہیں کہتی ہیں کہ یہ کوئی بھی ہندوستان میں چھائی

بلکہ انگلستان میں بھی بی ہما اور وہ چاند کوئی کی

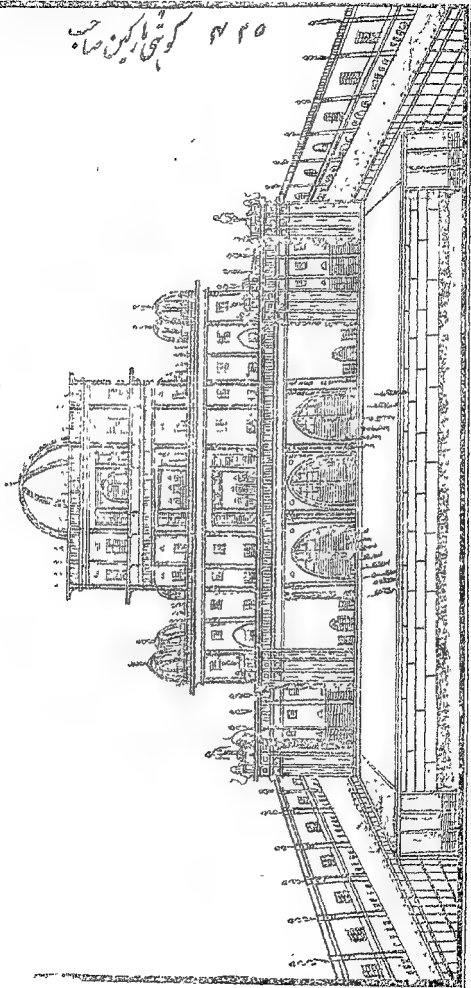
مکانات واقع ہیں اور ان میں ایک مدرسہ ہی اور لڑکی

چھٹی ہیں تین ہزار روپہ و شقہ مارکین صاحب سکی آہی

وہ صرف مدرسہ اور خرچ خیرات ہو گا، اور محاذی میں  
 کوٹھی کی مشرق و دو ایک برائے مالاب طیار کیا ہی اور  
 بیچ میں جو پتھر اور چوڑی ملی مرکز میں ایک مینا بلند  
 بنایا ہی یہ نقشہ اس کوٹھی کا ہی نقشہ



۷۲۵ کوئٹہ مارکین صاحب



ستواری اوسکی عمارات مثل کوٹھی و باغ معتمد الدولہ اور  
 مکان اعظم تلچان وغیرہ کو دیکھا ہر ایک وسعت و فراخی  
 قصبہ اور قریہ نظر آتا تھا و تانسی و کوٹس ہر جہاں مشہور  
 اوسکی بی رونق سب پر روشن اوسکی صدر بازار میں  
 اکثر اسباب نہیں ملتا اور سیطرح کی دل لگی کاوان  
 پتا نہیں لگتا پشتم اتفاق بود و باش صاحب زبیر  
 دیوین رہتا تھا چند مدت سی شاہ اودہ فی مقام زبیر  
 در دولت کی پاس بنوا دیا وہ کوٹھی بھی نہایت بلند  
 و سہ منزلہ اور بہت وسیع و عمدہ اور نادر و نامی کہلاتی تھی



اور اداسکی احاطہ میں صاحب رزیدنٹ کی پاس  
پاس سوار وین کبھی سرکار کی طرف سے آرڈر میں آتی ہے  
پر فیضانہ بادشاہی کو دیکھا زمین پر کھٹا چھائی ہوئی  
معلوم ہوتی تھی یا اس جگہ دن کو رات دیکھا  
دیتی تھی بعضی فیمل کو پیکر قابل عمارتیں آنتاب تھی  
اور بیشتر لائی ہو جی مانتاب و مان بسبب قرب  
کبیت کی اکثر مانی ستمائات لگتا ہی سوامی دہاتو  
بہت لوگوں کا مانی رہی کہ پچھتائی اصطیل شاہی کو  
خیال کیا تو گھوڑی عربی خانہ زاہدیت نظر آئی اور حسن

و شایستگی من بی بدل بمانی او و نامی امر که به آبا لکی  
 و نامی او تمام جام و چهره کی که به ریحی سواری سی بهر گشت  
 نهین بی اگر کیمه بی تو ثامن راه دار آور با پیوی درم دار  
 نه آسپ جالاک مثل کا تپیا وار و دکنی اندر بار واری  
 تو س امیر زاوه بر افسوس بی که جو سواری اسپ بی بده  
 نهین حقیقت من چکی با نهین لطف عنان نهین  
 سعادت او سکی بهر کاب نهین جسنی پوده باگ کا  
 عاتین نهین او شایا اوسنی نخل زندگی کا شمر نهین  
 کما یا حقیقت تو سن جالاک مطلق العنان هو نامی

والہ کہ اوصیت آسمان بھی اپنی زیران ہوتا ہی  
 بستی کم جہر آتوں فی اس پر جنازہ رواگی بھی ہی اور ہستی  
 تو سر پریشان بھی ہی آسم کو ابتدائی عمری کہو رہی  
 او شکار کا شوق بہت رہا ہی چنانچہ ایک فرس نامید بھی  
 اسکی حقیقت و سجاوٹ میں تالیف کیا ہی پھر رہی کھڑا  
 تو ایک مربع عجائب المخلوقات کا تھا یعنی ہر قسم کا جانور وہاں  
 دیکھنی میں آیا اور ایک گور خربہ ہی وہاں نظر آیا کہ مانند ایل  
 پھر تا تھا اور پند شیر و گویا رام کیا ہی کہ ہر ایک پتھر کی  
 رخیسی ہند ہوا ہی اور کئی ایک بی ریمان نور خیر و

پہر تہی اور سیکڑی طرف نظر غضب سی حملہ بڑا سانیکا  
 نمرتی تہی بعدہ ومانکی بعضی اشخاص عمدہ سی ہی اتفاق  
 ملاقات کا ہوا اور عوام کو یہی بخوبی دیکھا جو لوگ کہ لکھنؤ  
 و خاندانی شجاع الدولہ کی ہمراہ اور آصف الدولہ کی  
 زمانی میں شاہجہان آباد سی جا کی لکھنؤ میں رہی اور اولاد  
 و ذریعات کا سلیقہ اور گفتگو اور روزمرہ اور محاورہ بہت  
 اور دل پسندی اور جو لوگ کہ خاص قدم سی اسی ملک  
 رہی والی میں کہ حب کو قصبہ پانی اور ملکی وغیرہ کہتی ہیں  
 چہرہ کہ اونہیں صاحب علم و اہل علم ہی میں نگرانی بان

اکثر جو رہی سی شامل پابند ہی اور دماغی اہل و بار کی  
 دستار و قبا میں البتہ ایک حکمی ثقافت و شان  
 و کمینہ میں آئی کر کسب ریش تراشی کی کسین و حیات  
 و خلعت نہ پائی سو آئی اہل تسنن کی دامن بکوبین ہی  
 ایسی نصرت و دشمنی ہی کہ آونگی موندہ پر ایک سو کوہی سو  
 و خل نہیں ہی تعجب ہی کہ چہرہ نورانی ایچہ اطہار پر نو  
 ریش مبارک جلوہ گر ہو اور اہل مذہب اباسید کی  
 و حصار پاکیزہ چہرہ پاک پر ہی ہو الحمد للہ الذی رب العالمین  
 بالذوائب و الرجال بالاسی ریش تراشی مرد و کوہی سو

اور ذکر کو مشابہت اناث سی سہ اسر عصیان \*  
 قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لعن اللہ الشا بہین من الرجال  
 بالنسار والمتشابهات من النساء بالرجال محاورات  
 وگفتگوی مصحح لکھنؤ بہت وچپ شیریں ہی اور کلام بیان  
 نہایت مطبوع و خاطر نشین اور اکثر مصطلحات قدیم کو  
 تبدیل ہی کیا ہی اور بعض الفاظ کو متروک کر دیا ہی چنانچہ  
 بجای مرحوم و مغفور انجہانی بولتی ہیں اور مقام اشغال  
 و وفات پر سفید پوش کہتی ہیں یہمہ اپنی اپنی پسند کے  
 ذکر الہنو و دیگر الفاظ اول میں ثقاہت شرف و بیشتری

آورد و ہم میں آوازیں مستحکم اور حرمتِ مخاطب کمتر بالفعل  
 ہندوستان میں لکھنؤ صحت و آبادی میں اور اہل ہند  
 و کمال کی ہونی میں اپنا جواب نہیں کہتا اور اس میں  
 جس فضل و کمال کا انسان دیکھتا ہے اور جس فعل و  
 و اسفل کا آدمی تلاش کر رہا ہے سمجھتا ہے وہ انکی عظمت  
 عدمِ تفریق میں ہی ملے گی اور فزونِ زریرہ میں ہی مل  
 اور اکثر وعدہ خلافی اور خود غرضی میں متصف ہیں اور ظلم  
 و باطن کی کیساں نہونی میں تو معتبرِ اخلاق حسن  
 و انکی رہنمائی میں کلمہ و کلمہ اور تحریک و استغیاور زیادہ ہو کر رہے ہیں

مذہب اہل تشیع میں ہر شخص کو تو غسل رہتا ہی اس واسطے ہی کہ  
محرم کہیں نہیں ہوتا ہی اگرچہ لکھنؤ میں ہر طرف کی آدمی  
نظر آتی ہیں مگر مردم ایران اکثر وہاں رہتی ہیں آبادی لکھنؤ کا  
البتہ تیس کو سکا دورہ ہی مگر عرض میں کم اور محل میں زیادہ  
چنانچہ پندرہ سولہ کوس میں ایسا آباد و معمور ہی کہ مال انسان  
اوسکی انتہائی بیان میں معذور و مجبور اور مارکین کی کوٹھی  
بہ دلی کی تکیہ تک اوچھاوینی مستدیاون سی تا عالم  
اکثر عمارت خام اور کھجڑا دور دور و موخرین لکھتی ہیں کہ لکھنؤ  
صرف آباد ہیں داخل ہی اور اووہ ایک شہر بزرگ ہی موسوم ہے آباد



تختہ راجگان سورج بنس وارا الہ ریاست راجہ رام چندر

واقعہ ساحل دریائی گہا گہرہ محل میں اثبات لیس کوس

آواز اوتیس میں کوثر ضعیف آباد تھا شرقی اور کا صوبہ بہار

اور غربی قنوج شمالی کوہستان جنوبی مکن پور اور شہر سکائی

اس صوبہ کی سندھ پتر خیر آباد محمدی گہنہ باگراں پتر

جہان رجب سالار شہید پتر فیروز شاہ اور سالار مستور

آسودہ میں تبتھی لکھن میں کہہ گھنم اور پالی میان اور جاڑ

اور پالی پراشمن کہہ گھنم اور پالی خواہہ اور پالی سلا

محمود غزنوی کو شاہ پتر پتر پتر پتر پتر پتر پتر پتر

حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ کی پاس آئی تو آپ انہیں کے  
 روح [یا برکت کا حوالہ کیا کرتی تھی کہتی ہیں کہ امیر غازی  
 بن سپہ سالار امیر ساہو بن امیر عطاء اللہ علوی کی نسب کا  
 سلسلہ سائبہ امام محمد حنیف بن عتی مر تفضی کی پہنچا ہی مرآت  
 مرقوم ہی کہ باوجود حکومت و ملکاری کی ایسا مشغل باطنی سے  
 غافل نہ رہتی تھی اور علم تصوف و توحید میں کمال کہتی تھی  
 کتاب مرآت مسعودی میں لکھتی ہیں کہ والدہ شریفہ انکی غزنی سی  
 اجمیر میں تشریف لائیں تو عمر انکی چار سال تھی پنج حدیث  
 امیر ابراہیم کی واسطی تحصیل علم کی سمیر و کیا جب جوان ہوئی

تو سلطان محمد غزنوی کی سپہ سالار میں محمود دُور  
 و شاہزادگان ہوی پرستج و بی پر نامور ہوی تو بعد کوشش  
 چل بوزکی راجہ مہیال کو قتل کر کی سکر خطبہ بنام سلطان  
 محمود کی دہلی میں جاری کیا اور نہ راج میں بہت عجب  
 و مردانگی سی جہاد کیا آخر کو ۶۲۳ھ چار سو چوبیس میں  
 جام شہادت نوش فرمایا اخبار الاحباب میں بطوری  
 کہ اہل بصیرت متفق ہیں کہ بعد ان حضرت کی شہادت کے  
 جو ہندوستان میں شہید ہو تائی انہیں کی نسبت  
 میں نامور رہائی اور محالات صوبہ او وہ کی تحسینا لکھو سنا

قدیم میں قلم بند تھی اور کعتی میں کہ زمانِ پستانین  
 نواحِ اچھوچیا میں مردم خاک پیزی کرتی تھی تو قاضی  
 لکھتی تھی اور اسکی سمت مغرب میں قبر حضرت شعیب بن  
 ادریس علی نبینا علیہم السلام  
 مشہور کرتی ہیں مگر یہ بات کتب صحیحہ سے ثابت نہیں ہوتی  
 جب سلسلہ راجہ اچھواک سورج منشی کا راجہ مراد پشور  
 کو آوڑہ ایک مدت زیر حکومت طوائف الملوک  
 رہا تھا آخر کو پیش از وصول اہل اسلام قبضہ و تصرف  
 راجہ جی چند زالی قنوج خلف بھی چند بن مدن چند بن کوہند

بقصد او سکی ۹۰ بقصد و نود و بحری میں محمد شاہ بن فیروز شاہ  
 فی سکہ خطبہ اپنی نام نامی کا جو پور میں پڑھوایا اور وہ  
 تمام ملک اپنی حیضہ تسلط میں لایا اور سکی بعد سکندر <sup>نصر الدین</sup>  
 ۹۰ بقصد و نود و بخت میں بادشاہ ہوا پر ۹۰۴  
 بقصد و دہم مبارک شاہ فی سکہ اراپی کو رب  
 درخت بخشی پر ۹۰۰ اٹھ سو تین میں ابیر ہیم شاہ فی  
 تاج شاهی سہر پر کھنا بعد ۹۰۰۰ اٹھ سو تینا پس میں  
 محمد فی علم سلطنت ملکہ کیا بعد ازاں ۹۰۴۲ اٹھ سو  
 پانچہم میں محمد شاہ تخت سوری پر بیٹھا اور سکی بعد

۱۰۰ آئینہ ایکسی میں طبقہ خلجیہ سی لودینوں میں

منقل ہوئی تیرا اونکی اولاد تمیزین بابر کی ذات سی

قلم و ہند فتح ہوئی اور اوسکی بیٹی بھائیوں اور وہ بھی

سخہ کیا پیرا اونکی اولاد کی قبضہ میں بہت مدت

چنانچہ قاضی محمود دیوان لکھنوی عہد اکبرین بھائیوں

اکبری دروازہ اور سرای اکبری اور پل تختہ بنام بادشاہ

بنوایا جب لوہیت سلطنت ہندوستان فتح شد

۳۲ پہنچی تو اوسنی گیارہ سو پیش عربی میں

صدر بہ اودہ لوہاب ہریان الملک نسید سوار بھاگو عیا

آدھنی ایک بنا عمارت شہر کی کنارہ گھاگہ اردہ سی تھیں  
 فاصدہ پر شروع کی اور اس کا نام فیض آباد رکھا بعد وہ  
 پرمان الملک کی صوبہ اووہ گیارہ سو ایک سو تھیں  
 بنام منصور علی خان صدر جنگ کہ نواب ستونی سی تھیں  
 و خواہر زادگی رکھتا تھا فرار پا یا اور گیارہ سو  
 ایک سو تھیں پیشکا احمد شاہ خلف محمد شاہ سی منصب  
 وزارت حاصل کیا وہ پہلی تعمیر فیض آباد میں مصروف  
 و مساعی رہا تاریخ وفات نواب صدر جنگ یہی  
 تاریخ چوآن صدر عرصہ مردی زوار قنات حلت گزین

چنین سال تاریخ اوشدہ رسم کہ باوامیقیم بہشت برین  
بعد اوسکی شہ گیارہ ہوشترین نواب شجاع الدولہ کجا  
خلعت صوبہ داری سی سرفراز ہوا تو اوسنی تمام مکانات  
فیض آباد کو اختتام کو پہنچایا یہ تاریخ حدیث شجاع الدولہ  
تاریخ چون شجاع الدولہ شہادت از جہان عالمی  
در تہمت مغرور گشت بود سال فوت آن والا نژاد پیکر  
یکصد و ہشتاد و ہشت جب شہ گیارہ ہویا سی  
نواب آصف الدولہ بعد پارسند آرای صوبہ اودہ ہوا تو او  
اپنا دارالریاست لکھنؤ مقرر کیا او کبارہ گوشتی کی بہت عمارت



اور امام یارہ فریح البیان طیار کروایا اور ہمیشہ اپنی بود و بار  
وہن رکھتا تھا جب انہوں نے ۱۲۹۹ء بارہ سو بارہ ہین صلیت  
فرمائی تو کار پر ملازمن کی وزیر علیخان متبنی کو جانشین  
نواب مرحوم کیا وہ بعد چار مہینی کی اپنی حرکات ناشائستہ  
بہتوینہ سرکار دولت دار کہنی انگریز بہادر کی محروم ہوا  
اور یہین الدولہ نواب سعادت علیخان پر شجاع الدولہ کو  
بجای رئیس صوبہ اودہ کیا صاحبان عالیشان بی دربار  
بی اختیاری ہین النبی نصف ملک لکھنؤ لکھو الیہا تھا آخر  
بعد مختاری ریاست کی دینا پڑا کہتی ہین کہ ۱۲۹۹ء بارہ سو بارہ

انکو کسی شک حرام فی زہری کی مارتا تاریخ وفات سے پہلے  
 یہی تاریخ آہ شد گنج سعادت و زمین آورد و سوری  
 و ستر جهان بخت آمد۔ آورد سیری کہف الوز را  
 ملا و دوران۔ از عرصہ دہر ناگہان شد۔ شد کالبدش  
 بخاک بہان۔ خاک سیر جہان بیان شد۔ فریاد برآورد  
 گوئی تاریخ۔ فخر و زرا از بچان شد۔ آورد اہلیان  
 سرکار انگریزی فی انکی خلف الصدق ابو عیاض الدین کو  
 قائم مقام گرداناد بعد چند سال کی جب لاہور مارا کہیں  
 بہتے تکران اب گورنر جنرل بہادر کوٹہ اہمارہ سوتیرہ عیسوی

اتفاق و دره بند و ستمنا مکن بر او و انبوهی از گنجینه را در پی سی  
عند التصرف ملاقات سوال کرسی کا کیا بادشاه مشغول و صلاح  
بعضی کو آه اندیشان آور نظر ناموس علو خاندان کی بیه امید  
بخلات همه قدیم کی قبول نفرمایا آورید نه چنانکه بر گنجینه  
سکه پناش خاندان او که پی او پیش و در کار اس مشغول  
انسان کو افسه و رق آسمانی کر فی بی او که پی اسکی نایب  
پامال جهان شش ز رنج و راحت گیتی در جهان دل شرم  
که آئین جهان کا بی چنین گای چنان باشد جبکه  
خواپ منظر الیه کا به نقش مراد کرسی نشین نهوا تو بر آینه غبار دانی

آئینہ خاطر پر قرار واقعی قرار پکڑا اس صورت میں طرح نہ باز ملک کے  
واسطی ثابت شاہ بی زور کی ایسا منصوبہ کیا کہ نواب مدوح  
مہرہ رنج شکر طرف لکھنؤ کی بڑا کر خانہ وزیر کو ایک شاہی کتا  
یعنی <sup>۱۲۳۵</sup> بارہ سو پستیں میں نواب غازی الدین حید کو بادشاہ  
بنا دیا اور انہوں نے اپنا لقب شاہ زمین مقرر کیا۔  
انجا پہلے ہی سکندر و برہمہ وزیر از فضل رب ذو المن  
غازی الدین حیدر کا نسب شاہ زمین انکی زمانی میں لکھنؤ  
کمال رونق و ترقی پیدا کی تا کہ بعد ازاں ولید انعامیر نے اپنی  
تشیاری میں بدرجہ عایت و اسعادت و فیاضی و ہی

یہ تاریخ انکی فوت کی لکھی ہی تاریخ رحلت نمود کہ  
 زرباشہ زمیں \* نوشیروان خروہ پیکر چو نام یافت  
 تاریخ انتقال شد از پایہ نیاز \* رضوان بخت عطا  
 مقام یافت \* آورد دوسری تاریخ اس مصرعہ سی  
 نکلے ہی تاریخ ای باب آرزو کہ خاک شدہ بعد انکی  
 رحلت کی شہادت لکھواورد و وہ چہل من نصیر الدین  
 مقرب بہ سلیمان جاہ فی بجای پدرت نشین ہو کر سامان  
 و نشاط کو رونق نازہ اور جلوہ بی اندازہ بخشا یہ تاریخ  
 انکی جلوس کی ہی تاریخ ان سلیمان جاہ و اولیٰ تخت سلطنت

که جلوسش باغ امید جهان کل گل شکفت عاقل و  
 سلطان عاقل قابل بیدارخت و ز شکوه عیب عدلش  
 ظلم رفت و فتنه خفت پیش دست جو و العالیان و نور  
 نام عالم طی شده و برپوده خجالت بهفت و غوطه زود و برنج  
 نکرش شیر تارخ سعید و سینه عسی بسکک نغمه چوین  
 رخ برآورده ز برقع نوحه و من کز فکر زیب تاج تخت  
 تارخ جلوس او بگفت و سکه انجا به بهانه سکه زود و سیم  
 از فضل من مثل الهه زیب به بهانه نصیر الدین به بهانه  
 اگر چه انکی زمانه کو عهد به بهانه پدری کچه مناسبت نهایی

مگر ہر انکا وقت بھی محنت سے ہی تھا جب انہوں نے مسکن  
بارہ سو باون میں وفات فرمائی تو بادشاہ حکیم والد شاہ  
فی قریہ و نجات عرف مناجان کہ کہ خلف نصیر الدین حیدر  
شہریتا کو واقع میں او کی نطفہ سے تھا بخلاف ای صاحبان  
انگریز بہادر کی اریکہ آریکہ واسطی جو کہ مذکور ہوئی  
ہوئی وہ ظہر سن شمس ہی روز و نیم بصلاح و صلوات  
صاحبان عایشان کی محمد عیسا خیف نواسی و تعینان کو  
بعمر شصت سالگی کہ مرض شج میں پانسی سے مرگئے  
قائم کیا انکی تاریخ جلوس یہی تاریخ سال اجلاس باغ فتح

خداوند ملکہ کھنم آور یہ سکھتا۔۔۔ بخود و کرم سکھ و جہان  
محمد علی بادشاہ زمان پہلے بادشاہ اپنی ذات سی بہت عزیز  
اور محاسب تھا جو سلاطین سابق کی مصارف و سامان  
فضول ہی سب یکھنم موقوف کر دی تھی اور جو ابواب فیض  
و بخشش سوی خلایق پر مفتوح تھی تمام سد و دیوگی برباد  
رفا بہت خلق اللہ کو منزل مہونی لگا اور زمانہ نفس نکار  
صفحہ حال روزگاری و مہونی لگا قول اہل دانش کہ ہیں  
کہ کمال انسان منحصر ہی صفات چہارگانہ عفت و سخا  
و سخاوت و عدالت پر مگر اسکی حاصل مہونی میں نہ ہو سکتا



واد پر نوائی کی نہ حسب نسب بکا رتہ ہی نہ علم و فضل  
 باوجود کہ ہر شخص اسکی آؤ کویت پر معتر ہی اور قائل  
 مگر بعض الامم میں اکثر اس سی خالی ہیں اور غافل  
 غرض جب انہونی ہی جہان گزران سی عالم  
 جلدوان کو شدہ پیری میں نقل فرمائی  
 تو امجد علی شاہ انکی فرزند رشیدی کلاہ شاہی  
 اپنی سرپرستی اور قواعد و ضوابط پر چلے  
 بدستور چارہی گئی اور مادام محیات عینیت  
 ارادت مجتہدین میں صرف رہی سکے انکا ہونا

در جهان آموخته شایسته تائید آلاء ظل حق امر علی  
 شاه زمان عالم چاه آخر انوفی بی سده  
 میں غاصر طائی داعی اجل کو بلبل اجابت کہا تو  
 واجد عیشاہ ابن بادشاہ سابق الوصف سر پرست  
 اپنی قوم و متح قوم ہی زمین کیا آنہونی جملہ امور  
 و بہات سلطنت اعتماد علی نقی خان وزیر پرچہ  
 رکھی ہیں اور خود عیش و نشاط میں مشغول رہے  
 راقم فی انکو بوجہ حسن و یکھا بہت جوان حسین  
 خوش صورت ہیں اور جسم سی کمال با شوکت و حمت

دگر گونہ  
۵۵

حکایت کاٹل سی شین لباس جو ابرہین مزین لبیک سریت  
جس نبائی نئی شیر اور اوصاف خسروانی بن مسرا  
حکایت چہرہ آرایان شاہ حدیث سخن اور آئینہ داران  
ناظرہ اختیار کہیں حسن عارض تو اوج کو گلگونہ اس سحر  
اس طرح فروغ دیتی ہیں کہ سلطان محمود سیکنگین بہت  
کریم نظر تھا اور تب طلعت ایک روز آئینہ صورت اور  
صدق بیان کو اپنی مقابل رکھا تھا اور اس جمال نازیا  
اور بہت ناپسندیدہ کو دیکھتا تھا جب اپنی رشتہ ریزی  
نظر کرتا تھا اور سوای کہ بہت وقاحت کی کہہ نہ پاتا تھا

تو نہایت مول و آزرده اور کمال محزون و آبدیدہ ہوتا تھا  
 شعر و نگہ داشتن از صاف و روان مطلب و عیب پر سپید  
 از آئینہ عریان <sup>مطلب</sup> پر روشن خیران حقیقت آگاہ اور آئینہ دل  
 خرد و دستگاه فی دوستان صادق اور مخلصان عالم  
 بھی مثل آئینہ کی قرار دیا ہی اور انجیل بخش منجیل میں ہے  
 اسی محل پر المومن مرآت المومن فرمایا ہی یعنی محب اصلی  
 اور خیر خواہ حقیقی وہی ہی کہ بظہر شک اندیشی اور مقتضا  
 صواب کیشی کی مانند آئینہ کی اسکی عیب پر مطلع کرتا ہی اور  
 دوستوں کو وضع مذموم سی باز رکھتا ہی پست بہترین

انکس نگو خواہت کہ کوید فدان خار و راہت  
 سابق کی بادشاہ امیر اپنی ندما ہشتونو نکو تاکید کرتی تھی  
 کہ جو کردار نا صواب ہسی وقوع میں آوی یا کوئی جہت  
 نا ہوا صادر ہووی تو اس وقت ہکو اکاہ کر دیا  
 تاخیر میں ہماری نفس کو اس پر عداوت ہو جاوے اور ہرگز اسکا  
 موجب عداوت شخص ہر کہ کوید سخن است بود و نہ  
 دشمن است کہ عیب تو نہاں پیدا روید اور اب الیہ ناچار  
 کہ اگر کوئی شخص ایسی بات مو نہدی گا تو اس وقت  
 مجلس سے نکالا جاوے اور ہر بار میں لکھنؤ میں

اور عرصہ میں اس نصیحت کی اسکی حق میں نصیحت ہو  
 اور اگر افلاطون وقت ہو تو اسکو جنون سمی نسبت ہو  
 قول حکما لکھتی ہیں کہ دوست خالص اسکو جانا چاہی  
 کہ جو خاصیت دوا کی ساتھ مریض کی رہتا ہو کہ اول  
 اسکا رنج ہی اور آخر راحت اور دشمن غالب اسکو  
 سمجھا جائی کہ مثال بد پر میری کی واسطی بیماری کہتا  
 کہ انکار اسکا عدوت ہی اور انجام مرارت آدمی مطلب  
 جسکے وزیر عدیم النخیر فی سلطان کی ناصیہ حال سی آثار <sup>نکسا</sup>  
 تو قواعد بنید اور عظیم خدا وندی بجا لاکر سب اند و <sup>طبیعت</sup> غلط و <sup>کام</sup>

استفاد کیا بادشاه فی اپنی حسب حال یہ رباعی برہی  
 رباعی آیتہ خویش را بصل دادم و روشن کردم پیش  
 بہنایم و آیتہ غیب خویش چند ان دیدم و کر عیب  
 و گزینا دیدم و آواز کہا کہ ای وزیر مشہور کرتی ہیں کہ  
 بادشاہ کی دیکھنی سی نور بصر زیادہ ہوتا ہی اور نوری  
 و زرق افزایش کرتا ہی مگر یقین ہی کہ جو شخص ہر شکل  
 منحوس و یکہتا ہوگا روشنی چشم سی مایوس اور زرق  
 منقسم سی محروم ہوتا ہوگا وزیر فی کہا کہ ای بادشاہ  
 شہر تیکہ مردم نہ نیکیا روی است و خوی نیکیا پانہ نیکیا

صورت تیری ہزار و نین سی ایک دیکھتا ہی اور سیرت تیری  
ایک جہان سرور کا رکھتا ہی چہرہ حسین بی خلق حسن  
محبوب چشم خلق نہیں ہوتا اور جمال ظاہر بندہ خوبی پاک  
دلہا ہی عالم میں قبولیت نہیں پاتا صبا حب الہیہ  
بی نور معنی مجہول اور ظلمتِ بلال با ضیاء سعادت مقبول  
حسن بادشاہ کا بخشش و سخاوت ہی اور خوشنودی  
حکام انصاف و عدالت صورت خوب باعث خوشنودی  
زمان اور سیرت نیک موجب القیاد جہان مضبوط  
توجہ کن کہ کنی جای خویش و دل سحر کن کہ دل نظر کہ حق است



تا در آن نظرافتی اگر از عرش دافنی مکنج چاه طست  
 هزار بار از آن به که از دلی بدافنی اگر تو سیرت پسندیده  
 اقدام کریگا تو بر این محبوب خاضع عام بودی و یکا و بر صفت  
 سخنهای دلپذیری سلطان که بهشت تشفی خاطر هوئی  
 آورده تصویر بی نظیر نهایت موثر هوئی که از شکوه پادشاه  
 اخلاف محمودی مستعدی تو عدل و دادین مشهور  
 و جلال اعیان جهاندار محمود شاه بزرگ و پادشاه  
 همین پیش درگ - چو کوک لب از شیر ماورائش  
 بکوهاره محمود کو تخت فولاد عرض بر امیر و غریب پادشاه

وزیر کیواسطی خصلت نیک مقدم و ضرورتی آور جو صورت  
وسیمت دونوں ہوں تو سبحان اللہ نوراً علی نور ہی  
جسکو جناب باری حسن صورتی عنایت کری تو اسکو  
بمرتبہ اولی لازم ہی کہ اوصاف معنوی میں بھی سعی  
کوشش رکھی احسن کجا احسن اللہ الیک شعر  
گروخی تو چون عارض نیکوی تو باشد عا شا کہ  
کلمہ ارغوی تو باشد مطلب اس خطایت سی بہہ ہا  
اگر بادشاہ او وہیں مطالبی صورت محبوبانہ کی سیرت  
شمانانہ ہی ہوئی تو او کی رعایا شکایت مند ہی انتظامی

اکثر لکهنو کی باشند و نسی یہ بات معلوم ہو لی کہ جو حرفہ الحالی  
و فارغ البالی اس شہر میں بیشتر تھے اب اسکی عشرت یہی  
نہیں رہی قطعہ حاصل نہ شود رضامی سلطان بہ تاخر  
بند کان بخوبی \* خواہی کہ خدای بر تو بخشد \* با خلق خدای  
کن بگویی \* لکهنو اب شہر سکران اور بلدہ بی پایان نہیں  
کہ اسکی کوچہ و بازار کو چند روز میں گمانی بی دیکھا جاوی  
یا اسکی حقیقت مابیت پر کما حقہ واقف ہووی گاتمنی  
ایک ہفتہ میں چھ درگشت اس شہر میں چہر کا ہو کا کرلیا  
اور جو مقام اس میں لائق دیکھنی کی تھی او کو بخوبی دیکھا عرض

اوس دیا رہا پٹھان را اور دود و خوس اشا رہی خست بنو کلی  
 تو مانند ارم کی چشم حسرت اوس بہت روح اتر کو دہتی ہے  
 اور اپنی دل شیفہ اور خاطر فریفہ کی زبان حال سی

اس شعر کو پڑھتی تھی شعر تو ان بہر تو آسان دواع جان  
 کردن و دلی و دواع تو آسان نمیتوان کردن آخر کو  
 ناصح عقل مصلحت شناس فی مات پکر کر رہائی کی اور اس شعر کے  
 مضمون سی آکا ہی بخشی شعر بحر جمن کہ رسیدی گلن بچمن برو  
 پیامی گل منشین القدر کہ خالی شوی یہہ تصویر واحد علیہ  
 سلطان اودہ آور علی نقی خان اونکی وزیر کی ہی

شیرین و ابرو غنیمت بادشاه ۱۱۱۰ هـ



سید علی نقی خان نائب کلنو



تاریخ دوازہ ہجرت ریح الاخر کو دہائی کچ کر کے

نواب کچ مین ویرہ کیا دہائی ہر سہائی چھوڑ دیا

اگر کی کانپور میں مقام ہوا بعد ایک روز کی چوٹی پون

شمل کی آمد دوسری روز پون اور تیسری دن

میران کی سر کو خیمہ گا کیا دہائی کو گشتی معلوم ہوا کہ اسکا

سرای محمد آباد کبیر ہی اور عرف بانی سر کا میران شہر تھا

اس سبب سے اسکو میران کی سر کہتی ہیں اور انکی تھیں

او کا رخصتہ عالی ہی موجود ہی اور یہ تاریخ شہر کا

مردم ہی تاریخ در دولت اور تک شہ عالمگیر تعمیر شد

ایں بقیہ قندوسی نظیر اندر ستم ہزار و تسعین و چہار  
 شہین محمد اکبر و ذکر شہر قنوج و مانسی بد قنوج کی

فاصلہ پر واقع ہے چونکہ یہ شہر بھی بد و شہورہ نہ ہو سکتا

قابل مشاہدہ کی تھا اس واسطی اور کو بھی بعد نماز ظہر کی جا

حقیقت میں ایک شہر عدا رہی کہ جسکا انتہائی پخت

ناید کناری لگ گھین آباد اور گھین ویرانہ ہی اور کسی طرف

سموئی اور کسی جانب خرابہ ہی باوجود ویرانی کی

اب بھی آٹھ نہ کوں میں بستہ ہی اور اسکی ابتری ہے

اثر بزرگی پرستہ ہی وہاں کی باشندہ رستی معلوم ہوا



کہ یہ شہر بہت قدیم ہی اور تختگاہِ راجپوتانہ میں سے ہے  
 بسببِ شیبِ قراڑ و مانہ ناچار اور پت و چند گرو میں  
 روزگار کی شکستہ و سہم ہو گیا ہی کہتی تھی کہ ساہی میں  
 اسکا ایک دروازہ شیر راج پور میں کہ قسوج سی اور باہر  
 اور دوسرا دروازہ قسوج سی دہلی کو جس کہ خلیج میں آتا ہے  
 اس جانب سی معلوم ہوا کہ ایشیا میس کو جس میں بہت شہر آباد  
 کتبِ تاریخ میں مرقوم ہے کہ اول اسکا نام  
 گنجان گنج تھا یعنی دختر کوڑہ پت گنجان زبان ہندی میں  
 دختر نامتہ کہ کہتی ہیں اور گنج کوڑہ پت کہ چونکہ ابتدا میں

یہ شہر برصورتی تھا اور خزانِ براہمہ اس میں بہت سی  
 و خوبصورت ہوئی تھیں ایک روز عنصر بادینی ہوا  
 متاثر ہو کر شہر قلعہ میں وارد ہوئی جب کہ نظر اوسکی  
 و خزانِ براہمہ پر پڑی تو اوسکی حسن و جمال کو دیکھ کر  
 اسی چاہا کہ ایک کو ان میں سے اپنی نکاح میں لے وی  
 بعد دریا ہوئی اوس قوم اشرف کی اوس ارادہ کو  
 فتح کیا اور عالم مایوسی میں ایک دعا پڑی کہ اگر خدا چاہے  
 تو یہ کنیاں کنج ہو جائیں گی اتفاقاً اس دعا کی دعا  
 مستجاب ہو گئی تمام خزانِ برہمنان کو زہر پست ہو گئے جسے

اوس شہر کا نام کنیاں کج مشہور ہوا اور اکثر کو کثر ہوا  
 تو کبھی لگا کہتی ہیں کہ یہ شہر قدیم سی بڑی بڑی راجا  
 عظیم الشان کا دار السلطنت رہا چنانچہ تواریخ ہندوستان  
 لکھتی ہیں کہ راجا کانہدوستان ہمیشہ سلطانین ایران کے  
 سلیع و منقاد رہی اور اکثر زروچوہا اور مخالف و موافق  
 اور اگر کبھی جلاوت و تہوری سی نافرمانی بھی کرتی تھی  
 تو عند الحاربات مغلوب ہوتی تھی سام بن نریان  
 عہد فریدون میں واسطی شہر ہندوستان کی آیا  
 اوس زمانہ میں بہاراج بن کشن نامی ہندوستان تھا

اوستی بہت ساز و جواہر و فیض و اسپیشش کر کی  
 شاہ ایران سی صبح کو مصلحت جاننا بعد ہلالج کی کشور  
 اوسکا پیٹا تخت نشین ہوا اور اوستی تا سرحد سہنگند  
 مسٹر کیا اور پھر سام بن نریکان با جزوہ نہ چہر اوسکی کو  
 بعد اوستی مال حبس مسند آرا ہوا اوستی مالوہ او کو الیا  
 و سیا نہ فتح کیا اور علم موسیقی کو اوستی فی شہر ندوی  
 اور کلانو تو نگہ دکن سی بلو اکر کو الیا میں آبار کب  
 اوستی بھی موافق اپنی ابائی کرام کی منوچہری راہ و رسم  
 و اخلاص کو چاری رکھا بعد اوسکی فیروز راہی بن کشورای

بجای پدر جانشین ہوا اسکی زمانی میں سام فرما ہو گیا  
 اور سلطنت سر جوہر میں ضعف آ گیا اور اور اسباب شاہ  
 توران کی شکست ایران پر آستیا پاپا تو فیروز راہی  
 حقوق رعایت سدھن ایران کو طاق نیسا پر ہیکر  
 ملک پنجاب پر کہ زیر تخت آتا لیکن ایران ہاں منصرف  
 اور جانشین کو اپنا دار الملک قرار دیا جسکیہاں پیدوان  
 ہستم و ستمان تاج بخش کشور کشا ہوا تو عہدہ کیسیا وین  
 عزم بندہ ہستان کر کی فیروز راہی کو شکست فاش  
 اور اسکو آوارہ دشت ادبار کر دیا وہ آخر کو چوکنہ میں

جاکر مرگیا قطعہ نروست چہان کہ بردنش با ختن  
 نرادی آن بقتش کم با ختن است و شیا بمسال کعبین  
 نروست و برداشتش برای انداختن است پیرک

پنجاب و ملتان شیوراج نامی کو کہ او سکھ راجہ  
 سوچ ہی کہتی مین سپرد کرو یا او خود ایران کو خرو  
 شیوراج اپنی زور و شجاعت و دلیری کی سی کام  
 شنگارہ روکن پر فالض ہو کیا آوسنی بلکہ قنوج کو آباد کیا  
 اور رونی بخشی اور او سکھ اپنا دارالسلطنت مقرر کیا  
 چنانچہ او سکھ زمامی مین نوبت معموری قنوج کی کہ کہیں

پہنچی تھی اوسکی بعد راجہ رست کا صروامی قنوج ہوا اور  
 قلعہ رہتاس اوسنی بنا کیا پھر مہاراج نامی قوم کچھواسنے  
 خروج کر کے قنوج پہنچا نصرف کر لیا اوسکی بعد کھنڈ راج  
 خواہر زاوہ مہاراج مسند فرما کر وائی پرستیا اوسکی پڑائی  
 رستم فوت ہو گیا اور دعدہ ایران کا اہل ہند کی دستگیر  
 کہند راج فی تمام پنجاب پر نصرف کر کے قلعہ جیسو کو طیار  
 جب اوسکا بی جھار عمر سنہدم ہوا تو شب چند سالہ  
 کہند راج کا حکم دیا ہوا اوسنی بہت ظلم و جور اختیار کیا  
 اور ہندوستان کو ویران کر دیا آخر اوسکا بی شہر لکھنؤ

لشکر اجل سی هزار ہو اتوار چہ و ملو بر اور سپہ سالار کو بر سلطنت  
 قائم ہو اتوار دہلی کو اوسنی آباد کیا پھر راجہ نورنی کہ راجگان  
 کو دیکھا یوں سی تھا اوسکو قتل کیا اتوار تمام ہندوستان پر فتح ہو گیا  
 اسکی عصر میں سکندر بن فیلقوس فی عزم ہندوستان کیا  
 اول کید ہندی فی سکندر کو پیشکش ہائی لو اور مع اپنی دختر  
 نیک اختر کی بھیجی اور بادشاہ سی صبح اور ملاقات کی تبتہ  
 سکندر طرف فتوح کی آیا نورنی ساتھ ہزار سوار اور ایک ہزار  
 جنگی سی فوج سکندر کا مقابلہ کیا چند روز لڑائی رہی نہ ہئی  
 شکست کھائی نہ اوسنی فتح پائی آخر کو دونو بادشاہوں کی



ذات خاص ہی محاربہ کی تھی تو اول فوزی فوراً شہر  
مانند برق کی فرق بکست در سر چہوڑی آؤسنی خانی دہلی  
یو این تیغ اصدھما شال بلای آسمانی کی اس طرح اور بھی  
بی تدارک لگائی کہ سہری تاکر و و پیکر کر کی زین اس پستی  
زمین کی خبر لائی ملک طرف ہی صدارت کو س تہیت تا  
اور دوسری جانب ہی فریاد ناقوس حسرت تا گہوش ملک  
پہرند میں طوائف الملک ہو گیا زمانہ راجہ بہوج میں  
والی فتوح راجہ پاسد یو ہوا آؤسنی نکالہ سوریا پہی  
اپنی تصرف میں کیا آؤسکی عہد میں بہرام گور بہ تبدیل لباس

ایران سی تنہا سیر بندوستان کو آیا آہو وقت میں  
 ایک فیل سٹ فواج تنوچ میں وارستہ پرتا تھا اچلوں کو  
 ایڑا اپنی تاتا اور کوئی اوس سیر غالب نہ آسکتا تھا  
 بہرام فی تنہا اپنی زور بازوی خولا دشمن آور دست  
 ایک ضرب گرز اچل کھیل میں اوس فیل کو ہدیہ کو خوار  
 و ذلیل کر دیا اور اوسکی خرطوم کو اپنی تبتہ رست سی  
 زیر النوبہ کر دیا و اتنو کو مثال شب نازک کی اکہیر لیا  
 آہو وقت صدای انہیں ہر گوشہ زمین سی تاکرہ چمچ برین  
 اور لب گور ستم و اسفند یار سی بھی دوازا لامان نکالی

اور ایک صاحب ملک اوس راجہ کی بیج خواہ تھا  
 اوس پر بیہرام کو رنج کشتی کر کی فتحیاب ہوا آجید  
 بہرام کی شجاعت و تہوری و پیکہ کی نہایت خوشنود  
 اور اپنی بیٹی کا اوس سے نکاح کر دیا جب معلوم ہوا  
 کہ یہ شاہ ایران ہی تھا اوسکو بہت ہراس پیدا ہوا بہرام  
 بس دلو کی تشنگی کی اور بہرام ان مخالف نقایس  
 ہندوستان سے ایران کو مراجعت فرمائی بعد ازاں  
 ورازی راجہ مالک دلو و دابی سے خروج کر کی قنوج پر تشریف  
 لے آوئی اسکی آبادی من اسقدر سی کی کہ نقطہ تیس ہزار خانہ

ملائکے نغمہ سرا اور شاہد ہزار گہ سازندہ نامی خوشنوا کے  
 اور رئیس ہزار و کافین تنویر یونکی اوس شہرین تہین  
 اسی کی موافق اور محمودی ہر قیاس کرنا چاہی کھتی ہین  
 پہرہ راجہ ہر صاحب عزم و جلیل القدر تھا اور جسارت  
 و پرواہی ہین بی ہمتا اوسنی قنوج میں بہت مکان محل بنائے  
 اور اوسین لطف و عیش اور تہائی آخر وہ بھی سیل فنا  
 اپنی بنیاد ہستی کو نہ تہام سکا اور دیوار بحر کو زلزلہ  
 نہ بچا سکا **عج** آن شاہ کہ خویش را ہا کو میگفت : در کبر  
 و منی سخن یابرو میگفت : بر کسرہ سر امی او خاختہ

امر و زشتی کو کو می گفت : اور لواح قنوج میں مزار  
 بزرگان کی بہت ہیں چنانچہ تربت مولوی عبدالحمید  
 اور مزار حضرت شیخ گبیر کا اور قیر بابا حاجی رشیدی کی ہیں  
 یہ بزرگ بڑی دینی کامل تہی و پاک تھے ہر شے دینی  
 دریافت ہوا کہ انکی کشت و کراست سے یہ انکی ہزاروں  
 سہان ہوئی مشہور ہے کہ ایک روز سواسن زنا رشتہ  
 بیچ اسلام ہوئی اور ایک مقبرہ وہاں اور ہی اور وہ  
 ایک کنبد عالی تربت ہی اور چار مینار چار کھنڈ  
 کھڑی ہیں اور انکی اندر چار قبریں ہیں انکی تاریخ اس طرح

در یافتن هوئی تاریخ این کسب بدیع که از جرح بر سر است  
وین طاقی نظیر که بازیب زیور است گشته و  
بعید بیا یون حسین شاه و کاندوزمانه ذات جلیس مظهر  
ترتیب که ده شاه بڑی خان فتح خان و کر فضل و جی  
اور اسخر سنت و شتاد و یک و شتاد از حیرت و  
تاریخ و سال گشت زما و پیمبر است و پادشاه سال حیات  
و ملک و کام و کین ملک و دوام و دانش و مقرر است  
بانی طاق سید راجوی بن جمال و کافاق از جاس  
خوشتر منور است و کاتب حروف عالم مسکین که او

امیدوار حضرت از حضرت اکبر است \* آورده و از بیرون بیرون  
مرقوم بی تاریخ این روضه اطهر و منور \* ثابت لقب  
جلال حیدر \* تعمیر شد بر بی چون بود \* بشاد و یکی شمس  
کز از زمین شکسته \* تعمیر و کاشیده \* عیان  
یکی ز اولاد \* خلف صدق است و اهل سجاد \* صد  
دین و پیکر است \* از حجر رسول نامدار است \* او کی پای  
ایک قبر او بی بی تاریخ او کی بسبب کهنگی و فرمودگی  
چربی نگینی \* گروانگی ساکنونسی معلوم \* او که چه بزرگ  
اولاد و خودم \* جهان بیان جهان گشت می تھی \* علم

سید شریف مخدوم کا ساتھ سید جعفر مرتضیٰ  
بن امام علی نقی علیہ السلام کی منتہی ہوتا ہی اور لقب شریف  
آپ کا سید جمال حسین بخاری شہوری انکی جد بزرگوار  
بخاری سی طمانین تشریف لای اور شیخ بہار الدین  
ذکر یاسی ازوت و خلافت حاصل کی اور وہ انسی  
رخصت ہو کر خطہ اوجہ میں سکونت اختیار کر کے اور وہاں  
مستأمل ہو کر تو آپ کی بن فرزند سعادت مند و چوہین لیا  
سید احمد کبیر اور سید بہار الدین اور سید محمد سید احمد کبیر  
سنی و فرزند رشید سید اموی سید الدین



مشہور شیخ راجو قتال اور مخدوم جہانیاں انتہائی اپنی  
 بزرگوار سی بیعت کر کے جہان نور دی اختیار کیا کتاب  
 گلزار ابرار میں مرقوم ہے کہ آپ شیخ رکن الدین ابوالفتح قریشی  
 کی بی بی مرید ہوئی اور خلافت حضرت نصیر الدین جبرائیل  
 سی حاصل کی اور فیض صحبت امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ کا  
 ہو گیا اور سات حج بیت اللہ کی اور ان کی کتاب خزانہ جلالت  
 ان کی مخطوطات سے مشہور ہے ولادت مخدوم کی شب پانچویں  
 شعبان ۱۰۰۰ھ سات سو سات ہجری اور وفات ۱۰۸۵ھ  
 ذی الحجہ ۱۰۸۵ھ سات سو پچاسی آخر سلطنت فیروز شاہ

خوارق الاولیاء میں لکھا ہی کہ جہن ملک الموت قبضہ و حکو  
 اپنی پاس آئی تو روز عید قربان تھا آپ فی فرمایا  
 کہ اس وقت توقف کرو تاکہ صبح عید سیری فرزندوں کو  
 شام ماتم سی بعدل نبوی قابض روح واپس ہر گئی  
 جب کہ لوگ اتمام عید سی فارغ ہوئی تو تیسری پہر کو  
 آپ فی انتقال فرمایا اصل قبر شریف مخدوم کی اردچھٹا  
 صوبہ ملتان میں ہی اور مزار حضرت شیخ کبیر بالا پیر  
 شیخ قاسم قادری بھی زیارت کی عمارت اوس روضہ کے  
 کنارہ دریائی کالی فی پرست علیہ السلام کی زیارت کے

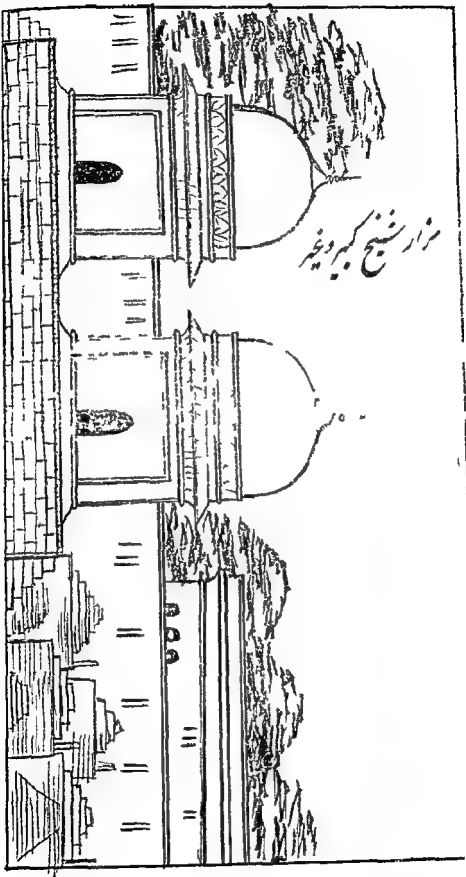
تعبیر کی ہی اور اندر اوس روضہ کی چار مہرین میں ایک  
شاہ قادر خف شیخ کبیر کی کہ بیچ سنہ یکہزار پنجاہ و دو  
رحلت فرمائی اور دو مہرین برابر اداگان شیخ معصوم  
اور ایک شیخ مہدی پسر دویم شیخ مرحوم کی اور وفات  
شیخ کبیر کی بیچ سنہ ۱۰۵۴ یکہزار چوٹکی ہوئی آویں مہرین دروازہ کے  
پہر عبارت مسطورہ، خانہ اول میں گنبد عالی و زمان  
نواب علی القاب بہادر خان ابن وریا خان انشان عمر پندرہ  
واو زنی عمارت پذیرفت خانہ دویم میں گنبد عالی  
در سنہ ۱۰۵۴ ہزار پنجاہ و ہفت ہجری در عہد سلطنت ابوالمظفر

شهاب الدین محمد صاحبقران ثانی شایه جهان بادشاه  
 غازی خلد المملک و سلطانه تعمیر پذیر شد خانه سوم  
 نظم شده زیحری سال هزار و پنجم و چار و دوشنبه  
 ده و دویله و از مه رمضان که پیر کامل و قطب انجمن کبیر  
 سپهر علم و عمل بحر و انس و عرفان گفت داعی حق را  
 اجابت بیک روانه کرد روان را بر صوفیه و صوفیان  
 خانه چهارم نظم و تصفی و تحش شیخ کبیر و حقیقت بود  
 بهشت برین یافت توفیق عین عمارت خوش شیخ  
 سپهر صدق و یقین است و لفظ لغز نام تحش

در این  
محل

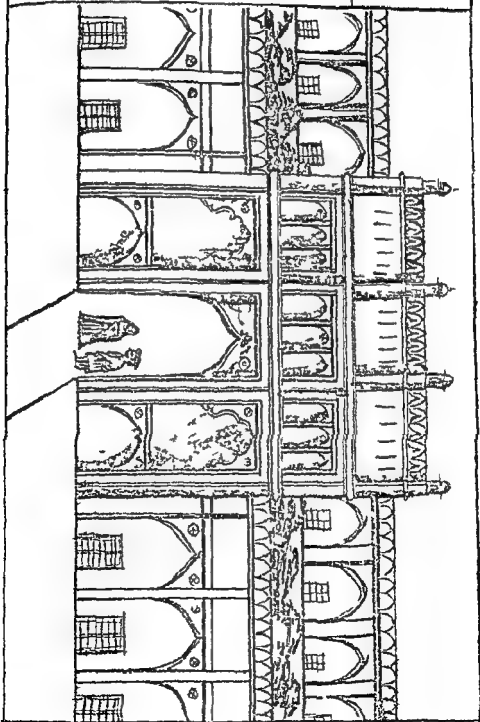
بیکمان الف سیمین و الف سیمین  
چو رفت از عالم کریم کرد و چید اهل الله سال تاریخ  
از خروجه سیم گفت بجز زمان قادر شاه و او گشتند  
مرقد شیخ مهدی پیریه تاریخ لکلی هی تاریخ هزار بود  
و یقیناً و یقیناً از حیرت گذشت شانزدهم روز از محرم  
شب دوشنبه و هنگام صبح دم بوده که آن محسن  
سپه و جان کریم نقش بر مقبره حضرات موصوفین کا  
به بهی

مزار شیخ کبر و غیر



اور ایک مسجد سنگھار سے راجا رنگ کی تعمیر شیخ مہدی ابن شیخ بکر  
 کی نزدیک مزار کی قائم ہے اور یہاں سپر مرقوم ہی کا راج  
 شیخ مہدی کہ پو پیر جواد و سات مسیح خجستہ بنیاد رکھا ہے  
 عدد بنیادش \* درخروف خجستہ میکن یاد \* اور تو سکی  
 باہر کی دروازہ پو پیر تاریخ لکھی ہے بسم اللہ الرحمن  
 الرحیم اور مہدی پیر زمان \* شد بہ ترتیب حسن  
 باب الجمان \* سال تاریخ از حرج بسم بکفت \* و او خلوا  
 حصاً حصیاً بالامان \* اور شہر قنوج میں جو زبان زمانہ  
 اور لاف و پتنگ پوسٹ چہا پر خام کی بہت زمین و خوشما

اور خطر بنی میں اور شب کو فتوح سی مراجعت کر کی سیر بھی  
سرایین مقام کیا یہ نقشہ سیران کی ہر اکائی





ذکر فرخ آباد  
۹۱

صبح کو وہ نئی کوچ کر کے گریہاں گنجین پٹری آوردائی  
محمد آباد میں آئی۔ ذکر فرخ آباد۔ روز دوم

فرخ آباد میں داخل ہوئی اور چار دیواری انگریزی میں دیر گئی  
وہاں سبب کی فوج کی آبادی ناقص ہی اکثر بنگالی تھی  
سرحدی ستر کی خالی پٹری میں گرچہ دکانیں اور دکانیں  
بہت تھیں مگر اسباب تجارت سب طرح کی حاضر نہ

تھیں۔ چنانچہ پٹری صاحب کی دکان میں ہر قسم کی اشیاء  
دکانیں اکثر جو چیزیں پسند خاطر ہوئیں وہاں خرید لیں  
اور انکی دکان میں شیشہ پیر کی چوبلی ایک چوبلی شامیانہ

کو کہیں چھو لدا رہا ہن منہ سے ابھی اکثر طیار پاتی ہن  
 اور قناتیں شطرنجیان چاند نیان چارین والیں تکی  
 پردی چمنیں ہر طرف اوس و کان سی جاتی ہن بہر کوئی  
 راجہ دلپ سنگھ خفہ بہا راجہ رنجیت سنگھ کی لپٹا  
 گنگا کی کھوپڑی کوئی ہی رختہ و فضا میں دم از بہت  
 ماری ہی تاوار اسکی اسباب شیشہ آلات سی چشم  
 سراج و باج مشکات زجاج فلک کو چھپکا ہی گزرا جہ ہوش  
 اوس زمانہ میں وہاں تشریف بہن رہتی تھی واسطی  
 طبع کی طرف کوہ شہ کی رونق افروز ہوئی تھی اگرچہ بہن لپٹی

اور ایک ڈاکٹر صاحب سرکار کی طرف سے راجہ موصوف  
کی محافظت میں رہتی ہیں اور راجہ صاحب کے ہر مرضی  
خاطر داری و دلجوئی کرتی ہیں اور انکی کوٹھی راجہ صاحب کی  
کوٹھی سے متصل ہی اور خوش ضعی و عمدگی میں بنی ہوئی ہے  
سی و کوس کی مفاصلہ پر شہر سرخ آباد بستی ہے اگرچہ  
شہر چھوٹا ہی مگر اوس میں نقشہ شہریت کا پایا جاتا ہے  
وہ انکی خلقت کی وضع و قطع سے ایک بوی شرافت آتی ہے  
اور جس شہر کی طلب و احتیاج ہو ہمیں آجاتی ہے بازار  
اور سرکین بہت وسیع و پاکیزہ تجارت اور دکانیں سب بچت

ذکر فرخ آباد

N 90

دہسندیدہ و کائنات ہر طرف کی مال و سیلاب لاپتی و ہندوستانی  
سی مال مال سو ڈاکر و بقال ہر طرف اسودہ خوشحال کھٹکے سی  
سامان تجارت اوس شہر میں بہت اتا ہی اور اکثر لاہ و قصبات

قرب جوار میں پانچ وغیرہ مین سی جات ہی و مانگی مسی و برنجی

ہر تن طرف طلا و نقرہ ہر فوق رکھتی ہیں اور وہاں کی جستی

انجورون اور حقونسی خاص عام شوق رکھتی ہیں صنایع ہی

ہریشہ کی یہاں بہسم پہنچتی ہیں مگر فردین رضایونگی اور اہری

بالا پوشکی خوب چھٹی ہیں آریاب طرف ہی فرخ آباد میں اکثر ہیں

بعضی صورت و سیرت میں بھی نامور ہیں بہر حال بہر شہر پہنچے

بیت دوست انگیزی اور خلقت یابی و لاویز کاهن  
 ایچہ شراوب محمد یار انگش کار امرای نرویزین  
 عشق خیک و منسوب دل ازار ای سحر خوار  
 بنام بادشاہ بنا کیا ہوا ہی جیکر ستہ امیر ایکو چین  
 محمد خان زرتہ موافقت او سکا قائم خان مخاطب ہوا  
 او سکا قائم مقام ہوا و بیچ سسندہ گیارہ ہجرتہ کی جگہ افغان  
 مقتول ہوا پتہ او سکی نہ حرج آید پر صفد رنگ  
 مندرین ہر گز ایسے نہ ہوئی نہ کی احمد خان  
 برار قائم کار جمست فرج ہر پنجہ کار کار ہوا

زار فرخ آباد  
۹۷

آمرانول رامی نامی سب لو اب جھدر جھک مار کی ملک

سور دینی شہر قابض ہو گیا اور پائیس برس فرخ آباد میں

مخبری ریاست کرتا رہا یہ تاریخ اوسکی وفات کی ہی

تاریخ مستند کہ یہ خلائی بنالہ واقعان ملاک

آگست از وفات احمد خان بعد اوسکی منظر جنگیں احمد خان  
۱۱ ۹۱

رہیں ہوا اوسکی بعد خف اوسکا ناصر جنگ صدر نشین

انہونی بالوص ملک کی سترہ ہزار پانچ سو روپیہ سرکار

کپٹی سی ہوا یہی قرار دالی ہو اکی شوکت جنگ تاشک

سنہ نشین ہوئی اوسکی بعد خست جنگ خف شوکت جنگ

رئیس فرخ آباد رہی بعد اونکی وفات کی بالفعل تحصیل حنیف  
 بن ماحر حبیب ابن مظفر حبیب ریاست کرتی ہیں اور  
 اوسے نقد میں عیس و عشرت کرتی ہیں اور فوج و سپاہ  
 کچھ غرض نہیں کہتی ہیں مگر قاعدہ امارت و ریاست  
 برہم قدم اٹھک اونکی دربارین جاری و ساری ہی  
 قطع فرخ آباد کا بسبب کہنگی کی اکثر جاسی شکستہ ہیں  
 اوسکی متصل ایک باغ ثواب باون ہزار پکا ایسا آ رہا ہے  
 کہ کشتہ باغ بہشت سی جلالت کرتا ہی بکشتہ مال مہوہ دارا  
 نو نگران اہل کرم کی ہزار دست شاخہا می پر غری ہر پاشہ

او گلستان نصارت اگر مثال عدنی نشان خضر قدم کی  
 با صد زبان و رقبای رنگارنگی بهمن محمد و سنان  
 پهل بر طرکی او بین شکفته بین درخت هر قسم ترو تارین  
 پست نهال او که مرورید پارت گلستان ارم را  
 یادگار است عرض به باغ بهی و دیدنی ای او تعریف  
 او کی شنیدنی او پیر پیوندی فرخ آبادین ایبا شین  
 و خوش و ایچته بهای که او کی تعریف سنی سی بهی شیک  
 موهن بین پانی بهر آثای ترمای تراوسیک غمین سوکری  
 چو زانگی ای او سیک کابل او سیک شکری لال بهار تهای



القصہ بعد دو روز کی فرخ آباد سی تاریخ بست و سوم کو  
 کوچ کیا تو محظوظ خاطر سیاحت پسند آورم ضمیر تماشای  
 ایسا تھا کہ پھانسی بریلی رامپور کو غنیمت کہجی اور زیارت  
 اوطان اسلاف سی مشرف ہو جی لیکن ان غار حرات  
 ہستان سدا راہ ہوئی اور تمازت آفتاب مانع الی اگر  
 حسرت دل میں رہی مگر حفاظت جان بھی فرض میں ہی  
 اس واسطی فرخ آباد سی محمد آباد میں ناگزیر نزل کی اس سہین  
 چار کوس سرگ کچی آئی بعد اسکی ہر چختہ پالی نسبت  
 اس جانب میں افراط پانعات اپنے کم نظر آئی لگی اور چہرہ

ذکر فتح آباد  
۵۱

ہمسخت ہو کر جانی لگی کہتی بادشاہ ملک شرمی  
گلی ملکی آنسو و نسی ہو نہ وہ پہلا پی تہی اور کہی ہم چلا  
سمت غریب ہنس مسک اشاروسی جلد بلاتی تہی آخر وہا  
روز دوم بلا توقف ہو گا تو پہنچی وہاں سحر افقت  
احبابی مخصوص ڈاک مین سوار ہو کر شاہجہاں آباد  
انگی دم لیا اور سافت شش روزہ کو ایک شہار و زمین  
طی کیا

ذکر واپسی شاہجہاں آباد

شاہجہان آباد میں زیر قلعہ مبارک کو پٹی برادر صاحب  
محمد خان علیخان میں فروکش ہوئی وہ مکان اپنا تھا  
گویا خانہ بی تکلف میں آن اوتری دوسری رواروں  
شہر کی سیر کیو اسطی ہوا رہوئی تو ایک شاہی سی نہ  
مغرب تائبہ دروازہ لاہوری شہر پناہ کی ایک بازاری بقدر  
طول یکسروہ اوس بازار کی رونق و فضا کو دیکھ کر بازار کا  
مصور خوبی دسی محو ہو گیا اور اسکی روشنی و دلکشی کی کو  
معاینہ کر کے خاص بازار لکھنؤ کا بھی خیال محبوبی خاطر سی ہو گیا  
اگرچہ اسودگی و آبادی میں اور عرض و طول میں اس شہر کو لکھنؤ سے کچھ

نسبت نہیں مگر چو الوار و برکاتِ آسمانی اس شہر پر نزول  
 کرئی ہیں کہیں نہ دیکھنی میں آئی اور جو شحاتِ مراحم رحمان  
 اس خطہ پاک پر برستی ہیں کسی جانی نظر آئی سر جان اوسکا  
 مطلع الوار سعادت ہی اور ہر مقام مصدرِ آثار کرامت  
 جس و کان گو دیکھا مخزنِ نفائس قدرت الہی ہی اور ہر  
 صنّاع کو خیال کیا منظرِ صنعت کبریائی عرض اوس بازار میں  
 و وسط و کانین چوئی گج کی کر سی دار بہت نور و روشن و خوش  
 اور او کی سقفِ پام پر بالائیک منبر کہ دو منبر کہ آہر چھپیں اوسکی  
 دو منبر کو نکو سنک ریزہ چو پیر می ایسا نختہ مصفا کیا ہی کہ او میں

مہذبہ اور عمارت کا چہرہ اوسین مثال آئینہ کی مکہائی و پتہ ای  
 ہر روز اوسپر پاستی ہوتی ہی اہل گذر کی روح تازی  
 ہوتی ہی اور باہین دونوں سرکونگی نہر جاری ہی اور کناروں پر  
 سردرختی ہی کہ اوسکی نسبت مجموعی جدول میں اسطور کتاب  
 کستان نظرائی ہی اوسی بازار میں دست راست کو  
 فاضی کی مسجد ہی مولوی محمد حیات صاحب دہلی ہتی  
 آب پھی طالب علم اوسین تحصیل علوم کرتی ہیں اوس ہی  
 اگی کمرہ و باغچہ مرزا فتح الملک بہادر خف بزرگ حضور والا  
 اور جو بی رام رتن مشہور ہی اور باہین طرف کوچہ پانی بیگم

ذکر و بی

اور جو بی تو اب محمد میر خان بہادر اور سرخان منشی خیل  
خان صاحب اور لو اب عبد الصمد خان اور بی بی کائنات  
طوائف اور جو بی منشی اموجان صاحب واقع ہی  
اور بازار سی جانب راست کو باغ و کوٹھی سکیم سرور  
تعمیری کہ شاہجہان آباد میں اوسکی عمارت ہی  
بی نظیری اور باغ ہی کمال پاکیزہ و لذت پرور و خوب  
سرگ سی خوبی دروازہ ہی اوس بازار میں ہی عمارت  
اور سرگ چٹہ ہی اوسکا راستہ بازار خاتم اور منجھ  
جاتا ہی اور اس بازار میں سراسر صراف اور ساموگا رہتا ہے

اگرچه اسل بازارین مسجدین بہت واقع ہین مگر ایک مسجد  
بہت بزرگ و سنگین ہی اوسکی تاریخ لکھی جاتی ہی  
تاریخ در زمان شہ خورشید سیر \* ظل حق ماہ زمین  
شاہ زمان \* ناصر الدین کہ محمد شاہ است \* تیج اکوٹنگن  
در دوران \* شرف الدولہ بنا فرمودہ \* مسجد و مدرسہ  
عالیشان \* این دو بیت الشرف علم و عمل \* سچو سچو  
فلک کردہ قرآن \* سال تاریخ بنا گفت خرد \* قبلہ حج  
ارادت کیشان \* اور سرک سی شمال رو ایک بازار تیرپولی  
کہلاتاہی کہ اوسکاراستہ کوریا پل اور کشمیری دروازہ کو کہلاتا

ذکر دی

اور محاذی تزلزلہ کی چوڑی کو تو ابی اور مسجد طلای نواب  
روشن الدولہ ہی بہہ تاریخ اوسپر کندہ ہی تاریخ  
بہر بادشاہ نفت کشور سلیمان فر محمد شاہ و اور بہ ہند  
شاہ بیگان قطب افغان شد این سہی نہایت جہان  
طاق خدا با نیت لیکہ از روی احسان بنام  
روشن الدولہ ظفر خان بہا بخش در حیرت تاشہارست  
ہزار و یکصد و سی چہارست و اوسی سمت کو دروازہ  
چہوٹی در یہ گاہی اوس بازارین و کانین ہزار و بی  
بکشت ہین زلفست سی گزی تاک و نان سچستی ہین



اور اوسے کوچہ میں بہت مکانات جو بریونگی اور حلیان  
 مہیا جوڑنگی نہایت تکلف و استحکام سے معمور ہیں  
 اور زیور و اسباب لکھہ مارو پی کی بابہ تجارت ہیں  
 اونکی پاس مہیا اور جوڑین پائراوسل کوچہ کی  
 شیش محل قدیم میرزا اشرف بیگ نور محمد حکیم کن الدہ  
 مشہور ہیں سیر بازار کی واسطی یہ بھی دونوں موقوفہ السورہ ہیں  
 اوسے سڑک پر ایک طرف جوہری بازار ہے اور دوسرے  
 جانب کناری بازار ہے اگی اوسکی چاندنی چوک شاپسٹون  
 کہ اوس میں صبح سے نصف شب رونق و آبادانی ہے =

گرد او سکی دکانین لداو کی کماچہ دار اور شان قطعہ این  
 نامدار شبہ این وہ قطعہ در پھی ماہ زمین کھداتہی  
 اور او سکی بیج کا حوض نقطہ مرکز دایرہ مقرر نظر آتا ہی عصر  
 وقت مجمع خلعت سی دکان ایک کیفیت ہوتی ہی  
 ہر قسم سودی والو کی دکان جمعیت ہوتی ہی ہر امیر  
 و غریب سوار و پیادہ بطریق تقن ہوا خوری کواوی  
 طرف سے نکلتا ہی دکان ہی ہر اقلیم و ولایت کا آدمی  
 دکھائی دیتا ہی اور بیل میں اوس چوک کی شمال رو  
 ایک سراو چوک بادشاہی ہی اور نہر ہی اوس میں کیفیت

و خوبی سی جاری ہی اگرچہ اوس باغین کہنگی لگی ہی مگر  
 از سبکی عمارت و سرور خنجر و ہی لطف و کھار ہی لگی چاند  
 چوک کی میوہ فروش و ترکاری والی بیٹھتی ہیں اوس میوہ  
 رنگین اور سبزی طراوت آئیں سی دید و دل کو تار کی خوشی  
 اوس ہی پیشتر دست چپ بازار رہتی ماران کے وہ بازار  
 طوالت میں بی بی پاپان ہی کہ خاندان حکیم شریف خان کا  
 وہیں سکونت رکھتا ہی یہ ضلع سندھ و مسلمانو نشی  
 دور تک بسنای اور دست راست کو ایک کوچہ ہی ادبی  
 نیل کا کٹر کہتی ہیں اوس میں کہتری لوگ بہت تھمران لے تھارت

رہتی ہیں اوس قوم کا حسن و جمال شہرہ آفاق ہی ہر تہا میں  
 اوس گروہ کی لطافت و نزاکت میں طاق ہی اوس ہی  
 بیشتر عورتیں بخوبی ہوانی شکر کی سرا زار ہی اور سب  
 زینت و خوشنمائی میں تمام شہر کی عمارت پر افتخار ہی  
 سامتی اور کی سجدہ سرخی بہت وسیع موسم بہار  
 تعمیر حرم شاہ جہان ہی اور اوس میں طالب علم رہتی ہیں  
 اور شب و روز میں قرآن ہی اوس ہی آگے بازار کھاتی  
 اور لاہوری دروازہ اس بازار میں ہی کمال آبادی اور  
 فی اندازہ ہی چھ سو بازار کا کہ یہ بیان ہوا اوس میں ہی اور

اور راستی مستحب ہو تی ہیں کہ اگر کو واحد کا بیان کیا جاوے  
تو کسی ہی نگار نامہ علیحدہ طیار ہو تی ہیں قطعہ کی بنی  
ایک خوش بہت طویل و عریض سرکار انگہ سری بنایا ہی  
اور او س میں واسطی فیض سانی کی نہر کو ڈالا ہی ہمیشہ لب  
رہتا ہی ایک جہان اوس سی آرام پاتا ہی اوسکی عرب  
بارہ دری قدم نواب اسد خان وزیر کی تھی اب او س میں  
عوام لوگ بستی میں انکو وزیر صائب تدبیر اور نیک  
عالمگیر کہتی ہیں اوسکی اگی بازار خاص ہی دکانیں اپنی  
اگرچہ چھبیس کی موجود ہیں مگر رونق خاص بازار لکھنؤ کی

انکی بالآخر مفتوح رہیں اور سبکی ہر امر بادشاہی شہنشاہ ہی اور سبکی  
 پاس قدیمی نحو و خانہ آور قلعہ کی نزدیک سمت جنوب کو  
 دوسری سہری مسجد نواب قدسیہ حکیم زوجہ احمد شاہ  
 بن محمد شاہ کی تعمیر کی بالآخر سبکی سبکی برج بادشاہی  
 اور سبکی صورت بدل دی ہی یہ تاریخ اور سبکی  
 تاریخ شکر حق و عرب احمد شاہ غازی بادشاہ  
 خلق پروردار اگر شان عالم را پناہ مسجد کی کردہ پناہ  
 نواب قدسی مرتبت : یاد و ایم فضل عام ان طوائف  
 سی نواب بہا و صاحب لطف و کرم : ساخت تعمیر و

جاوید عالی و سنگاه چاه جوش صفای صحنش آبروی  
 زمرم است - هر که از آتش طهارت گردش پاک از گناه  
 سال تا بخش چه خورم یافت از الهام غیب مسجد  
 بیت مقدس مطلع نورالک - اورا ویست که مسجد  
 اکبر آباد می تمام سنگ سرخ کی حرم شاهجهان بادشاه  
 بنائی ہی اوسکی وحشت و رفعت سی اپنی عمت و عفت  
 دکھائی ہی اوسکی دروازہ بیرونی پر یہ عبارت  
 بخط نسخ ارقام فرمائی ہی عبارت این مسجد فیض نشا  
 و سرائی راحت جا و حمام لطافت آما و چوک و کث

که عباد و نگاه حق پرستان روزگار در روح افزا است و چون  
 اقطار و ترشکده آسمانیان و دار النفع زمینیان است  
 و بر عباد سعادت مهذب بادشاه کشف نام ساینده و الا پادشاه  
 پروردگار غنیضه برگزیده کردگار حجت اعم و می خلیل  
 منظر انبیا و وادیه حال آباء المنظر شهاب الدین محمد صاحب  
 ثانی شاه جهان پادشاه غازی پرستار خاص پادشاه  
 پرستنده با اخلاص ظل الهی موقوفه خیرات و میراث  
 مجتبه سعادت و حسنات اعز النساء شهید اکبر المرحوم  
 بصرمان علی بنا کرد و حجت ایقان رضا الهی امتنا ثواب آخرتی



با حقوق مرانی و اخذ و خارج و وقت لازم شرعی نمود  
و مقرر ساخت که اگر بمرت این امکانه احتیاج افتد  
انچه از حاصل این موقوف بعد الترمیم باقی ماند  
بخدمت مسجد و حمام و طالب علم رسانند و الا تمام را  
بجماعه مسکوره بپردازند این منازل مشیعه بخرش و سال  
بعد و پنجاه هزار و پیم آخر شهر رمضان المبارک  
هزار شصتم هجری مطابق است و چهارم چهل و پنجم عالم را  
صورت انجام پذیرفت این و تعالی اجر این خیر جاری  
و نفع باقی برود کار فرخنده آثار بادشاه دین پرور ان گزن

عدالت کسترو بانی این بنیانی عامره عاید گردان آس  
 رپ العالمین اسن مسجد کی نگلی دنی در واره یک ایک  
 بازار مسجد ہی او سکون فیض بازار کشتی من پیچ من ادکی  
 شهر مرتبی آورد و طریقه شرکین من آوراک مسجد شریف  
 روشن المذولہ کی بنیانی ہوئی اوس بازار من ہی ہی  
 اوسکی تاریخ پمہ ہی تاریخ شکر کی زمین فیض  
 عرفان پناه شاه پیک آن مرشد کامل رکن و گاہ  
 در زمان شاه اسکندر خان جمشید قدر مسجد کستر  
 مسجد شاه غازی بادشاہ جمشید المذولہ حضرت خان

جو دو کرم \* کرو تعمیر طلامی مسجدی عرس ششماہ مسجدی  
 کا نذر رضامی صحن قدس شمسان \* کردہ جارب و ب  
 از شعاع مہر ہر شام و چکا \* حوض صاف و نشان  
 از چشمہ کو شروہ \* سیرکہ از ایش وضو ساز و شہر و پاک  
 از گماہ \* سال تاجش رسائی بافتت از الہام عیب  
 مسجدی چون بیت اقصی مہبط نورالہ \* اور بازاری  
 متصل شرق رو چہادتی دریا گنج مشہوری آوسین  
 سہر کوٹھی و بیکہ صاحب کو کوٹھا ایک بیت السروہی  
 اور لواپٹمس الدین خان کی کوٹھی اور زینت المساجد

ای وین ہی قصه نورانیت میں اس مسجد کی ہی ثانی  
 پیش ہی یہ مسجد ہی شاہجہان آباد سنجیدہ ہی سنگسرخ  
 و سنگ مرمری مرتب ہی اس مسجد کو نواب پرت الہیہ  
 دختر اورنگ زیب عالمگیر فی اپنی حیات میں  
 بنایا ہی حجرِ تربتِ حکیم مذکور ہی اوسی صحن مسجد میں  
 نیست اخرا ہی پتہ شعر او سکی کتبہ میں مکتوب ہی  
 اہل فہم کو مضمون او کا سر اسر محو پ ہی کہتے  
 سوس مارکہ فضل خدا تھا پس است : سایہ ازارِ جنت  
 قبر پوششِ مالس است : امیدوار حسن خاتمہ لطیف و طبع

زینت النسا یکم بنت بادشاہ محی الدین محی عالمگیر  
 غازی انارکلیہ برمانہ <sup>۱۲۲۰</sup> اور فیض بزرگ کی دست  
 راستہ کو تمام مکانات اصراہین اور عمارات روم  
 چنانچہ محل کلان اور کوٹھی نوآب فیض طلب خان  
 اور حبیب خان کا کوچہ اور جوہی نوآب و بہر الدار و کھنڈ  
 رستی اور کلبی کوچی اور طرف واقع ہیں اور اکثر شرف  
 و فضلاء و حضرات و اہل کمالات وہاں رہتی ہیں اور قلعہ  
 دست راست کو نہر و پنجکیان ہیں اور آگے اسکی سیر  
 سرکاری اور کوٹھی زینت محی کی کہ وہ قدیم جوہی

نواب محمد الدولہ عبد الاحد خان کی تہی اور مجاہدی  
 میں اوسکی حویلی دلکش نواب منصور علی خان پیر کی  
 واقع ہی کہ اوسکی شوکت و شان کی بیان میں زبان  
 صدق ہر جہان قاصر اور اوسکی شمار و تعداد مکانات  
 سانِ قلم عاجز چونکہ زیب المکان بالملکین آپ وہ  
 بی سامان پری ہیں اور او میں غریب و غریب کا یہ دار  
 رہتی ہیں اوس سی اگی کوٹھی نواب حامد علی خان اور  
 اگر یہ کہہ اور بعضی کوٹھیاں عدالت دیوانی و درجہ دار  
 کی اور کشمیری دروازہ اور کوٹھی سکندر صاحب اور

ذکر ہے

۵۴۴

خضر المساجد اور چند کو تہیان سو و اگر و نکی آوید  
انگریزی و فارسی اوی طرف واقع ہی مسجد مذکور  
سنگ سرخ و سفید سی تعمیر ہی اگر چه عرض و طول میں  
اور مسجد و نسی تعمیر ہی مگر انداز و خوش وضعی میں بی نظیر  
پہلے مسجد فخر النساء بیگم زوجہ شجاعت خان مئی ۱۱۳۵  
گیارہ و اکتالیس میں بنائی ہی اوسکی پیشانی پر شعر  
شقش میں شہر خان دین پر و شجاعت خان  
بجست یافت جاہ با رضای حق تعالی از طغیلا مصطفیٰ  
صدر خالتو مان کنیز فاطمہ فخر جهان یادگارین خشت

این مسجد بفضل مرخصی اس محل سے نکل کر صبا محل کی  
دیوڑھی شہزادی اور اسکی مشرق رو آگے پڑ کر نہر  
اور زینت پاری ہی کہ وہاں ایک پانچ دہارہ دی  
نواب زینت محل کی بنائی ہوئی ہے اور وہیں  
پنجابی کتھرہ ہی اور اکثر کوشیان پنجابی سوداگر وکی  
اسباب لایتی سی مرتب ہیں اور شیشہ آلات انگریزی  
مزیں وہاں ایک مسجد سنک سرخی بہت وسیع  
و فراخ بنا یافتہ ہے اور میں مذہبی فضلا طلبہ کا گڑھ  
اور اسکی چائیں شمال مغرب میں تاج دروازہ بہت آبادی ہے



ذکر ہے

۵۴۷

اور سمت جنوب کو دیوارِ باغ یکم اور نہری اور  
اوس سی اگی کو تھی بہادر چیک خان اور سرک  
و بازار و نہر سعادت خان مشہور ہی اوس سی و  
حویلی و باغ و باڑوری نو اب مذکور ہی اوس حویلی  
چھٹی اور چوتھہ دروازی بنامی مین اوسکے  
جلو خانی اور خواص پوری مانند حصن حصین کی  
طیار کنی مین اوسکی استیقام و سخت کو دیکھ کے بنانی  
والو تکی بہت طول لائل پر حیرت ہوتی ہی اور اب  
اونکی وجہ دسی ان مکانوں کو خالی شاہد کی عبرت

اور اوسکی جنوب رو یہ اور بازار و عمارات قدیم و جدید  
اور بو و پاس شہر اگر ان پنجاب کی بہت ہی آہل خانہ  
سیاح بی بی جبریل لونی اختر کا بی بی اوسی طرف ہی  
اور اکثر یہاں جو وسایہ ہو کاروباری و خان سکونت کہتی ہیں  
انگی اوسکی کا بی بی دروازہ اور فصیل شہر ہی

ذکر مسجد جامع

بعد اوسکی جامع مسجد کو دیکھا اللہ اکبر اگر موزن سخن  
قد قامت فصاحت کو راست کر کی کثیر زبان پر  
وسکی پاک تشریف لے چکی صیف ناعمر اپر جس الما و قاصد کرتا ہی

ہرگز ایک حرف بھی اوسکا ادا نہ کیا جاوی اور مصلیٰ  
خامہ و دواتِ زعفران و گوشتِ مین و ضوکر کی مصلحہ صفی و طہ  
اوسکی شنا و صفت میں ہزار سال سجدہ ریزی کیا کر مٹی ایک  
رکن بھی طہ نہ کر سکی واقع میں اوسکی خوبی عمارت کو  
عقلِ آسمان سیرِ انسان نہیں پہنچتی اور اوسکی ترکیب  
و موزونیت سی طاقتِ صنعتِ بشری نہیں ثابت  
ہوئی شاید بانیِ بنیادِ لامکان فی اوسکو بنایا ہی  
اور سامان اوسکا ملک العرش کی بات سے منگوایا  
اس مسجد نور الہی کا مقابلہ صومعہ عالم ایجاد میں کسی فی

بہین دیکھا اور اوس مقام پہنچا جہیں <sup>نظر</sup> کا مجیدنا سوچیں  
 کسی فی نشان بہین دیا زینہ اوسکا مثال سنارل و سچے  
 سلم سراج عرفانی آور بر دروازہ اوسکا دانند چہرہ اہل <sup>اعلان</sup>  
 کشادہ پیشانی صحن وسیع سنگ سرخ ہر دلی سطح ہموار  
 عشق یمنی ایوان ربیع آتشین رنگ مرلج مشید  
 لعل البوحیئے حوض سنگ مر مر آب حیات بخش  
 تختہ دریای نور اور فوارہ فیض کجور ہزار زبان سرور  
 حمد نامحسور باب فلک انساب طاق اوسط مشرق  
 الالوار شمس الضحیٰ اور غیدی سنگ مر مر خطوط سیاہ <sup>بین</sup>

مثال بدرالدجی فرس سنک رخام اندرون بی نجر غار  
 نورالانوار جد اول سنک موسامی جای نماز سجدای  
 دل کعبه جهان مدار محراب سعادت سیما فروغ جبین  
 بلال منبر سرایا ضیاء مرقات اوج غر و جلال اوسکی  
 بروج ثلاثه جگر گوشه چرخ مقرر نس اوسپر تحریر  
 سنک موسی کل عین صخره بیت المقدس کلن زنگار  
 بجلی میل چشم چشمه خورشید و رخشان سیما بلند  
 جهان نما اسطوانه سقف آسمان حقیقت میں شاہجہا  
 جو کام نیک و زحام ظهورین آیا ہر ایک خیر نیکی سی غانی نہیں

اور کوئی کردارِ حقین آثارِ نیرانجا رینگتا معیہ عیالی کی  
 بنیں گزروہ اصر کہ سراسر منہجِ حسناتِ دنیوی و اخروی  
 اور شہرِ سعادتِ صوری و معنوی اور باعثِ تحسینِ ابدی و ہستی  
 خواہ سردی ہی سید شاہچھا آباد کی تعمیر کی کہ اس کا سرور  
 دریعہ شفاعتِ خوابی ہی آرزو گوشہ اور سکا نشین افضل  
 اس کی خصوصیت اور پاکی طہیت کی یہ برکت ہی  
 کہ وقتِ اولیٰ تا بقایِ شکام نمازِ گہرِ جماعت ہی  
 اور روزِ جمعہ کو نمازِ یونکی ایسی کثرت ہوئی ہی کہ حجاب  
 البواب تک ہر امرِ خلقت ہوئی ہی رمضان شریف میں قاری

و حافظہ ہر طرف کلام اللہ سناتی ہیں سیدان دیوانہ ایک  
صوفیہ تراویح سی کوئی جای خالی نہیں باقی ہیں ملک  
کو پناہ اس مسجد کی تاریخ دوم شوال سنہ ایک ہزار و  
سٹالی سال بیست چہارم جلوس یوم جمعہ الفصحا ہفت گز  
کے ستارہ شاموں کی ساعت مختار و درویشی زوہد  
نواب سعد اللہ خان دیوان اعلیٰ اور فاضل خان  
خاندان کی حکم اقدس شاہجہان دلی کی اول حضرت خان  
کو اتمام اس عمارت کا پانچ مہینے تک معقول رہا بعد  
تخلیل اللہ خان کی دو سال تک اس کو ہوا یا بعد اس کی

نواب محمد السرخان تین برس پانچ مہینی اسکا ہتھ رہا  
 اور بادشاہ پیر گاہ گاہ واسطی ملاحظہ کی تشریف لائی تھی  
 بعد انتقال سعد السرخان کی سپردگی روح السرخان دار غم  
 عمارت بادشاہی میں پنج عرصہ شش سال کی صرف  
 وہ لکھ روپہ آواخر رمضان کثیر انقبضان میں اختتام  
 پہنچی اور اس مدت تک ہر روز پانچ ہزار بتا و سنگہ  
 و پچھن کار و بیلا روغیرہ کی مدد رہتی تھی طول اند  
 اس بنامی اشرف کا نو دورے اور عرض تہ پیش گز  
 اور ارتقاع پائیس و رخہ اور نظر گنبد کا پندرہ گز



اور حسن ایک سو چھتیس درعہ غرض و طول مربع اور خوش  
 اوسکی وسط میں پانچ تڑوہ درو وازدہ گز اور گوشہ کنار چوبیس  
 سمت غریبی میں ایک کتھرہ سنگ مرمر کا بطور جانشین کے  
 محمد حسین خان محلی فی بنایابی مشہور کرتی ہیں کہ اہل  
 محلی فی حضرت رسالت مآب کو خواب میں اوس مقام  
 سعادت اللہ نام میں پیشی دیکھا تھا اور یہیہ تاریخ اوپر  
 کندہ ہی تاریخ رسول ویدہ اند اینجا ولی و اہل اللہ  
 بچاست کر شود این سنگ ہم زیارت گاہ بنای سیال حسین  
 وافرین ثالث بکفت اعطیہ جامی شست رسول اللہ

بانی جامی ادب داعی محمد حسین محلی بادشاہی شہ  
اور اضلاع چارگانہ پر چار منجملہ کنبد دار بطور یاد  
اور پچی ادسکی ایوان میں حجری وسیع واسطی اسپاہی  
و جامی نماز وغیرہ کی اور پر ابرین جانب شمال کو آثار  
شریف حضرت نبوی رہنمائی کہ ہر جمعہ کو وہاں درود  
پڑھتی ہیں اور زیارت اوس تبرکات کی کرتی ہیں انکے  
مالکیر کی عصرین الماس علیخان خواجہ سرائی ایک محبر  
سنگ سرخ کی جالیوٹکا بنوایا ہے اور اوس پر چرخ کندہ ہے  
نایاب پیش آثار سپارک سرور آخر زمان و در زمان شاہ

خاقان جهان \* با سعادت مہاشخت دیوار حجر نرسنگ  
 سرخ \* بندہ باعث دعا و از صدق دل الماس خان  
 سال تاریخ بنا چون جہت از عقل و شعور \* گفت تفت  
 بہر خود و اگر دالو اب جهان \* آورد و نو باز و نہیں دوسیا  
 بیفیع زینہ وارتا بحد شگاہ بیکلہ آورد کی صحن میں  
 تین وروازی بہت عمارات سنگین و جان گزین سی  
 مع مصالح برنجی کی آراستہ کمی ہیں آورد نہیں دوطرفہ  
 والان و حجری واسطی فراس و دربان و عشت نواز و کی  
 ترتیب دی ہیں آورد ای پنج کوز کی دوطرفہ و س شہین ہیں



متعظم کلمه الله العلیا مروج المله الخلیفه البیضا علی الملک  
 و السلاطین خلیفه الله فی الارضین الخاقان الاعلی  
 الاعظم و الخاقان الاعلی الاکرم ابو المنصور شهاب الدین محمد  
 صاحبقران ثانی شاهجهان بادشاه غازی لاریت  
 ریات دولته منصوره و آید احضرت منصوره کوه  
 بصیرت حق بنیش از شرف الوار دایت انما یعمر <sup>الله</sup> علی  
 عبارت بر در و نزه سوم من آمن بالله و بالیوم <sup>الآخر</sup>  
 مستغیر است و امینه ضمیر صدق گزینش از شرف شکا  
 روانیت احب البلاء و الی الله مساجد با فرغ پذیر این مسجد کوه <sup>است</sup>

گردون محاسن که کریمه مسجد اسس علی التقوی بیان  
 بنیان پایدار است و بیته و القی فی الارض و واسی  
 نشانه عمود کبار استوار او قبه قبه فلک شانس طریقت  
 آسمان گذشته و شرفه طاق سپهر شانس بارج  
 کیوان پوسته عیارت پرور و از بهرام  
 نظم کر ز طاق و قبه مقصوره اش جوئی نشان و هیچ  
 نتوان گفت غیر از یک نشان آسمان و فروبودی قبه  
 گردون نمودی زایش طاق بودی طاق گرد  
 جفتش نمودی یک نشان و فروغ شمس پیش طاق

جهان نمایش روشنی بخش مصابح سموات پر تو کس  
گنبد عالم آرایش نور افزای قنادیل جنات منیر شکرش  
چون صخره مسجداقصی مرقات مقام قاپ قوسین و ادنی  
عیارت پر دروازه چشم محراب فیض کسش  
مانند صبح صادق کثاده پیشانی بشارت رسان  
ولقد جاءهم من ربهم الهدی ابواب رحمت آرایش  
صلواتی و الله یدعو الی و الاسلام بمسامع خالص عام  
رسانید تمیاز سپهر مدارش ندای خیر الدین استوا  
پاکس از نه رواق گنبد فیروزه فام گذرانیده

مقف و شمع با صفایش تماشاگاه روحانیان  
 که افلاک عبارت بر دروازه ششم است  
 و گشایش سجده گاه پاک نژادان معموره خاک  
 روح رضای فیض انما و طیب هوای روح افزایش  
 از روضه رضوان حکایت کرده و عذوبت مایه  
 حوض و نشین لطافت آمالیش از چشمه سبیل جاری  
 در روز جمعه و بیستم سال هزار و شصت و هجری مرقوم  
 سال چهارم از دور سیوم جلوس سیمت ناز و عشق  
 عبارت بر دروازه هفتم و طالع سیمت سرای ایشان

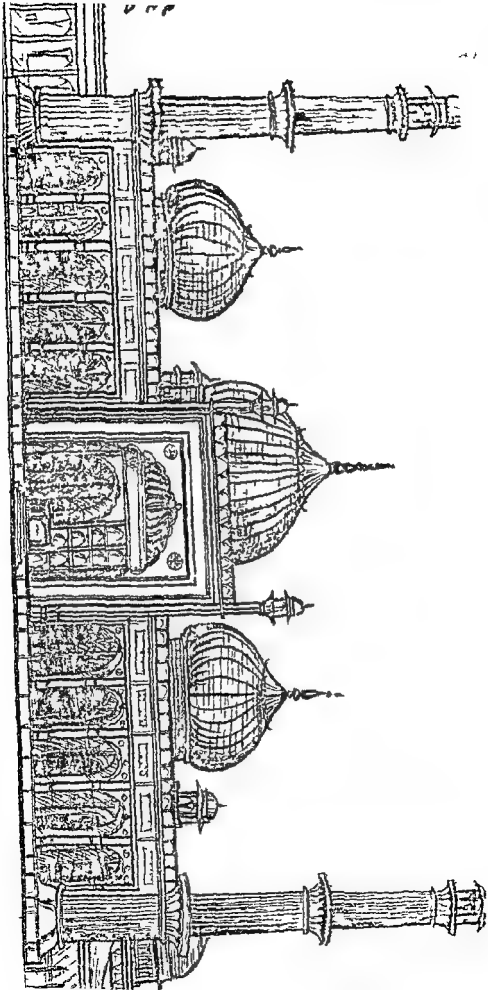


و پیرایه تائیس فتنه و در عرض مدت شش سال بحسن  
 کار پردازان کاروان کارگذار و فطر اعتقاد و استقامت کاروان  
 صاحب قیادت و بذل جود استخوان پیران  
 و قوتور کوشش پیشه کاران پاکبوس و صاحب  
 و اتفاق مسیح و ده گله روپیه صوت انجام  
 و طراز اختتام پذیرفت و مقام انعام در روز فطر  
 عبارت بود از روزه هجده نفر و ده نفر  
 پادشاه ظل الصفا فی بیت خدا اکابر و بزرگان  
 و یاقوت نماز عید و ادای وظایف اسلام چون مسجد

در عید الفصحی مجمع طوایف انام گردید و سبانی اسلام و ایمان را  
 ممانت و زراعت کرامت فرمود و سیاحان ریح مسکون  
 و مسالک نوزدان کوه و هامون را آراسته عمارتی باین فصاحت  
 و صانت و آئینه بصر بر دروازه بنم و مرآت خیال هر ششم  
 و حقایق گذران و قایع دهر و فکرت پروازان نظم و شعر را که  
 سوانح نگاران پدایع ارباب ملک و دولت و صنایع شناسان  
 اصحاب مکتب و قدرت انداز افراخته بنای باین شکوه و عظمت  
 بر زبان قلم و قلم زبان نگذاشته قرازمده کل سستی و طرازمده  
 بندی و پستی این بنیان رفیع را که قرة العین پیش از نیست بخش

کارخانه آفرینش است و بر دروازه دهم پایدار درشته  
 صدای تسبیح سبحان را بشناید و آرای واکران مجامع ملکوت  
 و زمزمه تهلیل مهللانش را نشاند و افزای محتلفان جوامع جبروت  
 و اراد و وس منابر معموره جهان را بخطبه دولت جاوید طراز  
 این بادشاه وادکر دین پرور که بمیان ذات مقدس مبارکش  
 ابواب امن و امان بر روی روزگار کشاده است آراسته دارد  
 بحق الحق و اهل کتبه نور الله محمد تاریخ این مسجد چنین فیه  
 تاریخ من نگویم کعبه لیکن این قدر گویم که هست و جبه او تاد  
 عاشق سجده این آستان و پرتو انوار او چون عالم آفرین کند

صبح اگر نفس انگشت حیرت و روان مسجد از پیش میزید  
 اماش جبریل خلوت روحانیان را شمع باید بی و خان  
 دست است و قضا تا از رخامش ساخته رود سفیدی ابدان  
 از بهر کان نیست و روی حاصل اوقات اهل طاعت جزو عا  
 ثانی صاحبقران شاه جهان در بنای خیر این سعی که دار و ستار  
 حاصل کان جبره و ابد گشت از حرف کان تا همیشه قبله اسلام  
 سمت کعبه قبله گاه آرزو با و جنبش چادران  
 کان کعبه ثانی است تا نخش بود قبله طاعت آمد مسجد شاه جهان  
 نقش این مسجد متبرک کاظمی



ذکر سے  
۵۴۵

عقب میں اس مسجد کی دارالشفاء اور دارالیتقا واسطی حضرت

طلیبا کی بنائی ہی بالفصل دارالشفاء میں بعض علماء میں

بہشتی ہیں اور دارالیتقا میں کچھ طالب علم سکونت کرتے ہیں

اور مولوی محمد عبداللہ خان صاحب ان کی سرپرستی

اور قدیس قیام کرتے ہیں اس مسجد کی چوٹی پتھر کی ہے

گوری لگتی ہی عجیب طرح کی کیفیت ہوتی ہی صدہا

اور انواع طرح اسباب نو و کھنہ بکنا ہی اور انواع

چالو یعنی اسپ و شتر و گاؤں و خر و طوطی و بیل و مرغ

و کھڑو و خرید و فروخت ہوتے ہیں اس طرح بکنا و کھنہ و خرید

وکٹاہ ووزوکان لکھائی میں اور کسی جانب سے بچنے والی  
 اور کیا پی اور فالودہ ساز پیشہ میں اور اس مسجد کی  
 چاروں بازار ہی کہ وہاں سی قلعہ چہہ سوگر کی فاصلہ  
 واقع ہے اور شمال کی طرف پانی والو کا بازار ہی اس کے  
 سرگ پی بہت وسیع ہے اور دوطرفہ دکانیں اور  
 بالا خانی اور اس کی دست چپ کو اکثر مکانات  
 کو بیسیا سپاہیوں میں اور دست راست کو بازار  
 خانم ہی او میں آئینہ ساز و خاتم بند و سیاوہ کار  
 و صغیر گراڈر سیر ساز و کوفت کر رہا وقت ساز و نقاش

ذکر ہے

وگھر چنی نو آہنگر و محرمہ سودا کر بہت رہتی ہیں اور بہت  
مغرب کو چاؤڑی کا بازار ہے وہ بھی بہت وسیع و آباد  
اور عمارت رنگارنگ سی رنگ ٹھکانہ ہیں  
اور اس بازار میں ہر قسم کی اشیاء کی دکانیں ہیں چاہے  
راستہ کو حویلی و احکام شاہ نظام الدین صوفیانی  
میں کی پٹی ہوئی ہی اور جانب چپ میں چٹا دوا  
اور میر عاشری کا کوچہ کہلاتا ہے اور بہت راستہ کو  
روشن پورہ نیا بازار وغیرہ ہے کسیری اور ظریف  
وہاں فروکش اور سیلف بہتر ہے ان کی اداسی



قاضی کا حوض ہی آوروست راست کو ایک اور بازار  
وسیع و عطر و عمارات و مکانات و لکٹا اور دھن  
جہنمیں اشیاء کی سموریں جو پٹی و رنگ محل پانچ گنگا  
اور اکثر عمارات عالی شان امرامی قدیم کی وسط  
واقع ہی بالفصل احترام الدولہ حادق الزمان حکیم  
احسن اللہ خان کا مکان عظیم الشان وین ہی اول  
آگے محل کو ہی بازار ہی آوروست راست کو چھ  
فاسم خان ہی نواب فتح اللہ بیگ خان اور  
نواب ضیا الدین خان اور نواب عام حسین خان

دار ہے

۵۴۹

اور نواب امین الدین خان اور میان کا پیر صاحب کی  
کائنات اویسی کو چین واقعین آرسل کوئی سیالی دست  
پہ کو ایک مکان قدیم لطافت پیمان کا ہی بالفصل  
نواب زینت محل فی خرید کی خوب مرتب کیا ہی اور اسی  
ست کو بازار کھر کی فرانس خانہ ہی ومان ہی کھر عمارت  
قدیم و جدید و کھنی میں آئی شاہجہان آباد کی اطباء کھر  
وسیطرف رہتی ہیں اور اکثر شرفا لوگ اوس میں سکونت  
کیتی ہیں اور فاضلی کی وصف ہی دست چپ ان کی محکمہ  
۱۰ بازار ان کی بہت وسیع فرائض ہی جہنم کی وکالت ہے

ہر قوم کی لوگ مان بستی ہیں مگر کشمیری پنڈت لوگ  
 اکثر وہیں رہتی ہیں اس سے آگے مسجد کلان مشہور  
 کافی مسجد ہی جو زائے شاہ صاحب بنجامین ویر قریب شاہ  
 ۱۹ شہر میں تعمیر کی تھی قریب ہی اس کی ہیں ہی اور  
 یہ کتبہ اس کی دروازہ پر مرقوم ہے کہ تسمیہ  
 الرحمن الرحیم بفضل و عنایہ افریدگار عہد و بادشاہ  
 و نیکار الوالی بنیاد الرحمن ابو المظفر قریب شاہ السلطان  
 خلد ملک ابن مسجد بنام کردہ پنڈت زاوہ و رگاہ چوہانہ  
 مقبول المخاطب بنجامین خلد ایرین بنده رحمت کنند

ہر کہ درین مسجد سیایدید عار خیر بادشاہ مسلمانان اینچ  
 بفتاح و اخلاص یادگست حق تعالی اینچندہ راسا و رز  
 بحرست البنی الک مسجد مرتب شد بتاریخ و رقم حاجو  
 شمسہ قسح و شامین و صبح ماتہ بحیری اور چلی شاہ  
 مرحوم کی پدی دین ہی و پدی ایک زمانہ میں صوبہ  
 اور قریب اسکی درگاہ حضرت شاہ برکمان صاحب کی  
 بہتہ بزرگ مرید شیخ شہاب الدین سہروردی کی کہ  
 ہمیشہ مستغرق رہتی تھی اور بڑی صاحب تصرف  
 تاریخ بہت و چہارم حبیب ۳۸ بحیری عہد سلطنت

معز الدین بہرام شاہ میں وفات فرمائی اور ان کی مٹی  
 نواب مظفر خان کی ہی وہ مکان بھی شاہجہان آباد میں  
 عمارت محمد شاہی سی بہت مشہور و معروف ہے اور وہ  
 و بزرگی میں نامور آب او میں غربالوگ رہتی ہیں اور  
 قاضی کی حوض سی پست سمت جنوب میں اجیری <sup>زکا</sup>  
 بازار ہی او میں ہی محال وعت ہے اور طرف عمارت  
 قدیم نواب قمر الدین خان وزیر محمد شاہی اور جوہی چنگم  
 وغیرہ مکانات عظیم الشان امرامی سابق کی شکستہ ورت  
 افتادہ ہیں اور جامع مسجد کی سمت جنوبی میں بڑا بازار <sup>سکستہ</sup>

و در طرفہ دکائین اور عمارات عالی مقام ہی اوسکی گوشہ  
چوٹی و شرفی میں یاغ و حویلی نواب خاندان نشان  
مکبر شاہی واقع ہی اور آگے اوس سی دست چپ کو  
نواب محمد علی خان محاسب مکان ہی اور دست راست  
حویلی مفتی محمد صد الدین خان صدر صدور  
اور مکان سید محمد امیر خوشنویس کا اور حویلی نواب مرصی خان  
اور بازار چیلہ قیر کا آباد ہی اوس دست چپ کو  
ایک اور بازار امیر خان مشہوری اور مدرسہ مولانا  
شاہ عبدالعزیز صاحب کا اوس ہی طرف ہی اوس سی آگے

رستہ چیلوئی کوچہ کا اور چاندنی محل واقع ہی تہہ بازار  
 بخط سقیم تابدلی دروازہ چلا گیا ہی اور چستہ قبری  
 اگی دست راست کو بہر جد باری ہی وہاں پہنچ نہایت  
 آبادی ہی اگی او کی خانقاہ حضرت غلام علی شاہ  
 کی ہی اس سے اگی ترخان دروازہ ہی غرض اقمی  
 یہ تمام بازار سرسوار ہی بنظر سرسری دیکھی اور  
 بہت سی کوچہ و بازار اور مقامات و مکانات پاوی  
 کئی اور اتفاقات سی و ایک سیلی ہی دیکھنی میں آئی  
 ایام ہولی ہکو میں بسر ہوئی ہر کوچہ و بازار میں شہ راز

ذکر قلعه شاہجہان آباد  
۵۵۸

دو دریچیان اور اکیس برج میں سات مدور اور حدود  
میں اور گردنہ قلعہ چٹائی میں چھوٹے  
اور عمیق میں دس گز سمت شرقی اس قلعہ مبارک  
شہر ہی شامل ہی اور غربی کنارہ دریائی جن میں سی ماہ  
بیشہ قلعہ حسن خوشنما میں مکتا ہی مگر قلعہ جنگ لڑائی  
نہیں ہی اور حقیقت میں شاہجہان فی اسکو بطریق چٹائی  
واسطی بود و بارس کی بنایا تھا نہ بارادہ حرب و ضرب کے  
ایک روز داراشکوہ فی عرض کیا کہ قلعہ عالم کرسی جہان  
مضیل قلعہ سی بہت بلند ہی اگر خدا نخواستہ حریف



سنہ ۱۰۴۹ کبیرا راہ نسبتہ میں اختتام کو پہنچی طول احوال  
 چھ روزہ میں سوچو نسبتہ کے عرض دیوار چار ورعہ  
 اور ارتفاع پنج گز اور برج ستائیس اور دروازہ  
 گیارہ اور کھڑکیاں چھ و کرقلعہ مبارک  
 شاہ جہان آباد و بعد انصراف تماشاہی شہر کی اتفاق  
 قلعہ مبارک کی دیکھتی کا سوا بہ قلعہ حصار اکبر آباد  
 و وجہ بڑا ہی اور یک تخت سنگ بر خسی بنایا ہی  
 طول میں ہزار گز اور عرض میں چھ سو گز اور ارتفاع  
 پچیس ورعہ اور تمام زمین اندرون حصار کی چھ لاکھ ورعہ  
 اور اس میں چار دروازی

اور سوای اسکی اور بت میلی ہندو مسلمانوں کی اس  
 شہر میں ہوتی ہیں کہ بغیر سکونت ایک سال کامل کی اور کا  
 لیکھ کا اور تاشائی قدرت الہی کا لطف و شہانہ محالی  
 کہتی ہیں کہ اول اس شہر کی فیصلہ تھی بحکم شاہین  
 سال بت و ہمارم جلوس میں چار مہینے کی اندر ویرا  
 روپی کی صرف نقطہ سنک کل سی طیار ہوئی مگر چند  
 کثرت بارش اور شدت برسات سی اکثر شہر دم ہوئی  
 پیر سال بت و ششم جلوسی میں حکم شہر بنا چختہ کا  
 صادر ہوا بعدہ پانچ لاکھ روپی کی خرچ میں بارہم چارویں

مردم عوام سانگ بنتی ہیں اور عجیب و غریب نقشب  
 بناتی ہیں اور ساز و سامان اور لباس و زیور و آرائش  
 رقص و سرود کرتی ہیں اور وہ ہندو کی کئی زبانیں جیسے  
 سمر وین برآمدہ سید ہوتا ہی اور انہوہ خلقت ہی  
 ایک پنج کشہ رہتا ہی اور تمام شہر کی امیر و غریب  
 موجود ہوتی ہیں اور بعضی فیمل اس پر ہوا رہو کہ پہر  
 اور اسی طرح دیہی کی چروٹو کا میلہ دیکھا شیش ماٹن  
 وہ میلہ ہی بہت پر کیفیت ہوتا ہی شہر ہی تابع محل  
 دو کوں تک ہوا ہی ہجوم زن و مرد کی کچھ نہیں نظر آتا ہی

بعد دخل یابی شہر کی مسجد سی توپ لگا دی تو گونی کی نزد  
 محل شاہی تک ممکن ہی فرمایا کہ بابا جان دولت خا  
 بادشاہی کا قلعہ و فیصل دریای آنگہ ہی ہر گاہ مقام سدا  
 مخالف نہوا تو اس قلعہ کا کیا وجود ہی عرض ہم قلعہ کی  
 لاہوری دروازہ سی داخل ہوئی وہاں ایک احاطہ وسیع  
 اور اوسین کمپنی تنگونی رہتی ہی اوس سی اکی دروازہ دوم  
 اوس دروازی پر ایک عمارت عظیم الشان سنکسری  
 نسبت کاری سی نہایت بلند و خوش تعمیر بنی ہوئی  
 کہ فلک فیروزہ فام اوس کاخ یا قوت رنگ کا سیان معلوم

اور اسکی شہرہائی قطار پر حیویتی اپنی ریشہ بن شانہ  
کیا کرتا ہی آہین ایک صاحب قلعہ دار سرکار انگریزی  
کی طرف سے رہا کرتی ہیں اور صاحب زرندیت کی  
سرکار کھلمی ہیں جو رئیس و امیر نو وارد قلعہ و کھلمی ہائی  
اولیٰ صاحب سے ضرور اجازت چاہتا عرض بھی  
اوس عالی کی ایک بازار مسقف یعنی حمتہ قالیسہ  
بیشکل قوس منحنی بہت مرتفع و روشن ہی اور طول  
دوسکا لہذا سوکڑ کی تخمیا اور دو طرفہ و کانین کرسی دار  
سج حیرت ہائی دو طاقہ بہت پیرفت و دلکش ہائی اور

تمام سقف دیوار نقش و نگار رنگ سی بھال زیت و زینانی  
جب اس کی حد آخر کو قطع کیا تو ایک چوک جہو خانی کا دیکھا  
باؤس سنگین بہت سطح و مربع طول میں دو سو گز اور عرض  
ایک سو چالیس گز اور گرداوس کی طاقتی مبنیہ حجرہ ہائی  
وسیع آرائشہ آورد و در پوئی جنوب و شمال میں بہت  
و مساحت کی فرق بفرقین سودہ آورد و نو طرف و دو  
سرکین آورد و بازار شاہجہانی میں ایک قلعہ کی دیواری و  
مستحکم ہوئی آورد و سراسر اسطبل خاص اور سپہ سالار  
پہنچائی آورد چمن حوض و نہر ہی اسطرح گذر فی ہر کو

جنوبی کو حصار میں جا کی کرتی ہے اس بار کی  
 شرق و غرب میں دو دورہ ازہ میں مشرق کی اندر کی  
 عمارت کو قلعہ کہتی ہیں وہاں سلاطین و شاہزادی  
 رہتی ہیں اور محاذی سی تا فیصل قلعہ اکثر عمارت  
 کا رختجات شاہی اور خانہ ٹائی مردم شاگرد پست  
 مشعل خواص چو بدار و خیمہ واقع ہیں اس وقت شمالی میں  
 ہی علی پڑا قیاس چتر خانہ و ترپ خانہ و رتہ خانہ و غیرہ مکان  
 ہیں اور یہاں و قلعہ رتہ شاہی بادشاہی سکونت کرتے ہیں  
 اور چوک کی جانب مشرقی ایک دروازہ کھلا ہے اور چکر

مکر قلعہ شاہجہاں آباد

عمارات عالی شان اور ایوان روح افزا ہی ہیندستان  
واقع ہی وہاں تھا، خانہ سلطنت رہا ہی اور کی اگلی نواں  
عام ہی اوسمین ایک احاطہ وسیع و صحن و لکشا ہی بچل  
و دھند و چار دیواری اور عرض زمین ایک سو ساڑھے گز فوٹ  
گرو اور کی تمام ایوان شگین اور دروازہ جنوبی و شمالی  
سنگ مرعلی بکاسنت سر لقا یک کشیدہ ہیں اور سمت  
شرق کو غرب رو بہ ایک دالان وسیع الشان اور  
صفہ شست نشان با سقف گردون دالان و ستون ہا  
سہادی ارکان سنگ سرخ کا سفیدی قلعہ سنگ مرمر



اور طراچی رنگ سی زینت پیرا اور بر مقام ابوکا تحریری  
 زبیدی سی مٹلا طول من شصت و ہفت ورعہ اور عرض  
 بہت و چہار ورعہ اور سات چہمہ بطاق مرغولہ وار  
 ہر ایک ستون ششگاہ سی ہوسس اور خطوط زرکاری  
 الکی اور سی صحن چوہترہ ہی طول من ایکو چار ورعہ اور عرض  
 ساہتہ گز اور منوط طرف مجہر سنگ سرخ کی نہایت زیبا  
 سی ہیکش اور چہن اوس ایوان والا شان کی ایک نشین  
 سعادت این و چہرہ کہ سہرا پاتر من بہ چہن کاری نگاہ  
 رنگین جو ہر ہای شین و تہا ویر و کدستہ ہای مجہر قرین

مطلع خوشخیز ہما نیابی یعنی ششگاہ صاحبزبان ثانی  
شاہجہان بادشاہ عازمی قائم اور رستہ اوکا اندرون  
استیاء محل سی رکباہی اور نچی اوکی ایک چوکی ہست  
وطویل سنگ رخام نادر کی نہایت پاکیزہ و نورانی  
مرصع بہ نگینہ نامی عقیق یاقوتی ہمواری کہ وہ مقام قیام  
وزرائی میں عیساری اور اوکی اصلاح شدہ کلا میں  
پشتر مجیز میں یاقوتہ نامی طلائی منصوبہ تھا اور اوں  
ایوان کا سرشان قصر کسری میں تمام فرش فلکس  
ایرانی اور محل کاشانی کا پختہ تھا اور بدنامی کا چوپی

اور سیان پتر لاتی پری رہتی تھی او وہاں اپنی اپنی  
 مراتب پر امراتی اہل وربار آویز نصب داراں دیو لائقہ  
 اور راجکار، شوکت آثار آویز نشیان عطار و شمار  
 اور ایچیان شوکہ حکام اور وکلای دیوی احترام ایستہ  
 ہوتی تھی جیسی کہ سلطنت تیموریہ کو انحطاط ہوا اور وہ  
 چغتائی میں زوال آیا جیسی یہ مکان بھی بی رونق  
 و بی ہرست اور بی سامان و بی زینت پری ہیں و ستور  
 اس کہنہ سرامی کون و نسا و کا قدیم سی اسے طرح جدا تان  
 اور این اس سپہر زکین کا اسی پنج پر گز رہا سی کہ بھی

حسرت نشان کو قدم ابل تاج و سریری آبادان گزاهی  
 نور کبیری آشیانه یوم و چند سی و پیران گزاهی و دام  
 بجز ذات واجب الوجود کی عالم حادثات کو محال ہیست  
 مراد و رسید کبیر یا مونی که ملکش قدیم است و دانش شغنی  
 جس سر کو غرور آج ہی پہان تاج ووری کیل آسپه  
 بین شوری پیر نوحه گری کا پست ملن بال قفا خرنسار  
 بسیاری به معنی که برون نیست از قفا و زوال  
 اور او سکی صحن مصفا این دو فور وازی جنوبی شاهی  
 سنگ سرخی بکار نیست سر فلک شید بین ایک

مہتاب بانع کو جاتاہی اور متصل مہتاب بانعلی ایک  
چو بی بہت وسیع و فراخ تعمیر احمد شاہ بن محمد شاہ کی  
دیکھنی میں آئی اوسکی دروازہ پر یہ تاریخ کتبہ ہی  
تاریخ بنا کر مسجد شہ دین پناہ کہ شد یاد رس  
دولت سرمدی \* بروہر کہ انچا سچو و نیار \* بالوار  
طاقت شود مہدی \* خرو را بحیرت فروفت پای  
چو شد فکر تاریخ را مہدی \* بکھتا سروش از سر بر سر  
کہ بیت شرف مسجد احمدی \* اور و وسرا خواص پور  
اور لو محلی کو اور و و رازی دیوان عام کی بخلوین جانی

ایک کو دیویری تھارخانہ کہتی ہیں کہ محل کو اوس طرف سے  
 جاتی ہیں اور دوسرا دروازہ دیوان عام سے چائے  
 شمال کو ہی اوس سے گذر کی دیوان خاص میں داخل ہوتی ہیں  
 اوس سے اگلی عتبہ دویم ہی وہاں ایک لعل پرودہ پرستیا  
 جو شخص دیوان خاص میں داخل ہوتا ہی اوسے جہاں سے  
 آداب بجالاتا ہی جب ہمیں اوس درواری کو طے کیا تو ایک  
 قصر عالی نور مجسم کا نظر آیا یعنی ایک بارہ دری سراسر عطر کے  
 دیکھی کو یا عرس کو زمین پر اوتار ہی یا دنیا میں تخت <sup>العوالم</sup> پر  
 بنایا ہی اوسکی برص کا ری کو تفسیر کیا دی کہی اور اوسکی

ذکر قلعہ شاہجہاں آباد

نقشہ و خاکہ ترجمہ سورہ نور کہی جدا اول طرانی سی بر لوح مر  
صحنہ مصطفیٰ نظر آتی ہی آدر سقف زراںد وواوکی آفتاب  
سوائزہ معلوم ہوئی ہی چاروں طرف ہی چشمیں او سکی اڑن  
ہو آئی نشاط نسیم ابطاط او سکی بول گیری ہی ہر سہرا زین  
شرق و موج دریا ہی جمن نام نگاہ نگار گیان ہی اور  
سبزہ صحرانضارت افزای چشم تماشا بیان او سطر  
ایک چو کی دانہ بلور کی بوزن دوسہ من موضع مطبوعہ  
نصب ہی کہ وہ بھی احجار معادن روزگارین نایاب  
منتخب ہی اور اوں نشین خاص کی تین تین چشمیں ہیں

ذکر قلعہ شاہین آباد

ہر جانب کو درجہ اول میں اور پانچ پانچ ایوان دوہرے  
اور سمت شرقی کو جالیان ایک ایک تختہ سنگ مرمری  
بہت حسن و لطافت میں منصوب ہیں اور ایک حجر جانب  
غربی زیر کرسی باشیکہ سیلیمی ترتیب دی گئی اور جانب  
جنوب شمال صحن سنگ مرمر مصفا ہوا رہی کہ دل بہانہ تمام  
جان سی اور سپر تھاری پنچھن او سکی نہر پھر چار درجہ بشکل  
مح بیل بوٹہ ٹائی ہر چھین کاری جاری ہی اور او سکی پنچھن  
صحن مسیح ہی بٹول ہفتاد درجہ اور گردا گرد ایوان رفیع  
باسنگ سرج بعض شش گزار استہ اور سقف ایوان کی



چارون گوشون پر چار قبہ طلائی سر بر آغوشہ تمام دیوان  
خاص صیقل شاہ محل ہی طول بین تمام کرسی عمارت  
مع صحن و دو طرفہ نشا و گز اور عرض بہت شش گز اور  
طول اوس نشمن خاص کا چپیس درعہ اور عرض چپیس درعہ  
نیشمن اسکی پرچین کاری کی سبب بی غوری و نامقدوری  
شاہان ستارچہ کی بہت گرگئی اور پر نصب نہوسکے  
اور جو آرائشی وزینت اور صفائی و پاکیزگی پشیران مکانات  
تھی اب اوسکی عشرتیر بھی نہیں ہی اور اندرون دیوان  
بہ شرباب طلا مرقوم ہی شعر اگر فردوس پر روی زمین است

حسین بن علیؑ و سید الشہداءؑ و سید عالمؑ  
 کرامت نشورنی اوس قصر شاہجہانی اور محل صاحبقران  
 کہ چکو فردوس ثانی اور جلوہ نورانی کہتی ہیں اپنی ارمی عالم  
 اور عقل آسمان پیا اصلاح فرمائی ہی یعنی اول چشمہ  
 ماہیما اور البواب روح افزا میں تختہ قنات چربی بحال  
 نامہواری ناموزونی لکھائی ہی اور اوسپر کلف اضافہ  
 کیا ہی کہ گل سرخی اوی رنگ و پای تہات چاند کو  
 گہن لکھائی ہی ماہ کو داغ و کھائی ہی زائغ کو کجا طائی  
 زلف میں ثبات کا چونکہ لکھائی ہی نہیں شاہ پادشاه

سکنہ رجاہ حقیقت آگاہ فی اوس تختہ چوب کو آئینہ غلامی  
 و دن پروری زمانہ بنایا ہی اور چہرہ حال کسینہ لوانی  
 روزگار کو اوسین دکھایا ہی و گرنہ اوس چوب کینہہ ہمارا  
 اوس الیوان خوش تر اس سی کیا نسبت اور اوس کن  
 بزرنگ کو اوس جو ہر پاک سی کیا قربت ماشا اللہ اس قسم  
 اور وہی تصرفات معجز آیات حمام و حیات بخش ہر صادر  
 ہوتی ہیں کہ وہ ہی انموج بدبضا اور پادگار زمانہ ہیں  
 غرض جنوبین و یوان خاص کی ایک اور والان ہی  
 تمام سسٹک مرمر کا یکا رطل اوپر چین کاری کہ اوکے بیخچہ نہ کہتے ہیں

ذکر قدمہ شاہجہاں آباد  
۷۷

اور عقب میں اوسکی خواجگاہ سلطانی اور برج طلایی ہی  
کہ منظر سیر دریا اور شستگاہ حضور لامع النور ہی اور قلعہ عمارت  
عالیات و محل بیگمات سماوی سہراوقات سنگ مرمر  
صبح صفا نورنگا راجا رولر با او کلین طواری آب طلا  
نور باغ و اہلکار روح افزا اور حیا ضو البشار و حیات  
آرامشہ خصوصاً استیاز محل کہ بزرگ ترین و دلچسپ  
والا ہی اور اعظم ترین منازل مسلی کہ طولا و سہا سہا  
اور عرض چھبیس درجہ ہی اور وسط میں اوسکی ایک ایوان  
وزاری میں ایشیوس درجہ نور عرض میں چھبیس گز و عرض

و طاق نامی مقبول سر تا پای سنگ خام صفا گزین  
 اور ایک قلم مرین بکار کلید ستہ نامی پر چین در دیوار  
 آئینہ آئین و ستون لاجوردی و زرین و حجرہ نامی صبح  
 اور تہ خانہ نامی خلد و نیم اسبی قسم کی اماکن حیرت افزا  
 اماکن دلکش شرق و وسایل دریای چین و اما انتہا  
 حد طول قلعہ واقع ہیں کہ ہر ایک صنایع عجایب و مواقع  
 غرائب ہیں سراسر علسات اور بحال لطافت و ندرت  
 اور شرافت و صفوت ہیں مستغنی الصفات جسد عمارت  
 پر کمالات اس قلعہ میں بنائیں ہیں حصہ ان کیز و کمال

ذکر قضاچان آباد

لیکن قضاچان دو سو برس کی جاوٹ ہووے پاس گنگ خانی  
وہ پورن ہی آوریہ مکان الی اللان مقیمان سوکری  
مکھو شون پاس سبک او سکلی طراچی و چین کاری ہنوز کامل  
اور اسکی اکثر بانی ہی شکستہ و زائل اور دیوانہ  
ست شمال کو حمام بہشت نظام یک نخت سنگ مرمر  
بہت رفعت و وسعت سی بالیوان رواق متعدد و تعمیر  
واقع بین جواہر زواہر او سکلی ہر پارہ سنگ پاسنگ  
اور کوہر و الماس کی تشبیہی او سکھو ہر ابعاد و رنگ کام  
فرش و جدار کو چین کاری رنگا رنگ سی رنگ سنگ

بنیادی اوسکی آب و تاب ہی در شیم کو عرق موج عرق  
 خجالت کر دیا ہی اوس نہت کہ وہ ولسواڑ کی گرم خانہ  
 کہ ورت پرواز کی دسل چو ترہین ایک حوض صریح  
 سنگ مرمری ہم پیکر کا چرچن جاری اجار نہیں اور گل  
 و برک سنگ پارہ نامی شین سی چین ہمیشہ بہار معلوم  
 ہوتا ہی یگشتی خواہر ابدار اور چاروں گوشوں پر  
 چار فوار ہی اوس حوض کہ نہار کی جو شان میں  
 کو یا بال ہوا اوس طبعی گل پر گسن ران ہی اس حمام  
 راحت تو امان کی بہی شانی ایسا کہ کہیں نہ مان پنا

آورد و سکی پر چین کاری پوی تو حاصل کوئی صدمه  
 نہیں پہنچا آتس حمام میں جا سکیا دل کی تڑپ جیتی  
 آوے آوے سکودیکھ کی کوئی مکان نظر میں نہیں چھٹا اور  
 عجب میں ادسکی ایک اور قصر روح پرور اور الوان نمود  
 کہ آوے سکوا رام کا دستا تکھتی میں اور ہم آوے سکوبہشت  
 کھیتی میں آوے سکوبہشت سنگ مرمری بنایا ہوا  
 پر چین کاری کا اسپر مانع بی خزان الہیابی شایگان  
 اکثر دہلی میں منشی تھی اور خواب بہت بہت کیا کرتی تھی  
 سکیا ہی تمام پر چین کاری کی گندہ ہی عین عریان



گر چہ می بین مگر حضور لامع النور فی اوسین کا رخ کی عمری  
 اور رنگین شیشی جیو کر قمر و عطر ب کردیا ہی کو یا جام  
 جسم و دلی کلہا بیا بیا دیای اور اوس خواب کا کی عمر آ  
 فلک انتساب اور طاق ظاہر آب پر علامت سعد الدین  
 وزیر فی یہ کتا بہ اوسکی تعریف میں انشا کر کی مرقوم کیا ہی  
 بر حجاب جنوبی سبحان اللہ این منزل بہت رنگین  
 و نشین های دشن قطع بہشت برین چون گویم کہ قد  
 است بندہ شما شایخ آرزو مند اگر ساکنان اف  
 و اکاف بیان بہشت العیشی طوافش شایستہ است

ذکر عشق و محبت  
و ذکر

اگر نه رگبان انفس و ذوق مشایخ حیرالاسود و قیصرستان  
فوج الشانق شش بند سزا آگاه از این قلعه و اگر نه

گردون جبر ترست و رشک سیر اسکندر و ابراهیم

و کشت و باغ حیات بحر که در میان دل چون دریا

و شمع و انجمن و نهر اظم که آب صافش بینار آینه جهان

و دانا را از عالم غیب پرده کش و آب را که هر یک سپید

صبح و صفت بالوچه اسرار لوح و قلم و فواره ناکه که اطم

آن نیمه نورست بر محراب شمالی بمصافحه آسمان

مایل یا لای محبت است باندام زمینان نازل و صفا

که بعد از آب زندگانی بر و تصفا شک نور چشمه حور  
 و دوازدهم شهر ذی الحجه سال حبوس و دوازدهم اقدس  
 مطابق هزار و چهل و هشت بحری بیابان کاهراتی  
 و آنجا است که بصره پنجاه کلبه و سه صورت پذیرفته است  
 بت و چهارم ربیع الاول سال بت و یکم جدول مایل  
 موافق سنه هزار و پنجاه و هشت بصره قدم میست لروم  
 گیتی خدایو گیهان خداوند بانی این مبیانی اسماء شهاب الدین  
 صاحب عصران ثانی شاه جهان بادشاه عازمی و در  
 چهارمین گنجینه نقطه لوریه ستین بیابان زر کهنه

زکریا شاه

بیت شمس آفاق شاه جهان باقبال ثانی  
امان است تا ناکزیر این جهان بود قصر اقبال او  
عرش سما و زمی و نشین قصر سرچشمه بهشت  
ایستاد خونی با کز شده به پادشاه سر صدق کبر  
که سود و چو دریای چمن اید ویش فرود و زمانه  
چو دیوار او بود است پیش رخس مهر ایمنه و است  
ز بس روی دیوار او است است ز نقاش چین و نا  
خواست است چنان بود سرش دست ایام کرد  
که کرد و نشاند می باز و دام کرد ز قوار و حوض و باغ

باب زمین شیشه زو آسمان به چو جامی شهرنشاہ عالم بود  
 در آن پادشاہ منازل بود و دیوان حاصل کے چون  
 ایک چہتہ جنوب روی کہ اوسمین ایک دروازہ شرقی  
 نہ میر فیصل و ریاض کی طرف جانی کو نکال دے اور چوک ٹکڑی  
 میں ایک دروازہ شمالی حیات بخش گاہی کہ اوسکی  
 متصل موٹی مسجد سر پاستک سر مر کی عالمگیر بازار  
 اپنی سنہ دو جلوسی میں بصر ف ایک لاکھ ساتہ  
 روپی کی بنا کی جا یہ مسجد ہی ایک دانہ مروارید  
 معلوم ہوتی ہی یا مطلع صبح عید سعید عالمگیری

تاریخ صحیحہ سنی گلابی ہی اَللّٰہُ السَّاجِدُ لِلّٰہِ  
 وَلِلّٰہِ تَعَالٰی وَاصْحَ اللّٰہِ اَحَدًا اَللّٰہُ اَسْمٰی بَارِع حیاتہ بخیر  
 ویکھا اگر وصف اس بوستان جنت نشان کی  
 بہر جہ تواریخ غیب شاہ پہا کی کیا جاوے  
 نہیں کہ قلم غیبی کری اور کاغذ مستانی  
 کہتی ہیں کہ شاہی ایک لاکھ چھ سو ہزار  
 مع انواع گل و بچان رنگین بہار اور بہار و شامیہ وار  
 واسطی اس باغ مشکوایا تھا اور اقسام کی شمار و نوکھا  
 اور ریاحین و شقایق ہی محمود بہت ثمرت بہت بہا تھا

اور اوسکی عناصر اربع کو ایسا معتدل کیا تا کہ جو طبع  
والا صفا تم اور اصرامی و دومی و لاحتوا امین سی سیکو  
بیجاری مہلک ہوئی تھی اور اطباء کو اوسکی چارہ جویز  
بیچاریگی تو اوس مریض کو حکم بادشاہ و مان لاتی تھی  
اور چند روز میں صبح و سالم کہہ کر لیجا تھی کو یا اب ہوا  
اور اوسکی حکم و عیسی کہتی تھی اور خاک اوسکی تاثیر  
اکسیر بخشی تھی بالفصل اوس تر و تازی و شاو ابی کا  
پناہی نہیں اور اوس نرخت و جاتہ کی تر و زہ پناہی  
مگر استنجا بزرگ و انہار و وسیع اوس میں بہترین ہست

## ذکر قضا حیات آباد

ایک رخت پاکہل بہت نادر دیکھا کہتی ہیں کہ سوانی کی  
 بندوستان میں اور کہیں نہیں شہر اور کھاسنہ بقدر  
 نمونہ پانی کی ہوتا ہی اسکا اچھا ضررہ واسطی مرض  
 تھل کی اکثر سفید ہوتا ہی اور عمارات بشارت آثار  
 و نشین ہی طلسم کار اور بی طرح محمودین لیکن بہت  
 و صفائی سی مجبور اور سامان و آرائش ہی محذور  
 چنانچہ بچھن اور بکری ایک حوض شکریہ کا عرض  
 و طول میں شست و شست کر کے چھانچہ نوری  
 نقرہ اور مسکے اندر چھوٹی تھی اور ایک سی و نوری



مذکر صفتی است و محکم ابواب  
چند

سیمین اوسکی کنار و ن پر ساطیل بآب نصب کنی تھی  
اس جو صحن کا ثانی سوای تفسیر انا اعطینا کی کہیں  
نہیں دیکھا اور پانی اوسکا سا بغیر چشمہ حوران کی  
ہرگز نہیں سمجھنا اور بالفعل اوسکی وسط میں چھوڑ  
نک سرخیا ایک جل جل پتائی یا آگینہ کی چھاپ  
پتھر گڑائی کو یا سینہ صفا پر کوہ الم رکھ دیا  
اور چاروں طرف اوسکی فرش و خیا بانہای  
سنگ سرخ اور نرہای روح پرور ایک طول میں  
میں گز اور پتہائی میں چھہ گز مزید جاری ہوئی ہرگز



روشن کرتی تھی کہیں نوحہ و سانچہ میں خزان  
 برف نورانی میں عشوہ کر بوقت تہن او کہیں پر کھڑا  
 مناظر آسمان نقاب سیلاب سی جلوہ دیکھاتی تہن  
 متعجب شہنشاہ رخ روشن خوبان تھی یا حباب  
 تن عاشقین احکام دل بوزان آس چادر کا پانی  
 جو صن کو لہریز کر کی تہن کر نامی پہ کیفت ایشا  
 چشمہ سار اور لطف خیال انہا ریب نہر کی  
 اب بھئی او میں ہو جو دین مکر و شمع کا فوری اور کھستہ  
 طہری نام کو دین آؤ غریب رواد و سکی مشرق حیا شکی

زین بخشی یک نیم درعہ حرقع ایک صحن مستطیل براس  
سنگ سرخ طائیائی اور چین اور سکی بخت مستقیم  
نہر سنگ مرمر غولہ وار کو ڈالہی گویا صفحہ حنائی

تقدیر صبح کی مدیسیم کنہی یا تختہ پا قوت پر

سنگ کوہ کو جڑای تو در وسطین ماس کی سولہ کی

ایک ایوان عالی تمام سنگ مرمر صفا کا بجا چھوڑا

رنگارنگ پی آو سکو سکی محل کوئی میں ملے اسکا

پس گز اور غرض پائرو درعہ ایک سمت اسکا

ناظر ہی شرف باغ کی اور دوری چائے واقع ہی ہوئی

اور دو طرفہ او کی شاہ نشین میں ہر ایک طول میں  
 آٹھ گز اور عرض میں پانچ درعہ اور چھ اوس کے  
 ایک حصہ شنگ و ہر کا ہی طول میں چار گز اور شمشیر  
 میں ہر ایک وائے شنگ کا اوٹھ دودھ و شمشیر  
 نور کا اور ہر فرد دیوار پر چین کاری ہی شنگ کھزار  
 اور اوپر او کی چار بر جیان نہ تب کس و اوس اعظم  
 ارم آرام کو جعفر سی و یکہ سہا پانچ کاری مکر آب  
 اوس مکان سلطنت نشان میں چہد بستر کھشت  
 سپاہیان ہر اسر اہتر کی ہری میں کہیں او کی چار پانچ

پہی میں اور کہیں جو بھی بنی میں باقی آن تشریف  
در و جام گرفت و رو بہ چہ کرد و کرک آرام گرفت  
بہرام کہ گویسکونی ہمسفر و بنگر کہ چکونہ گو بہرام گرفت  
اور مو تی محل کی شمال و ایک سو و الیوان ہند متقف  
آسمان چہند آدرستون ہای فلک فرسا لہو مجر  
عالم آرا نام مستحکم و سرور کہ مستحق مشورہ و دراز  
سپید نیکینہ و ایک سو و پنجاه کی چاندنی  
ہستہ پیش و پس و چہ چہ چہ چہ چہ چہ چہ  
بہشت و بہشتی لہو و اس چادر از ملک ناری

ایک حوض و لغز و زجاج شیشه بر چین کاری مانند دست و پا  
 سفید بخان چشمبراه اجابت آور مشطرنزول محبت  
 مرتب ہی اور کوس لوح کی پیشانی نورانی سی باقی  
 مثال فیض کسمانی کی ہوس حوض مایہ زندگانی میں کرتا  
 گوارہ و سکو لبریز و سرشار کر کی نہر بہشت سی گذر مایہ  
 آلود و نامنسی ہر طرف تمام منازل کرامت بنیا اور مباح  
 راحت آبادین پنچہای چو نہر کہ دولخانہ ہای شاہین  
 یک تخت سنگ مرمر کی گذری ہای شاہچہان فی او کھانہ  
 نہر بہشت کہ کھانہ آویر اسرار اسرار خوار گامی نقشہ صفا

مکر شاه چاه

۹۰

آورنده این کوئی جای ایسی نہیں کہ او میں بہترین  
عرض اوس چادر مذکور کی عقب میں برج شمالی یعنی  
شاه برج کو دیکھا ہے برج لوہے بروج سماوی عروج حصہ

شاهی سیست ترین و مرتفع ہی آو سکی درجہ اول میں

ایک شمس خانہ شمس ہی تمام ملک سرسبز و آباد

یا جدا اول کل و ریاضین و چین کاری رنگ برنگی

بیت اگر کہ یا مصر و قدرت بی تمام و نیست

درت طراز پی کی ہی یا خاص ازل فی عاتق

سی لوح محفوظ بر گھڑا پی کی ہی آو سکی



عربی ایک آبشار مرصع کاری سی آب و شکر و آب  
 اور اسکی پنج حوض ہی بشکل بیضاوی یکدہ شکر  
 با بر چین کاری عقیق و مرجان اور اسکی اگی ایک چوٹی  
 سی ہر سنگ ہر مہر کی ہی تہ و پس سی اگی ایک اور  
 حوض ششمن ہی اور اسکی ہر گوشہ پر فواری چھو  
 بین آہستہ ہی پستہ ایک اور ہر خود ہی کہ اس  
 پانی نکل کر دریا میں گرتا ہی اور اس بحر میں ہی  
 طاقی ہائی گلدان واسطی شمع و کدہ ستہ ہائی  
 طاقی کی رکھی ہیں اور اسکی سقف گنبد وار ہیں

ذکر قلعہ ایچا آباد  
۹۷

تمام خزانہ ہائی آگیتہ جلیبی خانہ طلائی میں مریض گھوڑی  
اور اس منزل عالی کی درخت چھوڑ کر مستطیل سمیت شہر میں  
سیرگاہ وریا میں آوارہ الوان جھوپی سی رہتی محل کو  
جاتی ہیں اور دسبرپی سی زینہ بالائی درجہ دویم اور  
راستہ باغ مشہور سیاہی چھوڑ کر راہ گاہی چھوڑ  
زینہ کی بعد ایک الوان سنگ سبز رخ پلٹ کر الوان چھوڑ  
وہاں پار باغ حیات بخش اور برج قلعہ اور قلعہ شہر کی  
اور پھر پانی ہی اور متصل کٹر چھوڑ کر شہر گھوڑی  
کو آگیتہ سی پانی اوٹل کی بالا بالا الوان کو گھوڑی لگاتی

و تان بر طرف چشمن او خزان بنی بونی من آوس  
 جگه سی بر جانب پانی تقسیم سو تابی آوراوس سی  
 چند زمین بالا تر برابر کمره قلعه کی با هم و در فصل  
 حصاری آوری اوس سقف کی تمام ایوان محبزی  
 سنگ برج واقع من آوس سی چند زمین بنده  
 ایک نشانی است نهایت هوادار و پاکیزه باسقفی  
 او چشمه های شگانه دم از جام جهان نما رتایی  
 آه و سوز و سکی و رتایی چمن آینه داری کرتایی  
 قطره اوس نشین بهشت موطن کاهشت درشت گند

ذکر قلعہ پنجاب آباد  
۹۹

اور عرض غلام کروشن بقدر دیگر اتھرت غربی میں  
صحن ہی ہی مگر مختصر اور طبقہ سوم پر ایک برج  
قائم ہی اساطین ہشت گانہ پر اور چھین اسکی چوتھ  
تمام سکین پہنا و اور بچلہ اور ایک تخت  
سنگ مرمر کا ہی با شمشیر پر زر کہتی ہیں اس  
برج کی غوی و ارتفاع کو کوئی مقام قلعہ مبارک کا  
نہیں پہنچتا اگرچہ اسکی جوائین برج جنوبی واقع ہی  
مگر اسکی حسن کی برابر ہی نہیں کر سکتا اور اسکی طبقہ سوم کا  
قاف کو قاف کو مثال ف کی ایک الف در میان کہتا ہے

اور اسکی مجلس کا کاف مرکز کاف کیون سے  
 ہمیشہ نیرہ بازی کرتا ہی طبع آسمان پر قرص آفتاب  
 نہ سمجھو اسکی کنسید ریاضا وی فی بیضہ طاوس  
 فلک کو ٹوڑا ہی یہ اسکی زردی اخل ای ہی اور  
 میدان سپہر پر کردہ ماہ چاند اسکی چوگان مجلس کی  
 کہیں کی گزری زمین نظر آتی ہی بالفصل اس جہن  
 نیم سپہر خلافت اختر آسمان سلطنت صاحب عالم  
 و عالمیان مرشد زادہ جهان و جہان بیان میرزا  
 فتح الملک شاہ بہادر ریتی ہیں اسی خیر و استیاریا ہر جا

1000

[illegible]

در طعن چشم ز آدن با یوس است تاریخ جلوس سعد

او از سر یوس ش: سامان جلوس سمیت مانوس است  
۹۲۵

آوریه تاریخ اسکی فوت کی هی تاریخ سلطان

سیدم شاه که از حسن عاقبت آرام زیر سایه عرش

خدا می یافت بودم بفکر سال و فالتش که ناگهان

عالف بزدلو که بجات جای یافت آور باین  
۹۴۱

دولت قمری یکی پل جهانگیر فی تعمیر کیا هی او سک

تاریخ بهی تاریخ حکم بادشاه بهفت کشور شهنشا

بعد از داود میر جهان گیر این شهنشا که

کہ شیریں جهان را کرد و تخریر چو گل شسته در دلی تهریب  
 کہ صفحہ رانشاید کرد و تخریر چو پی تار بج اتامش کرد  
 پل شائسته دلی جهانگیر اورینچی قلعہ سیدم کدہ کی  
 دریای چین پر سرکار انگریزی کی طرف سے پل طیار ہوتا  
 درازی اس پل کی یقین ہی کہ تقدیر ایک میل کی  
 ہو جائیگی اور یہ پل بطور انگریزی پتہ ہی خلق اللہ  
 اس سے محال راحت و آسائش ہوگی اگرچہ ہمیں قلعہ مبارک  
 بہت سیر کی مگر اکثر مکان محل خالص کی اور عمارات  
 سمت جنوبی نہیں دیکھی اور جو کچھ کہ لکھا ہی یہاں وہی



چہرہ کا خال بھی نہیں ہی کہتی ہیں کہ محمد شاہ کی  
 زبانی شک اس قلعہ کی حیثیت نہیں مگر ہی تھی اور  
 عمارت خام اور سکونت عوام کو اس میں داخل  
 نہیں ہوئی تھی حتیٰ جب ملک دولت بن زوال  
 آتا ہی تو سب چیزیں اختلال پڑ جاتی تھیں  
 جہاں ایسے ملک جاویدیت و روئیا و فادائی  
 اسیدیت نہ برابر و رفتی سحر گاہ و شام و سر پہا  
 علیہ السلام باختر ندیدی کہ برابر و رفت و خٹک  
 باد و نس و واد و رفت کسی زمین میں گوی دولت و

کہ در بند آسائیں خلق بود بکار آمد آنها کہ بر دستند  
 نہ گرد آوریدند و بکند آشتند بنا اس قلعہ عالی کی  
 عہد دولت صاحب قرآن ثانی شہاب الدین  
 شایعہاں بادشاہین بناریخ ہرسم محمد ۱۰۴۰  
 کو شروع ہوئی اور شہر ہی مطابق سال ۱۰۴۰  
 شہر ہوئی اور کتا بہ مصالح التواریخ لکھا گیا کہ  
 بہترین بادشاہوں کی جو شہرہ انکار اور  
 بہترین مطابق سال ۱۰۴۰ وازیر ہرسم محمد  
 پانچ کھڑی رات کی چھ ساری استاد احمد حاکم

شروع ہوئی اول چار مہینے اہتمام عزت خان میں اسکی  
بنیاد رکھی بعد اوسکی دو سال و یکماہ اسکی تعمیر عمل درآمد  
میں رہی پھر کمرست خان فی تاریخ بست و چھارم ربیع الاول

سال بست و یکم جدوس ششہ پھر در اثنا دن ہجری

بصرف پچاس لاکھ روپی کی انعام کو پہنچائی

جس روز یہ مقام فرقدوم بادشاہی سے مشرف ہوا

نوشا جہانی اسمین جشن عالی ترتیب دیا میری کاشی

یہہ تاریخ اسکی انعام کی نذر گزرائی جس دن اسکی

صلوت فاتحہ اور پانچ ہزار روپی محبت ہوئی تاریخ پہلے

شد شایع جهان آلود از شا جهان آلود و به دست  
 اوس زمانی من قابل و کهنی کی تنها که جب بائیں  
 کی آمدنی اس میں اکی صرف ہوتی تھی او خلقت اسکی  
 خاک سی زرو جو اس رول لیتی تھی ہم حضرت طلحہ  
 کی زیارت سی مشرف ہوئی عمر شریف حضور اقدس کی  
 قریب ہشتاد سال کی ہو گئی شہر غزل و کشتی  
 خط فسخ و طغر بہت اچھا کتبہ میں حکم موسیٰ بن  
 نہایت کمال رکھتی ہیں اس عالم پر میری بندگی  
 بہی خاصی لکھی ہیں تاج سیلا و لکھی است

ابو نصر میستخرج ہوئی ہی اور یہ تاریخ انکی جلوس  
اشرف کی ہوئی ہی تاریخ از نشہ دولت  
بہار شاہی شد چو رمی طرب امانع دہلی بہشت  
بخت دولت روز افزون نہت بہر دود و مانع  
دہلی تاریخ جلوس ان شہ والا قدرہ آمد طرب  
چراغ دہلی اور النہاس کہ یہ ہی بسم زہر  
زہرہ سکہ الفضل الہی صراج دین شہر بوجہ شاہ  
یہ اسم انکی اصلاف عالی درجات کی ہیں زمین  
سلطنت میرزا محمد درخت ولیم بہار

دویم میرزا شاهرخ بهادران و دولو صاحبزادون فی انتقال فرمایا  
 سیومی میرزا محمد فتح‌الملک عرف میرزا غلام‌فخرالدین بهادر  
 چهارم میرزا مغل پنجم میرزا عبد الله ششم  
 میرزا قیاس بیستم میرزا بخت‌ور شاه نهم  
 میرزا فرخنده شاه متوفی دهم میرزا محمد یازدهم  
 میرزا خضر سلطان دوازدهم میرزا جوان بخت‌آور  
 سلسله شریف بندگان حضور کاتاب حضرت امیر تیمور  
 اسطوخ پنجاهی ابو ظفر سراج الدین محمد بهادر شاه بادشاه  
 بن ابوالنصر معین الدین محمد اکبر شاه بادشاه بن ابوالفضل

سرتاج الدین محمد شاه عالم بادشاه بن عزیز الدین عالمگیر  
 بادشاه بن سمر الدین جهاندار شاه بادشاه بن قطب الدین  
 معظم شاه عالم بادشاه بن ابوالمظفر محی الدین  
 عالمگیر بادشاه بن ابوالمظفر شهاب الدین شاهی  
 بادشاه بن ابوالمظفر نور الدین محمد جهانگیر بادشاه  
 بن ابوالفتح جلال الدین محمد اکبر شاه بادشاه بن نصیر الدین  
 جهانگیر بادشاه بن طاهر الدین محمد بابر بادشاه بن شمس  
 سیراز بن سلطان ابوسعید میرزا بن سلطان محمد میرزا  
 بن سلطان جلال الدین میرزا شاه بن امیر تیمور گورکان

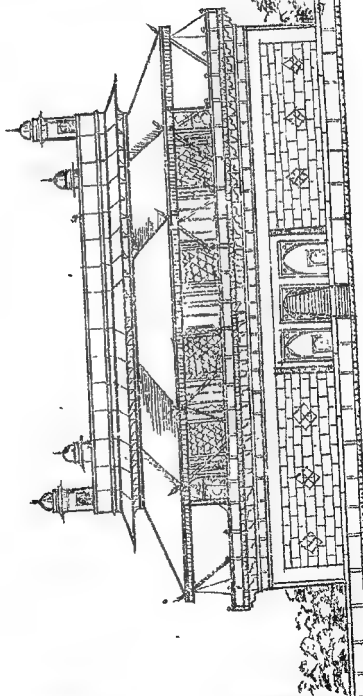
تھو امی ان بادشاہ کو مکی اولاد بہادر شاہ بن عالمگیر  
 اول میں اور یہی بادشاہ درمیان میں ہوئی میں چنانچہ  
 بعد میں الدین جہانڈر شاہ کی محمد فرخ سیرین غلام شاہ  
 بن بہادر شاہ مذکور اور بعد فرخ سیر کی شمس الدین  
 ابو البرکات فریح الدرجات بن فریح الشان بن بہادر  
 مسطور بعد فریح الدرجات کی فریح الدولہ لقب  
 شاہجہاں برادر فریح الدرجات بعد انکی ابو الفتح ناصر الدین  
 بن جہان شاہ بن بہادر شاہ مرید بعد محمد شاہ کی مجاہد الدین  
 احمد شاہ بن محمد شاہ بعد احمد شاہ کی عزیز الدین عالمگیر ثانی



فقد مکارک کی گفتو نین صراحتاً تبیہ حضور والی انقشہ دیوانہ حاصل التفتا



دیوان خاص شاه جهان آباد





اسی درخت کا ریشہ ہی اور جو دیار کہ مزموم شرفا در شہابی  
 آباد ہی اسی دریا کا چشمہ ہی جس مقام میں زرد جاہری  
 اسی سعدن کا فیض عظیم ہی اور جس جگہ علم و ہنری  
 اسی مدرسہ کا درو تسیم ہی زبان خاص و عام اسکی فخر  
 و مہمانات پر ناطق ہی اور تحریر کتب تواریخ اسکی صفین  
 کو اہ صادق ممالک ہند میں ام البلاد اسی کو کہتی ہیں  
 اور اتیم سوم میں اشرف الامصار اسی کو سنتی ہیں  
 اس شہر کی تعریف کرنی زیادہ ہی آفتاب کی روشنی کا  
 بیان پیغایدہ شیر کو شجاع کہنا لا حاصل ہی عقل کار کو

وانا کہنا لا طائل ایک عالم اسکی شرافت و فضائل پر  
 مقرر ہی اور ایک جہان اسکی تفصیل و ترجیح پر مقرر  
 اللہ تعالیٰ لی اس قطعہ زمین کی ازل سے سعادت بخشی ہی  
 اور روزِ میثاق سے برکت عطا کی ہی ہزاروں تاجداروں کی  
 تحنگا بھی شہ نشین ہی اور لاکھوں اولیا کی مولد  
 اور مدفن بھی سر زمین ہی عسما و نقبہا سی دارالاسلام  
 اور صلی و القیاسی سعادت التیام حکما و اطبا سے تحسین  
 حکام عدالت شہارسی دارالامان امرای نامدار کے  
 چشمہ فیضان حسن و جابت میں طبقہ پرستان

اہل بے سیرت جانتی ہیں کہ خوبی بڑا ان نہ صرف سودگی  
 خلق ہی نہ کثرت رواق اور بزرگی مدین نہ فقط  
 وست سوئی ہی نہ بلندی بساق بلکہ کمونی ہاودین  
 و امنیت ہی اور تصف عدالت اور حسن و یار صادق  
 اور اوصاف خلق جیسا شوق علم دین کا اس شہر کا  
 کہیں نہیں جو مفید صوم و صلوة کی بیان فرمائی کہیں  
 علم حدیث میں اگر اس شہر کو کہ معتمد کہیں تو سجای  
 اور نقہ و اصول میں ماوراء النہر سی بہتر سمجھی و ستراقی  
 اور شہر دین اتنی کہیں ہی کہیں کہ جس قدر بیان مسیحہ

و کتان بین آور ملک بین اتنی ناظر خوان نہیں کہ جتنی  
 یہاں جانٹھ قوال ہیں اور جو لطف نماز عید پر کا شاہین  
 میں ہوتا ہی کسی شہر میں نہیں ہوتا یا و شاہ بہت ترک  
 و احتشام سی سوار ہوتی ہیں اور تمام جلوس مع جیدہ سلطان  
 و امرا ہمراہ ہوتی ہیں اور قلعہ سی تا عید کاہ پر اسی رہتا  
 قریب لاکھ آدمی کی نماز جماعت میں شامل ہوتا ہی  
 لوہین اور زینور کین چھوٹی ہیں بالاحالون پر  
 ہزاروں آدمی واسطی زیارت سوار ہی حضور الوری کی  
 شہر میں عجیب طرح جلوہ اور کینیت ہوتی ہی اس طرح

اسی طرح ما و صیاح میں لوم الوداع کو مسجد جامع میں  
بادشاہ کی سواری آتی رہی۔ ذکر مردم شاہچراغ آباد  
اور زبان بہان کی جمال عوام کی اور جا کی بعضی  
خاص سی بہتری اور محفل ہی بہان کی طفل کی ہر  
کی پیری سالم تر عجیب زمین مردم خیر ہی کہ سوائی و کا تو  
و زمانت کی بدلت و غیارت کی دکان بہت کی ہی اور  
باوجود اس زمانہ ناقہ روانی کی ہر ایک کے علم و زمین  
کوشش و سعی ہی آوضاع و انداز بر شخص کا بہت بہت  
و خوش قرین اور پوشاک لباس ہر شخص کا بہت بہت



و دیگرین معلوم ہوا کہ یہ شہر سو برس سے یہی طرح کی  
 حادثات میں مبتلا رہا انواع و اقسام کی نشانہ گیری  
 چنانچہ اول بادشاہ فی قتل عارت کر کی دولت محمود  
 اپنی سلطنت کو زینت بنی بخشی اور زیادہ اس کی عورتوں  
 کی مال و جنس پرانسی لیکیا اور بعد اس کی احمد شاہ  
 ابدالی نے چاند بار اس شہر میں جہاز و سپہری اور  
 گورنار و پٹی کار و جواہر لوٹا پتر باسہا جاولان  
 و سر مشون فی خراب تیاہ کیا اور کسی کی پاس فرا  
 انشاہ اور سرما یہ چھوڑا آپ فقط ایک لاکھ روپیہ ہوا

ذکر مرد و حشمت و عبادت  
ازم ۴

بادشاہ کی اس شہین دولت و عزت ہی بآستعلقان  
سرکار انگریزی اور مردم تجارت پیشہ سی صورت رست  
باوجود اس عدم استطاعت اور کمی مددالت کی  
اس شہر کا سا فروغ و جلوہ کہیں نہ پایا اور اسکی شہر  
نقشہ کسی ملک میں نہ یکھا شہر گر چہ ان کردیدہ ام  
مہرستان و زریذہ ام بسیار خوبان دیدہ ام اما  
جیر می و گری اکثر اطراف و اکثاف کی اور  
اسی شہر کا وصف سنائی میں آیا اور ہر مسماح  
و ساز کو اسی کی رضا و دستگیر کا مقدر و مقنا

اس شہر کی لوگ باوصف مفلسی ناداری کی اپنی وضع کو  
 ماتہ سے نہیں دیتی اور سب بہت عالمی کی عالم بیکاری  
 جو بی روزگاری میں ہی اپنی آبرو اور خیر پوشی کو نہیں چھوڑتے  
 اور بخل و باشندگان راجستان اور ساکنان  
 ملک جنوب کی شاہجہان آباد کی ہندو نہیں ہی میرا سیت  
 پائی جاتی ہی اور بعضی جو ہری و بیو نہیں پوی امارت  
 و ریاست نکلتی ہی حسن خطاب و انتظام کلام ہر وضع  
 و شریف کی زبان سے مترشح علم مجلس آداب صحبت ہر کہ  
 و مہ کی انداز سے واضح و ذکر علی و اکابر شاہجہان آباد

مؤرخ علماء کا پیرا پیرا

۴۲۰

تہ چند کہ رفت بعد چہند روز کی شاہجہاں آباد میں  
علیل ہو گیا اور عارضہ بخاری تا وقت روانگی کمال  
شوش و بخور رہا اس سبب سی طاقات و نامی علم اور  
سیر نہ ہوئی اور نامی فیض صحبت ظاہری سی دولت  
نہ حاصل کی کہ مزاج و مراتب سیکے معلوم کنی اور  
فضائل و شرف ہر ایک کی دریافت ہوئی اگر مستان  
و مقامات علماء دین و فضلاء متقدمین کی کہ جنہوں نے  
اسی بات سیر و ہمین حکم کل میں عیسا فان  
وار البقاء آخرت اختیار کیا ہی اور تہیں عالم

قبول فرمایا بیان کنی جاوین با جو که بالفعل مدرسه  
 و جو دین خیریه دایت و تلقین امور مستعد افاضت  
 و تعلیم بین فرود آوردن او کی اوصاف لکھی جاوین  
 تو ایک دفتر چامی اسواسطی و چار بزرگو کی نام  
 کہ فی زمانہ موجب غرور باعث برکت شاہجہان  
 بین مینا و تبرکاً اس کتاب بین لکھی جاتی ہیں چنانچہ  
 مشرقستان شمس دین محمد رسول اللہ خاندان مولانا  
 شاہ عید العزیز بن شاہ ولی اللہ محدث شاہجہان  
 بین ایسا گذرا ہی کہ آج تک ہندوستان میں یہاں کہیں

ذکر عالمی و کتب و کتب  
۴۵

لو کتب در حقیقت علم حدیث و تفسیری و اوستی و اوستی  
پیر لو پیر و آب اوس و دودمان فیض میان بین  
نموده خاصان الی پرورده الوار و استنای منت  
فی نجیب المولوی مخصوص المصاحب بین اوستی  
علم و عمل سی آسمانی و کوحیرت ہی آور زین و کوسعاد  
آور مولانا اسحاق صاحب کی شاگردان شیدین  
قدوة الصالحین سقده ای راه دین مولو محمد طیب  
ایسی عالم با عمل اور فاضل اجل بین که بحسن ایل سلام بین  
شتم شاد و اور کاشانه دین بین بین چرخ بدایت اوستی

جہاں کہیں پائیے وہاں غلط و نصیحت اور بیان

تفسیر و حدیث بجای ہونے والی مغرور اور بین سی جاری

ہستی میں اور عفو و عفا پر وینہ اور وقایہ مسائل شریعہ

وہی حل کرتی ہیں اور خانقاہ حضرت غلام علی شاہ صاحب

اخلاف شاہ ابو سعید صاحبین سی پیشوائی اہل شریعت

و طریقت رہنمائی جاوہ حقیقت و معرفت اصحاب صورت

طاہر اکسیرت مولوی عبد الغنی صاحب ہیں کہ ان کی علم کو

ساتھ عمل کی اتحاد و یکجہی اور ان کی آئینہ ظاہر و باطن

باطن ہی رابطہ جسمانی و خیالی و روح اور ان کی پریشانی و غم

اور نور القادوسی برین موسیٰ لامع توکل اوکی صحت  
 اعتقادسی توأم اور قناعت اوکی محبت عالی است حکم  
 نور آفتاب آسمان فضل و کمال مہر بہر علوم و اعمال  
 کاشف اسرار منقول و معقول عدل غوامض نقد و اصول  
 واقف روز نکست الہی محقق مسائل ریاضی و طبیعی تمام العلوم  
 و کمال اکمل اللہ الفضل ابدۃ الاصل علیہ السلام و غیر  
 شہرہ فیض و در حضور مولانا محمد صدر علی بن خاں بہادر  
 صدر المصنف و در کہ عریضو کو اوکی فصاحت و بلاغت  
 انجمن از او و جمعیہ کو اوکی نظم و شعر و شہار و سرور و غیر



و بعد تو اشع فی ریاض عالمین او تہمین کی آیہ می  
 سجا پیرت سی سرسبزی پکڑی اور نہال اخلاق  
 و گلبن صروت فی اونہی کی نسایم نفوس قدسیہ سی  
 بوستان جہان میں نشوونما حاصل کی باوجود جویم کا  
 تشفیہ احکام محکمہ عدالت کو وہی سعاد و عبادت  
 خالی نہیں ہمیشہ درس و تدریس طلباء تفسیر و حدیث  
 اور تصنیف و تحریر میں مصروف رہتی ہیں زاد اللہ بحکم  
 و شرفہم اور مولوی نصیر الدین صاحب اور مولوی محبوب علی صاحب  
 اور مولوی نظیر حسین صاحب بہ تمام علما علم و فضل اور تقویٰ

ذکر حکماء و شہداء

۶۲۹

و طبہارت میں اپنا ثانی نہیں تھیں اور شب و روز سوا ہی  
عبادت و زہدیت اور تحسین و معظمت کی کوئی کام نہیں  
کرتی الحمد للہ کہ شاہجہان آباد کا کوئی کوچہ حاضری سے  
خالی نہ پایا اور کوئی شہساز کا بی غار نہ پایا  
ذکر حکماء شاہجہان آباد حکماء و اطباء ہی اس شہر میں  
یونان سے زیادہ ہیں کوئی تلمیذ و پیس کہلاتا ہی  
اور کوئی شیخ الرئیس اگرچہ حکامی نامور و اطباء ہی  
حافظ مثل حکیم شریف خان اور حکیم و کا والہ خان  
اور صادق علی خان اور عزیز اللہ خان اور شرف خان

اور قطب الدیخان اور منور خان اور رکن الدیخان  
 اور شرف الدیخان اور حکیم حسن بخش و حکیم نجف بخش وغیرہ  
 کہ ہر ایک اپنی کمال میں بوعلم و فاریابی بہا سب اسی  
 قرن میں مطب حیات سی و اشعار و محاسن کو نقل کر گئی  
 و رہنما شاہیچان آباد میں سرمد حکم آور عمدہ اطباء  
 آرستہ گوران افلاطون دوران حکیم امام الدیخان صاحب  
 کہ سوائی علم طب کی جمیع علوم میں دستکارِ کامل کہتے ہیں  
 اور اس زمانہ میں مصر اطباء و بصر اطباء و قیروان  
 اور دہری سر دفتر مجموعہ حکمت سر لوح نسخہ جلد ۱

ذکر حکما و شایسته الیاد  
۱۰۰

احقر اعظم الدولہ محمدہ حکما حاذق الزمان حکیم حسن بن علی  
معالج بادشاہی ہیں کہ سوائی تکمیل علم طبابت اور تہ  
جلیلہ امارت کی بہت سی صفات حسن اور خلاق محمود  
متصف ہیں اوتنے اسم او کی ملاقات سی سرور وافر  
حاصل کیا اور او کی نسخہ سی ہی بہت ہوا اور قسری  
کامل القیلت لقوا جس طبیعت حکیم نصر اللہ خان  
کہ شفا او کی دست پروردہ ہی اور صحت او کی وزو  
دست بستہ اور جو تہی عالم علم ظاہری و باطنی رسول  
خاندان نبوی سید میر فضل علی کہ او کا نسخہ ہوا

عوارض میں نہایت عاجل ہی اور دوا ادوی  
و عاسی شامل اور پانچویں رسید صحت شفا باعث  
تقویت ضعف و مرضی ہر سن زمان حکیم علامہ  
کہ اونکا نسخہ ہر لوح قانون حکمت ہوتا ہی اور دوا  
اونکا دستور العلاج حد اقل حد استعانی عالم  
اسباب میں اونکو بہت فضل و کمال بخشی ہی اور  
مزاج میں نہ ہی نہایت حکم و رشد عطا کیا ہی اور  
عیسیٰ دم بحر قدم اعجاز الدولہ ارشمیدس دوران  
ارسطوی عصر حکیم عبدالقی خان خلف شہنشاہ الزمان

ذکر شہزادہ جهان آباد  
سورہ

خاتم حسن بخش خان بہت اونکی ہی دکارتہ طبعی از دولت  
خلق کا یہاں میں شہرہ ہی اور بہت اخلاق حمیدہ و آثار  
برگزیدہ ہی موصوف میں سوآئی توسل و قدست بادشاهی  
استظام سرکار میں ثبت گدہ اونہیں کی ذات پر موصوف  
شاہنہاں آباد میں بہت طبعی تجربہ کار کیجہ دار شہزاد  
کہ اگر فقط اونکی نام نامی کی فہرست لکھی جاوی تو نہ کہتا  
تا کام رہ جاوی سوآئی طبعی تجربہ کار کو پوچھ لکھی  
کہ اپنی دکان پر شہزادہ طلب کرتا ہی۔ ذکر شہزادی  
شاہنہاں آباد۔ اور شاہنہاں آباد میں شہزادہ

ہر ایک اپنی اپنی انداز خوش شیبائی اور طرزِ شیریں کلامی  
 میں ملائی و ملائی اور فیضی عرفی ہی مکر میرزا اسد اللہ خان <sup>غالب</sup>  
 عرف میرزا نوشہ کمالِ سخنوری میں اپنا جواب نہیں کہتی  
 اگر و دگی اس زمانہ میں ہوتا تو اپنی دیوان کج رو و  
 اشکِ مذمت میں دہوتا اگر آوری اومی کلام و  
 دیکھتا تو آتشِ غیرت سے اپنی تصنیفات کو جلا دیتا حقیقت  
 او نگاہِ مصرع مصرعہ طال آسمان سے بلند تری اور بہت  
 بیتِ ابروی خوبان سے خوب تر متعاقب و متغی کو یا تنگی  
 و مانِ غنچہ و بہان اور مضمون پارہ کسے ہی سیاہی نہ پاتا

خیالات میرزا جمال اوٹکی و اعم زلف خیال نہدیچ پیر پاپا  
 اور متعابد پر وار بیدل اوٹکی نظم مسلسل میں پانچویں  
 تر گہ بار نصیری ہمدانی اوٹکی عبارت پر ثبات کی آگے  
 معترف ہر سچے چارخصر میرزا بیدل اوٹکی فقرات  
 سوزون کی روبرو نامعتدل انتہا حیدر والو الفضل  
 اوٹکی رقعات بی بدل کی مقابل میں دلیل و مستدل پہ  
 اوٹکی میں نظم حسن و غزلیت کشی چٹائی بعد باری آرامی  
 اہل حفا میری ہمدانی دل خاک میں احوال تان پرستی  
 اوٹکی ناخن ہوی محتاج حفا میری بعد کون ہوتا ہی



می مرد افکن عشق \* ہی مکر لب سامتی سی صلا میری بعد  
 ایسا دل بکرتشہ فریاد آیا \* پھر مجھی دیدہ تراد آیا  
 مینی مجنون پہ لک پن پن اسد \* سنگ او تھایا تھا  
 کہ سریا دایا اولہ تیری تو سن کو صبا باندہ تی میں تم ہی  
 مضمن کی ہوا باندہ تی میں \* تیری فرصت کی مقابل میں  
 برق کو پا بچا باندہ تی میں وہ دوست غمخوار ہیں میرے  
 سخی فرما دیں گی کیا \* زخم کی بہتی تلک ناخن نہ ہڑے جا  
 کیا \* ولہ ہمسایہ کھلجا و بوخت ہی پرستی ایک دن \*  
 ورنہ تم چہرہ نیکی رکھ کر غدر سے ایک دن \* ولہ

بجزین در بار و در کوچه و دیکته و این کبھی صبا کو کبھی با سحر کرد  
و کبھی بن و ده گهرین امی پاری خدای قند زبانی کبھی بن  
کبھی پانی گهر کرد و کبھی بن و ساقی باره لطف مضمون  
و سوا پیمان پاری خجسته شیرازی و صفها نشانه افرا  
مدام سخن پیری مولوی شیخ امام بخش صهبائی که عالم  
علم زبان فارسی و اوستا و صنایع و بدایع شعری  
شاه جهان آباد و دیپن آوار بل و الش و استعداد  
او نگین تصنیفات فیض آیات او شرح و شش  
حزریان کرنی بن او نگین کلامی طبیعت مستطیر ساز

و مانع و لہای نکتہ سنجان اور اوکی لہایم ہمار سخن  
احت پر امی خاطر معنی شناسان اور فکر بند اوکی  
کند کردن ہوش کرد بیان اور سر غزل اوکی تمہ  
باروی حوران باغ جنان باوجود مدرسی کی تصنیفات  
بھی چسپی جاتی ہی اور اوس حالت میں شعر و غزل  
بھی ہو جاتی ہی۔ سلطان اقلیم خنوری تاجدار کشور  
معنی پروری مہربان پامی تخت خسرویی شیخ ابراہیم  
ذوق و طووی اساتذای متقین پر ہی فائق ہیں  
اور ہر دیار کی سخن شناس اوکی اشعار آبدار کی مشیانی

ذکر شریف شایان  
۳۹

انتہائی کلام اردو کو ایسا قالبِ فصاحت میں ڈھالا ہے  
کہ رتبہ ہندوستان کا اب ایران ہی دو یا لای و آئین  
زبان ہندی سی لطفِ فارسی بہرہ دیا ہے کہ پڑھنے  
میں کو چسپا دیا ہے اگر غرضی و مسجدی کو اونکی تصاویر  
عراقی معنوں میں نصیب ہے تو عیاری سلطان  
محمود بہتگیں کیا کرتی اگر سعدی و حافظ انکی تحریر  
شیراز میں سستی تو شوقِ فارسی چور کی ذوقِ ہندی  
اختیار کرتی صاف بیانی اور محاورہ کوئی انکی  
خاص عام فہم اور رعایتِ معنوی اور مناسب لفظی

انکی گفتار پر ختم انکی اصلاح سی سیکڑوں شاگردوں کی  
 عزیمت کی تدوین ہو گئی اگر یہ اپنا خاص دیوان جمع کرے  
 تو سو چلدری کم نہوتی یہ چند ریزہ جواہر اونیہن کی  
 سعد طبع سی اس کتاب پر صرغ میں ترصیع کی ہیں اشعار  
 سر بوقت ذبح اپنا اوسکی زیر پای ہی یہ نصیب الکبر  
 لوشنی کی جای ہی رخصت ای زندان جنون رخیر  
 ور کبر کا ہی مرده خار دشت پر تلوا میر اکبر چلادی  
 ان مدد و طاقت کہی ہی ضعف سی سینہ میں دم و کھٹی  
 لب تک خدا کی نوکری پہنچای ہی واہ واہ شور محبت خوشے

ذکر شرای شاہ جهان آباد  
۱۴۴

چہرگانک استخوان میری ہماکس کس مزی سی  
کہا ہی ہی بس کرم سوز درون ہن جانیکی دل و فکر  
رحم جو شگر یہ پیرہانی میری ہر ای ہی منع ہیں  
ذوق کو تیرا ہی بس ہی نظارہ چاہنہا ہی  
جسکہ سو ش آجای ہی ولہ تیری کو چہ کو پیرہا  
دار الشفا سمجھی اجل کو جو طیب اور گ کو اپنی دوا سمجھی  
نگہ کیا اور مرہ کیا ہمتو دلو کو بلا سمجھی اسی تر قضا  
پیر تر قضا سمجھی ولہ بعد مردن ہی خیال چشم  
ہی رہا سہرہ تہیت میرا وقف غزالان ہی رہا

بین همیشه عاشق پیچیده میمانی ای رباب خاک سی رویه  
 میری عشق پنهان ای رباب و له موت ای سی کجبه علاج  
 در وقت بخت بود غصه غصه ای جارا غصه موت  
 کهتی این شور قیامت جکوه ای چشم باری تری  
 مستور خفا غصه غصه ای و له شور قیامت  
 جسی اوس و خ پر شور کا ای مرا غصه غصه غصه  
 گر که غصه غصه غصه غصه غصه غصه غصه غصه  
 بین کام پاک صورت کا و کرا غصه غصه غصه غصه  
 غصه غصه غصه غصه غصه غصه غصه غصه

ذکر امرای شایسته آباد  
۴۴

مگر تعارض بموجب او کی نام و نشان کی برگزین ہی  
اور جو لوگ کہ کچھ تہوڑی جاگیر و جا پاد رکھتی ہیں  
البتہ فی جملہ سودین مگر ایسا کوئی نہیں کہ جس کے  
سرکار میں ہزار پانسو آدمی متعلق ہو یا اس غریب کو  
فیض و خیر پہنچتی ہو امرای اکبر شاہی میں تعریف بخشی ہو  
اور نواب محمد میر خان اور حاکم الدین خان اور نواب  
خادم حسین خان اور راجہ شیر سنگھ اور راجہ کدپتا  
اور راجہ جیسو کھنہ رامی وغیرہ کی بہت سنی تہذیب  
اشغال کرنی ان کی اخلاق و اوصاف موجود ہیں لیکن



اونکی سی لیاقت و فضیلت ایک میں بھی نہیں پائی جاتی  
 اور اب محطی خان اپنی خاندان میں افتاب پیدا ہوئی ہیں  
 اور اپنی پدر بزرگوار سی فضل و کمال میں میراث شریف  
 و مہمات لیگی ہیں میرزا منگل بیگ خان صاحب سی اتفاق  
 ملاقات کا ہوا قدما می شاہجہان آباد میں منعمات سی  
 اور دینداری و صعداری میں مستحق ثقات اور لوہا  
 فتح البیگانہ صاحب بہت بزرگ و قابل ہیں باوجود  
 کبرئی کی لیاقت سپاہ گری اور علم مجلس میں کامل ہیں  
 اور لوہا امین الدین صاحب عظیم لوہا پختہ خاں سپہاورد

فکر امرای و حکام

225

شفق سرور: حضرت مولانا ابوالکلام آزاد صاحب  
 دلیات دیکھی عقل و دانش میں بہت درست اور تعمق  
 و تحریر میں انہماک بہت کم کرنا زک مزاجی بھی ان کی شہوری  
 اور صفت قدرتی ہر طرف سے کہ ہمارے ان کی جواب  
 ضیاء الدین احمد خان بہت سلیطین طبع عظیم مزاج میں  
 اور استعداد و علم و فضل میں شہرہ آفاق سواطین شہر  
 و اشعار اور حراست تالیف و تصنیف بھی ان کی شہوری  
 بہر حال ان کی صفت تعریف ان کی بہت کرتی ہی اور جواب  
 غلام حسین خان خف زاب فیض الہی گنجان مجھ سے

بہی ملاقات و صحبت حاصل ہوئی بہت ہی نفس و سرخ  
 الا خلق اور امیر درویش شصت تین اپنی طبیعت پر  
 ضابطہ و حاکم ہیں چالیس برس ستار میں مدظل لاہور  
 اور پردہ زمین پر اپنی استادی کو بلند آواز کیا کہ میں  
 فلک جو زمین پر ان مضارب لال کی ادھکا ساتھ نہیں  
 دی سکتا تھا اور تھیکہ نواز صبح باوصف و امیرہ افتاب  
 و بانیمہ ماہ کی اونکی عمر نہیں بچا سکتا تھا کی سال  
 و نعمت چہرہ رویا لو آپ حید الدین صاحب حق صاحب  
 ہوئی نہایت ضرور بزرگ و شخص میں ار لالین ہزار

و سوارت ملوک سلاطین آفریدیم همگی او کا خاندان  
امارت و شرافت میں مشہور ہی اور فرمانت قابلیت  
میں مفتخر اور پائی او کی نواب زین العابدین خان  
علم حکمت و ریاضی میں اپنی زمانی کی اقلید میں فیضان  
ان کی ہی فضائل و کمالات کا انسان ہندوستان میں  
نہیں ہی شاہ جہان آباد میں برصغیر ہما جہان ذوق  
اور سا ہو کا ران دنی اعتبار گلالہ راجی داس راجی  
ملاتی ہوئی او کی اوصاف و اخلاق بیان میں  
آؤراؤ کی انسا بیت و صفات کی ہر امر و عریب و غریب

ہندو نہیں اس کو سنو سنش کا آدمی نہیں دیکھنی میں آیا  
 اور اس کی طرف جو جسد کا انسان اس قوم میں نہیں  
 محمد النعام اللہ خان اور محمد عظیم اللہ خان برادران  
 مستثنیٰ ابان اللہ خان اور خواجہ شمس الدین خان عرف  
 سردار خواجہ جان شاہجہاں آبادی مستثنیٰ اور انہوں  
 مجسم دیکھنی میں آئی محال صاحب لیاقت اور خواجہ  
 رشیدین اور یار باشتی اور دست داری میں ہر ایک  
 وحید عصر اور مکتای دہری خواجہ موصوف ہوائی استاد  
 علم ضروری کی علم موسیقی اور ستاروار میں محال کہتی ہیں

ذکر امرای شاہجہاں آباد  
۴۹

اور اپنا خطِ روحانی اور لطفِ زندگی بخوبی بشناسد  
بہ سب بزرگانِ موصوفین اقسام پر کمال لطف مہربانی

فرمائی تھی شاہجہاں آباد میں اگرچہ ہزاروں اہل کمال

اور صناعتِ بیشال بر علوم و فنون کی رہتی ہیں مگر یہ

چند شخصِ رمی زمین پر اپنا عیدِ نظیر نہیں رکھتی اول

سید امیر خوشنویس کہ خطاطانِ ایران و توران کو

خطِ علوی کہتی ہیں اور جو بر رشتہ خراسان

انہیں کی فیضِ قلم سی خوشنویس کہلاتی ہیں اگرچہ

ہوتا تو او کی دایہ کی گرد و پر کار و بار ہوتا اور اگر میر علی

اور نیک ایک نقطہ پاتا تو بجای ہو یا اپنی دلالت کہنا  
اور دیکھو یہ نظام علیہاں مصورین کہ اونکی رو برو  
نقاشان چین چین لبتی میں اور صورتگران رنگ  
اونکی کام کو دیکھ کی رنگ رتی میں اگر لوح سیاہی میں  
تو لوح محفوظ سی خبر دیتی ہی اور حلقہ لکھتی ہیں تو  
کار مدہ قدرت نظر آتی ہی اور تیری بدرالدین علیہاں  
وحید العصر صرع رقم صنایع مہر کینی میں کیا ہیں اور  
اس فن میں بی ہمتا ہو یا ہر صنفان و شمشیر کو  
اونکی مہر و ن کی سامنی ہوتا ہے مہر و ہما اور مطہر عاتق

شاید بمانی نه با مگر ی او کی خود تو کی رو بر و محض بد خط  
 و بی منی آور چو بی قاری محمد علی بن که سوانحی خلیل و هم شمر  
 او تکمیل الشارخ و خوشنویسی کی لطایف و ظرافت  
 او در صنایع و معنی بن انتخابین آورند که پی و حاضر  
 جوانی بن لا جواب هر ساعه سخن با و هر روز نقل و شرح شاعر  
 او نقل هر حرف چاشنی شاعر و انباء سی خوشگوار انکار  
 ثانی بی بند و ستان من و سر اندیکها آور چو دیکها  
 انسی او فی تنها اس شهرین ارباب طرب اگر چه بیت من  
 مگر بالفعل مرد و وزن کوئی نامور گانی والد نه سنا



اور ان کی زبانیں کا کچھ بیان نہیں کیا جاتا البتہ سلطان  
طولیف شہ خیال اچھا گاتی ہی اگر شاہجہان آباد کی  
شرعیہ نکاح بیان کیا جاوی تو زبان شاخ نبات  
اور وہن کوزہ مصری ہو جاوی اور اگر اوسکی حلاوت  
و ذائقہ کا حال لکھنی میں آوی تو قلم ساقی عروس  
اور کاغذ حلو اسون پیر میں جاوی۔ نو اکہات  
برقہ کی وٹان ملتی ہیں اور میوے ولایت کی بھی  
وٹان بکٹی ہیں سننا کہ آب و ہوا شاہجہان آباد کی  
سوپر شہر بہت خوب ہے اب خراب ہو گئی ہے اور گرمی

ذکر مسدود مزارات اولیا  
نوم ۹

نہایت شدت سی ہوتی ہی بغیر حس کی شیوہ فیصل  
نابستان نہیں گذرتی \* ذکر دینی کہنہ و مزارات اولیا  
بعد سیر و تماشای شہر کی ارادہ زیارات کا اور دینی کہنہ  
فرمانیہ کا ہوا تو اول احرام طواف حرم حرم تحطی  
اور خاک پڑی استانہ درگاہ عرش تبرک قدم شریف کا بندہ  
مقام سی سوار ہو کر لاہوری دروازہ سی باہر نکلی تو دست  
چھاوینی کی سرگ اور فریز صاحب کی کوشی ہی لکھتے  
پشت کوہ کی بہت پر فضا و مرتفع ہی شہر باوجود ایک کوہ کی  
فاصلہ کی پیش نظر رہتا ہی آرمیدان چھاوینی انگریزی کا

یا وصف بعد مسامت کی اوسکا صحن معلوم ہوتا ہی اور  
 تمام باغات و دروخت اوس لواح کی گویا اوسیکہ  
 بستان ہر ہی اور دریای جمن اوس ہی بہت مسامت  
 رکھتا ہی لیکن اوسیکہ کی زیر پای اوسکو بالفعل نہا راج بندو  
 بہا ورقی مولیٰ لیا ہی اور اکثر اوسین رتی بن اور  
 اوکی باڑہ اور عملی کا مکان قریب اوسکی کچھ فاصلہ پر علیحدہ  
 اور چھوٹی دہلی اگرچہ بہت بڑی ہی مگر اوسین کچھ دلی  
 نو آبادی نہیں ہی اور سبزی منڈی بھی نہیں ہی کہ وہاں  
 تمام باغات کی سیوی اکی جمع ہوتی ہیں اور سب فروشن

ذکر علی گڑھ و مزار علی گڑھ

۶۵

لیکن شہرین اکی چھٹی میں اور اکثر باغیاں میں تہہ پاشاہی  
وغیرہ و سیطرف ہیں اور محاذی لاہوری و روضہ کی  
عید گاہ کہنہ شاہی اور اوس سی پری کو عید گاہ ثانی  
اوسکو عالمگیر فی تعمیر کیا ہی بالفصل نماز عیدین اوس میں  
ہوئی ہی عرض آستان ملاک اشیاں موصوف کثیر  
روانہ ہوئی و ہر مقام تقدس انصام لاہوری دروازہ سی  
گوشہ جنوب مغربین شہری بعد ریا و کوس کی فاصلہ  
واقع ہی۔ ذکر حضرت خواجہ باغی بابہ صاحب  
اشاہی راہین مزار حضرت خواجہ باغی بابہ صاحب

کا مکتب ہی وہ زیارت گاہ بھی بہت متبرک و نورانی ہی تھی  
 بزرگ خاندان عالی سادات اور سلسلہ نقشبندیہ میں  
 کامیاب ہیں اگرچہ انکی کرامت و خوارق متجاوز البیان ہیں  
 اور اکثر اہل احتیاج با اعتقاد و دانش فائز المرام کو ہیں  
 مگر ایک تصرف و خاصہ چ ظاہری کہ چوتھرہ اونکی  
 سزا شریف کا بالکل سنگین ہی آوری غلطی کی کہ شک  
 ہمیشہ تابش آفتاب سی مثل تابہ ہو جائی اور چوتھرہ  
 عین تابستان کی نصف النہار میں مانند تختہ چکی  
 سر و ہو تابی تھی تاریخ و دروازہ جنوبی پر نقش ہے

ذکر حضرت خواجه باقی بالله صلوات  
۹۵۴

نظم خواجه باقی آن امام اولیاء عارف بالله اسرار  
نفقت به نسبت بستان سرامی انبیاء از نهال حمیری  
خوش بگل شکفت چون که بشرب فنا اندر بقا به سجده  
از سر اصف رخت بسته زین سری بی بقا چون  
ندای ارجی از حق شکفت سال تا یخ وصالش خسرو  
فی البدیهه بنفشه بید وقت شکفت آرد به گنایه او کی بالین  
مزار مبارک پر مهر تو هم ای نظم قبل از باب می کعبه  
اصحابین منظر فیض الهی صاحب علم الیقین و نور و روشن  
برجینش یافت از حق البصیر شد زمین پیش روشن باین

کی تو انہم گفت مدح ان خلاصہ واصلین بہت ذات  
 خواجه باقی رحمت اللعالمین چون کمالش وصل دایم بود  
 بمعنی وانشین شد وصال غیب او آخر لبالب اربعین  
 والک زحیرت بعد الف شتا عشر بودہ سنین از وفات  
 قطب واران تکلیف کاہلین بہرکہ آید بر عمارش از سر  
 صدق و یقین حاجتش گرد و او ہم مقصد دنیا  
 و دین قبر شاہ نظام الدین صوبہ دہلی کی ہی ہین  
 اور برابر او سکی ایک مسجد ہی ستون اور عمارت سکی  
 تمام سنگ ابری کی لکھائی ہیں ذکر درگاہ قدیم سر

ذکر درگاه قدم شریف  
۴۵۹

بعد اس زیارت کی شہوری دور پر درگاہ قدم فیضی ام  
ہی وہاں پہنچی تو ایک قلعہ قدیم دیکھا کہ وہاں خدام  
لوگوں کی بستی سی اور اسکی اندر ایک مسجد ہی اور  
جنوب رویہ اسکی ایک مقام بلند و متبرک بجا رہا  
سنگین بطور ایوان نامی سلاطین افغانہ قدیم شاہان  
اور پچھلے ایک حرم دوری اور اسکی اندر ایک چوڑا  
سنگ مرمری اور اس میں تصویر قبیل حوض مرتبی  
اسکی پچھلے تختہ سنگ قدم شریف رکھا ہوا ہی اور اس پر  
تمام نقش بای مبارک نمایان ہی اس میں پانی اور ہول



اور کسی دو دو شریف لبالب ہوتا ہی اوس میں سی  
مجاوری نہ پڑتی تیرک کی زائیدین کو عطا کرتی ہیں  
تحقیق میں حوض کوثر اوس حوض سعادت مانند کا  
ایک قطرہ ہی اور چشمہ حیوان اوس عین العیون  
کرامت کا ایک رشتہ یہ قدم شریف معجزات نبوی

صلی اللہ علیہ وسلم سی بہت صحیح و سندی ہی اسکو  
حضرت مخدوم جہانیاں جہان گشت خلیفہ مکہ سی  
ہندوستان کو عہد فیروز شاہی میں اور کسی دہائی تک  
اپنی سرپرکنہ کی لای تہی حالات سلطنت فیروز شاہی

منقول ہی کہ یہ بادشاہ ہر ادین وار تھا اور علم فقہی  
 نہایت عقیدت و ارادت رکھتا تھا چنانچہ تفصیل اس کی  
 خیر جاریہ کی کتب تواریخ میں اس طرح لکھی ہے کہ اس نے  
 اپنی زمانہ سلطنت یعنی مدت اہتیس برس چند ماہ میں  
 چالیس صدین اور تیس ہجری اور بیس خانقاہ اور  
 دوسو رباط اور شترتیس اور چوہن ایک سو اور بیس چاہ  
 اور کوشک ایک سو اور چاہ ویر سو اور حمام وں  
 اور دارالشفا پانچ اور سناری وں اور مقبری اور پل  
 ویر سو اور بانغات سیصد و شصت بنائی تھی جبکہ اس نے

خبر حضرت مخدوم کی آنی کی سنی تو استقبال کو حاضر ہوا  
اور قدم مبارک کو اپنی سر پر رکھ کر شہرین لایا اور حضرت  
مخدوم کی خدمت سے سعادت و نجات حاصل کی بعد  
تہوری دلو کی شاہزادہ فتح خان بن فیروز شاہ فی  
سہ سات سو باون مین انتقال کیا و نقش قدم شریف  
اوسکی تربت مبارک پر رکھا گیا اوس کٹھن کی گروہ  
کنڈہ ہی \* تاریخ چو کوہ و قدم گاہی محمد \* مجبر ابو فقی  
خدا ساخت \* ہلی تاریخ اتمام بنالیش \* شنیدم ہر بکشت  
بجاساخت \* آوریہ شہر ہی کٹھن ہی \* بزرگ منی کٹھن

ذکر درگاه قدم شریف  
۶۳

بود سالها سجدہ صاحب نظران خواند بود و اورپشتانی  
دروازہ پرچہ شریف مرقوم ہی تاریخ گشتیم سرفراز  
چونیک قدم شریف : تاریخ ہم برآمد بایک قدم شریف  
آب وہ زیارت گاہ خاص و عام ہی اور ہر سال ماہ ربیع الاول  
میں بارہ دن تک وہاں میلہ ہوتا ہی اور دور دور کی روئے  
و فقرا وہاں آکی آستانہ بوس ہوتی ہیں اور اکثر علما  
و مشائخ وہاں جاکی مشرف ہوتی ہیں بہت ہی دینی کیواسطی  
اور شہر وں پر بڑا موجب شرف و سیادت ہی کہ یہ مکان  
سعادت تو امان تشریف مقدم خیر البتہ ہی قدم افشخ

پر رکھتا ہی بلکہ یہ نقش باہی کہ عرس بھی اوسکی  
پیشتر عرس ہوئی کو اچانک خبر جانتا ہی \* ذکر و کا حضرت

سیدنا الشیخ \* بعد سرافرازی حاصل کرنی زیارت

استانہ قدم رسول کی ارادہ عتبہ بوسی خراسان  
الشیخ

قدوة الاولیاء نظام الملک والدین حضرت سلطان نظام

رحمۃ علیہ کا ہوا اجمیری دروازہ کی پاس شکر کا

چھوٹرا اور قیر نواب قمر الدین خان زبیر کی دیکھی اور مسجد و

دوسرے نواب غازی الدین خان کا مشاہدہ کیا پہلی آئین

نہر سے سرکاری تھا اور طالب علم غازی و عربی و طبکاری

دُرود کا حضرت سلطان الشیخ

۴۴۵

و اگر بزیارتی بآفتاب اوجین و در الشفا ہی آور کار  
کس طر فسی طیب یونانی آور دو خانہ معین ہی در اندر  
و روزه کی پشت ریواری لوح شک هر پر پر عبادت  
کنده ہی شمس نه بر لوح لختی بماند و لیاک و جبرای  
عمل ماند و نام نیک و بیا حسنات نواب و عبادت  
ضیاء ملک شریف علیا اباد در براب جنگ که یک  
بعضا و هزار رجه برای ترقی علوم و در رجه نادر واقع  
و بی خاص و در موطن خویش بجا حیان که بی شرم و  
تقریر نمود و در مقوش کردید و در ۱۲۹۹ گشتید و در هر

اوس سے اگلی جگہ پہلی دروازہ کی پاس ہی آجھلی  
 اور پاگل خانہ سرکاری واقعہ ہی اور ایک بڑا قلعہ  
 وسیع ہی آسمین بند ہوئی رہتی ہیں اور دوسری طرف  
 ایک مکان عمارت ہی اوسکی حجرہ میں دیوانی اور جہان  
 محبوس سجون میں آونکا ہی علاج و معالجہ سرکار کے  
 ہوتا ہی۔ ذکر کو قلم پر و شاہ۔ فیروز شاہ  
 کا کوٹہ مشہور ہی عمارت اوسکی تمام گریزی ہی واقع  
 ہونے لے رہا کی عجب پر فضا و کیفیت ہوگا اور اوسکی  
 اندر کی تنہا زون کا حال بہت عجیب و غریب بیان کی

مگر کوئی فروغ نہ

۶۷

چنانچہ اگر بعضی جان باختگان درویشات اور خردان  
معرضِ محبت واسطی طمع نفسانی کی اون تہ خانو کی

مشعلیں جلا کر گی ہیں اور آخر وہ ان کی بیلیات و افات سے

جان کو مستحکم نہیں دیتی ہیں اور جو کوئی میں میں ایک

بھی ہر تہ و میان کرتا ہی کہ جسیم اور کی اندر پہنچے ہو گیا

کہ اور کی برحق ہیں رنگ بربک کی سانپ پٹی میں

اور تہ تیر سفین زنجیر ہسی کی کڑا و پڑا شرفی

ہو کر و شکتی میں اور ایک چوٹا سا سانپ بڑا

اون کڑا و نہیں کہیل رہا ہی اون لوگوں کی چاہا کہ اس



ذکر کوثر فرشتہ

۴۴

مار و الہی اور کٹر می اشتہر فنیو ملی باندہ کر بچھلی جب حرم  
بیک نر و یک سہمی تو اوس صاحب نی ایکشکار باغی  
تہ سیکر سپانی ہو کی ہنگی آو ایک آواز بیت ناک  
پیدا ہوئی کہ اگر ستم بھی ہو تا تو اوس کے زمرہ آجہ جانا  
میں کہ سب ہی سچی تھا اور ان کی خیرات و جہات میں شامل  
نہیں ہوا تھا اوس فکرمعوم سی محفوظ رہا اور ایک شخص  
مہیب صفت و حضرت صورت نی مجھ کو کہا کہ ہاگ  
نہیں تو تو ہی ملاک ہو جائیگا میں وہاں سی سہریم  
وہ جو اس ہو کر ہاگ کا تو اشنای را دین زینہ ہو اگر پوچھو آیتا

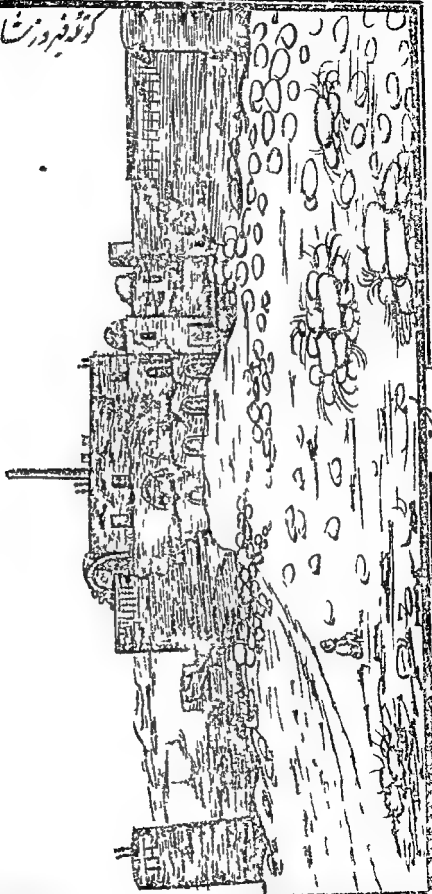
مینی ادسکو او اٹھالیا اور باہر کی دیکھا تو چپس روپے کی زرنگ  
 وہ ایک روپہ نکلا اور وقت اپنی سلامتی جانے شکر ادا کیا  
 اور اس روپے کو صرف میں لایا فقط اور اس کو عمل میں  
 ایک سات نصب ہی آو سکوپ پی عجائبات عالم بیان کرتی ہیں  
 ایک سنگ سی تراشی ہی طول اور کلا اٹھتیس فٹ  
 اور طبری او سکی پنج کی دس فٹ اور حیدر زمین سی پٹندی  
 اوسقدر زمین کی اندر ہی ایسا بیان کرتی ہیں کہ یہ  
 دو لائین کو ہوا لک میں را جھان ہندو کی زمانہ ہی پڑی ہیں  
 اور اٹھوا دھرو میں ایسا یقین تھا کہ یہ ہماری اوتار رہی

چہ ہستی تہیں اور النسی گا و چرائی کیا کرتی تھی اور جس دن  
 بہہ توٹ چائنگی نیاست آجائگی فیروز شاہ نے اس اعتقاد کو  
 باطل جانے ایک کو توڑا والا اور دوسری کو یہاں نصب کر دیا  
 ابھر کچھ حروف ہی گندہ میں کر پڑی تھیں جاتی و کر  
 فیروز شاہ فیروز شاہ کا حال اب اعلیٰ تھی کہ فیروز شاہ  
 بن سالار رجب برادر زادہ تغلق شاہ پچاس برس کی عمر میں  
 ۷۰۳ھ سات سو باون میں تخت چڑھ گیا تھا حدیث اسلام اسکی  
 تاریخ جلوس ہی \* اول واسطے میں نہروئی لایا تھا اور تھوڑے  
 ۷۰۲ھ ساکچ پتھر چرمن خضر الدین جو نان اپنی عمر کی نام پر

پادشاه و شہر جو چورسی تاریخ بنامی جون پور مستخرج  
 مہوتی ہی اور فیروز شاہ فی تاریخ اہمار دین مصلحت  
 شہ سات سو نو تہی مین وفات پائی وفات فیروز  
 تاریخ وفات فیروز شاہ ہی اور یہ نقشہ کوٹلی گاہی



کوئین فردر شاه



تو کہ قلعہ کہنہ و سہیل  
۶۷۳

و دانی آگے بڑھی تو رسیدن قلعہ کہنہ و یکہا و دیکہ  
حصار بند ہی آو رہا یہ مستحکم قلعہ زینہ و زینہ  
فرق نہ توان کردہ آتش و دیدار زینہ و زینہ  
اکثر جاسی او سکی بروج و قریب نہ ہدم ہو گئی ہیں اور  
بالفصل او سکی اندر کچھ و باقیین و زمیندار لوگ ہی ہیں  
سو زمین فی اس قلعہ کا حال الیہ قسم کیا ہی  
کہ آہم چار سو چالیس کراچیتین راجہ پٹیل  
پہاں ایک قلعہ بنا پا تھا پھر وہ آفات ارضی  
سماوی سی خراب ویران ہو گیا بعدہ نصیر الدین بہاؤ

اپنی عہد سلطنت میں اسکو از سر نو تعمیر کیا اور اسکا نام  
 دین پناہ رکھا اور اسکی اندر ایک مسجد بنکھا اور  
 سنگ رخ کی بہت خوبصورت خوش تعمیر بنوائی جسکے  
 قلعہ سلطنت ہمالیوں کی تحقیق حوادث روزگار سی  
 شکست کہا جی اور شیر شاہ کی بواب خلافت دہلی پر  
 فتح پائی تو اسنی ایک عمارت جہاں کا اس قلعہ میں  
 طیار کروائی اور اسکا نام شیر مندل کہا جسکے  
 نسیم نصرت و فیروز می باغ اقبال ہمالیوں میں بارہم  
 اور اسکی کلید کشور کشانی سی مجدد دہلی سے مفتوح ہوئی

اور دو بارہ اپنی تہذیب و تمدن کا یون سی اس قلعہ کو ریب  
وزیت بخشی تو وہی شیر مند ل واسطی آہوی جان  
ہمایون کی شیر میں اہل ہو گیا یعنی ایک دواوس  
سندل ماگندل پر اوج گرا ہو کر متقاضی شوقی اعمال  
ریاضی سید و دیرین کی میر طلوع شتری شرف پر  
رہا تھا اور سو وقت اپنی غرور و قیاب حیات اور پر  
گو کب عمری کچھ خبر نہ گستاہا بعد الفرائض کی قصہ  
اور تمہیکا کیا اور وجہ اوسط میں پہنچا کہ موندانی  
بانک نماز مغرب کو ملید آوازہ کیا انہوں نے سہیل کی آواز کو



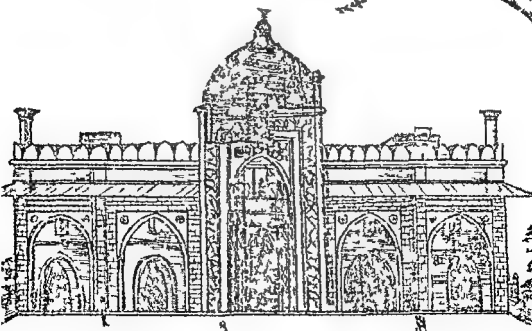
اور انکے لاکھوں لکھوں کے اوس درجہ وسیعہ  
 ہر مقام محمودی عصا پر زور دیکر اوستی تھی کہ وہ ستم  
 پر سلطنت نہ ہو سکا یعنی جریب کی پاؤں فی فخرش کی  
 اور بادشاہ اوس باجم فلک مقام سی مانند اخیر شب  
 رقت عروج کمال سی حقیقت نکبت و بال میں گر پڑی  
 اور زمین کی کہ ایک مدت سی اوس سر پا دولت  
 و اقبال کی آرزو مند ہم انوشی تھی تا تھون مات لیا  
 حقیقت میں وہ مؤذن داعی اجل تھا اور لغزش جریب  
 بسیک اجابت مقولہ الہی حالات کی دریافت سی

انسان ضعیف البیان کو لازم ہی کہ دنیا کی ثبات پر  
 بستگی کرے اور ایسی ایسی حقایق گذشتگان ہی  
 عبرت پکڑی نقل تاریخ فنا گیتی میں مذکور ہی کہ جب  
 سلطان محمد بن محمود بن ملک شاہ سلجوقی عاصی سل میں  
 شیشہ حیات کو سنک مہمات سی تو رنی لگا اور تخت  
 شاهی کو تختہ تابوت سی تبدیل کرنی لگا تو تمام امرا  
 و عساکر اور جواری و غلام اور اموال و اسباب و خزانہ  
 و جوہر اپنی رو برو مشگوا یا آورا و سکو بنظر حسرت ملاحظہ کیا  
 اور بی اختیار رویا اور کہا کہ یہ تمام شک و مال و

وزیور ایکدم میرمی عمر کو زیادہ نہیں کر سکتی اور عیسا  
 پنجم شاہین اجل سی میری مرغ جان کو نہیں چا سکتی  
 بد بخت ہیں وہ لوگ کہ خاطر جمعیت اسباب دنیا پر  
 مصروف کرتی ہیں حالانکہ وہ عین تفرقہ ہی ایسات  
 سکندر کہ بر عالمی حکم داشت و ران دم کہ میرفت  
 و عالم گذاشت \* میرمنووش کر و عالمی \* ستانند  
 و مہلت و ہندش دمی \* پہر قلعہ شہر سی و تین  
 کوس کی فاصلہ پر واقع ہی اور پہر نقشی اوسی قلعہ  
 اور مسجد اور منڈل کی پنائی جاتی ہیں







ذکر و خدمت سلطان نظام الدین

۹۵

اور اس قلعہ سے بقدر ایک کوس کی درگاہ شریف  
سلطان الشاہ نجی بہ اسم و نام چنچی اور رستم  
ملک آشیان سے شرف یاب ہوئی گروتھام و گاہ  
فلک بارگاہ کی چار دیواری سنگین بنی ہوئی ہے  
جب ہمیں اوسکی دروازی میں قدم رکھا تو ایک  
باوپی دیکھی بہت وسیع و عمیق با آب لطیف تمام مشکھاڑ  
اور گرواؤس کے علام گردن تعمیر محمد شاہ اور اوپر  
بروج مقبری قدیم سلاطین افغانہ کی زمانی کہت  
ہی ہوئی میں یہ باوپی خالص حضرت کی عہد کی تعمیر ہے

اور اسکی دنیا و اول اپنی دست مبارک سے معہ اپنی  
خلفا کی کہو دی تھی چشمہ و کشف اسکی تاریخ تعمیر  
اور جب الکا عرس میلہ ہوتا ہی تو اسی باولی پر  
اکثر خلقت جمع ہوتی ہی اور عجب بھف و کیفیت  
رہتی ہی اور لڑکی بنتی ہی سی اسمین کو دینی  
اور تیرتی ہیں پانی ایسا شفاف ہی کہ جو چیرا ہیں  
گرتی ہی اوپر ہی نظر آتی ہی آؤس باولی سے کہ  
اندرونگا و مقدس و مطہر کی شرف ہوئی اور فاحش  
و تکمیل سے ثواب خوشنودی حاصل کی سچان الہ

ذکر حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام  
۶۱۴

جیسی کہ سلطان الاولیاء تھی ویسا ہی اولیاء کا منہج  
منو بہی ہو سہ کاہِ ملا، الا علی بن ابی طالب  
تمام سنکِ مرمری محمد شاہ فی ترتیب دیای اور  
گنبدِ مبارک کی گرد بارہ دوری اور سنکِ مرمری  
جالیان لگی ہوئی ہیں کہتی ہیں کہ یہ گنبد اور بارہ  
سید فریدون خان فی شہِ بحرِ عربی بنی تھی  
چنانچہ بالینِ ترتیب پر ایک لوحِ سنکِ مرمری  
اوپر یہ ابیات کسندہ ہیں تاریخِ شکر کہ  
در دہِ حضرتِ عوثِ الانام \* از پی تعمیرِ خانِ ملک



مہربان را شرف اوج شرف را شہاب پسیہ عالمی  
 نسب میر فلک احترام \* بانی او شمع ساعی و شمع  
 آنکہ بدوران شان است سخن را نظام از پی تاریخ  
 آن چون متفکر شدم \* فلک خروزد و رسم قبلہ  
 خاص عام \* روی بدرگاہ او آفرید و بصد  
 شاید از الطاف پرکار تو گیر و نظام \* کاتب  
 حسین احمد چشتی پیر شہد ایک ہزار سترہ  
 فرید خان فی الخطاب میر نصی خان ایک چہرہ  
 چند گاہ چہرہ یابی کہ خوبی میں زروح اسر سہی پتہ

اور صفت و ندرت میں نمونہ قلم قدرت آورا و سہین  
یہ شہر پرچین کاری صدف سی بہت خوشخط  
معلوم میں قطعہ شیخ و بی نظام را و فرید  
کار دنیا وین ہیا کرد یک فرید من مقام  
شانی دار یک فرید من مقام احیا کرد و مرتضی جان  
مزارتہ او قتبہ چون سپہر ہیا کرد  
ابن فرید و زری از بہان بر خاست و یک واد  
و صدف چاکر و بہر بہان کعبہ شریف او چاکر  
از چہار حد و اگر و عزت مرقد مبارک او بہر زمین

کار عرش اعلیٰ کرد و عرش و پامی چار فایده اس  
 چار تکبیر بی محابا کرد و هر که رخ از مقام او تابید  
 پشت بر کعبه نبی کرد و وانکه رود و رجو و او آورد  
 رخ چو آئینه مصفا کرد و خاک و پود متعاش ارباشی  
 سیوا ان کار صد میجا کرد و سال تاریخ این بنا بست  
 قبه شیخ عقل العا کرد و قدرانی او رسیع کند  
 هر که این بخت متوقف خضر کرد و آور بر زمانی من  
 جو امیر با اعتقاد هوا اسکی ترسیم و تعمیر کو اپنی سعادت  
 سمجھتا را چنانچه علم و شایسته این پیکر الهی

دُورِ عرصہ حضرت سلطان محمد

۴۹۷

اگر اوسکی غلام گردش سنگ سرخلی کہ جبکی چاروں طرف  
میں میں ہوا پئی اور اوسکی محرابوں پر پہنچے  
مردم کیا کہتے یہ در عہد اعلیٰ حضرت صاحبِ حُجرت  
احقر اعیان و خلیل اللہ خان بن میر پیر الٰہیستے نعمت الٰہی  
الجامع شاپورچا آباد پو دین الیوان راہ در در عرصہ مہر کہ  
مربوب نمود پھر مولانا فتح الدین صاحب سنگ مرمر کی  
ستون اوس غلام گردش کی واسطی خریدی اور کو مرتب  
کھیا تھا کہ انہو فی انتقال فرمایا پھر تو اباحہ بخش خان بن  
اون ستون کو بجای ستونہای سنگ سرخ قدیم کی لکھایا

لعمدہ فیض الہد خان بنگش فی سنک سرخی سقف پر  
تختہ نامی سحر واکرا و سکو منقش و مذہب کیا  
پہر اکبر شاہ فی اولی چونی کی کنید کہنہ کو سنکر ہی  
کھلس سلطان بنوایا اور پر ابر مرار شریف کی ایک مسجد برقی

سنگ سرخ کی بنی ہوئی ہے کہ اس سے کچھ بھی ہوتا

و از این بیت شوکت و استحکام کی ساخته می فریب

سائری پانسو برس کی عرصہ گذرتا ہی کہ او کی کسی شہین

تفسیر و تبدل نہیں ہوا اتنا بڑا پرچہ لڑاؤ کا اور کسی مسجد

و متعجب کا نہیں کہ کسی میں آیا اس کی پہچان کی جائے اور اس کی

ذکرِ صوفیہ سلطان نظام الدین

۴۹

اوسط کا بیج بزرگ شاعر اور خضر خان بن سلطان الدین  
خلجی کی خدمت کی رو برو کہ آپ سی بہت عہد پر رہا ہوا  
طیار کروایا اور وہ صرف بین و بسا رہن و دورچی  
اور چاکر کنبہ سلطان تغلق عادل شاہ بن غیا الدین  
تغلق کی تعمیر کی او کی زر و محراب پر تمام آیات و احکام  
بخط قدیم کندہ ہیں اور حسن و درکار شریف ہیں تین حجر  
سنگ مرمر کی ایسی لطیف و نورانی ہیں کہ ہر آت ماہ  
انہیں کے عکس بر نور سی منوری اور چشم آئینہ ہونے کے  
صفائی کو دیکھنے کی متحیر شایہ کعبہ عالم انوار علوی ہیں

اور کان جو ہر روحانی اور دینی کو کہتی ہیں اگر بحیرہ نکا  
 در فن نہیب ہو تو حیات سی موت بہتری آوج اور نکا  
 ہمایہ میر ہو تو بہشت سی خوشتر وہ مجھ پر پاکیزہ حال ہو  
 اور بہشت کا رسی ہو تو کی حیر کہت نظر آتی ہیں با حیر  
 اور رخصت ہونے کی صورت کی صورت معلوم ہوتی ہیں  
 اور دین ایک بحیرہ سیرا جہا نکیر بن الکر شاہ ثانی کا ہی اور  
 دوسرا بحر شاہ بادشاہ کا اور تیسرا جہاں آراہیم  
 بہشت شاہ جہاں بادشاہ کا اور پہلے شہزاد کی لوح  
 مزار پر خط نسخ کندہ ہی ہو الحی القیوم + شمس

ذکر حضرت سلطان نظام

۹۱

بفرستاده پوشید کسی مزار مرا که قبر پوسن عربان بهر گناه  
بس است **الفقره الفانیه جهان آرامید خواهان**

چشت بنت شاه جهان بادشاه غازی نام الله سرمانه

تاریخ وفات محمد شاه **شبه غلک ششم در سن**

اختر الکر از ده چو آفتاب جهان جللی فرخ گرفت

چو شد بجاده فرو و من زین سراجی کسب **سرود قصیده**

نبی که کو بخت رفت **تاریخ فوت میرزا**

چون از جهان رفت **همانکه میرزا نورنگاه** کبر و سالار و سرور

شد خایه عزت و سلطنت **محمد زول** شید از وفات وی آن ملک



ذکر حضرت سلطان المشايخ

۹۲ ۹۱

تاریخ فوت او بنظر آمد چنین: از کان شافیت زری علی

ذکر حضرت سلطان المشايخ

حضرت سلطان المشايخ کی فضایل و کمالات انظرین

اور تمام کتب تاریخ میں مندرج کہ آپ طبقہ ماعلی

ساوات صحیح الشیخ سیدی می می ہی اور سند علیہ

چشتیین مستحب حضرت ابدا اسی انتہا تک عالم تحریر

میں رہی اصل آپ کی بخارا شریف ہی اور سکونت

ابا و اجداد کی غزنین خواجہ احمد بن خواجہ وانیال

بزرگوار آپ کی غزنین سی دیون میں تشریف لائی

بادشاہ فی منصب قضاہ بدایون انکو مقرر کیا  
اور والدہ ماجدہ اگلی بی بی زینح صاحبہ اور بی بی حاجہ  
عرب کی تین سلطان المشاہد چچ  
نیش باجوہ پش پش کی مقرر ہوئے  
آفتاب بروز چار شنبہ آخری بدایون میں ہو  
اور چپیس بریلی عمر تک بدایون میں علوم رسمہ  
تحصیل کرتی رہی چونکہ آپ کو شوق مباحثہ کا  
اور اکثر بحثیں غالب آتی تھیں تو آپ کا لقب نظام  
محل شکر ہو گیا تھا پراپنی دینی میں آپ کی تعلیم کیا

اور فیض صحبت شیخ نجیب الدین متوکل سی اوٹھایا  
 بعد اٹھوڑی عرصے کے ترک عبادت کر کے قصبہ جھوڑی  
 حضرت شیخ فرید شکر گنج کی خدمت میں مضایک

اور بیت حاصل کی اور خرقہ خلافت پہنا پھر  
 ۱۱۱۱

چند روزین وہی کو راجت فرما کر غیاث پور میں  
 ۱۱۱۱

مقیم ہوئی اور اٹھوڑی مدت میں ططنہ درویشی

و عریذ پوری اور زمرہ رعایا و راجہ گی گوشت

سوسن عالم میں پہنچایا اور برصوبہ و ناحیت میں اپنی خلفا

دایت پر اکوڑا علی گھیل یا قصبہ اور تائید کا ملین ہوا

انکی بڑی اور محلات کی کھیتی ستم مقصری اور بیان  
 اور صاف کا طالب شتر و آرائی و لیا میں مذکور  
 کہ ایک نصیحت کی یہ ہے کہ حضرت خواجہ فیض عیسیٰ  
 پیر سلطان ابراہیم ابراہیم کو کہ خاندان چشتیہ  
 سرچشمہ فیض و لایت دراست میں ایک در ابھام ہوا  
 اور عیب سی خطا پہ آیا کہ آئی فیض عیسیٰ ایک شخص  
 شیخ محمد نظام الدین اولیا ہماری خاصان درگاہ سی  
 تیری طبقہ پروان میں پیدا ہوگا اور وہ جامعہ رہنمای  
 رہی نشین کریگا کہ ہزاروں خدائے شناس او کی فیض

کامل عیار جو نگلی خواجہ فضیل اس الہام کی بہت خوشنودت  
 پہری آور نام واپس انکی قدم سعادت توام کی  
 منتظری آخر کو اپنی خلیفہ کو وصیت کیا کہ اگر ایسا  
 بہائی فرخ نال تیری دام اراوت میں آوی تو میرا  
 سلام پہنچا اور اتھاس دعا کرنا یہ بھی نام آخر  
 سر صدر ہی آور بر وقت انتقال کی اپنی خلیفہ کو  
 اسطرح وصیت کر گئی شدہ شدہ جب کہ نوبت  
 حضرت شیخ فرید شکر گنج کی پہنچی تو اپنی ماہ وجود اسما  
 سعادت سی ظہور کیا اور شیخ فرید کی جہت میں شہادت

انہونی خواجہ فضیل سی تا حضرت خواجہ قطب الدین بہر حب  
وصایا کی سب خلفا کی سلام پہنچا می اور ملتیں و عامہ  
اور خرقہ خلافت کہ جو خیا ازل فی آپ کی قامت سر اہل

راست کیا تھا عنایت فرمایا کہ یہی حضرت و سر

شعبہ بھی فرمائی تھی شجر از تو نتواند بریدن کس

بآسانی مرا اگر نمیداند کسی آخر تو سپیدی مرا کہتی ہیں

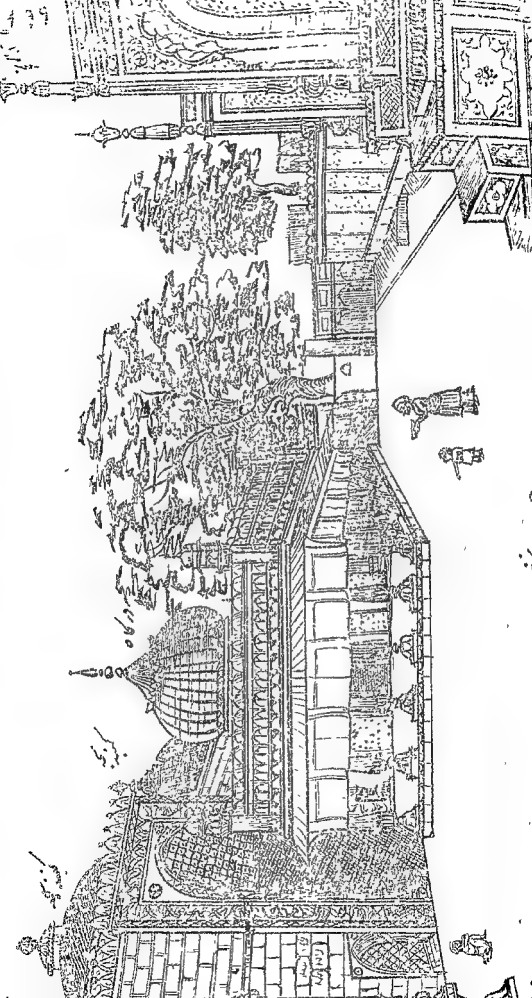
کہ ششہ سات سو چوبیس میں آپ کی طبیعت علیل ہوئے

تو چار ہفتہ چھ روز بیمار رہی اور تاریخ اٹھارہ دین

شہر ربیع الثانی ششہ سات سو چوبیس میں یوم چار شنبہ

بعد طلوع آفتاب کی خرقة وجود کو اوتار کی خلہ  
 بہشت کو پہنا اور حجابِ آپ شریف رکھتی ہی نہیں  
 مدون کیا یہ تاریخ انکی وفات کی ہی تاریخ  
 نظام دو گیتی شہِ باطنی سراجِ دو عالم شہ  
 بالیقین \* چو تاریخِ فوٹن بستمِ زغیب \* مذادِ او  
 ہاتفِ شہنشاہِ دین \* پہ نقشہ آگلی مزار کا







اور آپ کی روضہ سی سمت جنوب کو مزار حضرت امیر خسرو  
 کا ہی پتہ مزار ہی بہت متبرک و مستحکم ہی اول اسکا  
 کتبہ نہ تھا سنہ ایک ہزار چودہ میں محمد عطاء الدین حسن  
 طاہر فی مہجر اور برج سنگ مرمر کا بنا دیا اور او کی دیوار پر  
 یہ عبارت نظم کندہ کر دی : نظم  
 ای خسرو بی نظیر عالم : بار روضہ تو مرا نیازست  
 تعمیر نمود طاہر آن را : فیض از لی ہمیشہ بازست  
 تاریخ بنایش عقل گشت : بار روضہ کو کہ جای آرزست  
 قابل این کلام و بانی این مقام طاہر محمد عطاء الدین حسن

ذکر روضہ حضرت امیر خسرو  
۷۰۱

بن سلطان علی سبزواری فی سلسلہ انحضرت و انبیاء و ائمہ  
الکاتب عبد الباقی بن الیوب آور یہ بھی تصنیف  
حضرت امیر کی و ہین لکھی آیات ای شربت  
عاشقی بجاست \* و ز دوست زمان زمان پیاست  
شد سلک فرید از تو منظم \* زانت کہ شد لقب نظام  
جاوید بقاست بندہ خسرو \* چون شد ہزار جا  
عداست \* و لہ مرانام نیک است خواجہ عظیم رشتین  
و دلام و دو قاف و وحیم \* اگر نام یابی درین حرف  
بدانم کہ سنی تو مرویہم \* کاتب ملک کوثر شہرہ شاد

اور باہر گنت پد کی شمال رو بہ دری خواجہ فی عہد  
 باہر باوشاہین ایک لوح سنک مرمر پر یہ تاریخ وفات  
 حضرت امیر کی کہد و اگر نصب کی ہی لا الہ الا اللہ محمد رسولہ  
 نظم زمین را ازین لوح شد سرفرازی بدوران  
 باہر شہنشاہ غازی \* میر خسرو ملک سخن \* آل محبط  
 فضل و دریای کمال \* شرا و دلکش ترازو معین نظم  
 ادصافی تراز آب زلال \* بیل و ستان سہری بصر  
 طوطی بھال بھشال \* از پی تاریخ سال فوت او چون  
 ہنایم سر برانوی خیال \* شد عیدم المثلک تاریخ او

ذکر روضہ حضرت امیر روضہ

ص ۶

دیگری شد طوطی شکر مقال \* ایضا ز حرف وصل  
جانان سارہ آمد لوح خاک من \* طریق سادہ پچی  
بس نشان عشق پاک من ایضا مہدی خواجہ سید  
با جاہ و جلال \* شد بانی این اساس بی شبہ مثال  
گفتم سخی جلیل مہدی خواجہ \* تاریخ بنامی این چو گوید  
سوال \* حررہ شہاب الدین المعتمد الہروی \* ذکر  
حالات حضرت امیر انکا احوال کتب تواریخ  
اور تذکرہ نہیں بہت مذکور ہی اور تمام خاص و عام  
مشہور مگر ثہور اس کتاب میں ہی لکھنا ضروری

اصلی نام آپکا ابو الحسن بن الدین اور والد بزرگوار انکی  
امیر سیف الدین محمود سردار قوم ترک ہزارہ ساکن  
نواح بلخ تھی زمانہ اشتعال آتش جو جنگیر خانی میں  
ہندوستان کو تشریف لائی اور ملک امرامی شاہین  
منہلک ہری اور قصبہ موئن و مضافہ یونین  
کہ کنارہ دریائی گنگ پر واقع ہی توطن اختیار کیا  
اور سچ <sup>۵۱</sup> چھوٹا کیا ورنہ امیر سرد و تولد ہوی  
بروز ولادت انکی والد ایک مجذوب کی پال انکی  
ہے مین رہتی تھی لیکن آونہونی فرمایا اس شخص کو لائی

کہ خاتمانی سی دوست ہم بیشتر جاوینگا انکی والد بہت  
خوش شہوی اور انکی تربیت میں مشغول ہوئی جب عمر میری  
بیس رہی ہوئی تو امیر سیف الدین امیر خسر کو مع انکی  
دو نو بہائی عزیز الدین علی شاہ اور جام الدین دہلی میں  
بیچ خدمت سلطان الشیخ کی لای اور شرف الدین سی  
شرف کیا اوس سی ایک سال کی بعد امیر سیف الدین  
بچتر برس کی عمر میں جنگ کفار میں شہید ہوئے امیر سی  
اوس حال میں یہ شعر کہا شعر سیف از سرم  
دل من دویم شدہ در بای خون روان شدہ در مہم ماند

بعد اس واقعہ کی انکو امیر عہد الملک انکی نانانی کہ انکی  
عصر می تہی انکو پرورش کیا اور انکو وزیر و ترقی  
وامارت حاصل ہوئی کئی پہا نیک کہ انہونی سات  
بادشاہوں کی صحبت اپنی عمر میں کمال اعزاز و اکرام اور ثنائی  
اور اوس عالم امارت میں یہی پرسی انکو نہایت عشق  
و محبت تہی اور ہمیشہ ریاضات و مجاہدات میں مشغول  
رہتی تہی اور چالیس برس برابر وزیری رکھی اور سات  
سیارہ کی برشب تہجد کی وقت تلاوت کرتی تہی اور چند  
ساتھ پیر کی پیادہ حج کیا اور پانچ دفعہ حضرت رسول صلی

ذکر حالات حضرت امیر

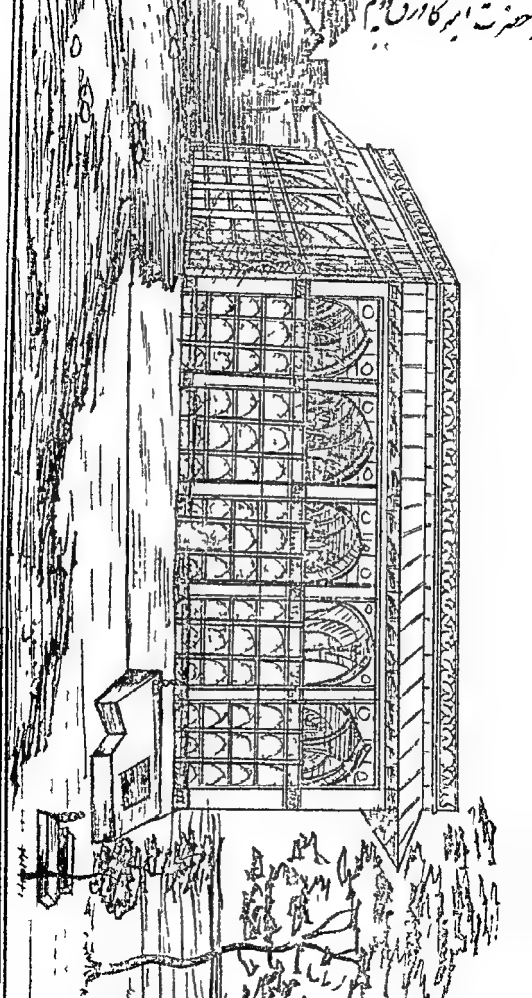
علیہ وسلم کو عالم رویہ بین دیکھا اور ایک بار صحبت حضرت  
خضر علیہ السلام کی یہی حاصل کی اور حضرت واسطی  
شرین مقامی کی عابد و بن کی درخواست حضرت  
خضر فی فرمایا کہ یہ دولت تھی بیشتر شیخ سے دیکھو  
امیر نہایت مایوس ہوئی اور حضرت سید الشیخ  
ذکر کیا اپنی اپنا عابد و بن اعلیٰ کام و زبان کو لگا دیا  
اور سبکی برکت سے یہ بھی طوطی بند ہو گئی کہتی ہیں کہ ایک کم  
سو جلد انہونی تصنیف کی ہے اور بعضی اپنی مصنفین  
کہتی ہیں کہ پانچ لاکھ سی کم اور چار لاکھ سی زیادہ شعر کہی ہیں



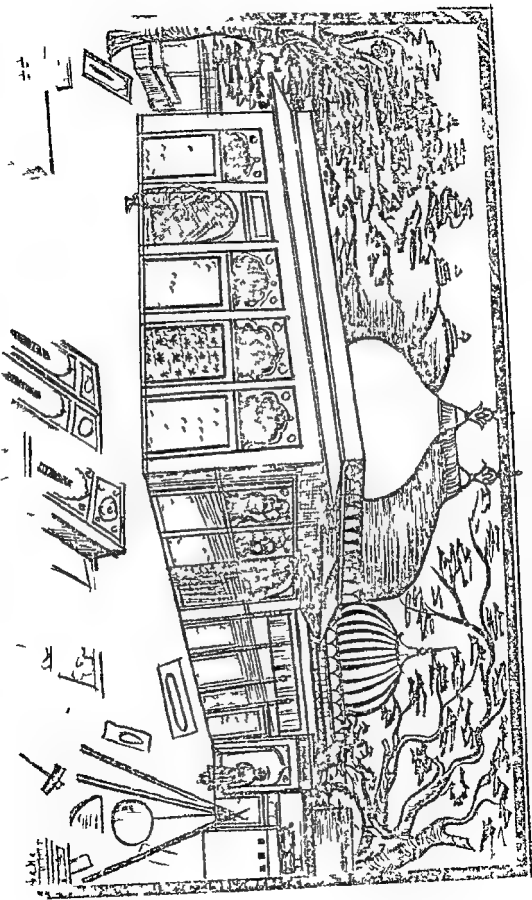
سلطان المشایخ کو بھی حضرت امیری کمال عشق تھا  
انکو شرک الہ فرمایا کرتی تھی اور کہتی تھی کہ قیامت کو  
ہر شخص کو ہر چیز پر فخر ہوگا مگر جو بنو سینہ شرک الہ سی  
افتخار ہوگا جب حضرت امیر کی چوہتر برس کی عمر ہوئی  
اور انہونی واقعہ عالم آشوب سلطان المشایخ کا  
تو بنگالی سی دہلی میں آئی اور تمام مال اسباب خیرات  
اور نہایت ناشکیبائی سی شب روز گریہ و زاری میں  
مصرف رہتی تھی اور لباس سیاہ پہن کر اپنی سر  
مزار پر انوار پر دن رات مجاہدت رکھتی تھی اور وقت

دعای صال جا کر تھی چنانچہ بعد چند مہینہ کی حجبہ کی رات کو  
ماہِ ذیقعدہ ۱۲۸۵ سالِ ہجری میں اپنی انتقال فرمایا حضرت سلطان  
الشاہ کی وصیت تھی کہ حضرت امیر کی قبر برابر میری قبر کی بنا کہ درہ  
میری محرم ہزارین اور یہ بھی فرمایا تھا کہ دو گرنوالا اوسکا نام و نشان  
اپنا نہ پاویگا چنانچہ بعد انتقال حضرت امیر کی ایک خواجہ سرائی  
واسطی رفیع اشتیاء برابری کی اس امر میں مخالفت کی اور پیر کی پہلو  
نہ کہنی دیا آخر اوتکو چند قدم دو ترمد فون کیا بعد چند روز کی  
خواجہ سرائینگ پر روتا تھا کہ شیر اعلیٰ فی اوس پر ایسا چنگل مارا کہ پھر  
اوسکا نام و نشان نہ پایا و البتہ عالم پہلے نقبہ حضرت امیر کی مزار کا

حضرت امیر کا اوس نام



بعد ان زیارات کی باہر آئی تو اور بہت مقبرہ مہم مکانات  
 امرامی قدیم اور عمارات و حویلیان خاصہ کے اور قلعہ کے  
 اندر دیکھنی میں آئیں خصوصاً ایک عمارت یک تخت سنگ مرمر کی  
 دیکھی کہ اسکو چوشتہ کہنہ کہتی ہیں یعنی اس میں چار  
 لگائی ہیں اس مکان کا ہی ثانی جہان میں نہوگا اور میں میرا عمر  
 نوکلش خان بن میرزا شمس الدین تکہ خان کی قبر ہی تہ  
 ایکہزار چونتیس ہجری مطابق ۱۰۹۰ھ جلوس جہانگیری میں  
 انکا واقعہ ہوا اور بعد اسکی بہت مقبرہ بنا یا گیا چنانچہ  
 اسکا بہت نقشہ ہی



دست  
ذکر مقبرہ سہالون  
۱۲

جبکہ احاطہ حصہ در کاہ شریف می باہر آئی اور  
 تہوڑی ایک فاصلہ پر سہالون کا مقبرہ دیکھا گیا  
 اور سکی دست و پست بیان نہیں ہو سکتی اور سکی دست  
 و قدرت کی شرح نہیں کی جاتی جو کوئی اور سکو ایک دفعہ  
 دیکھا ہی نقشہ اور سکا دل جان میں رکھتا ہی اور کوئی  
 تماشا ہی اور سکی نظارہ ہی اپنی نظر کو سیر می نہیں ہی  
 سکتا  
 چنانچہ حاضر افسر و گان اور سکی بوب نسائیم عجیبہ سی مثل  
 گل خندان اور صفائی اور سکی سنگ سحر و سفید کن  
 ماہ و خورشید کی در شان حسن عمارات موجب نرت

قلوب اہل دلائل در لطافت مکانات باعث راحت  
 خاطر دانشوران تعریف او کی درود یار کی خدمت  
 افزون آور توصیف او کی احاطہ کی فراست اہل کیا  
 بیرون سدائین تمجید کی مستبر زمین اول ہی بنای اور  
 روضی اسکی نقل تعمیر ہوئی میں اگرچہ روضہ تاج کج  
 میں افراط سنگ مرمر اور جرجین کاری احجام راہ اللہ  
 مرقض و ملک شانی اور شوکت و درباری میں ہی  
 کم نہیں ہی سنگ مرمر و سنگ مرمر ہی بنایا ہی  
 گو یا آب دانش کو پاہم کیا ہی یا کل یا حسن کی ایک چمن میں

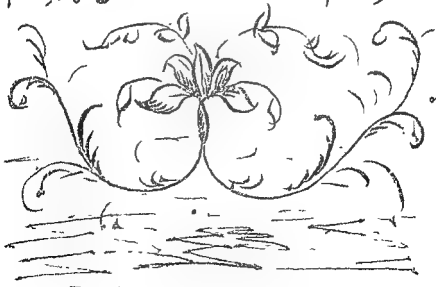
10

[illegible]



بی بی ہمالیوں بادشاہ ماحد جلال الدین اکبر فی طیار می  
 شروع کی اور سولہ برس کی عرصہ میں اسی تمام کو  
 پہنچا یا اور پندرہ لاکھ روپیہ اس پر صرف کیا کہتے ہیں  
 کہ محمد شاہ کی زمانی تک بھی اس میں کچھ رول نہ ہو سکا  
 باقی تھی اور محافظین و مجاہدین رہتی تھی اور عرس  
 و روشنی ہوا کرتی تھی اور جو خاندان بادشاہی میں  
 فوت ہوتا تھا اوسے یہیں مدفون کرتی تھی چنانچہ قبر  
 حمیدہ بانو بیگم مذکور اور داراشکوہ اور اعظم شاہ  
 اور مرزا الدین جہاندار شاہ اور محمد فرخ سیر اور شمس الدین علی گار

اور رشیع الدولہ اور عساکر ملکیر ثانی در غیبہ کی  
 اسی مقبرہ میں ہیں شجرہ اگر پرودہ پر گیری از روی  
 خاک \* روی تابہنستم زمین درمغاک \* ہمہ وقت  
 شانمان نہرکش بود \* رخ نوعروسان مہوش بود  
 سراپا می گیتے ہمہ غیر ثابت \* پس پیش او حیرت  
 و حسرت است \* نقش اس مقبرہ کا پہلے

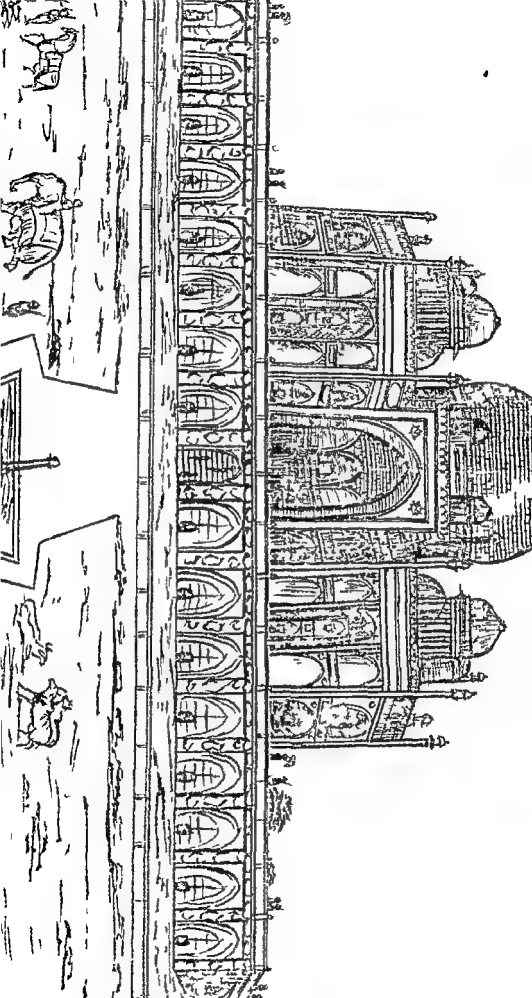


بہشت دروازہ جو باہر کا ہے اور نقشہ بنیاد ہمارا  
اور نقشہ بنیاد کا درجہ دوم پر غلطی سے بن گیا ہے



اور برابر اس معجزہ کی عرب سدا ہی کہ حاجی بکرم زوجہ  
 ہمایون بادشاہ خرمین شریفین سی کردہ سادات و شائین  
 مین سی دوسو بزرگوار ہراہ لائی تھی اور انکی واسطی  
 پہ سہ تعمیر کر کی اونکو آباد کیا تھا اب تک چشتیوں کی  
 اولاد سی باقی مین پہ سہرا بہت بڑی ہی آب و مین  
 ہر قسم کی خلقت بستی ہی اور شہر بحری مین بنی ہی  
 و سکی ایک دروازہ شمالی کا یہ نقشہ ہی





بعد اسکی اتفاق تجارت در کا حضرت نصیر الدین چراغ دہلی  
 کا ہوا کہ شاہجہان آبادی چار کوس کی فاصلہ پر واقع  
 اترسم فی اونکی آستانہ بروجی سعادت و درجہائی  
 حاصل کی کہ تہی میں گنبد اکی مزار کا شہ عظیم  
 سلطان فیروز شاہ فی کہ حضرت سی بہت اعتقاد کرتے  
 اکی زمان حیات میں بنوایا پھر در وائرہ بار کا مع گنبد  
 بعد بارہ برس کی ادوی با و شاہ سید اری شہ مجربین  
 طیار کر وایا پھر بزرگ بڑی دلی کامل اور عارف مکمل  
 دہلی میں بعد سلطان ہشتابخ کی سجادہ نشین و صاحب فرخ

آپ ہی جو ہی رجب آپ کی لقب کی اس طرح کہتی ہیں کہ اصل نام  
 آپ کی نصیر الدین محمود بن شیخ کئی اردی تھا حضرت عبداللہ  
 یافعی فرطوف حرم بن حضرت جہانیاں جہان گشت سنی  
 کہ اب لی بن کون اولیا ہی حضرت مخدوم بن جواہر  
 کہ پہلی دینی بہت بزرگ تھی مگر اس زمانہ میں نصیر الدین  
 محمود ہی چراغ دہلی کا روشن ہی تہی آپ کا  
 لقب چراغ دہلی مشہور ہو گیا کلزار ابراہیم بن سطور کی  
 شیخ عبداللطیف جد بزرگوار حضرت کی خراسانی  
 لاہور بن پہنچی وہاں شیخ محسنی والد ماجد آپ کی بہادر ہوئی

شیخ محمد بن لایبوری او وہ میں اگر تو وطن کیا آسقا ہم میں  
 شیخ نصیر الدین متولد ہوی بعد نہ برس کی آپ شہر ہوئی  
 آپ کی والدہ شہر بغدادی تحصیل علم میں انکو مقید کیا  
 جب پچیس برس کی عمر ہوئی تو آپ نے ترک و خیر اختیار  
 کیا پھر تینتالیس برس کی عمر میں ارادت سلطان  
 علی شرف ہوئی اور بہت فیض و کالات طاعتی با  
 حاصل کیا پھر تصانیف شیخ جمال و ہوتی بن مکروری  
 کہ جب عمر شیخ الشانج کی چارون چوبیس کی ہوئی  
 تو روز چار شنبہ اٹھارویں صبح اٹھا شہر ہوئی



سب خنقا کو جمع کیا اور ہر ایک کو خرقہ خلافت بخش کر  
ایک ایک عارف کو روانہ کیا اور حضرت چراغ دہلی کو  
خرقہ اور جلی اور عصا و تسبیح و کاسہ و تعلین جو پی ایسی ہر کا  
عنایت کر کی اپنا جانشین فرمایا اور رخنونی اہل ملی کی  
اپکو تھوڑے فیضان اور یہ وصیت کی کہ ازار انبیاء و سیرت  
اشرفی و مابود شاکر بنیادہ فرما کر اوسی درویش سلطان شاہ  
عالم قدس کو سدھاری کہتی ہیں کہ بعد اس واقع کی  
تعلق شاہ فی ابنی کچھنشی سی شیخ نصیر الدین چراغ دہلی  
بہت آرزوہ خاطر رکھا اور تھوڑے عین بنیادہ فیضی اور

ذکر در کا حضرت نصیر الدین چراغ دہلی

۷۲۵

کیشون فی عرض کیا کہ جزای کردار بد کو اسطرح کا مستحق حقیقی  
مین دعای کو شمال کرنا لازم ہی اپنی فرمایا کہ نصیر کو ساتھ اپنی  
علیم و بصیر کی معاملہ ہی آوار و سکو خود عمل کی پاداش کا  
اختیار ہی اس صورت مین درویش کو سلا کی گرانجانی  
پسند گرنی شایستگی مرتبہ رضا و تسلیم سی بعید ہی المقصہ  
بعد وفات پیر کی انہونی میں برس علم پر ایت سرفہر کہا  
اور خلق اسد کوراہ خدا شناسی بتائی اور جب عمر اچکی  
بیاسی برس کی ہوئی تو تاریخ اٹھارویں ماہ رمضان  
شب جمعہ ۱۰۰۰ سال ہوتا ہوا ان جرمین کسی قنندر کی

ماہیہ ہی بزخم کار و انتقال فرمایا بموجب وصیت کی حشر قہ  
سلطان شایخ کا سینہ پر آور عصالا تعلیم جوہن و نونہن  
اور کاسہ زیر سر و تیج انگشت شہادت پر پیٹ کی آپکو مرن کیا  
بہ شہر آپکی مزار پر لکھا ہی شہر چراغ دہلی از بہر سجا  
آسمانی شدہ کہ تا خورشید را با خوشتن ہمایہ گردانہ آپکی  
مزار کی پاس ایک مسجد فرخ سیر کی تعمیر ہی اور آپکی گنبد کی  
نزدیک دو برج اورین ایک مین بنیرہ حضرت فرید شکر گنج  
کی قبر ہی اور ایک مین مخدوم زین الدین آپ کی بہانچی کی  
تربت ہی اور مخدوم کمال الدین صاحب ہی کہ سلسلہ مولانا

ذکر درگاہ حضرت نصیر الدین چراغ دہلی

۷۲۷

فخر الدین صاحب کا وراثتک پہنچا ہی و شہین ہر فن میں ہر سال  
وہ ان عرس اور میلہ ہوتا ہی اور پاس ہزار شریف کے  
ایک بستی ہی آسمین خادم و غیرہ ہر قوم کی لوگ رہتی ہیں  
محمد شاہ فی او کی فصیل بہت خوب بنوا دی ہی نقش

درگاہ اور باہر کی دروازہ کا پہرہ ہی

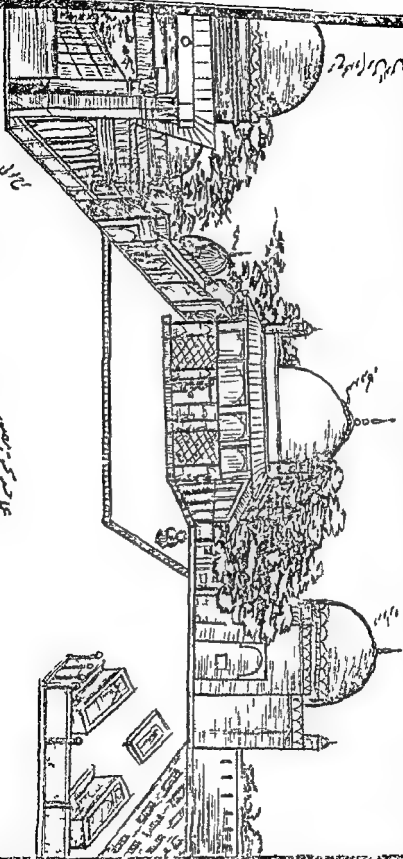


مکتبہ دارالحدیث و احادیث جامعہ اسلامیہ

مکتبہ دارالحدیث و احادیث

۱۳۲۰

علی حسین کمالی

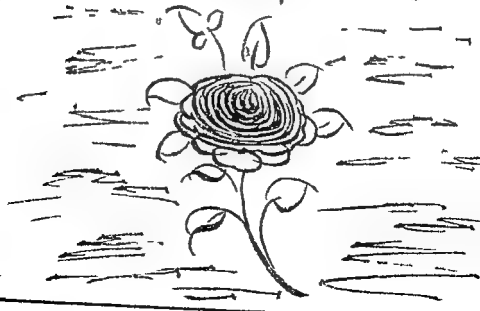


ذکر درگاہ حضرت محمود بجاہ

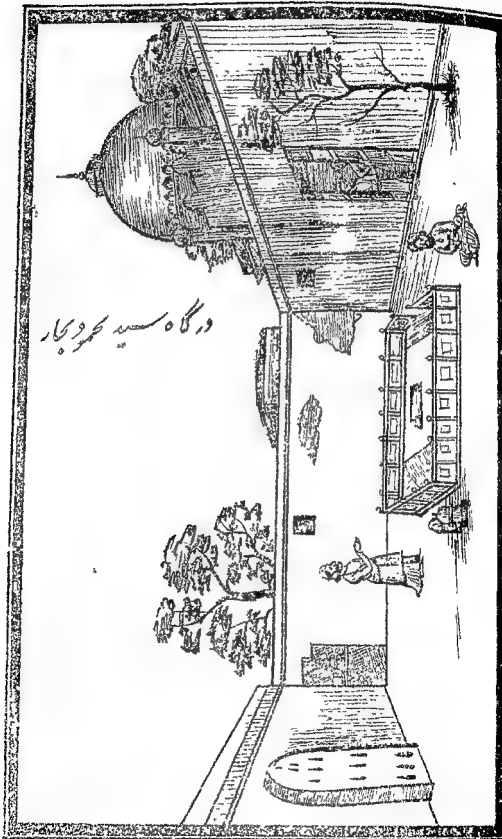
۷۹

بعدہ درگاہ سید محمود بجاہ کی زیارت بابرگت می سواست اند و زہوی  
بہ بزرگ بڑی صاحب درجات مستجاب الدعوات تہی آجنگ  
اونکی مزار سی ایک عظمت و جلالت اور تاثیر و اثا فیض و کرامت  
ظہور کرتی ہین سوای محال اور عرفان کی عالم ظاہری ہین ہی  
فاضل اجل اور عالم ہستہ تہی اسی سبب سی اچکو محمود بجاہ کتہی ہین  
اچکی خدمت ہین ایک پیر زال حاضر ہوا کرتی تہی آور اوسکا  
بیٹا سفر ہین مسافر ملک عدم پہنچ گیا تھا اور اوسکو ہا کل  
خیر نہتی ہمیشہ اوسکی مراجعت کی دعا پس چاہا کرتی تہی اپنی  
اچکو در مراقب ہو کر کشف سی دریافت کیا تو فقط اوسکی

تخاں باقی تھی اوس بڑیا کی حال بہتر ہم کر کی آہی عاکی  
تغالیٰ کی اونی دعا قبول کی اور وہ شخص زندہ ہوا اور اپنی  
سی اکی بلا جب سی اچکھو محی العظم بھی کہتی ہیں شہ عزمین  
ہی وفات زمانی اگرچہ اچکی مقبرہ میں کچھ تحلف ظاہری  
ہیں ہی مگر چونکہ اوس میں ایک شیریشہ عشق الہی ہوتا ہی  
واسطی اسکا نقشہ بھی ہمیں بنایا ہی



درگاه سید محمد مجاهد





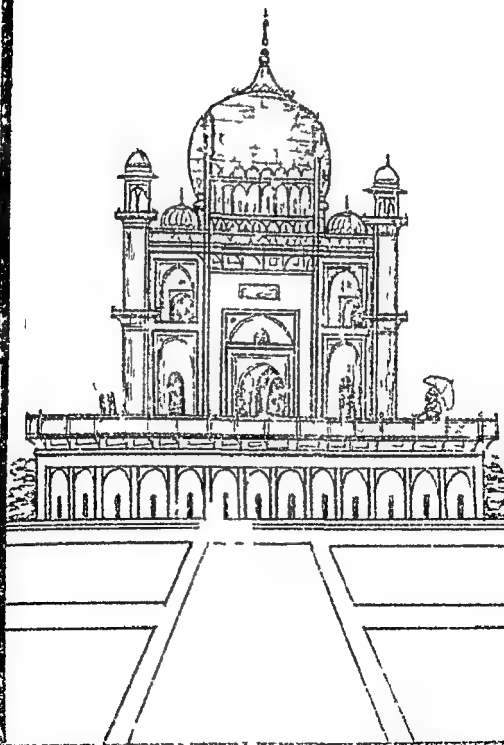
و آئین دہلی کہنہ بڑا شہرِ عدار اور بدہ نما دار تھا  
 باوجود کہ ہم ان زیارتوں کی واسطی کئی کوس پری کہیں  
 اسکا حصہ و انتہا نہ معلوم ہوا اور سوای مقامِ ہرودسا جہ  
 اور عمارت و اماکن کہنہ کی کہیں دشت و میدان نظر نہ آیا  
 اور بہت سی مقامات و مکانات کا ذکر ہمیں بسببِ تطویل  
 کتاب کی حرقوم نہیں کیا اور اکثر حضرات کو بسببِ ناسازی  
 طبیعت کی نہیں دیکھا بعد ان سبب زیارات کی منظر نگاہ بجا  
 الگی قیام کیا اور وائسی تاریخِ نو زوحم جامی انسانی کو کوچ کیا  
 اور اول لاہوری دروازہ کی باہر دیرہ ہوا و آٹان سی درگاہِ حضرت

خواجہ قطب الدین بختار کا کی حرمۃ اللہ علیہ کا کہ شہری سات کوئی  
 عرصہ پہلے ہی ارادہ مصمم تھا کہ مسافران ملک جنوب کی  
 منزل اول ہی دہلی سے دہلی پہنچے اور رقم کو از روئی  
 تقبیل خاک عتبہ عرش رتبہ حضرت عالمینقت کی ہی اک عمر  
 ہی لاہوری دروازہ ہی سمت دکن کو روانہ ہوئی۔ ذکر  
 مقبرہ صفدر جنگ۔ راستی میں سرک بہت مصفا  
 اور مرتب دیکھنی میں آئی بعد میں کوس کی ٹی کر نیکی مقبرہ صفدر  
 صفدر جنگ کا ملا وہ روضہ ہی انتخا پچھلے روز کار کھلنا ہی  
 اور مقبرہ ہمالیوں کا مقبرہ کہ کرنا ہی عجیب مقام ملک اور بقیہ

روح افزای که روضه جنت اوسکی ایک ہوا خواہو نہیں اور  
 بسجیل آفتاب اوسکی آئینہ دار وین کہلاتا ہی نام سنگ مرمر  
 رنگ سرخ سی بنایا ہی گویا غسل و کوسر کو ایک برج میں کہای  
 چاروں طرف باغ و بہر سرسبز و لبالب ہی اور ہر برج اوسکی  
 بروج چارگانہ آغا طہ کا مستحب اور چھین ہر روضہ گویا عروسیاں  
 چمن میں شاید زیبا اور کرسی صحن چوبترہ مانند جیلوہ کاہ  
 مہتاب کی نہایت نورانی و مصفا تبسم طیار ی خوش گیسری کی  
 کہ اونکی اولاد عیسے والیاں لکھنوی کی طرح اوسکی تشریف و ترب  
 ہوئی ریتی ہی آجک کہ عرصہ قریب سو برسکی ہونہای کہیں ہی

اوسمین کہنگی اور شکستے نہیں آئی کہتی ہیں کہ یہ ستر دن  
 ہی لکھو گئے کیا رہوست شہ میں صفدر خٹک کی عمارت  
 درود دل کی پاپڑ گھبات میں کہ کہنوی میں منزل ان واقع  
 انتقال کیا چند مدت تابوت انکا اوس طرف امانت رہا  
 بعد چند مدت کی اونکی بی بی بی بی کو بیجا اوس مقبرہ  
 بصر میں لاکھ روپہ کی تعمیر کروایا تاریخ تقسم کہ  
 جو اسپر کندہ ہی پہلی اسم احوال روسا کہنوی میں لکھہ  
 چکی ہیں اور نقش مقبرہ صفدر خٹک کا یہ ہی

مقبرہ شہر علیان



دہلی  
ذکر درگاہ شاہ مردان

تذکرہ ایک اس مقبرہ کی ایک درگاہ پنجہ شاہ مردان علی گڑھ  
علی گڑھ و الشاہ شہرہ ای اور کرداوسکی ایک خانہ تختہ  
بنایا ہوا ہے اس میں اکثر خدما اور کچہ زندہ رہتے ہیں  
اور قریب درگاہ شریف کی ایک مجلس خانہ تختہ  
اکبر شاہ فی بنوادیا ہے اور سکی یہ تاریخ ہی تاریخ  
بدرگاہ شاہ شہدہ دوسرا علی شاہ مردان ولی خد  
بحکم شاہ اکبر نامورہ جو عشرت علی خان پیرا  
رسید شہم سائیل سال آن میں روز قسم داؤا نظر  
آور دروازہ فقہ خانہ کا اوس درگاہ میں صادق علی خان

بنوایا ہی اوس پر پہلے تاریخ کندہ ہی تھا پھر  
 چونکہ صادق بنیادی سمیع ساخت بر آستانہ حیدر  
 سال تاریخ ان صادق گفت نقار خانہ حیدر  
 اس در گاہ میں صرف شیعہ مذہب لوگ مدفون ہوئے  
 اور مایہ در گاہ کی ایک احاطہ میرزا شرف بیک بنیایا  
 اور ان کی قبر بھی وہیں ہی اوسکو کر بلا کہتی ہیں تمام  
 تعزیتی بھی نہیں دفن ہوتی ہیں اور عشرہ محرم کو وہاں  
 بڑا ہجوم ہوتا ہے اور اہل در گاہ کی عنقریب مقبرہ  
 نواب نجف خان گاہی اونکی تربت پر پہلے ماؤہ تاریخ کندہ ہی

ذکر انواع و کماہ حضرت خواجہ صاحب

۷۳۹

این تربت نجف اور ایک مصرع اعلیٰ تاریخ وفات میں  
کسی اور نقل کیا ہی مصرع این قدمگا ہشہ مردان  
نجف آیا و کردہ ذکر انواع و کماہ حضرت خواجہ صاحب  
۱۱۹۹  
و دانیسی گذری بعد طی سافت چار کوس کشتی کل کوس  
ہو تابی سواد و کماہ حضرت قطبہ قطاب میں پہنچی ایک ایک  
عمارت قدیم اور مساجد و مقابر فلک تعظیم ایسی دیکھنی  
آی کہ او نگاہ بیان کرنا نوحہ گری ہی اور او کی شرح مرثیہ خان  
اوس صحرا میں ہشیریشہ سلطنت صوفی ہیں کہ حکلی جن  
سرخ گشتہ کیر پر حل و عقد عالم منحصر تھا اب وہ ماتمہ ہی نہیں سکتی



در وہ نہکب بحر شجاعت پڑی مین کہ جس کے لغزہ آسمان  
 شکیافتی زمرہ نامی زمین آب ہوتا تھا آب وہ کہہ م  
 نہیں ہاں سکتی ایسی محل بیکیسی اور موقع بیچا رگی پر سلطان  
 بن ملک شاہ بن الپ ارسلان فی اپنی وقت قریب نزعین  
 کہ جب اللہ پانہو کیا رہین اس داغ وری ساری سرور کو  
 رحلت کرنی لگا تو کیا خوب قطع کہا ہی قطعہ زخم تیغ  
 بہا نگیر و کر قلعہ کشا : جہان سخن من شد جو سن حیرانی بستی  
 اگرستم بیک فزون دست : بستی سلا کتہ دم بیک فزون  
 پائی : چو مرگ تاختن اور و سچ سو و داشت : لقا بقا خدا

بسم اللہ  
ذکر مسجد قوت ہوا تم واقعہ کو جو حجت  
اللہ

و ملک ملک خدای : عرض اول اول نواح میں مسجد قوت ہوا  
کو دیکھا کہ آب اوسکی سوا می و رود و لوار شکستہ اور آثار  
و بنیا و رختہ کی کچھ باقی نہیں مگر اوسکا عرض و طول و ارتفاع  
و پستی و اونچائی و الوئی و ہمت و دیانت اور ان سب کو  
غضت و شوکت ایک اوس کی ظاہری یاد جو کہ  
چار بادشاہوں کی اپنی اپنی عہد دولت میں اسکی تعمیر پر  
ہمت و سعی صرف رہی مگر تو یہی یہ تمام و محال کو پہنچی  
حقیقت میں الہی مسجد تمام روی زمین پر نہیں ہی اور  
اب اس نعمت کا کوئی عہد کسی ملک و ملت میں نہیں ہے

اگر سجد کا حقتہ اختتام پا جاتی تو یقین ہی کہ ملک سموات  
 با حور و غلام لطیفات جنات اپنی تسبیح و صلوات کیو  
 اوسکو آسمان پر اوٹھا لیجاتی آید یہی اوسکی بعضی عجائز کی  
 نسبت کا ری اور کثرت دیدگی سی صنعت و قدرت حضرت پاری  
 ثابت ہوتی ہی اور اوسکی محنت و ریاضت عجیبہ جلیلہ  
 انسان سی زاید معلوم ہوتی ہی چنانچہ اوہیں ایک مینار  
 کہ جو قطب صاحب کی لائٹ مشہور ہی ہو زسرا پا فایم ہی  
 اوسکی خوبی و صنعت بیان نہیں نہیں آتی اور اوسکی عظمت و  
 لکھی نہیں جاتی اور اوسکی دریافت حقیقت دیکھنی سی تعلق کرتی ہی

ذکر مسجد قوت اسلام واقع کراچی خواجہ صاحب

اور اسکی بندی اسکی اوپر چڑھتی سی معلوم ہوتی ہی  
جو اسکی درجہ اعلیٰ تک پہنچ جاتا ہی شیر عالم بازار کراچی  
الانوت ختم ہو جاتی تو اسپر سی ہر ایک کو سراج حاصل  
ہو جاتی اور ہر شخص میں صفت حکیم الہی آ جاتی زمین پر اس  
دور پہنچا کس کراچی اور انتہائی بندی سی دس کروڑ دور

اور ابتدا میں اسکی سات درجہ یعنی سات کہے تھے مگر دور دور  
اور پر کی بسبب تصادم برق و باد کی قائم نہیں رہتی یہاں پر

اسکی ساتوں درجہ کا ایک پانچون<sup>۹۱</sup> گز کا تھا اور اب پانچاون

دور چون ہلاک پانچ درجہ کی رفت انہی گز کی موجود ہی

اور کرو اس لاشہ کی تمام منبت کاری اور آیات کلام  
 کندہ ہیں اور پری تمام سنک سرخ ہی اور اندر حیدر خان  
 اور زینتی اسکی اوپر چڑھنی کی ابتدا سی انتہا تک پانچ  
 درجو کی تین سو چھیاسی ہیں اور سب اس لاش کی قائم  
 رہنی کا اجنگ پہہ ہی کہ بعد اسکی طیار کی جو بادشاہ  
 کہ باہمت ہوا اسنی اس عمارت عجیبہ کو یادگار زمانہ قدیم  
 جانکر اسکی شکست و سخت کی درست میں کوشش کو فرمایا  
 چنانچہ اول اسکی ترمیم سلطان فیروز شاہ فی کی بعد اسکی  
 سلطان اسکندر بن بہلول کو دی گئی اور اسکی بعد اسکا بیٹا

ذکر مسجد قوت اسلام واقع در کاخ واجد

۱۳۵۵

اوسکی دو درجہ منہدمۂ اعلیٰ مع اور مرت کی بنائی تھی  
تو وہ دو نو درجہ بسبب آفاتِ سماوی کی زلزلہ کی  
اور حقیقت تعمیر اس مسجد وینار کی سید احمد صاحب  
منصف بی بی فی جامع الصنادید میں بہت تفصیل و شرح  
لکھی ہے اوس سبکو اس میں مکرر لکھا فضول ہی مگر  
جس امر کی دریافت میں طبیعت تجسس پرانی ہے اوسکو  
کچھ شور مچا لکھا جاتا ہے اول میں اس مقام پر رانی تھو  
پڑا تھانہ تھا اور اوس تھانہ کا یہی جواب ہندوستان  
میں تھا جسکو سلطان شاہ بدین غوری نے شہر پور

ہندوستان کو فتح کیا اور پھر اوراکھ شکست دی تو اس  
بتخانہ پر مسجد کی بنیاد ڈالی جیسا وہ عظیم الشان اور نامور تھا  
وہی مسجد بھی عظیم و مکرم حیرت افزای عالم ہوا فی شرح

کچھ تھوڑی سی بی بی تھی کہ سلطان شہاب الدین فی ۶۰  
ہجریں شہادت پائی اس بادشاہ فی ۶۳۳  
تحت نشین کے

بعد اسکی سلطان قطب الدین ایک علام شہاب الدین  
تحت نشین و بی ہوا پھر اسنی اس مسجد کا اہتمام کیا اور

تمام چھوڑا آخر وہ ہی ۸۰ ہجریں انتقال کر گیا

اسکی بعد سلطان شمس الدین تخت نشین علام قطب الدین ایک

وہ ہے  
نور مسجد خواتن اسلام واقعہ رکا چوا جہ صحت

سرپرآرمی و ملی ہوا یہ بادشاہ بڑا و نیدا رہا اور انہیں  
برس سلطنت کی اور اس فی ہوا جس مسجد کی بنانی میں بہت  
کوشش کی چنانچہ یہ مینا را اور بعضی ورجی مسجد کی اسکی  
عہد میں طیار ہوئی مگر بالکل تمام نہ ہوئی تھی کہ یہ  
انہوں نے بھی وفات پائی بعد اسکی بہت مدت تک  
اسکی تعمیر نہ ہوئی یہی پندرہ ۹۵ ہجری میں سلطان علاء الدین  
خلجی بادشاہ و ملی ہوا اور اس فی میں برس سلطنت اور اسکی  
اس مسجد کی بنانی میں نہایت سعی کی اور اسکی زمانہ تک  
پانچ و جون کی نسبت پہنچی اور اس بادشاہ فی اسکی مقابلہ



و در مسجد قوت اسلام در  
 ۷۸  
 و دوسری مینار کی بنیاد شروع کرد ای که ده اس می  
 با همه و چو بزرگ بنتا اس عرصه بین انہونی ہی سہ  
 پیرمین رحلت فرمائی مینار و ویم ہی تمام رہا اور مسجد  
 پوری ہوئی اور تخانہ ہی نور باقی ہی اگرچہ اہل اسلام نے  
 اونکی صورت میں کچھ کچھ اپنا تصرف کر دیا ہی مگر چونکہ وہ مقام  
 حنفی و نہرت میں قابل و یکہنی کی ہی اس واسطی کوئی  
 اوسکو آج تک بالکل خراب و نابود نہیں کیا بعد اوسکی  
 بہر کسی بادشاہ میں ایسی ہمت و جرات نہوئی کہ اس مسجد کو  
 اختتام کو پہنچاتا الا اس مینار کی مرمت جن بادشاہوں نے

ظہور میں آئی ہی نقشبندی کی سائیدہ کی کشتیوں میں ہوئی  
 ہکرات اپنی تہورا اور اس مسجد کی درجہ دوم کی  
 انکی ایک سیل اپنی بہت صاف اور سیدھی دہلی ہوئی  
 نصیب ہا ہندی اور سکی زمین سی پائیسٹ چھبہ پنچہ اور  
 مثالی باغ فٹ تین پنچہ اور اصل اس لوہی کی کپڑے  
 اس طرح مشہور کرتی ہیں کہ خوبوں کی راہی تہورا سی کہا  
 کہ دنیا کا جتنا راج و سلطنت ہی سب راجہ بالک سی  
 تعلق رکھتے ہی اور وہ ہمیشہ زمین کی بچی سیر کرتی ہوتی ہیں  
 اور اب چند روز میں زمین دہلی کی بچی آیا چاہی ہیں چھوڑ دو

اعمالِ نجوم کی وہ وقت و ساعت معلوم ہی اگر آپس میں

ایک کیسے اس مقام پر گائری جاوی تو عین اونکی سر پر

پہنچی گی اور یہاں ہی راجہ باسک کو اپنی مذہبی جہ تک

کہ یہ کیسے رہی گی جب تک راجہ باسک اس زمین سے جاوی

اور نہ تھہرا راج اس زمین سے ٹلی گا اور یہی شہد

خاندان میں رہی گی راجہ پتھواری اس سے بھی کیسے

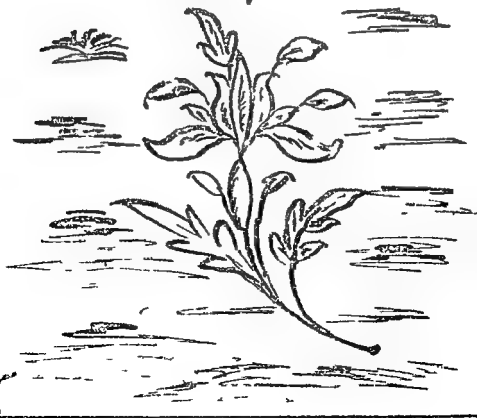
اپنی زمین میں بوجہ بیسویں تول کی آپس میں

بہت چند روز کی راجہ پتھواری کو اونکی صدق و کذب کی

تحقیق کا تو ہم پتا ہوا اور اس کیسے کی اوکھیری میں

سے لوتی گئی پیلے کی اور نقشہ مینارِ تمام اور ناتمام کا  
اور نقشہ تجانبہ پتھوراکا کہ جس میں سیکڑوں ستون اور  
ہزاروں مورچین سنگِ خارہ کی بنی ہوئی ایک سچڑی  
اور ادنیٰ بعض اعضا کے مسلمانوں کی ناقص کردیا تھا۔

بایا ہی وہ سب نقشی ہمہ بین نقشہ



سوان مکانوں کی اور بھی مقبری بعضی بادشاہوں کی اور نزار  
 اکثر بزرگوں کی اس جوار میں دیکھی جتنا چہ مقبرہ امام محمد علی  
 شہید کا کہ جو امام ضامن مشہور ہیں اور وہ مقبرہ ۹۴۴  
 حجیرین پر ابودر وازہ مسجد قوت والا سلام کی بنائی اور مقبرہ  
 سلطان شمس الدین التمش کا اور مقبرہ سلطان علاء الدین  
 خلجی کا اور مقبرہ سلطان غیاث الدین بلبن کے پڑوسی  
 اور بلبن پر بادشاہ نامور گدڑی اصل اسکی پرستان  
 سی بھی بعضی اسکے اولاد اور اسکی پادشاہی ہیں کہ غنیم  
 اور دیر سلطان شمس الدین التمش کا تھا اور اسکی کتب پر

سلطنت کی اور اسی برس کی عمر میں شہید ہو گئے تھے  
 منتقل ہوا اور مقبرہ اور مسجد مولانا جامی کے نام انکا فضل  
 اور بڑی بزرگ و صاحب معرفت تھی کہتی ہیں کہ بے مین  
 فقط ایک لنگ پر قناعت کرتی تھی اور شرابی بے مین  
 اپنی معاصرین پر تفاخر کہتی تھی جبکہ انہوں نے مولوی  
 جامی سے ملاقات کی تو تمام بدن انکا کروا دیا اور اکثر  
 گریبان رٹا کرتی تھی تو جریان اشک سے انکی بدن پر خام خط  
 خطا ہوتی مولانا جامی کو انسی معرفت ظاہری کچھ نہ تھی جبکہ  
 یہہ براہر سند کی اس حال خراب سے جا بیٹھی تو جامی نے کہا

کہ میان ملک تو چہ فرق است جمائی بی جواب دیا کہ جب  
 جمائی بی پوچھا کہ تو کہاں سی ایڑھی اتھولی کہا کہ ہندوستان  
 پر جمائی بی کہا کہ کوئی شہر جمائی کا بھی تھکوا دہی اتھولی  
 اپنی صورت حال کی مناسب یہ اپنا شعر پڑھا مطلع  
 مار از خاک کویت پر انست برن : انہم ز آبیدہ صد  
 تابدن : جمائی کو یقین ہوا کہ جمائی بھی ہی ہر سنگی  
 اور عذر کیا وفات جمائی کی شہرہ جری اور تاریخ حلت  
 خیر و بد مقبرہ انکا کاشانی چینی کا کھار اور  
 ۸۲۲  
 نیست ہن اپنا ثانی ہندوستان ہن نہیں کہتا اکثر پیش

لوگ اس پر سی نقل کر کی تسلیم اپنی پاس رکھتی ہیں اور  
مسجد و باوی دولت خان کی کہ عہد کنندہ رووی میں

پہنچ سہ ہجری کی بنائی تھی اور کئی معظّم الدولہ

ایں ملک اختصاص باخان طاس شیانفس شریف

صاحب بہادر زریڈنٹ رہی کی کہ اونہونی استقام

بسیب زیادہ بود و بپس ہونی بادشاہ کی سوامی کوئی

شہر کی ایک بہت عمدہ کوئی مقبرہ محمد قینچان کہ کہ حلال الدین

خدیج کی بنائی ہی کہ آدھی ہوا و نضا پانچ ارہ کو سر ہا

ان سب مکانوں میں جو قابل نقوش کی تھی اونکی نقوش گماہیں داخل

آؤ جو بالکل کھنڈر تھی اونکو چھوڑا چھوڑا یہ نقوش ان مقبروں کی ہیں



ذکر در حضرت خواجہ قطب الدین  
۷۰۷

بعد اوسکی درگاہ شریف کی آبادی میں آی جانب شمال مشرق  
ایک بڑی بستی ہے وہاں چند مالوگوں کی مکانات اور کچھ چھوٹے  
آویسٹ مشرق کو درگاہ شریف، اور عمارت یاد شاہی بہت خوبصورت  
ہی ہوئی ہے اور خوب کچھ طرف مکانات شاہزادوں کی اور کچھ  
وہیوں کی و طرف تعمیر ہیں اور بچوں بازار ہی اور عصبین اوسکی  
ست غریبی میں ایک بڑا وسیع تالاب ہے کہ اسکو خواص شمس کی پانی  
سلطان شمس الدین التمش نے اپنی عہد میں بنایا تھا اور اگلی دس چھٹی  
شہور ہی اوس میں بہت خواص آب اور مکانات باغیچہ بنی ہوئی ہیں  
اور پانی بہرہ میں اوس تالاب سے اتنا ہی برسات میں ہیں

ساون بہاروں کی مہینی میں بہان ایک میلہ کھڑو شون کا  
 ہوتا ہی اور عجیب لطف کیفیت ہوتی ہی تمام کوہ و صحرا  
 سبز ہوتا ہی اور ہر قطعہ زمین پانی سی تر و تازہ تمام شہر کی امیر  
 و غریب سب ہوتی ہیں چہرنی سی تا بسیارند کو خلقت اور ترقی  
 اور تمام بازار و دکانیں مرتب ہوتی ہیں اور ہر اہل حرفہ اپنی  
 اپنی گروہ کی ساتھ چہرنی سی چکھا لیکے درگاہ شریف میں  
 لاتی ہیں اور ہر ایک کے ساتھ ساز و سامان اور دبا جاتا اور  
 روشن چوکی ہوتی ہی تو دور دراز اپنی اپنی ملک و زمین اور  
 بالا خانہ و خیمہ خلقت بیٹھتی ہی اور آدمیوں کی اور بیگم و بیگم کی

ذکر درگاہ حضرت خواجہ قطب الدین

۷۵۹

اس قدر ہجوم و کثرت ہوتی ہی کہ بیان میں نہیں آسکتی ہیں  
کہ ایسا میلہ ہندوستان میں رنگین و اجڑا کہیں نہیں ہوتا  
اوس وقت کی کیفیت تقریر میں نہیں آسکتی و کہنی سی تعلیق ہی  
بعد اوس میلہ کی تمام سال وہ بازار و مکانات خالی پڑی  
رہتی ہیں اور ایک دیر انداز نظر آتا ہی عرض قسم وہاں رہا  
جیسے کہہ رہی کی مکان میں اونٹنی اور بکریاں ساری اور مکانات  
تو بیکر دیا و بیرونی آستانہ کی کی کچھ ضرورت نہ پڑی اور درگاہ  
نہایت درگاہ حضرت خواجہ صاحب سی ہر روز بے شمار  
اور مراد و دولت کو شہن حاصل کیا سبحان اللہ عجیب مکان پھر

اور مقام کرامت نشور آور استمانہ فیض کنجور اور بارگاہ  
 سہ اسر سسروری کہ ہر دور و دیوار او کی مطلع خوشید سعات  
 اور ہر گوشہ او کا مشرق النوار ہدایت ہی ہر سنگ او کا  
 مسجد گاہ سبحان بیت المعمور اور ہر ذرہ او کا لہجہ پیر افرا  
 دیدہ تجیل طور ہر طرف دای شوارق رحمت رحمان افشا  
 اور ہر جانب شحات سیلاب لطف یزدانی فیض سا با وجود کہ ہرگز  
 ایک انبار کل ہی مگر او کی خوشبو سی شمیم کل اور بوی مشک  
 تجل ہی اور باوصف کہ تربت پر چہہ کنند و آرایش نہیں ہی  
 لیکن او کی عظمت سی سطوت بارگاہ سلطانی اور شوکت

در کارگاه حضرت خواجه قطب الدین  
۴۱

اور شوکتِ حرکات آسمانی متفصل ہی کہتی ہیں کہ بیش تر انہی  
مزار مبارک کی گرد و گچھہ دیوار و احاطہ تھا شیر شاہی ایک حکیم  
و شیخ مع دروازہ کی اپنی عہد میں بنوائی اور یہ تاریخ کا  
دروازہ پر کھدوائی تھا شیخ و زمانِ اقتاب جرجہ لست  
شیر شاہ شاہ را بر باب کوکب مرکب کردون غلام دین  
عظیم القدر و کار کا ہر کہ اندر باب او صدق آمد قولہ اباب  
من و اسد م یو دبت و چار و ہصد سال از یحییٰ بن محمد  
ز اہتمام شیخ دین پور خلیل النبی نامہ اور دروازہ عربی پر  
یہ تاریخ مرقوم ہی تھا شیخ غفری کہ دین گنج سعادت میرٹ

آخر گھر بشارت کر خان سفت و گفتیم چہ تو اسم رقم ما بخش  
 عنوان بدر اسماء در جنت گفت و تاریخ دروازہ جانب  
 احاطہ ملائح تاریخ در زمان شہ جہان اسلام  
 شد ملت در پی و سپہر جناب و گرچہ صدمت باب جنت  
 یس باب بشل فی الباب و کر و شخصی بنا کہ در بابش و بوش  
 ثانی از حق است خطاب و چون ز تاریخ نام کردم عرض  
 گفت در کاہ خواجہ اقطاب و آورید او کی فرخ سیر  
 بادشاہ فی قریب مزار مبارک کی جالبیان اور دروازی  
 سنگ مرمر کی لکھائی تہہ تاریخ دروازہ اندرون پر کندہ ہی

نکرو کا حضرت خواجہ قطب الدین

۷۳

تاریخ از سی کترین علما ان شهر داره با اعتقاد و مستند

کامل الحیات و فیستند و دیان با پرست و دیان تاریخ

یافتند و حصار پرست و دیان با تمام کترین و علما ان

سند حیدر من تاریخ شاهی ایام یافتند و کترین و دیان

عبدالله شیرین قیسم و اورپه لشکر و دیان و دیان

کف و دیان قطعه از حکم و شاهی ایام و دیان و دیان

خواجہ دین قطب و دیان و دیان و دیان و دیان

فرخ شیرین و دیان و دیان و دیان و دیان و دیان

و دیان و دیان و دیان و دیان و دیان و دیان

# ذکر در کاہ حضرت خواجہ قطب الدین

۷۶۴

استراج الدین بہادر شاہ فی صندل کاکٹہ اگر و مزار شریف کی  
 لکھا دیا ہی اور پانینتی اچکی قسربارک کی حمید الدین  
 ناگوہی کی تربت ہی نام لکھا محی عطاء اللہ تھا اولیا سندھ  
 برمی مشایخ وقت ہی تھی اول انکو شیخ شہاب الدین سہروردی  
 اور میر شمس الدین نقشبندی سی فیض خدمت حاصل ہوا  
 اور ایک سال و مہینہ مدینہ منورہ میں حاضر رہی پھر  
 حضرت خواجہ قطب الدین کی خدمت میں مشرف ہوئی  
 بعد وفات حضرت خواجہ کی ششہ چہ سو چالیس میں  
 انتقال فرمایا یہ عبارت اوسکی لوح مزار پر کندہ ہی



ذکر در حق حضرت خواجہ قطب الدین  
۴۵

نثر ہذا مرقد المنور قطب الاولیا فی الافاق عجوبۃ الانبیاء  
بالاحاق الامام العالم العالم الولی الفاضل العالم شہید  
نور اللہ مرقد المنور عمرہ الروضہ خادم الفقرا علیہ السلام بن شیخ

فی شہدۃ رابع و سبعین و سبع مائۃ اور نزدیک آپکی مزار کی

اور یہی بہت بزرگوں کی قبریں ہیں اور آپکی دو صاحبزادی بھی

یہاں مدفون ہیں اور سمت غربی میں درگاہ کی دیواری ایک مسجد

تمام سنگ مرمر کی بنائی قطب الدین بہادر شاہ بن عالمگیر علیہ السلام

اور محرابوں کی قبر گاہ بھی اسی مسجد میں ہی اور درگاہ کی باہر

غرب روایا صلیہ چاند قدم مرزا حضرت مولانا فتح الدین صاحب

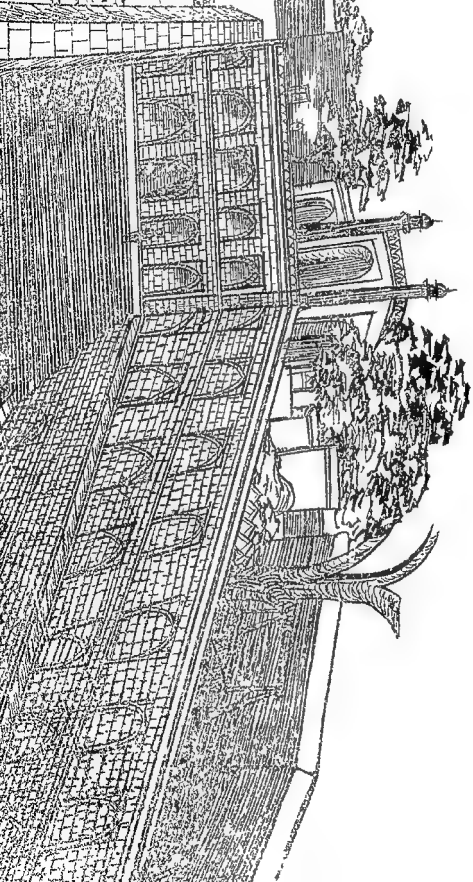
کہ جنگی اوصافِ محالات و روزِ زبانِ خدایق اور غنیہ میں  
 و زمان میں تمام سنگ مر مر مصفا سی بہت مقام تبرک  
 پر بنا ہوا ہی اور یہ تاریخ اوسکی لوح پر کندہ ہی بسم  
 الرحمن الرحیم لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ علیہ السلام علی محمد  
 و علی آل محمد تاریخ بگذاشت مخدین چون بہمان سری  
 فانی \* بر استاتہ جاوہر آن قطب جاوہرانی \* سالِ مصل  
 ان صمد از غیب چون بستم \* تاریخ گفت با تف خوشید  
 و جہانی \* مسلام سید الشہرا فخر الدین مقبول الہی  
 اور پاس اس مزار کی ایک مسجد سنگین بہت قدیم ہی کہتی ہیں

کہ حضرت خواجہ صاحب فی اپنی ذات سی مع اور اصحاب خلفا کی  
 اس مسجد کو کچھ بنایا تھا پھر اسلام شاہ فی اپنی عہد میں اور  
 فرخ سیر فی اپنی زمانی میں اسکی تین درجہ بنا دی اور  
 یہہ تاریخ اسپر کندہ ہی تاریخ سور و لطف  
 و عنایات شہ والا جناب و ساحت از روی ارادت  
 و ز روح اعتقاد و خسرو فرخ سیر شایستہ مالک  
 رقاب و مسجد زیبا بنا و مسجد گاہ شیخ و شاپ و با شروش  
 غیب بالف گفت و در کوش خرد و سال تاریخ بنالیش  
 بیت ربی مستجاب و اس مسجد میں بسبب اپنی ہنرمندی بہت

تکلیف تھی ۱۲۶۳ ہجری میں ندیم الدولہ حافظ دہلوی خان  
 لی وہاں ایک باولی بختہ بہت وسیع و عمیق کئی ہزار روپے  
 لگا کر بنوادی آدس سی غازیو نمکوبہت آسائش ہو گئی  
 یہ نقشہ مسجد و باولی اور دروازہ درگاہ شریف کا

کھینچا گیا





اور کھار، تالاب پر پربت عمارات و مکانات قائم و کتبہ  
 کہ انہی مشرح لا حاصل ہی کر ایک اولیا مسجد بیت مقام نور  
 و تبرک ہی کہتی ہیں اسکو ہی حضرت خواجہ صاحب نے اور ان  
 صفائی اپنی ماتہ سی مٹی کی ٹوکر یاں لاکر بنایا تھا اور وہاں  
 چلہ کشی کیا کرتی تھی اب کسی نے اسکو چوٹی سے نچتے بنا دیا ہی  
 اور نزدیک اوسے تالاب کی مقبرہ شیخ عبدالحق دہلوی کا ہے  
 کہ انکی حالات و کمالات بھی تعریف انسان سے زیادہ ہیں اور تحریر  
 و تقریر میں نہیں آسکتی چنانچہ بانیس برس کی عمر میں علوم  
 مع حفظ کلام اللہ کی فراغت حاصل کی اور اوسے عالم شہباز

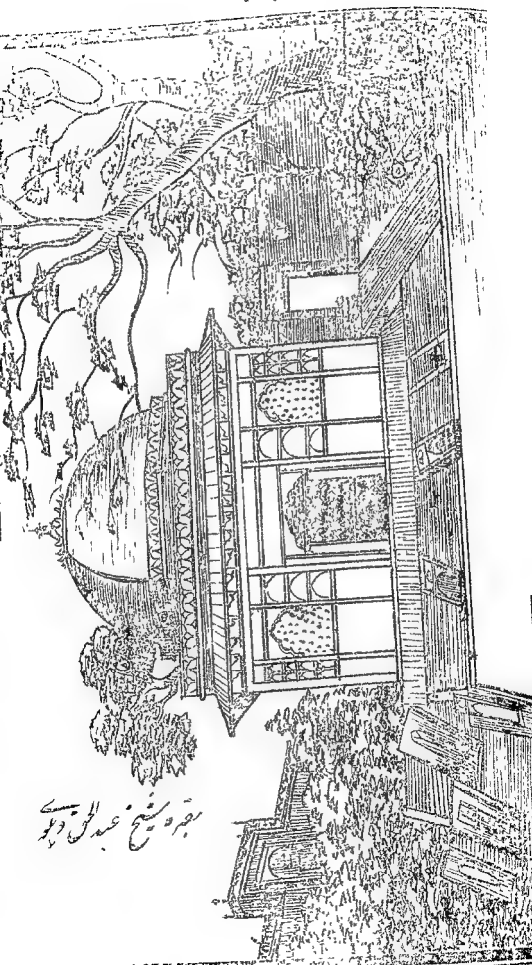
بحرِ محبت الہی فی جوشِ دارِ کرمہا : تعلقات و نیازاتِ جسم  
 ترکِ مروت سی تیار کر کی بہت الشرف کو شرفِ بیگنی اور وہاں  
 بہت اقطابِ اولیا کی صحبت سی فیضِ باطنی حاصل کیا اور کئی سال  
 وہاں رہی علمِ حدیث بہت تحقیقات سی تحصیل کیا اور پھر  
 ہندوستان میں آگئی ارشاد و ہدایت میں مصروف رہی اور  
 ایک سو چھ کتاب اپنی علمِ دین اور آدابِ شرعیہ میں تصنیف فرمائی  
 ہندوستان میں علمِ حدیث کی پیشتر اویں میں سے ترویج پائی  
 تاریخِ ولادت آپ کی شیخِ الاولیا اور وفات کی تحریر عالم  
 اور دوسری تاریخِ وفات کی یکسال کی پہلے ہی تاریخ

فاضل بنده شیخ عبدالحمید \* حامی شرع و دین بینک نشو \*  
 عالم و متقی و عارف بود \* بعلم غریبه واقف بود \* شرح  
 مشکوٰۃ از تصانیفش \* تازی و فارسی تالیفش \* عمر او بود یکصد  
 و ده سال \* کان زمان شد ازین سرای \* سال نقاش  
 خرد عیان نبفت \* بخلاق بیست سر و یکفت \* او بر همه

نقشہ ایکی مقبرہ گاہی \*







بقعه شیخ عبدالرحمن دہلوی

آپا تہو اس حالات فیض آیات کرامت و خوارق حضرت  
 قطب الاتصاف کا بیان کرنا چاہی کہ اہل طریقت کو اس ہی  
 ہدایت ہوا اہل معرفت کو کیفیت ہوا اسم مبارک آپ کی  
 والد بزرگوار کا کمال الدین احمد موسیٰ اوشی آوش ایک قصبہ  
 دیار ماوراء النہر میں سی اور بعض کی نزدیک من مضافات فرغانہ  
 شجرہ خاجگان چشتیہ میں آپ پرید و خلیفہ اعظم حضرت خواجہ بزرگ  
 قطب عالم پشوی بنی ادم حضرت خواجہ معین الدین چشتی کنین  
 رسالہ مناقب مشائخ میں منقول ہے کہ آپ کی والدہ ماجدہ فرماتی  
 تھیں کہ جب حضرت خواجہ قطب شکم میں تھے تو ہر شب بوقت تہجد

ذکر حالۃ حضرت خواجہ قطب الدین گیلانی رحمہ اللہ

۷۷۵

شکم میں جنبشیں ہوتی تھیں آواز اللہ اللہ کی آتی تھی اور شب  
نزد کو ادھی رات کی وقت دیکھا کہ تمام گہرا ایک لمعہ نور سے  
منور تھا اور مولود مجھ کو دس دس سو سو سجد آواز اللہ اللہ کہتی تھی  
اور وہ نور ابستہ ابستہ کم ہوتا جاتا تھا یہ حال عجیب و غریب کی  
بجکر تعجب ہوا عجیب سی آواز آئی کہ اے مادرِ قطب الدین پہ نور  
ہماری اسراہ کا بھی اور سگوتیری فرزند کی دلیں رکھتی ہیں فقط کہتے ہیں  
کہ پندرہ سپارہ قرآن شریف کی شکم مادر میں تسلیم حق می آتی  
یاد کی تھی اور سیر العارفین میں مشہور ہے کہ جب حضرت خواجہ قطب الدین  
ایک نیم سالہ ہوئے تو آپکی والدہ فی الحال کیا اور والدہ پاکہ کہ

اپنی آنکھوں میں عصمت میں پرورش کیا جب آپ نے قدم ہر  
چار سالگی سے باہر رکھا تو آپکی والدہ مقدسہ فی ایک پر  
صالح کو کہ آپکی مسایہ رہتی تھی بنا کر حضرت خواجہ کو ہمراہ کیا  
اور صلوامی تازہ اپنی ماتہ سی پکا کر ایک طبق میں اونکی ساتھ دیا  
کہ میری فرزند کو کبھی مسلم با خدا کو تفویض کرو کہ اسکو کلام  
تعلیم کری و پیر صالح انکو لیکر بلا کہ اثناس راہ میں ایک بزرگ  
طاقتی ہوئی اونہوئی پوچھا کہ اس را کی کو کہاں  
پہنچاتا ہی اس پیر نے بیان کیا کہ یہ لڑکا  
ایک خانوادہ اہل صلاح کی رہی

اور پھر بزرگوار اسکا دنیا سی کوڑ گیا اسکی والدہ عقیقہ فی  
آج اسکو مکتب میں پہنچایا اون بزرگ فی دنیا یا کہ اس کو لیکر  
میری ہمراہ کرین اسکو ایسی ہی صلیح کو سپرد کر دیں کہ اسکی  
برکت تعلیم سی اسکو کمال ظاہر و باطن کر اسکو سووی اور پھر  
کہا بہتر جو رضا اپنی تہ بزرگ حضرت خواجہ کو امام اور حضرت  
خدمت میں لیکھی کہ وہ ایک معلم پانڈا اور وی کا مل تھی  
اور نہایت عبادت و تقویٰ میں مکمل اور کہا کہ یہ لڑکا  
زمرہ اولیا کبار میں اور شاخ نادار میں سے ہوئی واپسی  
اسکو تران مجید بہت تسفی اور کمال توجہ سی تعلیم کرنا چاہی

امام ابو حفص فی منظور کیا اور بدل مقبول فرمایا جب  
 بزرگ چلی گئی تو امام ابو حفص فی حضرت خواجہ سی  
 پوچھا کہ جاننا ہی تو کہ یہ کون شخص تھا کہ جو میری پاس  
 ٹکروں پہ گیا ہی اپنی کہا میں نہیں جاننا ابو حفص فی  
 یہ حضرت علیہ السلام تھی فقط کہتی ہیں کہ چند مدت میں آپ  
 یہ حالت پہم پہنچی کہ کساعت ریاضت و مجاہدتی فانی  
 نہیں ہوتی تھی اور ایک دم عبادت و اشغال سے مرصت  
 نہیں پاتی تھی پھر حضرت خواجہ بزرگ دمان وار ہوئے  
 اور خواجہ قطب الدین شرف بیعت اور خلعت خلافت سے

ذکر حالات حضرت خواجہ قطب الدین گنج شاکر علیہ السلام  
۷۷۹

مشرف ہونی اور تشریف کمال کو عروج فرمایا اور بیشتر اہل بلاد  
اچکی پر یہ ہونی اور فیض الہی حاصل کیا کہتی ہیں کہ سن  
بست سالگی میں جو فضائل ظاہری و کلمات باطنی حضرت  
خواجہ فی حاصل کر لی پھر آپ دینی میں تشریف لای اور  
سناہل ہونی اور ہمیشہ عالم استراق میں داخل ہوتے تھے  
اور بہت اعراس و ملاہیں اچکی خدمت میں شرفیاب ہوتے تھے  
اور تمام خورد و بزرگ آپسی عقیدت صادق کہتی تھے  
چنانچہ ایک بار حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ  
اجمیری دینی میں تشریف لای بعد چند مدت کی پھر اجمیر سے

آنحضرت بجمانی لگی تو حضرت خواجہ قطب الدین پاپی اکی  
 ہمراہ اجمیر کو چلی شہر میں جو حضرت خواجہ قطب الدین کی  
 جانب کی خبر ہوئی تو ایک غوغای عظیم اٹھیا اور ہزاروں  
 آدمی اکی اکی فراق سے کرپان نالان در پی ہوئی اور  
 سلطان شمس الدین التمش پاپا وہ اکی خدمت میں رہا  
 جب خواجہ بزرگ نے اکی عنایت میں نام شہر کا  
 حال الیامضطر معاینہ کیا تو فرمایا کہ بابا قطب الدین  
 تمہارے پیام کو دین نہیں چاہتا کہ تمہاری نفس جدامی  
 میں رہا ہی غلطی خدا خراب کباب ہرن جاو اس شہر کو



دہلی  
ذکر حالات حضرت خواجہ قطب الدین نجار کا کہ جو

۷۱

ہنسی تہا ری پناہ میں سپرد کیا آخر حضرت خواجہ صاحبِ جبریت  
کی اور اپنی مقام پر شریف لای کہتی ہیں باوجود اس  
جو عاتِ خلقی اللہ کی دنیا و مافیہا کو اپنی نصیب میں  
برابر دانہ نشینی میں کی نہایت تھی اور کسی ہی ایک حسب  
بطریقِ ہدیہ اور تحفہ نہ لیتی تھی اور ہمیشہ فقرو و فاضلین سے  
خوش رہتی تھی چنانچہ ایک ہی میں ایک مسلمان  
بھال رہتا تھا شرف الدین نام او کی بی بی ایک ہری  
عصمت میں حاضر ہوتی تھی جب ایک حرم محترم میں  
کچھ احتیاج و ضرورت ہوتی تو اس میں سے ماکولات

قرض بسکے قوت اہل و عیال کیا کرتی تھیں اور ہر ادا کرتی  
 تھیں اور حضرت کو اس باب میں کچھ اطلاع نہ کرتی تھیں  
 ایک روز اس زن کم حوصلہ بنی کہا کہ ای بی بی اگر  
 میں تمہارا رونا بھسا یہ میں نہوتی اور قرض مذمتی تو تم پر  
 بہت تنگ ہر تا پہ بات حرم منظر حضرت خواجہ کی نہایت  
 موثر ہوئی اور ذکر اس بات کا حضرت کی رو برو کیا آپ  
 سنکر ڈرانا مل گیا اور فرمایا کہ جب احتیاج ہو اس طاق  
 حجرہ میں بسم اللہ کہہ کی بات ڈالنا اور میں سی کا ک  
 نکلا کر نیکی آؤں سی قوت لا عیوت عیال و اطفال کا کرنا چاہئے

در مجلس  
ذکر حال و جزئیات از این مجلس  
مجلس ۶

چنانچه اوس طرح عمل این آژانس را با کمال احتیاط و کمال  
تنبه و تدبیر این اسرار متحرک و متحرکات متحرک و متحرک  
تصمیمات و نظام الدین جسمه و جسمه و جسمه و جسمه  
شیخ فزالدین زمانی که این است و است و است و است  
عالم فکر استراق بین توی سوامی ناز چکانه کی کسبه  
متوجه و متوجه و متوجه و متوجه و متوجه و متوجه  
بهمی با یکی خدمت می ایستادم و اینها و اینها و اینها  
استاده را آخر اشتها چیده و پرست غالب و غلبه و غلبه  
الکلی حضور می غائب و غائب و غائب و غائب

ذکر حالات حضرت خواجہ قطب الدین نختا کا کی جرحہ

میں اسی اندیشہ میں تھا کہ اپنی مات گریبا نہیں ڈالا اور  
ایک لکال کھال کی بجائے رحمت کیا اور اشارہ اوسکی  
تناول کا فرمایا فقیر اس کرامت کی مشاہدہ ہی کمال منقطع  
قریب تھا کہ مانند خاک کی گہل جاوی کہ اتنی میں اپنی  
ارشاد کیا کہ اے فرید اندیشہ نکرانت، اے تعالیٰ اس عالم ہی  
تو بوی بہرہ یاب ہوگا فرایدا سالکین محفوظ خواجہ قطب الدین  
تصنیف شیخ فرید الدین میں منقول ہے یعنی حضرت خواجہ  
قطب الدین فرماتی ہیں کہ ایک روز میں اوقاضی حمید الدین  
ناگوری یا رسم اسرافہ فرسیر و ریاتہی اور عجایات

وہ جسے  
ذکر حالات حضرت خواجہ قطب الدین گنج شاکر علیہ السلام  
۷۵

قدرت الہی کا شاکر بنی تھی چنانچہ کنارہ دریا پر پڑی تھی  
کہ انا اگر سیکے فی قضا کیا اور اس محل پر ہم سب  
ضام کا محال معلوم ہوتا تھا ناگاہ دیکھا کہ ایک گوسفند

دونوں پاکیہ اپنی ہونہ میں لیسے حاضر ہوئی اور سب

پس رہ کر چلی گئی اس امر عجیب کو دیکھ کر جاننا کہ یہ گوسفند

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی روان غیب فی ہر دعوت کی

اوس دعوت کو شامل کیا اور شکر ادا کیا اتنی میں کیا

کہ ایک گروہ پر پرستش کی پیدا ہوا اور بہت تھیلی

مانند ہوتی کی چلا جاتا تھا قاضی اور میں سچے ہوئی اور کہا

در اسلئے  
ذکر حالات حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاظمی رحمتہ اللہ علیہ  
۸۶

کہ یہ اسکا بی حجابانہ جانا خالی از حکمت نہیں ہی اسکی تہ بھی  
چل کی کشف اسرار کرنا چاہی ہی ہم اسکی دنیاں ہوئی قضا کی کردگار  
بچھین دریا حائل ہوا اور بی کشتی عبور و مانسی مشکل پڑا  
اور کڑم سنسار کی دمانسی گذرئی لگا بہتی وہ تھالی سی  
دعا کی کہ الہی اگر قصہ ہمارا کامل و صادق ہی تو اس دریا  
بکری عبور پیرہ اس مناجات سی دریا میں رہتہ ہو گیا  
ہم خشکی میں اوسے گذر گئی اب کڑم آگے آگے جاتا ہی اور  
ہم اسکی متعاقب چلی جاتی ہیں آخر ایک درخت دیکھا کہ  
اوسکی نیچی ایک شخص بنو پایا ہی اور اوسطرف سی ایک کھسپاہ

ذکر حالات حضرت خواجہ قطب الدین گجراتی رحمہ اللہ

۵

نزدیک پہنچا ہی اور قریب ہی کہ اس شخص کو ہاک  
ری کہ اتنی مین وہ کڑوم سانپ کی برابر چاہیچا اور او کی

سر پریشہ کر ایک نیشن مارا اور اسکو نیت و نابود کر دیا

اور وہ نسی ناپید ہو گیا ہم نے اس سانپ کو نزدیک

دیکھا تو اسکا جھٹہ تیا سی ہزار مین ہی کم نہو کہ ہم نے اس کو

کہ یہ شخص بیدار ہو تو اسکی زیارت سی شرف بہرہ کشا

پہرہ بہت ہرک ہی کہ حافظہ حقیقی ہی اسکی بقایا ہے

کیواسطی اس کڑوم کو اس ازور اجل سکر پرستو کیا اور

اسکی جان کو بچا یا قریب گئی تو کیا دیکھتی ہیں کہ ایک شخص

ذکر حالات حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمہ اللہ

۷۱

مست شراب ہی آوری کر کے بحال خراب پڑا ہی آہوئی  
بحال تعجب کیا اور بہت متحیر ہوئی اور سوقت ہاتف فی آواز  
دی کہ امی عزیزان اگر ہمیں صالحان و پارسایان را حفظ  
پس فاسقان و گناہکاران را کہ حفاظت کند جب شخص  
بیدار ہوا تو حقیقت کژدم و مار کی ہنسی اور سی بیان کے  
شکر اپنی افعال پر بہت شرمندہ ہوا اور اسوقت  
ہمارے مات پر توبہ کی پھر ہمیں سنا کہ وہ شخص ایک  
واحدان ہی سی ہوا اور ستر چ پیدا وہ پابندہ ادا کی  
سبحان اللہ البہل از کعبہ می آید و آبراہیم از سخاۃ



در حالات حضرت خواجہ قطب الدین نجیب راکاکی رحمۃ اللہ علیہ  
۷۸۹

کار بنایت دارد دیگر همه بہانہ شعر تاکہ از جانب معشوق  
نباشد کشتی کوششی عاشق بیچارہ بجا نرسد <sup>وہ</sup> نقل  
حضرت فرید شکر گنج نقل کرتی ہیں کہ ایک روز فقیر  
صحبت حضرت خواجہ حسین حاضر تھا کہ ارشاد ہوا کہ کچھ شعر کہو  
مقبول الہی ایسی بھی ہیں کہ وہ جو جنگل خالیوشین <sup>کے</sup> میں آوریں  
آپ اونکی گرد اگر طواف کرتا ہی حاضرین کو اس سخن ہی عالم  
استراق و تحیر لاحق ہوا یہاں تک کہ اپنی خود ہی بھی <sup>سبک</sup> خیر ہوا  
اور وقت بلی اختیار سبکی زبان سی ٹکرا رہا کہ  
جب طرح بوقت طواف بیت اللہ کشتی میں صاع و مویں لگی

ذکر حالات حضرت خواجہ قطب الدین خٹا کا کی حمد علیہ  
۷۹۰

اور ہر ایک کی اعضای خوارہ خونکار روان ہوا اور جو قطرہ  
زمین پر گرتا تھا اوس سے نقش الہ اکبر بن جاتا تھا بعد  
تہوڑی دیر کی سب اپنی حالت اصیلے میں بہوش آگئی  
تو دیکھا کہ کعبہ ظاہر اور سچا ایستادہ ہی تمام مجلس ادب و ادب  
بجالاتی تو چار دھند سب اوسکی گردہری آتھی میں تھنے  
آواز نہ ہوا کہ ای عزیزان حج و طواف شما قبول شد بعد اسکی  
کعبہ نظر سے غائب ہو گیا لعل مفتاح الصالحین میں  
مکتوب ہی کہ حضرت خواجہ فرماتی ہیں کہ ایک وقت حوص  
تمام شب مشغول تھا میں جب صبح ہوئی تو ایک شخص وارد ہوا کہ

ذکر حالات حضرت خواجہ قطب الدین گنج شاکر کی حرم خانہ

۷۹۱

کلاہ و شہوار چرم کی کوئی لباس نہیں پہنتا تھا آرسنی  
بانگ غازی کی اور بیٹھ گیا پھر مراقبہ میں مشغول رہا اتنی دین

حضرت خضر علیہ السلام کی بال و نوچ و چہرہ کی آئینہ دار اشارہ

اداس کا طرف بقیہ کی فرمایا چرم نوڑائی ٹیکر کی مچھل

خضر کی انہونی افسانہ کیا اور فقیر کی دو کھٹائی میں دھنم کی

بعد اسلام و چرم پوش غائب ہو گئی فقیر حضرت خضر

و رو میں مشغول رہی بعد الفرائض و رو کی حضرت خضر کی فرمایا

کہ اس جرم پر شکوہ جانتی ہو اپنی کہا اور شاد کرد حضرت خضر کی فرمایا

کہ یہ شخص فقیر میں صاحب بجا و تہا ایک روز کوئی چیز

حلو اپنی انکی خدمت میں لایا انہوں نے قلیل سا آپ  
 تناول کیا اور باقی تقسیم کر دیا ایک روز انکی بہن  
 حلو اپنی بیٹی اوسکی خوشبو جو انکی دماغ میں آئی تودہ  
 ذائقہ اول یاد آیا اور انکی طبیعت میں اوس طرف رغبت  
 و میلان کیا یہ بات انکو نہایت شائق و ناگوار گذری  
 اپنی نفس سی کہا کہ ای نفس اب تو اس حد کہ پہنچا کہ  
 حلو اطلب کرتا ہی تو سبھی کہ وہ در زمان جوین جو بھگو  
 روز دہتا ہوں وہ بھی تجسی باز رکھوں اوسے وقت ہی  
 ترک سجاوہ نرم مشایخ کر کی بستر گرم کردہ شامخ اختیار کیا

ذکر حالات حضرت خواجہ قطب الدین بشار کا کہ حضرت علیہ  
۷۹۳

آج تک بارہ برس گزری ہیں کہ سوائے کہ وہ مرنے کی آبادی سی  
پیشین نہیں کہتی اور جب بہت عرصہ پہلے ہوتا ہی ہے  
وہیں ہونے کی نیات صحرا تھوڑی کہی ہیں وہ کہتے ہیں کہ  
میں اس واسطی کہ شیخ جلی کہتے ہیں البتہ جو کوئی مقام  
موجود ہے تو وہاں ہی انکا گذر ہو جائے گی ایک دفعہ میں انکو  
خزرات بعد ازیں دیکھا تھا اور چند کت کہ مسخیر اور  
مندر میں اور ایک بار خزانہ غزنی میں یا آج جو ضلع شمس  
خواجہ قطب الدین فرمائی ہیں کہ یہ جو ضلع شمس ہے جامع شہر  
وہاں برکت ہے کہ ایسی بزرگوں کی قدم سی اسکی خاک شرف ہوئی ہے

ذکر حالات حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمہ اللہ علیہ  
۷۹۲

صلو اپکا کی انکی خدمت میں لایا انہونی قلیل سا آپ  
تناول کیا اور باقی تقسیم کر دیا ایک روز انکی بہن  
صلو اپکا بی بی اوسکی خوشبو جو انکی دماغ میں آئی تو وہ  
ذائقہ اول یاد آیا اور انکی طبیعت فی اس طرف غیب  
و مہبطان کیا یہ بات انکو نہایت شاق و ناگوار گزری  
اپنی نفس سی کہا کہ ای نفس اب تو اس حد کہ پہنچا کہ  
صلو اطلب کرتا ہی تو سبھی کہ وہ و زمان جوین جو شکو  
روز و پناہوں وہ بھی تجھی باز رکھوں اوسی وقت سی  
ترک سجاوہ نرم مشایخ کر کی بستر گرم کردہ شامخ اختیار کیا

ذکر حالات حضرت خواجہ قطب الدین نجمار کا کی حمد علیہ  
۷۹

آج تک بارہ برس گزری ہیں کہ سوائے کہ وہ مومن کی آبادی ہی  
پیشہ منی نہیں کہتی اور جب بہت عذبتہا ہوتا ہے تو  
روین روز کی نیات صحت حاصل کیستی میں جو نہ ہوتا  
ہوئی ہیں اس واسطی انکو شیخ حبیبی کہتی ہیں البتہ جو کوئی مقام  
نہ ہوتا ہے تو وہاں بھی انکا کہہ جاتا ہے ایک نصیحتی انکو  
عزرا ت بعد اوین دیکھا تھا اور چند کت کو مسخہ اور دینہ  
منرو میں اور ایک بار خزانہ غزنی میں یا آج حوض شمس  
خواجہ قطب الدین فرمائی ہیں کہ یہ حوض شمس بہت جامع ہے کہ  
وہاں برکت ہے کہ ایسی ہر گونگی قدم ہی اسکی خاک شرف ہوئی ہی

ذکر حالات حضرت خواجہ شمس الدین عظیمی راجستھانی کی پیرائے  
۱۷

جو شخص کہ اس حوض کی چوڑی میں دعا و مجاہدہ کر گیا انشاء اللہ تعالیٰ  
جلد اوسکو تاثیر و کشود ہوگا۔ نقل و نقل کرتی ہیں کہ حضرت خواجہ  
بعد نماز عید کی اوس جگہ تشریف لای کہ جہان اب روضہ مبارک  
آپکا ہی آور و زمین بہت مصفا اور پاکیزہ تھی اپنی اولاد کے  
دیکھ کی فرمایا کہ انجام ربوبی و لہامی آید اور فی الحال  
اوس زمین کی مالک کو بلا کر اپنی زرِ غاصل بھی ہمیکہ اپنا مدفن  
مقرر فرمایا بعدہ ایک روز خالقہ شہنشاہ علی بنوری میں کہ  
ایک ایک خلفائین سی تھی مجلس سماع آراستہ تھی اس میں  
اچھو و جد ہوا شعر شکرستان خیرتیم را ہر زمان غیب جان دیکر است



ذکر حالات حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمہ اللہ

۷۹۵

کہا جی ہاں کہ تین روز برابر آپ کو حالت ہی مصیعہ اور غما ہو رہی  
تھی اور سرورہ ثانی سی زندہ ہو جاتی تھی چار شہار و زانی  
حالت میں مستغرق و مخمور رہی جب وقت نماز ہو تا تھا تو آپ  
نماز پڑھ لیتی تھی اور پھر اسی بیت کا اشارہ فرماتی تھی کہ اے  
ایکے دو ہر دوسری کو گائی تھی اوس زمانہ میں ایک طبیب ہون  
شمس الدین نام دہلی حضرت خواجہ کی ادویہ کی ایک لکھی  
تھا کہ چوبہ سالہ کری حکیم فی نسخہ کیا کہ دل آپ کا کباب ہو گیا  
انکس عشق ہی اور حکم گہل کیا ہی نمک شربت ہی اب دوا  
آپ کی نقطہ شربت دیداری اور علاج معجون وصال کہتی ہیں

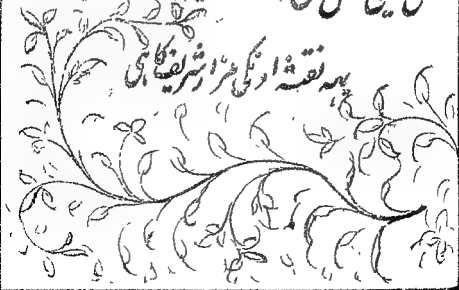
ذکر حالات حضرت خواجہ قطب الدین گنج شاکر کی رحمۃ اللہ علیہ

۷۹۴

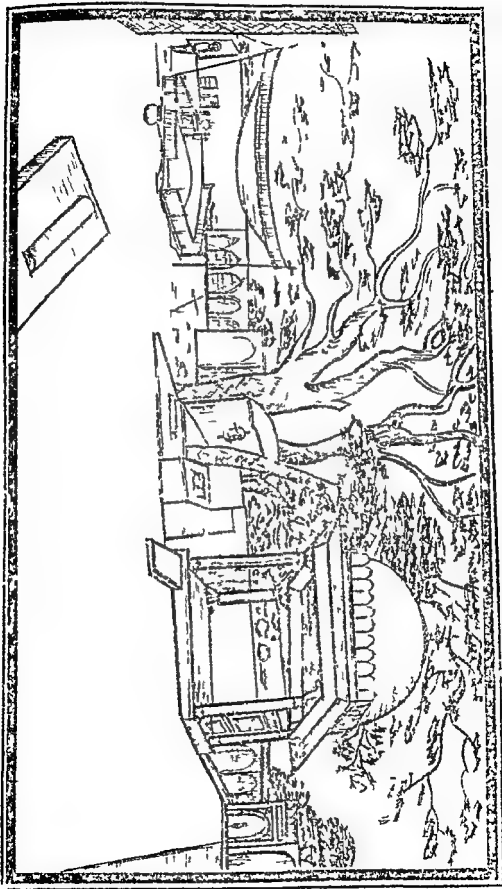
کہ اویسی عالم و جدین روز و شنبہ تاریخ چهارم ربیع الاول  
۷۹۳ ہجری میں انتقال فرمایا آپ کی دو صاحبزادی تھیں ایک  
شیخ احمد کہ بڑی صاحب جذبات و کمالات ہوئی اور دوسری  
حضرت کی نزار مبارک کی پاس ہی آورو دوسری شیخ محمد کہ انہری  
عالم طفلی میں بعمر ہفت سال کی رحلت فرمائی کہ بھی حضرت خواجہ  
شیر ہی تصیف فرمائی تھی چنانچہ یہ نظم آپ ہی کی تصنیف  
نظم ای گرد شمع ریت عالمی پروانہ و زرب  
شرین تو ثوریت دربر خانہ من بچدین آشنایں خرم خون  
آشنایں حال ایند وای بریگانہ قطب بکین گنگنایں بکین

عیب نبود گر گناہی میکند و پاداشد \* آوریدہ تاریخ پاکلی  
وفات کی ہی تاریخ فیض بخش حسان بصدور  
و یقین \* قطب آفاق خواجہ قطب الدین \* نقشب  
بختیار کا کی دان \* چون او پیشی است او پیشی سر خوان  
از ریع تحت چار دہم \* بود کان قطب بچرخ  
عقل تاریخ نقل آن محمود \* آب حیات نقشب الدین محمود

پہ نقبہ ادنیٰ مزار شریف کا ہی



مزار شریف حضرت خواجہ صاحب



تین روز تک درگاہ شریف میں ہمیں مقام کیا اور بہت عمارت  
و خرابی دیکھی شاہجہان آباد سی بہانیک درہا سی تغزل آباد

اور بارہ پٹی تک یہ سب دہلی آباد تھی۔ ذکر ابتدائی دہلی

اور ابتدائی دہلی کی تصریح کہتی ہیں کہ اول اسکو اندر پر

کہتی تھی اور وجہ اسکی یہ ہے کہ راجہ اندرنی کو وہ غم

ہو ویسا اپنی ریاضت و عبادت اور فضل و کمال کی

آسمان پر رہتی ہیں اور سب دیوتا کی سردار ہیں کل جگہ

پشتہ زمین پر ہیں نہ دل کیا کرتی تھی انہوں نے اس سرزمین متبرکہ

اپنی موج دریا دہلی میں صدق کف گہر باری ہو تو بخاوان کیا تھا

برہت ہندی میں بخشش کو کہتی ہیں جب یہ مقام اندر برہت مشہور  
ہو گیا ہستنا پوری اندر برہت تک تیس چالیس کو س طول میں  
یہ آبادی تھکاہراجکان پاندوان رہی بعد انکی خاندان کی

زوالِ سلطنت کی سترہ تین سو سات بکرا جیت میں راجہ دہوئی

نزدیک درگاہ خواجہ صاحب کی ایک شہر علیہ آباد کیا اور نام

ہاوسکا دہلی رکھا اور بعضی کہتی ہیں کہ اندر برہت کی زمین بہت

نرم تھی اور اوس میں میخ نکر لی تھی زبان ہندی میں

دہلی دالچھی زمین نرم کو کہتی ہیں اس واسطی اس شہر کو دہلی کہتے ہیں

اور کوئی بیان کرتا ہے کہ اسکو راجہ دلیپ فی اپنی نام پر بنایا

اور بعضی ضعیف تھے تاہم وہ بھی کرتی ہیں کہ یہ قلعہ ہندوستان کی  
 دہلی کی جتنی ہندوستان کی چوکھٹ ہی اتنا وسطی اسکو  
 دہلی کہتی ہیں یہ حال یہ شخص قدیم ہی پیشتر دہلی مشہور تھا  
 اور اب دہلی کہتی ہیں اول دہلی میں راجہ اشکپال نورق  
 ست چارواوشیس یا چارو چالیس میں ایک قلعہ بنایا  
 کہ جسکو پڑانا قلعہ کہتی ہیں گورنر ہالیونڈی نے اسکو خرید  
 دیا پناہ نام رکھا پر سخت ایکڑ زمین میں راجہ پتھورانی  
 کہ جسکو پتھی راج کہتی ہیں ایک قلعہ تعمیر کیا کہ لاشہ کی پس  
 ایسا ہی اسکی کہہ بنیاد پائی ہی بعد اسکی جسکو گورنر نے قلعہ سمجھا

اہل اسلام سی شرف اندوز ہوا تو سلطان قطب الدین ایبک نے  
 قلعہ پتھر میں قصر سفید بنا کیا اور اس میں اپنا زمانہ بسر  
 بعد سلطان ناصر الدین محمودی کہ وہ ۶۴۷ھ ہجری میں  
 بادشاہ ہوا قصر ہزار ستون بنا کر شروع کیا اور سلطان  
 غیاث الدین بلبن نے اسکو تمام کیا اور سوامی اسکے  
 بلبن نے ایک اور قلعہ بنا یا کہ اسکا نام سر زمین رکھا  
 بعد اسکی سلطان معز الدین کی قباوتی ایک قلعہ بنا کیا  
 اور اسکا نام کیلو کہی رکھا کہ جس جگہ مقبرہ سجاد کا موجود ہے  
 بعد اسکی ۶۸۹ھ ہجری میں سلطان ابوالدین خلیجی نے



نور احمدی دہلی

صفحہ ۷۰

ایک گوشک محل تعمیر کیا پھر ۹۵۰ ہجری میں سلطان بھلا اور قلی محمد  
ایک قلعہ طیار کیا اور اس کا نام سری رکھا بعد ازاں سلطان  
غیاث الدین تغلق شاہ فی ایک قلعہ اور شہر علیحدہ دارستہ کیا  
کہ اس تک تغلق آباد کی کچھ عمارت موجود ہیں ۲۹۰ ہجری میں  
تغلق عادل شاہ فی عادل آباد علیحدہ مہمور کیا جبکہ نو بھٹ  
سلطان فیروز شاہ تک پہنچی تو اوسنی یہ ایک شہر ۵۵۰ ہجری میں  
فیروز آباد بنوایا اور کہ شہر فیروز شاہ علیحدہ بنی  
عمارت و مکاناں طیار کئی بعد اوس کے صید  
خضر خان فی کہ دست نشان امیر تعمیر کیا  
اپنی نثار تخت نشینی دہلی میں گذارہ دریا پر ۱۱۵۰ ہجری میں

در یک قلعه بنا پا پیر شد بهرین مبارک شاه بن خضر خان  
 فی قلعه مبارک آبا و تعمیر کیا آسیطرح دلی کی آبادی  
 شاه جهان تک ترقی پکڑی گئی اور آخر کو سب ویران  
 و تباہ ہو گئی آب نہ و قصر ہی نہ بارگاہ خضرو سبز ہی  
 اور عبرت گاہ نظم چنین است آئین باغ جهان \*  
 کہی نو بخت است و کامی خزان \* بہار یکہ خند و لبش درین \*  
 خور و سیلی فصل دی بردن \* اگر صبح را جلو بانی کو  
 ملاغی غم شام و نبال اوست \* ندائی کہ شمع از چہ او سطر \*  
 دم صبح باقیم کین بر سر است \* اگر قلعداری ز فولا و سخت \*

ذکر ابتدائی

۶۰۵

کله گوشتات گزر گردون گشت \* چو زین گشت بود ملک جسم  
ترا گزانشم فزون ششم \* برو زیکه فرج اجل گشت  
ترا فست دوم زدن کی دهد \* بکارت نیاید از ان تاج و تخت  
بخاک اندر آتی ز سبب اوخت \* غم و شادمانی نماند ولیک  
جزای عمل ماند و نام نیک \* کرم پای دارنده و هم تحت  
بد که توان ماند ای نیک \* ذکر اسامی جگانه  
چو که احوال دلی کا تمام ہو تو پای لازم ہی کہ اسامی جگانه  
اس کتاب میں مرقوم ہوین تا کہ ناظرین کو معلوم ہو کہ دنیا  
بہایت سیوفا دینی بقای اور اس پر فتنہ ہو نا محض اپنی نفس

# ذکر اسامی راجحہ دہلی

۱۰۴

ظلم و جفا ہی عجب ہماری عقلت و نادانی ہی کہ سعادت باقی کو  
 دیکھی شقاوت فانی لیتی ہیں اور شاوی پائی کی عوض میں  
 غم سردی خریدتی ہیں نقل ہی کہ خلیفہ مارون الرشیدؓ  
 اپنی بہائی بہلول و اناسی کہ عالم فقیری میں رہتی تھی مگر روز  
 کہ تیری بڑی ہمت عالی ہی کہ دنیا سی ہمت باسانی کڈراتو  
 اور اس سہاب پر فریب سی خوش بی حسرت و غم گپا تو  
 بہلول فی جواب دیا کہ اس فانی ناپایداری ہی گذرنا چندان  
 کار نہیں اور محبت بی وفا کو ترک کرنا بہت دشوار نہیں بڑی  
 ہمت تمہاری ہی کہ باقی سی گذر کی طرف فانی کی دوڑتی ہو

# ذکر اسمی راجگان ٹی

۵۰

اور دوست توڑ کی دشمن سی جوڑی ہو شع و دنیا سچ

کار دنیا ہم سچ ای سچ برای سچ و سچ ہم سچ دنیا

معوذہ و ملعون ماینها الا ذکر الله تعالی کتاب راج ترنگی مین

لکھای جبکہ ترتیب ایک آخر ہوا تو اخلاف کو روپا ندین کل جہتر

جنگ عظیم کہ جبکہ مہا بہارت کہتی مین واقع ہوئی اور اٹھارہ روز

برابر گشت و خون جانی مین رہا اور لکھہ آدمی طرفین سی

مقتول و مجروح ہوئی آخر کو جبر جو دن پر کور کو شک ہوئی

اور مارا گیا اور راجہ جہشتری فتح پائی اور تخت نشین ہوا

اور اٹھیس برس یعنی کہتی مین کہ سو سو برس پہلے راجہ طوط کرنا

جب راجہ جہشتر مع اپنی چار بیٹیاں اور ایک بی بی کی  
 یعنی بیہیم و آرجن و نکل و سہدیو اور دو پتی کی ترکِ سلطنت  
 لڑکی کو چھالہ کو برف میں لٹکنی کی واسطی گیا تو راجہ پر بھینہ بن  
 ابھیس بن آرجن ابھی پھانسی کی پوتی کو تختِ سلطنت پر بٹھا گیا  
 اور وہ بہت عدل و داد کی سانہہ حکمرانی کرتا رہا آخر کو قاضی  
 دعاسی اوسے سانپ لی کاٹا اور اوس سنی جان پر ہوا گتھیں  
 جب راجہ پر بھینہ صدر آری راجگی ہو اسی تو کلجک کا  
 ۹ سال نہم تھا بقدر راجہ پر بھت کی جھینپ ۹ کلجک میں چم  
 اسنی اپنی باپ کی انتقام خون میں چمنا پر ہوم کر کے ہزار ساہو کو

ذکر اسامی راجہ راجہ  
۸۰۹

اسکی بعد ۱۸۹۱ء میں اشمید راجہ ہوا اسکی عہد میں حبشیہ  
بادشاہ ایران مقتول ہوا اور ضحاک اور نکادامی ایران  
اسکی بعد ۱۸۹۲ء میں ادین راجہ ہوا پھر ۱۸۹۳ء میں راجہ جی  
پھر ۱۸۹۴ء میں جسر تہہ راجہ ہوا اور ۱۸۹۵ء میں راجہ شہنشاہ  
اور ۱۸۹۶ء میں راجہ اوگسین اور ۱۸۹۷ء میں راجہ سورین  
اور ۱۸۹۸ء میں راجہ ست دنت اور ۱۸۹۹ء میں راجہ بنجی  
اور ۱۹۰۰ء میں راجہ ست پال اور ۱۹۰۱ء میں راجہ نرملہ  
اور ۱۹۰۲ء میں راجہ سوکرت اور ۱۹۰۳ء میں راجہ جی اور  
شہنشاہ چتر گپت اور ۱۹۰۴ء میں راجہ سکھم اسکی عہد میں  
۱۹۰۵ء

ایران بیرون کیا اور ۱۳۳۰ء میں راجہ دھنوان اور ۱۳۳۱ء میں  
 راجہ درپہ اور ۱۳۳۲ء میں راجہ اونی جی اور ۱۳۳۳ء میں  
 راجہ دینی اسکی عہدین واقعہ میرج طور و رسم کی عاتہ سی ظہور میں آیا  
 پھر ۱۳۳۴ء میں راجہ ابھی اور ۱۳۳۵ء میں راجہ درشل اور ۱۳۳۶ء میں  
 راجہ سیناک اور ۱۳۳۷ء میں راجہ کہیم اسکویشرا اسکی زیر  
 کار والا اور خود راجہ ہو گیا یہاں سی سندہ پاڈوان کا تمام  
 اور کتاب بہاگوت میں سندہ راجکان پاڈوان کا اس طرح  
 لکھا ہی کہ اول بدشتر پھر راجہ پرچیت راجہ جنپی  
 راجہ سہرٹیک راجہ اسیم کرشن راجہ نیخی راجہ چتر رتھ



راجہ کب رتہ راجہ برشت مان راجہ سکھین راجہ سوئیتہ  
 راجہ چوہیل راجہ سوئی راجہ میدانی راجہ ترپن جی  
 راجہ غم جی راجہ برہرتہ راجہ سوداس راجہ ستانیک  
 راجہ درنا راجہ پین راجہ دند پان راجہ چیمک  
 غرض شے امین بشرو او بر کہیم گو مارکھ او کا جانی پین  
 اسکی عہد میں منوچہر بادشاہ ایران ہوا <sup>۱۵۴۳</sup> ۱۵۴۳ء میں راجہ  
 راجہ ہوا <sup>۱۵۴۷</sup> ۱۵۴۷ء میں راجہ میر شاہ <sup>۱۵۴۸</sup> ۱۵۴۸ء میں راجہ  
 اسکی عہد میں تودز ایران کا بادشاہ <sup>۱۵۵۰</sup> ۱۵۵۰ء میں راجہ  
<sup>۱۵۵۰</sup> ۱۵۵۰ء میں راجہ <sup>۱۵۵۰</sup> ۱۵۵۰ء میں راجہ <sup>۱۵۵۰</sup> ۱۵۵۰ء میں راجہ

مسیح ہو گیا اور ۱۹۹۸ء میں راجہ سوہ پال اور ۲۰۰۰ء میں  
 راجہ سورت اور ۲۰۰۵ء میں راجہ سن جی اسکی زمانہ میں  
 ایک کاس ایران میں بادشاہ ہوا اور ۲۰۰۸ء میں راجہ احمد  
 اور ۲۰۱۵ء میں راجہ امین پال اور ۲۰۱۶ء میں راجہ سرتونی  
 اسکی وقت میں اینٹخان بادشاہ مغل فراسیاب کی ہاتھ  
 لگے ہوا اور ۲۰۲۹ء میں راجہ پارتھ اور ۲۰۳۱ء میں راجہ  
 بدھل اسکو بہاہ نامی فی مارکر راج فی لیا سلطنت بشروا کی  
 خاندان میں ختم ہوئی اور ۲۰۳۳ء میں راجہ ججات سنگھ  
 راجہ ہوا پھر ۲۰۳۷ء میں راجہ شرگھن اور ۲۰۳۸ء میں راجہ

اور ۹۳۳ھ میں راجہ ہمایل اور ۹۳۴ھ میں راجہ سروپ دت

اور ۹۴۱ھ میں راجہ پرہسین اور ۹۴۲ھ میں راجہ سنگھد من اور

۹۵۰ھ میں راجہ جیت ل اور ۹۵۳ھ میں راجہ گنگا چر اور ۹۵۴ھ میں

راجہ کال کھن اور ۹۵۶ھ میں راجہ شتر مرون اور ۹۶۱ھ میں راجہ

جیون جات اور ۹۶۴ھ میں راجہ ہریچک اور ۹۶۵ھ میں راجہ سہن

اور ۹۶۶ھ میں راجہ اودت کاہیہ راجہ عیش و عشرت میں بہت

مشغول رہتا تھا دت وزیر وندہ پیر نامی کئی مائتہ سی مقتول ہوا

پہر آدلا وندہ پیر من راج رٹا اور ۹۶۷ھ میں وندہ پیر راجہ گوی

اور ۹۶۸ھ میں جیندر راجہ اور ۹۶۹ھ میں راجہ ہی سنگھ اور ۹۷۰ھ میں

# ذکر اسماء و نسب پادشاہی

۱۷۹

راجہ ہاجو اور ۲۹۴۲ء میں راجہ ہرناتھ اور ۲۹۹۱ء میں راجہ

جیون راج اور ۲۹۳۴ء میں راجہ اودی سین اور ۳۰۱۷ء میں

راجہ راجپال راجہ ہوا اسکی غفلت بخبری سی شکونت والی

کوہ کھالیوں کی اسکی ملک پر قبضہ کر لیا اسکی بعد بکراجیت

والی اچین ۳۴۷۷ء میں شکونت کو ہریت دی کی سلطنت ہلی پر

متصرف ہوا پھر سمند پال جوگی ۳۱۷۳ء میں مطابق سمت ایکوین

بکراجیت میں راجہ ہو گیا اسکی بعد ۳۱۷۷ء میں چند رپال

اور ۳۲۷۷ء میں بین پال اور ۳۲۷۷ء میں دیس پال اور ۳۲۷۹ء

۳۲۷۷ء میں امرت پال اور ۳۲۷۷ء میں سوہ پال اور ۳۲۷۷ء

گزشتہ سلسلہ میں راجہ جلال الدین

شہنشاہ میں مکی پال اور شہنشاہ میں کریم پال اور  
بینی پال اور شہنشاہ میں مہی پال اور شہنشاہ میں مہی پال اور  
شہنشاہ میں مہی پال اور شہنشاہ میں مہی پال اور  
اور شہنشاہ میں کریم پال اور شہنشاہ میں کریم پال اور  
مکوچند والی بھڑاچ سی بریت پانی اور شہنشاہ میں مکوچند  
راجہ دہلی ہو گیا اور شہنشاہ میں کریم چند اور شہنشاہ میں  
کام چند اور شہنشاہ میں رام چند اور شہنشاہ میں رودر چند اور  
کلیان چند اور شہنشاہ میں مہی چند اور شہنشاہ میں گوہر چند اور  
راجہ مہی دیوی جو مکوچند دیوی لالہ دیوی برہم نام ایک عابد کو

شہنشاہ میں اسکی جای تخت نشین کر دیا اسکی بعد شہنشاہ میں  
 کو بند پریم آئینت میں کو پال پریم آئینت میں مہا پریم راجہ  
 اسکوت میں ویسی سین کرتا کر کی راجہ ہو گیا بارہشت تک  
 اسکی خاندان میں سلطنت ملتی رہی آخری اس خاندان کا راجہ  
 دھور سین بالکھنی سین ہوا اسکوت میں دیکھ دلی ہو گیا  
 قید کر کی خو راجہ ہو گیا اسکی آئینت میں سلطنت رہی آخر  
 راجہ اس خاندان کا جیون سکھ انتظام امور ریاست میں  
 تعاضل و تحابل کرتا تھا پر تھی راج جو مان فی دلی پر خروج کشتی کی  
 جیون سکھ پرستج پائی اور راجہ دلی ہو گیا پرستج میں

سلطان شہاب الدین غوری نے پرتھی راج کو شکست دی اور پرتھی راج  
 تسلط حاصل کیا پرتھی راج پر حکومت اہل ہند نے فائدہ پایا اور بعض  
 روایت کرتی ہیں کہ یہ پرتھی راج کہ جس نے جیون سنگ کو شکست دی  
 یہ اول تھا اور جو پرتھی راج معروف ہے پرتھی راج جس نے شہا پ الدین  
 غوری کو شکست پائی یہ آخر کو تھا اور تفصیل اس کی اس طرح لکھی ہیں  
 کہ ستم بین انیک پال قوم آہور اندر پرست کی راج پر تسلط ہوا  
 اور آہوئی اندر پرست کی پاس ایک شہر آباد کیا اور اس کی خانہ  
 بنیں راجہ چاروٹھیل برس ایک سو پچاس روڑ تک  
 سلطنت کرتی رہی آخر میں راجہ اس قوم کا پرتھی راج نامی ہوا جس نے

پہلے اور راجہ مال دیو چوان میں جنگ واقع ہوئی راجہ مال دیو پرتی راجہ  
 فتحیاب ہوا جس سے میں مال دیو دیوی کا راجہ ہوا اسکی خاندان میں  
 مانگ دیو اور اول دیو اور سہ دیو اور بلدیو پشت و پشت راج کر گئے  
 راجہ بلدیو لا ولد تھا مگر نواسہ اسکا پتہور نام راجہ جمیر کی طرف سے تھا  
 اور اسکو اسنی اپنا بیٹا کر لیا تھا بعد راجہ بلدیو کی پتہور راجہ  
 اور بعضی بیان کرتی ہیں کہ راجہ انیک پال کی دور کیاں تھیں  
 ایک کو راجہ سوموار والی جمیر سے بیاہ دیا اور دوسری کی شادی  
 راجہ قنوج سے کر دی سوموار کا بیٹا پتہور ہوا اسکو انیک پال نے  
 اپنا بیٹا کر کے دلچسپ کیا بعد اسکی عمر میں کی پتہور راجہ دیوی ہوا



۱۵  
اور عالم بے مقبول ہوئی ستور کی سلطان شہاب الدین غوری

دخول دہلی پر بالکل ہو گیا مگر تیرستج کی بہ اپنی وارستگی

مراحت کر گیا اور ششہ ہجری میں منزل و منک میں شہید ہوا

یہ اسکی تاریخ شہادت ہی تاریخ شہادت ملک و بر

شہاب الدین کہ ازبک ای جہان شل او باد یک سوم

زغرۂ شہبان سال ششہ و دو و فاد درہ غرمن

بمترل و منک کہ کستی میں کہ سلطان شہاب الدین

جانی کی بعد گولہ راو پتورا کا بیٹا دہلی پر پھر قابض

ہو گیا تھا سلطان قطب الدین ایک فی سرخ و فتح کا

اور بالا استقلال بادشاہ دہلی ہوا سلطنت اسکی

بعد از سی آرام شاه بهر خوانده قطب الدین یکسال  
 بعد سلطان شمس الدین اتمش بست و هشت سال  
 بعد رکن الدین فیروز شاه بن شمس الدین اتمش چند روز  
 بعد سلطان رضیه بنت شمس الدین سه سال بعد  
 بعد از الدین بهرام شاه بن شمس الدین دو سال و یک ماه  
 بعد سلطان علاء الدین مسعود شاه بن رکن الدین  
 فیروز شاه چهار سال بعد ناصر الدین محمود بن سلطان  
 شمس الدین یا بن سلطان شمس الدین فیروزه سال  
 بعد سلطان غیاث الدین بلبن بست سال بعد



بن سالار حبیب برادرزاده تعلق شاه ۶۴ سال ۷ ماه بعد شاهی  
 تعلق شاه بن فتح خان بن خیر و شمس کی سال ۶۵ ماه بعد ابو کر شاه  
 بن خضر خان بن سلطان فیروز شاه ۶۵ سال ۷ ماه بعد سلطان علاء الدین  
 بن سکندر عرف بهلول شاه بن محمد شاه ۶۵ سال ۱۶ یوم بعد  
 ناصر الدین محمود شاه بن محمد شاه ۶۵ سال ۲ ماه اسکی زمانه میں  
 امیر تیمور گورکان دہلی بن آئی اور فتح و قتل کر کی پندرہ و نین  
 مراجعت کر گئی محمود شاه جو شکست کہا کی مالوہ کو چلا گیا تھا امرانی  
 دہلی پر بلو کر بادشاہ کیا مگر سلطنت فی محاصرت قلعہ نہ پایا بعد کی  
 دولت خان لودھی چند روز بادشاہ رہا بعد سید خضر خان بن ملک سید

کہ امیر تیمور اسکو صوبہ ہندوستان کرگئی تھی شہر خرمی میں  
 بادشاہ دہلی ہو گیا ، سال ۳۶۰ ماہ بعد مبارک شاہ بن خضر خان ۳۱ سال  
 ۱۶ روز بعد محمد شاہ بن خضر خان ۱۱ سال یکاہ بعد سلطان علاء الدین  
 بن سلطان محمد شاہ ۳۹ سال ، یا ۱۶ روز بعد ۵۵۰ سحر سلطان  
 دہلی انکی دست اختیار سی ملکہ سلطان بہلول لودھی کے بیٹے  
 ۳۱ سال ۱ ماہ بعد سلطان سکندر بن سلطان بہلول لودھی ۳۱ سال  
 ۵ ماہ بعد سلطان بابر بن سلطان سکندر لودھی کی عہد میں  
 ظہیر الدین بابر ہندوستان میں آئی بلور بانی پور میں مسیح الہی میں  
 سلطان بابر بن محمد تغلق ۶۴ سال ۲ ماہ ۲۰ روز بعد سلطان بابر ہو گیا

۵ سال مع کابل و شیرہ و رشید ۵ سال بعد ظہیر الدین بابر کی نصرت الدین

ہمایون فی افسر شہابی سرپر کہا سلطنت ۲۱ سال بعد چند مدت کے

شیر خان بن فرید خان سورخا ہمایون سے سرکشی کر کی ملک نکال دیا

اپنا قبضہ کر لیا اور پھر فوج بادشاہی سے مقابلہ کو مستعد ہوا

آخر کار شہابی کی شکست کہانی ہمایون لوہان کی طرف

روئی افروز ہوئی اور شیر شاہ بھراغیا بی حکمرانی دہلی کرتار نا

سلطنت ۵ سال بعد اسکی بیٹا بن شیر شاہ بادشاہ ہوا سلطنت ۱۱ سال

بعد اسکی بیٹا بن شیر شاہ بن سیم شاہ صغیر سن کو تخت سلطنت پر

بیٹھا یا اس طفل کو مبارز خان عدلی بن نظام خان سور

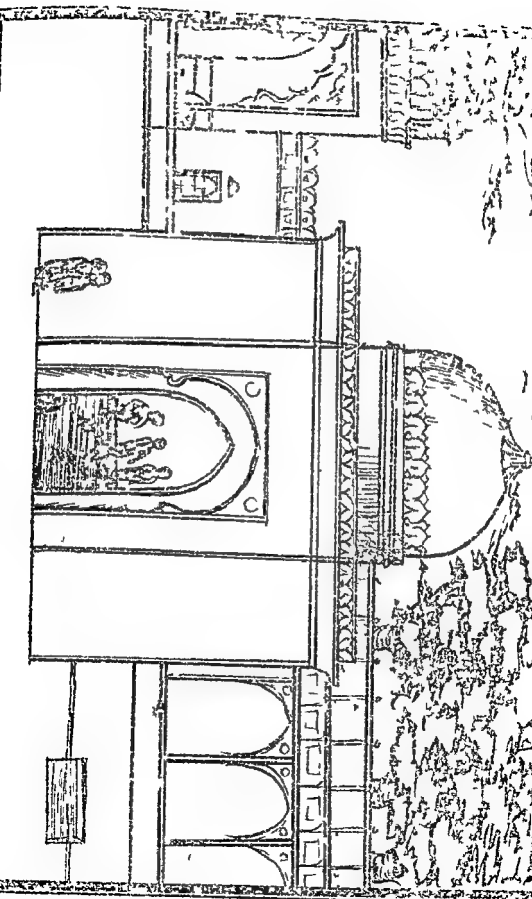
براورد و شہر شاہ با سحر کی عقل و تدبیر و فیض و تہذیب و انور کی  
 محکم بن کی عقل کیا اور شہر شاہ محمد علی اپنا لقب مختصر کر کے  
 شہر جوین بادشاہ بن بیٹا قریب و سارکی بادشاہی کی  
 اسکی عہد میں بہت ظلم و بی انتظامی ہوئی لگی اور اسکا لقب  
 عدلی بہ لفظ اندلی تبدیل ہو گیا بعد چھند و درگی جو ہم  
 عدلی کو شکست فاش دی ابراہیم شاہ کو سکندر شاہ فی مہرم  
 اور دہلی پر تصرف ہو گیا سورہ میں خاندان شہر شاہ میں  
 سلطنت رہی آخر کو اسے جوین بجا بون بادشاہ ہونے پر  
 تزیین لائی اور سکندر شاہ کو شکست دینی بالکل سلطنت

ہندوستان پر قابض و متصرف ہو گئی اور وقت سی  
 اجنگ اورنگی اولاد سلامت باکرامت موجود ہی چنانچہ  
 نسب نامہ اورنگی تا امیر تیمور صا حبتر ان پسر مر قویم ہو گیا  
 اگر ان سلاطین عالیشان کا حال بطور تاریخ کی لکھا جاتا  
 تو یہ کتاب سفر نامہ سی بادشاہ نامہ ہو جاتی اس واسطی  
 فقط اورنگی اسماء کی عظمت انتہا پر اکتفا کیا اور ذکر دیبا  
 تمام کیا \* تاریخ بیت و سوم جمادی الاول کو خواجہ صاحب  
 کوچ کیا اور دیلی شریف کو مرخص کیا اور چار سہن کی  
 منزل کی \* ذکر سوہنے و لڑہ و مہینہ



و تانہی صبح کو کوچ کر لی سو مٹی میں پہنچی درجہ دار پری ہزار  
لکھنی پانچویں ایک قصبہ قدیم ہی اور منجملہ عجائبات سی  
اوسمیں ایک حوض سنگین ہی اور پانی اوسکا ہمیشہ گرم رہتا ہی  
تھا پرنی اوسکی سعدن گوگردی کہ اوسمیں کچھ گندک کی بوی آتی ہے  
اور انک اوس پانی کا بظاہر مائل بہ تیرگی معلوم ہوتا ہی مگر چندان  
مکدر نہیں ہی اور جو چیر نقڑہ اوس پانی میں غوطہ کھولتی ہی  
تو اوسکا رنگ کچھ سیاہی و زردی ہی متغیر ہو جاتا ہی اول  
وہ چشمہ حوض مسجد تھا چنانچہ میرا بھراؤسکی ایک مسجد قدیم ہی ہو  
ہی اور اب اوسکی اور اکثر موقوفی مکان پانچویں بہ نقتہ اسی حوض کی

۱۱۰  
حوض سوسنة



اور اس قصہ میں ایک اور سحر سنگ سرخی بہت رفیع و وسیع  
 سرا کی متصل بنی ہوئی ہے کہ اس کی مقابل شاہجہان کا دین  
 فقط دو تین مسجدیں دیکھی ہیں اگرچہ اس کی کوئی تاریخ ہماری نظر  
 نہیں گذری مگر وہ انکی باشندہ و نسی سنا کہ امرامی سلطان  
 اسلام میں سی کوئی امیر زاوی برہی صالحہ و پارسا تھی اور  
 اس کی ملک میں سو کثیرین نہایت وفادار و نیک شعار فرمان  
 بہن وہ زن معصومہ معہ اون کنیز و انکی تمام روز چرخہ زنی  
 کرتی تھی اور شام کو سوت پہنچ کر وہ مال حلال حبس کرتی تھی  
 ایسی سر رشته سی جب کئی ہزار روپہ کا سرمایہ ہوا تو اسی سی

تجارت شروع کی چونکہ نیت اوسکی صلاح و نیکی پر تھی چند سال  
 میں ایک لاکھ روپہ ہو گیا پھر اوس متاع حلال اور مالِ طیب سے  
 یہ مسجد اوسنی طیار کر دلی آئندہ دروغ گردن راوی سے  
 تمام کو واسطی شکار کی سوار ہوئی تو لاگیا سحر اکثر شک لاج سے  
 اور کوہ خشک سے بہت اتصال رکھا ہی بعضی جانوروں کا  
 شکار کیا گز تیر و مانگی بالکل سیاہ مثل زراعت کو بی دیکھنی پڑ  
 آئی بخلاف اوچھٹکون کی کہ اگر سیاہ ہوتا ہی تو خطوط  
 سفید بھی ہوتی ہیں یا عراج معروف بزرگ خاک کی ہوتا ہی  
 چنانچہ یہ نقشہ بھی ہمیں اوناکھا بنا ہوا ہے



جہج کو ادھار کی نوہ کو روانہ ہوئی تمام راستہ میں زمین میں پھرتے  
 دیر دیکھی اور کوئی قطعہ بی زراعت و تر و خالی نہ پایا سوا  
 اشیوں کی سب طرح کا غلہ پیدا ہوتا ہی اور ضلع میں ایک چابی ہین سے  
 شروع ہوتا ہی غرض اس رہ راستہ افزا اور صحرائی پر فضا کو  
 طے کر کی شب کو نوہ میں رہی اور نوہ سی چلکی مکینہ میں پہنچی یہی  
 ایک قصبہ ہی علاقہ فیروز پور سی کہتی ہیں کہ عہد نو شمس الدین  
 مرحوم میں بہت آباد تھا اور عمارات و باغات سی نہایت دلکش  
 اب یہی اوسکی سوا کچھ محفوظ نہیں اور اہل حرفہ شہر و زبان در  
 روزمرہ معقول فکر فیروز پور و راکھڑہ

ذکر فیروز پور و راجہ  
۱۳۳۳

ملکینہ سی کوچ کر کی فیروز پور میں داخل ہوئی تہہ بہی ملکینہ سی  
ایک چوٹا سا شہر ہی آبادی بہت ہی عمارت و دکائیں کثیر تھیں  
تہہ مکان ہر کارانگریزی کی طرح قریباً با احمد بخش خان کی جاگیر تھا  
بعد اُنکی لڑائی شمس الدین خان اُنکی خلف کی پاس رہا جب قتل  
فریز صاحب اُن پر ثبوت کیا اور قصاص خونی پائیسی دیا  
تب سی بہہ پر گئے داخل علاقہ سرکارانگریزی ہو گیا۔ تا راج  
قتل فریز صاحب است و یکم ماہ ذی قعدہ ۱۲۵۵ ہجری اور  
تا راج قتل سی فیروز خان شمس الدین خان چار روپے عطا ہوئے  
۱۵۰۰ روپے ہجری سب قتل ہو گئے اور احمد بخش خان کی صاحبان کو

اس طرح واضح ہوتا ہے کہ نواب احمد بخش خاں راجہ بختا و سنگھ  
 والی الوری وکیل تھے جبکہ شہ عیسوی میں شکر پور صاحب  
 ملازم دولت راجہ سیندیہ بہادر اور افواج عظیمہ سراج کھنڈی بھٹ  
 مقام سواری میں جنگ عظیم واقع ہوئی تو بختا و سنگھ اور احمد بخش  
 ہذاقت مالیان سرکار انگریزی میں تھے سب اس خیر اندیشی  
 و دولتخواہی کی جبریل افسر کافوج فی جہتی نیکامی اور رہنما مند  
 انکی واسطی لکھی جس سے سرکار و ولہدازین راجہ صاحب روالہ صاحب  
 عرصہ و توقیر زیادہ ہوئی اور اسکی جلد میں چند محال اور راجہ کو  
 اور پور و رلو و غیرہ نواب احمد بخش خاں سرکار سے ہر قسم کی



القصہ فیروز پور کی عمارت قدیم زمانہ لڑائی سلسلہ النیرین کی  
سندھم ویران ہو گئی مین مگر عمارت ویرانہ حال خوش و خرم میں  
بیب قرب و پی کے اور بودا س اہل شاہجہان آباد کی کہ غم  
شمال النیرین میں وہاں سکونت رکھتی تھی طرز و انداز اور تعمیر  
و تعمیرت صاف و صحت بہ نسبت اور قصبات کی اور ضلع کی  
پانی جاتی ہے اور نواح و سوا و پی فیروز پور کا بہت روشن  
و پر نصابی اور آب و ہوا بھی نہایت خوش اور معتدل ہے یہی ہے  
بہم چاہی اور ہزاروں سال پہلے حیف رسول شاہ کی کہ انہی  
انہی کی کہ بہت سے لڑائی و جہاد میں بہت سے لڑائی و جہاد

تذکرہ فیروز پور اور راکھوہ  
۱۳۶۳

بڑی صاحب کمال اور عارف بالہستی اونکی خالقاہ میں ایک  
بزرگ رنگ علی شاہ اونکی عزیز و نہیں بقید حیات اب تک موجود ہیں  
اور بڑی رتاض و مجاہدین فقرا اونکی صورت نورانی اور وضع خاکستری

ظاہری و فکر رکھوہ \* عیرو ز پوری کوچ کوچی راکھوہ

علاقہ الودین پنچی رام کدہ ایک قصبہ آبادان اور آبادی شان

اوسمین ایک قلعہ خام بہت مستحکم دیکھا جہندی اوسکی دوری

اور بہ جو تیر اوسکی توپہای شیردان و دان سی کوچ کرکی

کوڑی ہیں مقام کیا وہ موضع بھی خوب آبادی اور زراعت

اوسکی تمام شاداب \* تذکرہ الودین

دہانسی کوچ کر کی الورین پہنچی وہ ایک شہر کو چک ہی دامن کوہ میں  
 تفصیل اوسکی تمام بختہ پڑا بہت بڑا وکانین اور جو میدان صبح سکین  
 درنکین صورتیں اکثر خوش نقش و نمکین مقامات الورین چتر کوی  
 بہتر کوی جای نہیں نہایت مقام روشن اور مکان تفریح معلوم ہوتا  
 اور اوپر کوہ کی ایک قلعہ جنگی واقع ہی دسھین اکثر آلات و اسباب  
 اور خزانہ وغیرہ رہتا ہی اور باہر شہر کی باغات تکلف کی غنی ہوتی ہیں  
 چنانچہ ایک باغ راجہ صاحب فی زیر موتی دو ٹکری موسوم بہ بلبل  
 نو طیار کیا ہی تمام راجستان میں اوس باغ کی سر درختی اور عمارت کا  
 جواب نہیں ہر قسم کی گل و پھول اور اشجار و لکڑی اوس گل زمین میں

لگائی ہیں اور مسافت بعیدہ سی پھار کو کاٹ کی اوس باغین  
 ہر لا کی ڈالی ہی ہندوستان میں اس سوت اور سحت کا باغ اپنی  
 دیکھنی میں نہیں آیا اور اس زیب و زینت کا کوئی گلستان  
 آج تک اپنی نگاہ میں نہیں گذرا کسی طرف تختہ زعفران سی کل افتاد  
 بزمردہ ہی اور کسی جانب از غولنی اخگر آتش افسردہ اور اوس  
 سبزہ زار میں وہ قصر سفید باطل لا جو ردی پر جام بلورین نظر آتا ہی  
 یا فلک مینا لی میں قرص ماہ معلوم ہوتا ہی اور دوسرا باغ منشی <sup>نصیب</sup> <sub>چا</sub>  
 کا ہی کہ جسمین ہم فروکش ہوئی تھی سبحان اللہ یہ باغ بھی داغ  
 سینہ لالہ زار فردوس اعلیٰ ہی اور کل چشم گلستان <sup>المادی</sup> جنت

اولیٰ فضا اور وسعت سی کثرت میں وحدت معاینہ ہوتی ہی راہ کی  
 نظارہ قدرت سی وحدت میں کثرت نظر آتی ہی ہر روشنی و حریت  
 و جانفزائی سی عشرت انگیز آئینہ ہر وحض آب لطیف روان  
 لبز قول اگرچہ تمام راجستان میں مردم راجت سوامی سپاہی  
 اور مینداری کی کچھ نظم نسق اور قابیت و ہنر سی اقصیت نہیں  
 کہتی مگر جن سرکار و زمین ہندوستانی کار کد ارادہ اشخاص عقل  
 و ہوشیار و دل رکھتی ہیں اور وہ سرور بھی جو کچھ مادہ و انس و امتیاز  
 اور سرمایہ فہم و فراست خدا داد کا اپنی ذات میں پائی ہیں تو البتہ  
 لطف و عیش زندگی اور تہائی ہیں اور نتیجہ دولت و ریاست کا

حاصل کرتی ہیں اور ادنیٰ سرکاریں اکثر آراستہ ہیں اور بزرگ  
 بھی مرفوعہ الحال ہیں اور رعایا بھی آسودہ ہیں اور شہر بھی پاکیزہ ہیں  
 اور خلعت ظہم زبردست سی محفوظ ہیں اور ہر شخص معاش سی محفوظ  
 اور کی باشندگان قدیم اور میان کہن سی دریافت ہوا  
 کہ زمانہ سابق میں بددیانتی کا مدار ان ناسپاس اور خیانت دہی  
 غلامانِ ناحق شناس سی بہتہ تمام ملک خراب و ابتر تھا اور اعلیٰ  
 سرکار پریشان و مضطرب محلِ خور و پوشش و حیران اور چاکری  
 بیشہ وصول تنخواہ میں سرگردان چونکہ راجہ بنی سنگھ بہادر  
 والی الوریٰ میں فی الجملہ ماوۃ قدر دانی و ہوشیاری کا مستعد تھا  
 اور محبت و اقبال بھی مستعد انہو فی منشی امون جان صاحب کو

شاہجہان آبادی بلو اگر منصب نیابت اور خلعتِ مختاری ہی ہر فرد کو کیا  
 منشی صاحب موصوف فی چند سال میں کمال دیانت و امانت  
 اور فہم و فراست سی اوس ملک کا خوب نظام و اہتمام کیا اور تمام  
 سامان و اسباب پر ریاست از سر نو بنایا اور اپنی اقامت نامدار کو  
 بہت آسائش و راحت دی اور شرط شرف و نمکِ حلاکتی بوجہ حسن  
 ادائیگی اور جراتِ بحر و حان تیغِ شستم سابق پر ہم رحم رکھا  
 اور بنیاد جو روتعدی کو احوال خلقِ اللہ سی منہدم کیا اور  
 رعایا و ہر ایک کو عدل اور انصاف سی راضی رکھا اور آوازہ  
 تحسین و اخلاص کا اونکی اوپر ہر طرف سی بلند ہوا اور منور ہو گیا

اونکی نام نہ می پر ہر راست سی لکھا گیا اور جو مدارج قدرانی  
 اور رفقا پروری کی اور لوازم نوازش و عنایت و خاندانی  
 ہوتی ہیں راجہ صاحب سی اونکی نسبت سب ظہور میں آئی اور  
 آج تک دلیں راجہ صاحب کے اونکی کار نمایاں ممکن ہیں اور اونکی  
 خدمت و دولت خواہی ہر کونہ متیقن لیکن طرفہ ماجرہ ہی  
 کہ راجہ صاحب باوجود اس دانائی و بینائی کی سب بعض  
 و غرض کو یونکی کہنی کی انکو مستہم و ملوث خیانتہای دوزخیاں کیا  
 اور کام سی معطل فرمایا اور آخر کار مطابق بدگمانی کی کچھ توقع  
 نہ آیا شہری سی طمع میں اپنی تین پروردہ ازاری میں شہرہ افان کیا



توای اس لغزش پای دانش کی را چه صاحب اور صفات ہیں  
متصف ہیں چہر مند پروری اور صنایع پسندی اونکی مشہور  
و معروف ہی انکا صاحب خوش نویس اوس ریاست میں ہیں  
کہ ہر حرف اونکا حروف عماد و رشید پر حرف رکھتا ہی اور  
ہر قطعہ اونکا قطعہ یا قوت و قسم زمرہ پر شرف لیجاتا ہی  
اور نفاس بھی مان ایسی دیکھی کہ اونکی دستکاری کی رو برو  
عمل مانی و بہرہ محض بی آب و رنگ نظر آئی ان گرا و سجا  
ایسا بد طولی رکھتی ہیں کہ حدادان رنگ اونکی مات کی بندوبست  
کا نمونہ ولایت کو لیجاتی ہیں اور کار و شمشیر ایسی مٹاتی ہیں

کہ برابر ایرانی و خراسانی اور نکاح عرض معلوم ہوتا ہی ملائی  
 تینکا آفتاب کا ایک نمونہ ہی و مانگی زرگر و نکاح اور طبعی چرخ  
 مینا رنگ تختہ مشق ہی و مانگی مینا ساز و نکاح جو آبل کمال کہ راجہ صاحب  
 کی قدر شناسی سی اور مین موجود مین اور شہر و مین ایسی اہل سہر  
 عدیم الوجہ مین جیسا شوق شکار کا راجہ صاحب کو ہی راجہ صاحب  
 بند و ستان مین اس قدر اور کیونہ مین ہی تمام قسم مین غیر کو  
 حکم بند و ق لٹا نیکا مین ہی اس سبب سی جانور بر قسم کا  
 اور کی دشت اور کوہستان مین بہت آہ اور کوئی صید انسان کے  
 دشت و رم مین کرتا شیر و گر از اور آہو و گوزن اور جنگلی مین

بازار میں اور بعضی میر شکار اونکی سرکار میں بڑی استاد کامل ہیں  
 سگان بازار کو بکر کی طیار کرتی ہیں اور شیر لڑواتی ہیں اگرچہ جانور  
 جنگی اور صیدی ہر قسم کے جوش و طیور اس ریاست میں موجود ہیں  
 لیکن ایک شخص فی شیر کو طیار کیا ہی اور بغیر خیر کی اسکو مثال  
 جیتی کی بازار میں فی ہر تابی اور اس سے شکار آہو کرتا ہی اور ہر  
 اسکی موہنہ سی چھوڑا کی حلال کر لیا ہی اور ایک جانور یہاں عجیب  
 و غریب دیکھا کہ اوسے زرافہ کہتی ہیں صدر لین صاحب بہاؤ حشٹ  
 سابق اسکو کیپ سی راجہ صاحب کی واسطی بطریق تحفہ لائی  
 جہانچہ مہنی اسکی تصویر پڑی کشتی ہی تصویر

اور گہوری اس سرکار میں اگرچہ ہر قوم اور ہر کسبت کی دیکھنی ہیں  
 آئی مگر جو اس کا تہیادار اور انکی اسطیل میں ہیں اس قدر اور پرستش  
 نہیں ہیں علم موسیقی سی ہی راجہ صاحب کو توجہ خاطر ہی اس فن کے  
 زک و مردیت اچھی اور میں جس میں جو چیزیں کہ شایہ وہاں  
 و ریاست ہوتی ہیں سب یہاں میں منشی امواج صاحب رحمہ اللہ  
 صاحب انکی برادر خردی ملاقات ہوئی منشی صاحبیت عقیل  
 اور ہوشیار اور متین و با وقار اور وسیع ذہنی اخلاق اور عظیم  
 عظیم المزاج معلوم ہوئی اور برادر موصوف بھی انکی بہت شریعت  
 و خوش مذاق اور اہمیت قرین و ذہنی الاخلاق علم فضل و تہذیب

اور زکات و زعانت میں براق میں منزل رقم پر اکثر تشدیف  
 لاتی تھی اور کھاتے بتارت سمات سے محفوظ کرتی تھی اور ہمیشہ محامد  
 اوصاف راجہ صاحب سے عذالہ بیان ہوتی تھی اور انکی  
 قدر دانی اور ہمداری کی مشکور و ممنون رہتی تھی اور بیشتر انکی  
 شجاعت اور شوق شکار اور خوش وضعی اور عزت طبعی کا ذکر کرتی تھے  
 اب تک اللورین منشی صاحب کے یہی رونق و آراستگی معلوم ہوئے  
 اور صورت بعضی انسانوں کی نظر آتی ہی اور بہت شرفا و نجبا دیکھائی دیتی  
 تمام عملداری اللورین پر وضع پتر لکھ اور ہر موضع و قصہ میں تعریف  
 منشی صاحب کی اور شکایت کا مدار ان حال کی سنی میں آئی

اگرچہ یہ لوگ بھی اپنی نامحوی اور خوش معاہدگی میں کب تصور کرتی ہوئی  
لیکن نیکنامی بدنامی میں جانب اللہ ہی مگر حقیقتاً یہ ہی نظم  
لکھو کا مردم نباشد بدش \* نوزد کسی بد کہ نیک آیدش \* شترنگیر مردم  
سوی شتر رود \* چو گردم کہ در خانہ کمتر رود \* اگر نفع کس در ہا و تو  
چنین جو ہر سنگ خار ایکست \* ابتدا اس ریاست کی اس طرح  
کرتی ہیں کہ پرتاب سنگ پدرا وراجہ بختا ورسنگہ چند سوار سی  
ریاست جی پور کی نوکری کرتی تھی اور بالعوض چاکری کے  
موضع باچڑھی انکو معاف تھا ایک زمانہ میں خضف بنی انتظامی  
ریاست چو پور کو دیکھ کر کہہ میندا اللہ باچڑھی بنی انتظامی

با ہر حال دیا انہوں نے تاب مقابلہ کی اپنی میں مذکور اور بہت پور چلی آئی  
 والی بہر تہورنی انکی وجہ محاسن مقرر کر دی اور ٹیک میں انکو مقام  
 رہی کو دیا جبکہ سیدہ کینہ و رہبر راشتی ہوتا ہی اور احتیاط مع حضیض کینہ  
 اوج ترقی پر طمع کرتا ہی تو پستی خاک سی ملندی افلاک پر بچا دیتا  
 اور بہتہ فداکت سی صدر امارت پر بٹھا دیتا ہی وہ مکان سکونت  
 بہت شکستہ و کہنہ تھا انہوں نے ریس بہت پوری اوس مقام کی  
 تعمیر و ترمیم کیو سلی التماس کیا اور اجازت حاصل کی اتفاقات سی  
 حازن تقدیر نے کسی زمانہ میں انکی نصیب کا کچھ خزانہ چشم خلائق  
 مخفی مدفون کیا تھا زمین کہو دلی میں وہ دینہ انکی حضور نخل آیا

اور رفتاً انہونی اوسپر اپنا تصرف کر لیا بیت مفلسی کشیدہ  
 تخت درججہ بردش اقبال و بخت بوسر گنج وہ خزینہ گویا اٹھا  
 بخت خوابیدہ تھا کہ بیدار ہو گیا یا اقبال گم گشتہ تھا کہ سامنی آگیا  
 شعر چہ گنجہا کہ نہادند و دیگر می برداشت چہ رنجہا کہ کشیدند  
 و دیگر می اسود غرض اوس وقت انہونی جمعیت بہم پہنچا اور کچھ  
 سپاہ فراہم کر کی حمد اول میں ما چری کو مارا اور اوسپر بالکل  
 اپنا قبض و تصرف کر لیا جب قرار واقعی اوسپر انکا عمل و دخل گیا  
 اور اس عرصہ میں زیادہ زور و اقتدار پکڑ لیا تو انکی محبت  
 و ہرات فی اور بھی تلاش و دست درازی چاہی شعر ناقابل است آنکہ



بدولت خیر سده ورنه زمانه در طلب مرد قابل است و آنکی یار و مددگار

نی صلاح دئی که بالفعل راج گده مانند بزم بی انعیار کی خالی پڑی

اور کوئی مانع و سید راه را جکی طرفی او همین ایسا نهین بی که سمار مقابله

اور دفعه کری بهتری که ایسکو مفتوح و سحر کر لین پرتاب سنکه کی کما

نی الحقیقت اس جایه و قلیل او موضع کم مایه پر قناعت کرنی صلاح وقت

و تقاضای محبت نهین بی نظم گردن چرانهیم جهای زمانه را

را صبی جزا شویم باین کار مختصر و دریا و کوه را بگذاریم و بگذریم و سیاحت

ر میر پزاریم بحر بر و یا بر مرد و بر سر گردون نهیم بانی یا مرد و در سر

بهت کسب سر و آنه کی کچھ او سوار و سوار و نوکر کی او را کسب معقول

جمع کر کے راجدہ حاکمان جی پوری لڑکے حسین لیا اور الور پر  
 یہی قبضہ کر لیا اور باون کوٹ کو جو متعلقہ ملازمین سپر اپنی  
 تہائی بیٹھا دی اور بالکل مالک ملک مال اور حاکم با استقلال  
 ہو گئی شعہ عروس ملک کسی درگنا گیر دست کہ ہو سہ  
 بر لب شہیر ایاز زندہ او وقت سی یہ رہا ست مکی خانہ  
 علی علی ہی یہ تصویر مہنی راجہ بنی سنگہ بہادر کی بنائی ہے



راجہ بنی سکھ والی الور



الورين تين شنب بيتي کا اتفاق ہوا تا رخ سوم کو وائسی کوچ کر کی  
راجکده علقه الورين اگي تری راجکده بہ نسبت الور کی براثر بری  
اور تھارات و آبادی بھی ارسمین زیادہ ہی جسے برسم کی اہم پہنچی  
انگتر ی مان بہت شرین ہوتی ہیں وائسی چکی کو بری میں مقام کیا  
وہ بھی قصہ معول ہی آبادی اور سمین بھی خوب ہی کو بری ہی جی جتوؤ  
میں پہنچی جتوؤ ایک موضع آبادان عملداری جی پور کا ہی ہا

لوچ کر کی جی پور کو روانہ ہوئی  
ذکر جی پور

الور سی تابیہ جی پور راستہ میں سوای شاپ دشاگرند ارادر  
کتبہای بی شمار کی کچھ ندیکھا باوجود ایسی بری ریستونگی سرک بنانیکی

نہ نیت کسی میں نہیں ہی تجزائی راحۃ نفس کی آسائش  
 خلق اللہ میں کسیکو سعی نہیں غرض جی پور ملک رحستان میں  
 بڑا شہر عظیم الشان ہی اور کردار کی کرستان ہی یا گریستان  
 ایک ایک تیل ریت کا دور از چشم دیوان ایسا بلند ہی کہ چہرہ  
 آفتاب کو غبار الودہ کرتا ہی اور فلک اوسکی گرد کی خوف سی تمام  
 انگبین چہا تا ہی اوسکی نوا حین کاڑی چہکڑہ تمام دن میں ٹانچ  
 چار کوسن سی زیادہ نہیں چلتا آوس زمین میں بیونکا زور  
 خاک نہیں چل سکتا اور شہر کی اندر ہی دریای کرستان ہوتا ہی  
 جلتی والو نکا پاؤں تختی تک غرق ہوتا ہی البتہ موسم برسات میں

اوسط کثافت ہوتی ہی اور بارش سی ریت بالکل دیکھائی ہی نہیں  
 جی پور میں گھاٹ دروازہ ہی داخل ہوئی گھاٹ وہاں ایک مقام  
 دو کوس کی عرصہ پر شہر سی امن کوہ میں واقع ہی بہت جابی فضا  
 اور مقام روح افزا ہی مگر کوہ سی پانی جہتا ہی دھتو کو ساہرہ  
 رہتا ہی اس قطعہ میں ہمیشہ برسات معلوم ہوتی ہی جی پور میں  
 ہر ایک کو یہی جابی پسند آتی ہی کہ وہاں کی لوگوں کی عمارت و مندر  
 بنائی میں سہ سنبہ کو وہاں میلہ ہوتا ہی بہت لوگ تیر و تاشی کو  
 جاتی ہیں اور ان مکانوں میں بیٹھتی ہیں شہر ہی وہاں تک نہ پہنچتے  
 و طرفہ باغات میں چشمی بائگی جاری ہیں غرض محضت مولانا

ضیاء الدین صاحب کے درگاہ کی پاس موٹی کٹری میں اوتری  
 یہ بزرگ مولا امیر الدین صاحب کی خلفا میں بڑی صاحب  
 راست گزری میں اکثر حواری اچکی مشہور و معروف میں آواز دوم  
 تہر کی دیکھنی کو سوار ہوئی یہ شخص راجہ سوای جیسنگہ کچھوہی  
 امیر کی متصل بنوایا تھا اور زرخیز اس پر صرف کیا تھا شاہجہان  
 بہت بڑی تمام فضیل اور سکی بخت ہی اس سعت و فراخی اور بوز و  
 و دلکشی کی ساتھ ہندوستان میں کوئی شہر نہیں دیکھنی میں آیا  
 اور ایسی بازار وسیع عمارت بلند و سُرکِ سطح آورد کا نہای  
 و پسند کا کوئی بلدہ اقلیم ہند میں نہیں پایا اس شخص کو چار سو

مثال چکر کی بنیاد ہی ایک چوک بہت وسیع وسط شہر میں قائم کیا ہی  
 اوسکی چاروں طرف بازار میں ایک ایک چوک ہی اور اوسکے  
 بہت میں ایک ایک بازار ہی اور ہر بازار میں دو طرفہ دکانیں ہیں  
 اور اون پر بہت بند عمارت دوشیزانہ تھنر لہ پختہ چونہ کچ کے  
 سفیدی سی برق ہو رہی ہیں اور نہایت ترتیب ہو زونے شارع  
 عام کو پنجپن منصف کر کے مقابل میں جواب وصال کر رہی ہیں اور ہر چای  
 سند رنگ مر کی بہت طیار ہی مرتب میں اور چوک کی پاس  
 ایک عمارت وسیع و رفیع ہی اوسکی احاطہ میں البتہ ربع شہر  
 داخل ہو گا باہر دکانیں ہیں اور اندر محل اور دربار مکانات بہت عمدہ



اور نادری میں چندر محل اور تیش محل اور دریا محل  
 راجگی رہنی کی مشہور ہیں اور ان محلوں کی سمت شرقی کو بعد تعمیر شہر کی  
 راجہ یرتاب سنگھ نے ایک ہوا محل بنایا ہے اگرچہ عمارتوں اور زمین  
 صنعت دبار کی اور نسبت و جالیان بہت بنائیں لیکن ہوا محل  
 نام اور سکا بی محل ہی اگر اوسکو بی ہوا محل کہیں تو مستطیل ہی  
 تمام عمارات و مکانات جی پور کی روکاری میں بہت سفید  
 و خوشنما ہیں مگر اندری سب تک و تار یک متعفن ہیں بازار کے  
 سرکین سخت اور کسادگی میں اس قدر حدی زیادہ چوڑی رہی ہیں  
 کہ اوس میں ادھی پرتی ہوئی منتشر دی روفت معلوم ہوتی ہیں

یعنی جعفر بازا کی دھڑت ہی آصفدر کثرت خلقت نہیں ہی تمام کی  
 وقت چونکہ میں البتہ صحیح کثیر ہوتا ہی اور ہر جنس کی خرید و فروخت  
 ہوئی ہی بہر حال شہر بہت خوب ہی اور شہریت اس کی نہایت  
 مطبوع و محبوب مگر افسوس کہ آدمی جس سی عبارت ہی وہاں ایک  
 نہیں نظر آتا اور انسان جسکو کہتی ہیں دھونڈا نہیں پاتا فقط بار بار کے  
 مہاجن و صاحب کار رہتی ہیں یا رنگریز و چوڑی والی اور چھپی چھپی  
 جی پور باب تجارت میں بڑی مسندی ہی ملک جنوبی کی شیا و اجناس  
 وہاں بیشتر آتی ہی خصوصاً صر و اریدہ الماسی و غیرہ جو ہر است  
 کی اگر وہیں کہنتی ہی اور جمی پور کی تحائف میں بہ چیزیں است

ستہور میں اور ہر طرف یہیں سی جاتی ہیں چنانچہ انگوچھی —  
 اور چوڑیاں اور عمل بید اور چورن اور شہت مگر اسباب  
 انگریزی کچہ نہیں بہم پہنچتا اور چار چیزیں مقفا و ناکی لوگوں میں  
 معروف ہیں کہانڈ ساڈ رائڈ مانڈ حقیقت مطابق اس قول کے  
 سب چیزیں شاہدہ میں آئیں واقع میں کہانڈ و مان بہت سفید  
 و پاکیزہ ہوتی ہی اور شیرینی سب قسم کی لطیف نفیس بنتی ہی  
 اور ساڈ بھی ایسی فربہ اور طیارہ کو چہ و بازار میں اس خود سری  
 و بی فکری سی پرتی ہیں کہ گویا جی پور میں اونہیں کی عملداری ہی  
 اور اس شخص کی ساری مہنتی اونہیں کی عسیت ہیں اگر خدا نخواستہ

او کو کسی چہا نی انگریزی میں گزرا جو جاوی تو بہت غٹ دلو قیر  
 پاویں آویا نڈسی مراد رنگ معصومی ہی حقیقت میں رنگ گنا  
 جی پور میں بہت شوخ و ابدار رنگتی میں آدراند کی معنی جامع توفی  
 اربع فی یہاں زن فاحشہ کی رکھی میں کیت قلم او کی تحریر تعریف میں  
 تندی کرتا ہی آور زاہد کلام او کی بیان احوال میں زندگی جبر و ملو  
 دیکھا برقعہ حیا سی معاہدی آو جکی انکھ دیکھی سرمہ شرم سی سبزا  
 کسیکا چہرہ نقاب عصمت سی پوشیدہ نہ پایا اور کسیکا جسم  
 چادریخت میں مخفی نہ دیکھا و آن جس گہر میں زن دوازہ سالہ  
 او باس نہیں وہ صاحب خانہ بناس نہیں اگر تھوہ سر سبتہ ہی

تو خود و پی شکستن ہی آو جو کل شکفته ہی بروم جو یا شکیستن  
 اگر جوان ہی تو بیجان مستی مین نفس خندان آو اگر پیری تو حیرت  
 و افسوس مین دسدم گریان لغو دبالہ آوئی کی سایہ کو سب کو  
 چشتی مین مرد کی ہوا رات روح سمجھتی مین خصوصاً و ناکی کلفرو  
 تو اپنی شقایق در بجان کو کھدست پر لٹی پرتی مین آو راہ چلتی  
 گلی کی مار ہوتی مین جو پردہ نشین مین دیوار مین سوراخ کرتی مین  
 آو جو بازاری مین وہ راستی بند کرتی مین کہتی مین کہ جی پور مین  
 تین سوار دی تو قسم بند مین آو جو فواحش بر ملا مین و علحدہ  
 مین ہر صبح فوج شیاطین جی پور کا انکی طواف کرتی ہی

اور وانیکی ہر دختر تا کتھرا پیر ابلیس کہلاتی ہی غرض جی پور  
 منق و فخر کا ایک گنج ہی اور فاسقین کی واسطی بہت بیرج  
 شعر بہت آنجا کہ ازاری نباشد کسی را با کسی کاری نباشد  
 علی بن العیاس مرد بھی وانیکی بہت بی تمیز و بی غیرت مین عیب کو  
 عین ہنر جانتی مین زن و مرد صحرا مین یکجا مقابل یکدگر بول و براز  
 کرتی مین اور سنای کہ وہاں تھو کا میلہ اور دیوالی اور گھنگھوڑا  
 ہنگامہ بھی بہت خوب ہوتا ہی ایک میڈن سلطان جی کا مشہور ہی  
 جو شخص وہاں جاوی تو اسکا دیکھنا بھی ضروری غلط  
 ایک مقام پر تشکاہ کا نام ہی پہاڑ مین ایک گاؤں کا تھا وہاں ہی

اور اوسین سی پانی گرتا ہی اور نیچی ایک حوض اور گردھکاتا  
 بنی ہوئی ہیں اتفاقات اوس روز ہم بھی وہیں تھی اوسکی  
 دیکھنی کو سوار ہوئی دروازہ شہر سی دو کوس تک خلقت کا ازدحام  
 اور سڑک پر انگوہ خاص عام سیکڑوں سوار تھی ہزاروں پیادہ  
 کوئی پیرتا تھا کوئی کہڑا تھا راجہ رام سنگھ والی جی پور کو بھی  
 اوسی میلہ میں دیکھا جلوس ریاست کچھہ عمرہ تھا کہ کوئی سا  
 راجگی اونکی ساتھ نظر آیا نہ کسی طرح کا ترکہ احتشام دیکھائی  
 اگرچہ یہ بات اونکی سادگی طبیعت اور بی تحلیف عادت پر محمول  
 ہوئی تھی لیکن اونکی بشری سی کچھہ دشت خفہ انیت بھی پائی

جاتی تھی سنا کہ شہر میں اور محل میں کم رہتی ہیں ہمیشہ سحر  
 میں اور وہاں بیات میں بسر کرتی ہیں اور کچھ می خواب بھی نہیں  
 کرتی کسی شب کہاں پر ہیں تو کسی شب امیر میں اور کچھ جگہ میں  
 تو کبھی آبادی میں اور بعضی خلقت یوں روایت کرتی ہی کہ یہ تمام  
 خوش و آوارگی انکو بسبب خوف جان کی رہتی ہی راول جی  
 بالکل ریاست پر محیط و مختار ہیں اور راجہ صاحب ہر امر بیکار  
 بولی اختیار ہیں اور جی پور کی رسم قدیم کی اندیشہ سی  
 جان چھپاتی پھرتی ہیں اور راجہ میں ہوائی اطاعت کا دار کی  
 کسی کو اپنا مند و معاون نہیں پاتی ہیں اور یہ کہتی ہیں شہر



کا سر شد قدح از گردش کردن مرا \* دار دین دیر خراب آباد  
 سرگردان مرا \* آور کبھی یہ شعر پڑھتی شعر روزی سن میشود  
 آخر نصیب دیگران \* طالع برشته همچون آسیا داریم ما \*  
 الغیب عند اللہ کہتی ہیں کہ راجگان جی پورا اولاد راجہ نل  
 سر زبان سرور سی ہیں بعد خرابی ملک موروثی کی امیرین ریاست  
 اختیار کی اور تنزل سی ترقی پکڑی اور بعض روایت سی  
 ایسا دریافت ہوا کہ والیان جی پور قوم کچھوایہ راجگان <sup>بہشتی</sup> راج  
 برمی عالیخانہ ان میں اور وجہ تسمیہ کچھوایہ اس طرح مشہور کر لی ہیں  
 کہ راجہ راجندر کی بی بی ایک روز وسطی شان کی دریا کپڑے پہن

اور جبکہ ایک دوسری عبادتِ خدا پرست بیٹھا تھا اور رات بھر گریہ کرتا تھا  
 اس بی بی نے اپنی لڑکی کو اس زمانہ کی پاس لٹا دیا اور خبردار  
 لڑکی واسطی غسل کی پانی میں گئی اتنی میں دیکھا کہ ایک بندہ یا اپنی بچہ  
 پست سی جھٹائی ہوئی بی تحف اس دخت سی اس دخت پر آدرا لگا  
 دوسری دیوار پر کودتی پھر پی ہی اس بی بی نے اس بندہ سے کہا  
 کہ اسی احمد تیری اس بی ساحتہ جت مارنی سی مجھ کو تیری بچہ کی  
 چھوٹ جائیگا اندیشہ معلوم ہوتا ہی اور مجھ کو اسکا کچھ درد و غم  
 نہیں آتا ہی بندہ نے کہا کہ میرا بچہ تو میری جھانپنی سی لگا ہوا ہی  
 راجہ حسن (جی) نے بچہ کو اتنا درد چھوڑا ہی ہی بندہ نے کہا

معقول کی اسکی دلیراثر کیا یہ جلد ہی سی اور شکر اپنی لڑکی کو دہائی  
 اور ہٹا لائی اور مرناض کو اپنی استحال زہدیت میں اس حال کی کچھ  
 خبر نہ ہوئی بعد تھوڑی دیر کی جو زائد فی انکھ کہہ دی تو اس لڑکی کو  
 اندکھا یہ بہت بہت اپنی دلیں منفعل ہوا کہ اس نیک بخت کی امانت بھی  
 تلف ہوئی مین اسکو کیا جواب دینا اسوقت اسنی ایک تھوڑی کھانسی  
 جمع کر کی ایک پتلا دمی کا بنایا اور چناپ کبریا میں دعا کی قدرت  
 اتنی سی اس پتلی میں جان پڑ گئی اور شکل و شمائل اسکی مانند طفل  
 سابق کی ہو گئی اتنی میں وہ بی بی غسل سی فارغ ہو کر آئی تو دوسرا  
 ہمصورت اپنی بیٹی کی دیکھا اور مستحیر ہو کر اس راہی بوجہ کمالی

یکس کتھا کا لڑکا ہی کہ صورت اسکی بعینہ میری نور چشم سی  
 مشابہت رکھتی ہی اور مستجاب الدعوات فی کہا کہ اسی نیکویت یہ  
 فرزند بھی شریٰ آخر اوس بی بی حقیقت اصلی اوس با درالوجود  
 موجود ہونی کی روشن ہوئی تو اوسکو بھی عطیہ الہی حاصل ہوا  
 بیکی آوردونو کو برابر پرورش کیا آوردونو اولاد راجہ پچندر  
 مشہور میں چونکہ زبان شاستری میں کچھ گھاس کہہتی ہیں  
 اس واسطی اوسکی اولاد کچھ ایسے مشہور ہوئی کہتی ہیں کہ اولاد  
 راجہ ان جی پور میں راجہ سندیلو نامی سمت ایکڑ زمین  
 ملک دہونڈا پر کجلی قطع میں جی پور واقع ہی تابین میں

مسند آرای راجگی ہوا اسکی بعد دل راجی جی اسکا بیٹا  
 صدر حکومت پر بیٹھا بعدہ کوکل جی نی راج کیا اسکی  
 بعد راجہ ہنوت سنگہ بعد از ان راجہ سردیو پھر راجہ بھون  
 اسکی بعد راجہ ٹیسی بعد اسکی راجہ بھل دیو اسکی بعد راجہ  
 امیر اسینی آباد کیا بعد اسکی کینن جی راجہ ہوا پھر کینن دیو  
 راجہ ہوا اسکی بعد کنتل جی راجہ پر بیٹھا بعد اسکی جونی  
 راجہ ہوا بعدہ اودی کران بعد اسکی نرسنگ جی اسکی  
 بعد پیر جی بعد از ان اودی رن راجہ ہوا اسکی پور چند رن  
 بعدہ پرتھی راج اسکی بعد پورنل راجہ ہوا کتھی مین کہ شیر شاہ

اسی راجہ کی لڑائی ہوئی تھی اور ہالیوں سی اسینی دغا بازی  
 کی تھی آخر اکبر بن ہالیوں فی اسکو اپنا سطح و فرمان بردار کیا  
 اسکی بعد راجہ پیہم پورن مل کا بیانی راجہ ہوا بعد اسکی رن سنگہ  
 راج کیا پھر راجہ آسرن اوکا بیانی گدی پر بیٹھا بعد اسکی  
 راج سنگہ راجہ ہوا پھر راجہ بہارہ مل تیرا بیانی پورن مل مذکور کا  
 صدر نشین ہوا اور اپنی بیٹی اکبر کو دی نور الدین جہانگیر اسکی  
 بطن سے پیدا ہوئی اور انکی خاندان میں بادشاہ کی بہت اعانت  
 حکم برداری کرتی رہی بعد بہار مل کی بہکواند اس ارکا بیٹا  
 مسند آرا ہوا اور نوکری اکبر میں ہمیشہ سرگرم رہا بعد راجہ بہار مل کے

راجہ مان سنگہ ریاست موروثی پر قائم ہوا پہلے راجہ مان سنگہ  
 شجاعت و دلوری میں بہت مشہور و معروف ہی بادشاہ کے  
 طرف سے اکثر جنگ و مصافحہ میں صدر تر و فاتح نمایان اور موروثی  
 خسر و امان ہوا اور خدمات بزرگ اور انعامات شایان سی بار بار پیش  
 گوئی سبقت لیکر چنانچہ کارزار و جرات اور جنگ رانا پرتاپ سنگہ  
 والی اور دیو پور میں بڑا نام کیا اور حدود کابل میں محمد حکیم میزرا  
 برادر اکبر بر فتحیاب ہوا اور تہذیب فاعل یوسف زلی اور انظام  
 کابل پر متعین رہا بعدہ صوبہ بہار اسکی نام پر مقرر ہوا اور  
 چوتیس جلوسی اکبر میں منصب پختہ داری اور خطاب راجگی سے

ذکر حق پر

۱۷۵

پہرے تحریک ملک اور ڈوبہ اور نظام صوبہ پنکالہ میں بہت

شرف و مہمات حاصل کیا اور سنہ یکاثل جلوس میں منصب

ہفت ہزاری اور خطاب فرزند یسی رتبہ عالی پر پہنچا اور

بعد اکیس کی زمانہ جہانگیر میں مہمات و کن پر مصدر امور <sup>عظمیٰ</sup> امور

اور مورد تقضات شام نہ ہوا آخر کو سنہ ۹۸۵م جلوس

جہانگیر میں جبکہ ایلچہ پور میں فوت ہوا مان ساگر تالاب

اور نہ لکھا محل اسی فی بنایا تھا بعد مان سنگہ کی ماہر سنگہ

بجای پدر سہرا فرار ہوا اور ماہر پور آیا و کیا اور عہد شاہ جہان

مہمات و کن پر متعین رہا اور مخافین کو مغلوب کرتا چونکہ ماہر سنگہ

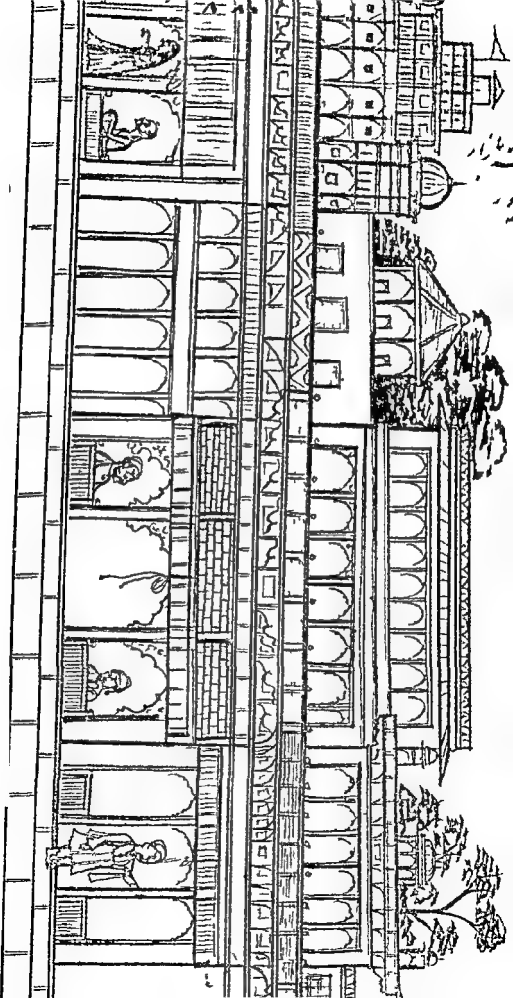


لاولد تہا قریب وفات راجہ جی سنگہ اپنی بیٹی کو مسند حکومت پر  
 قائم مقام کر گیا بعد اسکی راجہ رام سنگہ اسکی بعد راجہ کن سنگہ  
 بعد ازان راجہ جی سنگہ سوامی زمانہ محمد شاہ مین صد نشین ہوا  
 اور بادشاہ کی طرف سی صوبہ مالوہ پہی رہا اور اجین مین جی سنگہ  
 اور جیتر منتر بنوایا اور جی پور کو اسینی معور و آباد کیا کہ آج تک  
 خوش وضعی اور شہریت مین اپنا تانی نہیں رکھتا اور بہار کو  
 کاش کی شہر مین ہر کو ڈالا ہی اور بادشاہ کی اجازت سی خیر معہ  
 مہندس کو دہلی سی ملوا کی جی پور مین زیچ محمد شاہی بنوائی ہی  
 چو نکہ علم نجوم سی اسکو بہت شوق تہا ایک کتاب نہی بان شہر پہنچ

سہمی بھی ہو و تصنیف کروائی ہی بعد جی سنگھ سوایی کی سیرت  
 لکھی نشین ہوا اور اسنی مادہ بواس محل اور موئی دنگری کا قلعہ  
 اور شھر سانچا نیر مع فضیل تعمیر کیا اور وقت میں سانچا نیر  
 برا شھر آباد تھا اور کی بھی سرستی ندی جاری ہی مکتا  
 و عمارات قدیم شکستہ و کہنہ باقی ہیں راجہ اسیری سنگھ کی بعد  
 راجہ پرتاب سنگھ منڈ نشین ہوا ہوا محل اسینی بنوایا اور  
 وزیر علیٰ اسکی عصر میں جی پور میں آئی تھی اور اسکی پناہ  
 مایوس ہوئی تھی بعد اسکی راجہ جگت سنگھ راجہ ہوا اور اسکی بعد  
 راجہ جی سنگھ راجہ پریشا اسکو چھوٹا رام مختار لی مار دالا آپ

راجہ رام سنگھ فرمان فرمای جی پور جو وہیں آوری جی پور میں اور  
 ال اسلام میں سی کوئی نامور نہیں ہی مگر نواب واحد علیخان  
 بن نواب نجف علیخان ولد نواب بہدانی بہادر اس شہر میں  
 اور دربار میں ہی اونکی عزت و تعظیم قدیم سی ہوتی ہی اور کہ  
 جاگیر بھی اونکی معاش کی واسطی راج سی مقررین جہڑ میں وہ  
 بہت ہیں آفسم سی اتفاق ملاقات کا ہوا نہایت ثقہ

وضع دارین چونکہ جی پور کی مکا نو نہیں کہات اور بار اور محل  
 بہت عمدہ قابل دیکھنی کی ہی آسواسطی مہنی ان تینوں مقاموں کی نقشی  
 اس کتاب میں مندرج کی ہیں \* \* نقشہ



حتیٰ پوری کوچ کر کی موضع کو ندیل میں اکی منزل کی دوری تھی  
 چاکسین اور چاکسوی نوائی میں یہاں تک عملداری چلی پوری  
 اور نوائی سی بگڑی عملداری توبہ میں مقام کیا اور وہاں  
 توبہ میں پہنچی . ذکر توبہ ایک چھوٹا سا شہر  
 دامن کوہین کنارہ رود بناس پر واقع ہے تحصیل اوسکی چٹہ ہی  
 عمارت و حویلیاں بکثرت ہیں اکثر بنود و مہاجن سکونت گاہیں ہیں  
 اوسمیں ایک بازار مستطیل کم عرض ہے اور دکانہاں دو طرفہ  
 مرتب اشیای خور و پوش و ان سب قسم کی پہنچ ہیں  
 جسکے مالیاں سرکار چنی بہادر فی نواب امیر الدولہ امیر ملوک

میرزا امیر خان بہادر کی واسطی جاگیر تھو نیز کہ تو مسجد اور گنات  
 و محلات کی ٹونک بھی اوسین شامل تھی تو آپ مغفور نے سب  
 ترتیب جی پور وغیرہ کی اس مقام فرحت الترام کو پندرہ کی  
 ایک قلعہ اور شھر واسطی اپنی بود و باش کی آباد کیا اور بازار  
 وسیع ترتیب دیا اور امیر گنج اوسکا نام رکھا تو ٹونک سی  
 تا بہ قلعہ ایک کوس کی طول میں عمارات و دکائین بھی آباد  
 اور عمدہ ترین اماکن میں تعمیر نواب مرحوم سی وٹان نظر بانع ہی  
 کہ مناظر نظار گھیاں کو اوسکی نظارہ سی نصارت و شادابی  
 حاصل ہوتی ہی الحمد للہ کہ بالفعل ہندوستان میں یہ شہر ہی

ذکر توفیق

۱۰۸۴

وجود سعادت آموذ اور ذات سراسر محمود و نوافذ سی انتساب  
وزیرالدولہ امیرالملک بہادر مہدی بسبح علوم دین اور موطن شریعت  
کہلاتا ہی چونکہ اساس عرش محاسن کاخ دین رسول اللہ اور  
نور سعادت خورشید آفتاب ملت بیضا اور انکی معماري ریاضات  
علم و عمل اور تجلی سواطع عبادات و مجاہدات سی بہ شہر محمود  
و مشور ہی اس واسطی وجود علما اور نفوس فضلاء اسلام  
نمونہ دار اسلام میں اکثر جمیع میں اور انکی فیضان ذات  
بابہ کات سی ہر شخص شہر میں ملا یک سیرت اور بہشتی صورت  
نظر آتا ہی اور سیاست و رہ عدالت شریعی اور استظام قانون

بنویسی بیه معصوم و ستمین دارالامان مشهوری  
 اور امیر فقیر دین و دولت سی خطوط و سرور سی حسن زانین  
 که راقم وارد تو تک هوا تو نواب محمد وح سبب بغاوت و سرکشی  
 زمیندار لاهوری که قدیم سی مطیع و محکوم روسای تو تک کرتا  
 اور اوس وقت میں رقبہ انقیاد رقبہ فرمان برداری سی پیر  
 قدم جاده اطاعت سی اوی ضلالت میں رکھا تھا واسطی تہ  
 و تاویب انقیادی پر خسارت کی مع فوج ظفر موج مجاہدین اسلام  
 تشریف لیگی تھی چونکہ راقم کو ملاقات نواب معظم السی  
 مشرف ہونا واجب و لازم تھا اور کبھی تماشای مجاہدات و کشتی



نذیکہا بہا واسطی مسافت بہت کر دیتی تھی کہ کی خبر و گاہ میں  
پہونچا اور سعادت صحبت ثواب مغیر الہیہ سی مستفیض و بہرہ مند ہوا

اور دیکھا کہ لشکر نصرت اثرنی حصار گردون آثار کا محاصرہ کر رہا ہے

اور نشانہ دہی نگاہ توپ کی تمام دیوار و برج و جگہ کو مثال غریب کر دیا ہے

اور جوانان تہویشخار اور مردلان شجاعت آثار داد و دلاوری

دی رہی ہیں اور شرط جان بازی ادا کر رہی ہیں اور جہر اچھا

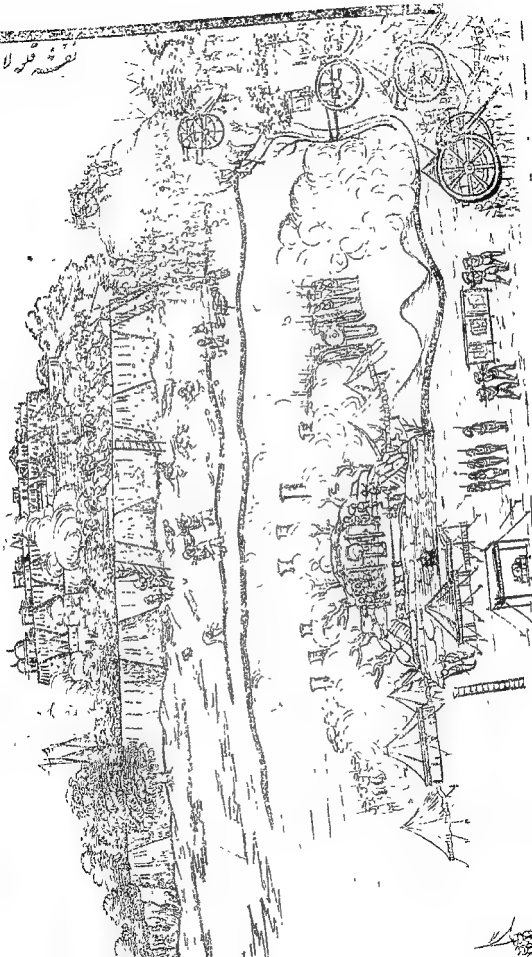
محسورین اور بند و چنیاں نحد ولین بھی ہنر حکم انداز می جاننا ہے

دیکھا رہی ہیں کوئی نقب لکار رہی اور کوئی مورچی بنا رہی

اور دہر کا فرنا جہیزم التمش جہیزم ہور رہی ہیں اور ادھر شہدای اسلام

سیر جست کر رہی ہیں عجب ہنگامہ مردانہ تھا اور معرکہ دلیرانہ  
 راقم نے قلعہ لاوہ پہنچا تو وہیں سیخو بیوی دیکھا اس  
 حصار کی دو درجہ میں درجہ اول کہ وسیع و فراخ تھا وہیں  
 رعایا وغیرہ رہتی ہیں اور درجہ اندرونی میں خود کرن سنگ  
 مرزبان لاوہ مع قبائل و عشائر رہتا ہے اور گردنہ قہری  
 پہ قلعہ اگرچہ سرخام ہی مگر آثار او کا بہت چوڑا ہے  
 اور استحکام میں کم قلعہ انہی کا کہتا ہے چنانچہ نفت اس قلعہ کا  
 اور مقام سلامت کو چوٹیا میں اس کتاب میں بنایا ہے





شکرین ایک مقام کر کی اور نواب صاحبی مرضل سوکر  
 ٹونک میں مراجعت کی اگرچہ ٹونک سے ہیکو خط مستقیم اتفاق  
 اپنی دارالریاست کا ہوا اور اوس طرف ہی سمت مالوہ کو روانہ ہوئے

مگر چونکہ اس سفری پشتر راقم کو اتفاق سفر کوٹہ بونڈی

آجور زیارت اجمیر شریف کا بھی ہوا ہی اس واسطی شہر ایک

احوال ان شہر و نجا بھی اس اثنائین لکھنا واجب جانا اور

ٹونک سے تا وطن مالوف بعد اسکی موقوف رکھا

وہاں اجمیر شریف اجمیر شریف شہر قدیم ہی زیر کوہ

آباد کردہ راجہ آج اور میر ہندی میں کوہ کو کہتی ہیں اس واسطی

اجمیر مشہور ہو گیا کہتی ہیں کہ اولاد راجہ ہنسک پال میں تاجہ راجہ  
 امرت پال اجمیر کا راج کرتی رہی آخر کو کھنڈیرا و پر تھی اجکا بہا  
 اجمیر کا راجہ ہوا اور اس کی قطب الدین ایبک نے بڑا شمشیر  
 چھین لیا اس وقت سے اجمیر اہل اسلام کی قبضہ تصرف میں آیا اور  
 ایک عالم بادشاہوں کی طرف سے وہاں رہتی لگا اور کبھی ضعف  
 سلطنت اسلام میں راجگان مارواڑ کی بھی قبضہ میں آگیا تھا  
 آخر کو مہاراجہ سیندیہ نے بھی زمانہ شاہ عالم میں اجمیر کو لی لیا تھا  
 بال فعل سرکار انگریزی کی زیر حکومت ہی غرض یہ شہر بہت آباد ہے  
 اور اگر تفصیل چاہے اگر کی بنائی ہوئی موجود ہے اور عمارتیں سرکار کے

اور قیام صاحب رزیدنٹ راجپوتانہ آور حاضر با مٹی ٹکالی  
 زیادہ تر اوسکی رونق و آبادی ہو گئی ہی اور اوسمین ایک بازار  
 جدید بہت وسیع و پاکیزہ مثال جمی پور کی تعمیر ہو گیا ہی اکثر  
 اوسمین مہاجن و سا ہو کارستی مین اور شیترا اس شھر کی عزت  
 و تکریم بسبب مزار ملاک مطار حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ  
 علیہ <sup>میرزا</sup> کی ہوئی ہی \* ذکر حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ  
 کتاب چار کلشن مین مرقوم ہی کہ ولادت با سعادت مسین الحق  
 الدین حضرت حسن بھری کی شہ پائوسات ہجری مین فصیحہ  
 مضافات سیستان مین ہوئی ہی اور سیر العارفین مین مسطور ہی

ذکر حضرت خواجہ نصیر الدین صاحب سیرت

۱:۹۲

کہ استخوان میں آپ تولد ہوئی اور خزان میں نشوونما پائی اور  
والد بزرگوار آپکی خواجہ غیاث الدین حسن بخاری نہایت صلاح  
و تقویٰ سی آراستہ تھی جب عمر حضرت خواجہ نصیر الدین کی پندرہ برس  
ہوئی تو خواجہ غیاث الدین فی انتقال فرمایا حضرت خواجہ میراث

پوری سی باغ و ملک بہت رکھتی تھی اور اوسمیں اپنی اوقات

شریف بسر کرتی تھی اوسمقام میں ایک بزرگ تھی مجذوب کہ انکو

ابراہیم قندری کہتی ہیں اتفاقاً ایک روز انکی باغ میں شریف

حضرت خواجہ فی انکی طرف دیکھتی ہی استقبال کیا اور دست پائی

شرف ہوئی اور ایک درخت کی سایہ میں آپکو بیٹھایا اور خوشی انکو کی

ایک روبرو حاضر کئی اور خود مودب ہو کی دوزانو بیٹھے  
 ابراہیم قندری نے ایک خرما اپنی پاس سے نکالا اور اپنی  
 دندان مبارک سے چبا کر اپنی ماتہ سی حضرت خواجہ کی ہونہ میں ڈال دیا  
 بجز داد کی کہانی کی ایک نور باطن انکی قلب میں پیدا ہوا اور  
 انش عشق انکی سینہ میں مشتعل ہوئی اور جب دنیا سے دل نکال  
 بالکل سرد ہو گیا تمام اہلک و سباب کو بیچ کر نصیب ویشاں  
 کر دیا وہ خرما کو یا تخم تھا نخل محبت الہی کا یا نورِ اول تھا انوارِ عشق  
 نامتناہی کا انہوں نے ترقی و تہجد و بخار میں قرآن شریف حفظ کیا  
 اور تمام علم ظاہری پیرا وے نسی عراق عرب کو غنیمت فرما اور نواح



ذکر حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمہ اللہ  
:۸۹۴

نیشاپور میں حضرت شیخ عثمان مارونی رحمۃ اللہ علیہ سی لاکھ سال  
اور دو نیم سال اونکی خدمت میں مجاہدات و ریاضات میں  
مشغول رہی انیس لاکھ سال میں مسطور ہے کہ ایک روز بغداد  
شریف میں حضرت خواجہ خدمت شیخ عثمان مارونی میں حاضر  
ہوئی اور تمام مشائخ کبار اس مجلس میں موجود تھے شیخ نے  
تمام شجرہ حضرت خواجہ سی پڑھوایا اور میں دفعہ کلمہ تحفید کہوایا  
اور بات پکڑ کر طرے آسمان کی نگاہ کی اور فرمایا پندہ رسانیدم  
اور آپکی موی سر کو اپنی بات سی مقراض کیا اور کلام مبارک  
سر پر رکھی اور کلمہ خاص عطا فرمایا اور ایک شہرہ رکھی

مجاہدہ کا حکم دیا بعد فراغ شب بیداری کی خدمت تیج میں  
 حاضر ہوئی فرمایا کہ نظر بالا کن آیتوں اور دیکھا گیا دیکھا  
 خواجہ فی عرض کیا ہفت طبقہ آسمان تا عرض عظیم پھر فرمایا  
 کہ نظر در زمین کن حضرت خواجہ فی پنجی دیکھا فرمایا کیا نظر آتا ہی  
 عرض کیا ہفت طبقہ زمین تا تحت الثری پھر فرمایا کہ سامنی نکاہ کہ  
 حضرت خواجہ دیکھنی لگی فرمایا کہ کیا معلوم ہوتا ہی عرض کیا پھر  
 ہزار عالم پھر فرمایا کہ الحمد للہ کار تو تمام شد پھر حضرت خواجہ آپ کی  
 خدمت میں ایک مدت حاضر رہی اور بیت اللہ کو ہمراہ آپ کی  
 تشریف لیگی اور زیر باد و ان کے حضرت خواجہ کیو اسطی شیخ فی

سناجات کی اور خدا کو سپرد کیا آواز آئی کہ معین الدین حسن بخاری  
 را قبول کردم پھر وہ انسی مدینہ منورہ کو تشریف لیکے اور سلام  
 کروایا آواز آئی کہ بیا اے قطب المشائخ جب یہ آواز آئی تو فرمایا  
 بحمد اللہ کہ اکنون بمرتبہ کمال رسیدی پھر وہ انسی مراجعت کی اور  
 بہشتان کو آئی اور پھر بخارا میں پہونچی اسے طرح دس برس  
 ہمراہ شیخ کی مسافری پھر بغداد میں آئی بعد چند مدت کی پھر سارا  
 شیخ کی سفر اختیار کیا شیخ کی ابرق اور جامہ خواجہ ابو مطیع  
 اپنی سر پر رکھ کر پہرتی تھی بعد دس برس کی پھر بغداد میں  
 پہونچی اور غلبہ اختیار کی ہر روز خدمت شیخ میں حاضر ہوتی تھے

اور جو خلوت میں ارشاد ہوتا تھا انیس الارواح میں قلم بند کرتی  
 تھی ہر آپ با جازت شیخ بند میں تشریف لائی اور اجمیر میں قیام  
 فرمایا نقل ہے کہ حضرت خواجہ معین الدین عالم مسافرت میں  
 شہر سبزوار میں پہنچی وہاں کا حاکم محمد یادگار نام بہت درشت مزاج  
 و کج طبع تھا اور فسق و فحش میں مشہور معروف سب اصحابِ اول  
 بر ملا کرتا تھا اور حکو ابوبکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم کا ہم نام  
 پاتا تھا بہت نخیدہ کرتا تھا اتنی ایک حوض و باغ و عمارت  
 مکلف واسطی سپرو بادہ نوشی کی طیار کیا تھا اتفاقاً حضرت  
 خواجہ اوس باغ میں فروکش ہوئی اور اوس حوض میں غسل کیا

ذکر حضرت خواجہ بہ الدین شمس محمدی رحمہ اللہ  
۸ ۹ ۱۰

اور دو گانہ ادا کیا اور تلاوت قرآن کرتی تھی کہ ایک خادم نے  
عرض کیا کہ محمد یار گار اس باغ میں آتا ہی اور فراس اوسکی  
ناہروارہ باغ پہنچی میں مصلحت یہ ہے کہ حضرت خواجہ بہا  
تشریف لیچیں آپ نے کچھ التفات کیا اتنی میں فراس حاضر ہو  
اور انہوں نے ایک طرف حوض کی فرس بھرا کیا اور حضرت خواجہ  
عظمت و بیت سی کچھ دم نہ مار سکی اس اثنائ میں محمد یار گار  
وہاں آپہنچا حضرت خواجہ نے ہرگز اپنی مقام میں جہش نفرمانی  
جو میں حضرت خواجہ کی طرف دیکھا مع مصاحبین کے لرزہ اوسکے  
اندام پر پیدا ہوا اور دست بستہ ہو کر دو شریک شادہ ہوا جبکہ

حضرت خواجہ بی اوسکی طرف نظر اٹھا کی دیکھا فی الحال  
بی طاقت ہو کی گرا اور حاضرین بی اس حال کی معاینہ  
سراو پر زمین کی رکھا بعد تھوڑی دیر کی حضرت خواجہ بی اوی  
خادم کو ارشاد کیا کہ ہنوز اپنی اس حوض سے لیکر اسکی موٹہ پڑ  
چنانچہ درویش بی اوسے طرح کیا محمد یار گارہوش میں آیا اور  
سراپکی قدموں پر رکھا خواجہ بی باواز بند فرمایا کہ توبہ کی توہا  
اوسنی بجز تمام عرض کیا کہ توبہ کی مینی اور جو عقیدہ رشت  
کہ میری نہادین اوس سے گدرا میں بعد ازان فرمایا کہ وضو کر  
اور دو گانہ شکرانہ ادا کر پھر اپنی اوسکو مع مصاحبین کی

ذکر حضرت خواجہ معین الدین چشتی

۹۰۰

شرفِ ارادت سی شرف کیا محمد یارِ گازی تمام مال و ملک  
 اور کنیز و غلام اور خدام و حشم کہ بجزِ رخصم جمع کئی تھے  
 سب کو واپس کیا اور ازاد کر دیا حتیٰ کہ دو بیسیاں رہن تھیں  
 انہیں ہی مطلقہ کر کی رکابِ سعادت خواجہ میں ہمیشہ حاضر تھا  
 اور واصلانِ حق سی ہو کیا حضرت خواجہ قطب الدین فرمائی تھیں  
 کہ میں برسِ ملازمت خواجہ بزرگ میں حاضر ہاں کسی کو اپنی خدمت میں  
 گزرتا ہوں تو جیسے کہ مہینے میں کچھ نہ رہتا تو خادم حاضر ہوتا آپ گوشہ  
 مصلا کو ادھار فرمائی کہ بقیہ مصارف و روزہ کے  
 اس میں سی ادھار فرمائی اور جو کوئی مریض آتا تھا وہ اپنی مراد کو

پہنچ جاتا تھا وقت رخصت کی اوسکی قسمت کا جو زیر مصلحتی  
 ہاتھ میں آتا اوسکو مرحمت فرمائی نقل ہی کہ ایک مسلمان  
 ملا زمان را جہ پتھو را سی آپکی خدمت میں بارادہ ارادت حاضر  
 حضرت خواجہ فی اوسکو معیت نکیا آوسنی پتھو را کی او برو گلہ کیا  
 پتھو را فی انکو کہلا بھیجا کہ اس شخص کو آپنی مرید کیون نکیا اپنی  
 فرمایا کہ یہ شخص سابعان حق سی نہیں اور لوح محفوظ پر اہل  
 ماری لکھا ہوا ہی پتھو را یہہ سنکر آشفہ ہوا اور کہا  
 کہ حضرت خواجہ تمام سخن غیب کی بیان کیا کرتی ہیں انکو کہو  
 کہ میری شہر سی نقل فرما جاوین آپنی جواب میں کہلا بھیجا



ذکر حضرت خواجہ محمد حسین الدین چشتی رحمہ اللہ  
۹۰۲

کہ ہماری بیوی درمیان میں تین روز کی مہلت ہی پاتو جاوے گا  
یا ہم جائینگے کہتی ہیں کہ تیسری روز پہنچو اس شکر سلطان معز الدین  
سی گرفتار ہوا اور جو مسلمان کہ بیعت کر لی آیتا ہا و سنی  
خود اپنی بہین غرق دریا کیا فصل خواجہ قطب الدین فرمائی ہیں  
کہ حضرت کو خلا و طمان کسی پر غضب ناک نہیں دیکھا مگر ایک روز  
آپ سردار شریف کیجاتی دیکھا کہ ایک شخص قرض خواہ  
ہنگی مرید شیخ علی پر تقاضای شدید کر رہا ہی بہت پر حضرت  
خواجہ نے اس کو منع کیا مگر اس نے مانا اپنی اس وقت غصہ  
اپنی روای مبارک و دوش سے اوتار کی زمین پر ہاری تمام زمین

پر از دنیا رہو گئی فرمایا کہ او بٹالی اسین سی جقدر کہ ترا قرض ہی  
 کہتی ہن کہ اوسنی اپنی حق سی سی کچہ زیادہ طمع کی مین ہات  
 اوسکا خشک ہو گیا فریاد تو بہ بند کی پھر حضرت کی دعا سی  
 بات اوسکا بدستور ہو گیا نقل ہی حضرت خواجہ معین الدین  
 اپنی اصحاب کے ساتھ مجلس میں بیٹھی تھی ایک شخص وارو ہوا ظاہر  
 بارودہ ارادت آوریا طن میں بقصد ہلاکت جبکہ وہ شخص  
 اپنی ردبر و سرنگون میٹھا تو حضرت خواجہ باربار اوسکی طرف  
 دیکھتی تھی اور بسم کر لی تھی بعدہ فرمایا کہ امی عزیز جو درویشی  
 پاس آتا ہی اہل صفا سی ہوتا ہی یا صاحب خطا سی آخر جو تیری

نیت ہی ان دونوں میں سیاحت یا رک بہر کسکا انتظاری  
 یا جناسی یا وناسی اور شخص فی اس وقت کہ حرباً کہ مخفی  
 انکی واسطی لایا تھا رو برو کہہ دیا اور اپنی غدر و مکر پر اقرار کیا  
 اور صدق و سی مرید ہوا آخر کو ایسا کمال کو پہنچا کہ بیستیس  
 حج بجالایا اور وہیں جان بحق ہوا اور کعبہ میں مدفون ہوا  
 فواید سالکین میں نقل ہے کہ حضرت خواجہ بر شب خانہ کعبہ میں  
 ہوتی تھی اور لوگ اچھو پیشہ طوائف میں دیکھتی تھی اور طائفانہ  
 آپ ظاہر اجہر شریف میں مصکف ہوئی تھی رسالہ مناقب  
 مشائخ میں مذکور ہے کہ حضرت خواجہ معین الدین رحمۃ اللہ علیہ فی

ستر برس خواب نہین کی اور پشت آپکی زمین سی نہین لگی  
 اور وضو آپکا بغیر قضای حاجت کی باطل نہین ہوا اور ایم  
 چشم بہتہ مراقبہ میں رہتی تھی اور جب چشم واکرتی اور کسب  
 لنگاہ دالتی تو اوس وقت اصل ہالہ ہو جاتا تھا اور حسن فاسق  
 آپکی نظر پڑ جاتی تھی تو بہتہ نصوحا کر کی ہر گرد گناہ کی نہ جاتا تھا  
 راحت القلوب میں مرقوم ہی کہ آپکی قرب انتقال میں ایک کوی اویا  
 خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا فرماتی ہیں  
 کہ دوست خدا معین الدین بخیری آتا ہی میں اوسکی استقبال  
 کو آیا ہوں اور بعد وفات کی آپکی پیشانی نورانی پر یہ الفاظ

در حضرت خواجہ حسین الدین چشتی رحمہ اللہ  
۹۰۶

قدرت الہی سی متعوش و یکہی حبیب العزات فی حبیبہ عمر  
حضرت خواجہ کی تین کم سو برس کی ہوئی اور تاریخ ششم  
ستہ ہجری میں وفات فرمائی آفتاب ملک ہند کی تاریخ  
وفات ہی اور ایک تاریخ نظم مخبر الواصلین میں اس طرح  
نظم کی ہی تاریخ جمعہ و ششم ربیع بودہ کہ جہان  
خواجہ نقل فرمودہ نو و ہفت سال عمرش بودہ کا زمانہ  
نقل از جہان فرمودہ سال نقل شہرت و تکمیل کو سراج جہان  
حسین الدین روضہ پاک اوست در جمیع زایمش جن  
دانش و اثر در شیر اور کیفیت ابتدای روضہ متبرکہ کی

اس طرح مرقوم کرلی بین کہ ایک شخص غائبان وزیر سلطان  
 ہوشنگ بادشاہ مانڈوٹکا تھا اوس وزیر کا ایک بیٹا تھا  
 محمود نام تھا رشید و شجاع بعد وفات ہوشنگ کی ایک بیٹا  
 اوس کا بہت صغیر سن تھا تین ہوا بسبب اوسکی مادہ لوجی کے  
 امور سلطنت پر ہم ہونی لگی محمود مذکور کی مصلحت و مت  
 جانکی اوس بادشاہ نادان کو تیغ بیدریع سی مقتول کی  
 اپنی نام پر لوائی سلطنت بلند کیا اور اپنی مدت دولت میں  
 بہت کارنامی نمایان ہر دی کار لایا چنانچہ عمارت ہزار  
 حضرت خواجہ بہی تالاب چارہ پر اوسیکا آثار بہت ہی

ذکر حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمتہ اللہ علیہ  
(۹۰۸)

واقعہ میں ایسی درگاہ نور انگین عمن اشتباہ آور زیارت گاہ  
ملوک ملائیک سجد گاہ کہیں نہیں اور اس درگاہ شریف میں  
بہت مکان آراستہ میں چنانچہ اول ایک دروازہ سنگین ہے  
اور اس کی ایک صحن ہی اور اسکی دروازہ پر نقار خانہ ہے  
اوپر ایک جوڑی نقارہ کی رکھی ہے اور اوپر وزن شصت  
کندہ ہی آویھی کی قریب احمد شہید کی قبر ہے اور دوسری  
دروازہ کی نزدیک پیر نصیر الدین کی تربت ہی اور کئی دیگر  
رکھی ہیں ایک دیگ میں سون کا ناچکتا ہے دوسری میں  
ساتھ میں آونین ایک دیگ نذر کردہ جہانگیر بادشاہی

اوپر یہ مصرع کندہ ہی بدینا بادایم نعمت و یک جا گری  
 اور ایک دیگر گزائیدہ سرکار ملکہ بیادری اور اکبر بادشاہ  
 بعد فتح چتوڑ کی ایک گنبتہ اور ایک شیم چراغ غنیمت  
 چتوڑی درگاہ میں چڑھایا ہی اور روضہ سی جانب مغرب کو  
 مجلس خانہ بہت وسیع و عایشان ہی اور اس میں دیوار  
 حیمہ کھڑا ہوتا ہی آدھی کس طوائف میں اور آگے اسکی  
 میں میں کڑکی جو بکاشا میاں کھڑا ہوتا ہی اور اسکی  
 پتھی چار شا میاں کی گنواب کی ہوتی تین جو میں اونکی نقہ  
 میں فرش ہی علی بن العباس بہت اچھا ہوتا ہی اگر سو نقہ سلگتی



ذکر حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمہ اللہ

۹۱۰

بوقت قتل اور فاتحہ کی کئی چوبدار و عصابہ و چوبہا می نقرہ  
لی گھڑی ہوتی ہیں اسی مقام پر ایک مسجد ہی اسمین جبار  
خانوس و قنابل و شیشہ آلات بہت لگائی ہیں وہیں لکڑ خانہ کا  
مکان ہی ایک طرف عالمگیر کی مسجد ہی اور کوسو صد لکڑ خانہ  
اور سکی طرف بائیں کو اولیا مسجد ہی اور بیگم کا دالان مشہور  
اور وہیں نواب میر خان کا شامیانہ استادہ ہوتا ہے  
اور سکی صحن میں ایک دہک کی رصع تدر کی ہوئی چھنی بیگم دختر  
شاہ خان کی لگی ہی یہ بیگم حضرت خواجہ سی ہایت رات  
کہتی تھی کہستی ہیں کہ اپنا تمام زیور اور کلام ہر خادم و رکابہ کی

تذکر دیا تھا وہ توشہ خانہ میں ایک رکباہی ایک دروازہ میں  
 جوڑی مٹ دیا کی فیض اللہ بکشرنی چڑائی ہی اور ایک دروازہ  
 خاص میں چنور کدہ کی جوڑی مٹ دیا کی چڑی ہوئی ہی اوپر  
 یہ شکر کندہ ہی شکر رکھی ہمیشہ تری تیج کا کفر تباہ  
 بحق لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور معمرہ حضرت کا بنا کردہ سیرۃ  
 تمام سنگ مرمری ہی اور قفا و سکی لدا وہی طیار کی ہی  
 اور اسکی گنبد پر کسائی طلائی اکبر و شاہجہان و عالم گیر  
 وغیرہ امر کی نصب کئی ہوئی موجود ہیں اور روضہ مبارک کا  
 چاندی کا کٹہرہ اور وسین دروازہ ہی اور اندر اسکی دوسرے کٹہرے

ذکر حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمہ اللہ

۹۱۲

آویز چہین مزار فیض آثار حضرت خواجہ صاحب ہی آویسکی اوپر  
صندل کا پتھکٹی آویس پر کارِ صدف بہت عمدہ کیا ہی آویس  
اویسکی اوپر ایک شامیانہ پیرز نصب رہتای آویس مزار میں  
حضرت کی ایک لعل خراہوی آویس اور اس درگاہ میں قبر پر  
وشامیانہ ہزار ہا روپی کی موجود رہتی ہیں آویس اویسکی  
آویس اسبابِ فقرہ و عطا عطا ہی حجر و نین معقل رہتای آویس  
دروازہ اویس کا نواب احمد خان آرکائی بنی ہوئی آویس  
اویس دروازہ پر پہ مصرع کتہہ ہی مصرع  
باد وایم قائم این فرخ بناء آویس صندل خانہ میں و مزار میں

ایک حضرت ابو صالح آپکی فرزند ارجمند کا اور دوسرا  
 حضرت ابو صادق آپکی خسر پور کا اور درگاہ سی قبلہ و ایک  
 مسجد ہی بنائی شاہجہانی سی تمام سنگ مرمر کی نہایت نورانی  
 و پاکیزہ اور ایک قصیدہ طالبِ کلیم فی اوسکی تعریف میں  
 بہت خوب کہا ہی اور اوسکی مزار بون پر بخط نسخ کمال خوشخطی  
 لکھا ہی اور اسکی آخر کی یہ تین بیتیں مرتوم ہوتی ہیں ابیات  
 دعو میں حرمت اجسیر افیضِ حرم \* سر نوشت ساکنان  
 نیست جز خط امان \* زین محل فیض بر حاجت کہ منجوا ہی خواہ \*  
 میتوان صد دستہ گل بست از یک گلستان \* مسجدی

ذکر حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمہ اللہ

۹۱۷

مسجدی کان کعبہ ثانی است تا بخشش بود و کعبہ حاجات دنیا  
مسجد شاہجہان اگرچہ اور بھی مساجد و عمارات زمانہ اکبر کی  
وہاں قائم ہیں مگر جو برکت و نورانیت مکانات شاہجہانی میں  
بالی جاتی ہی کسی میں نہیں کہتی میں یہ مسجد تثنیہ ایک ہزار  
سینالیس چوبیس ہزار روپہ کی اختتام کو ہو چکی  
ایک تاریخ او کی یہ ہی تاریخ نوشتہ تا بخشش اب یقین  
بنامی شہشاہ روی زمین عرض درگاہ حضرت خواجہ کی دروازہ  
اور باہر درگاہ شریف کی حضرت کا خط جمال جناب خواجہ صاحب  
صاحب زاوہ کی تربت مبارک اور چمنی بیکم کی منبری

اور اسکی نزدیک پُرانی بادشاہی محل میں آب و نمین سبکدوش  
 سرکاری رہنمائی اور باہر شہر کی آنا سا کرتا رہا ہی اور اسکی  
 کنارہ پر حضرت خواجہ کا چلہ اور اسکی نزدیک سعدی دیوبند  
 مکان ہی کہ جسکو حضرت خواجہ فی مسلمان کیا تھا اور اسکی  
 تالاب کی گرد و لواح میں اور ہی بہت مزین چٹانچہ سالار مسعود  
 کا چلہ اور حضرت خواجہ کی دہانہ کا بنایا ہوا دالان خام اور  
 مقبری شہید ونگی اور تربتین دیوبند کی اور نظام سقہ کی قس  
 کہ کہنی ہما یون کی عہد میں جام کی دام چٹائی تھی اور میر حسین  
 ناگوری وزیر کا سولہ کنیا اور دولت آباد اور سہیلو کا بازار

ذکر حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمہ اللہ

۹۱۴

اور پھاڑ کی چچین درگاہ حضرت پیران پیر کی مشہور ہی سرکار  
سیندھ کی طرف سی اوس درگاہ کی مصارف کو ایک کاروان  
مقرر ہی اور درگاہ کی اگلی چچمی دو مسجدین میں شاہجہان فی  
ایک مسجد میں بہہ مصرعہ کسندہ کروادیا ہی مصرع کی قبیلہ  
رووی کی قبیلہ پشت در یافت ہوا کہ اجہیر شریف میں گیارہ  
نہر شاہو کی آباد میں اونہیں نو سو چتر مسجدوں کی اور باقی  
شیرخو کی اور معاش اونہی اگرچہ نذر و نیاز درگاہ شریف ہی ہوتا  
لیکن ساری سات کا وجا کیر کی ہی قدیم ہی مقررین اور پائیں  
خروج درگاہ شریف کی واسطی معین میں اور چالیس ہزار روپی

اوسکی آمدنی کی آلتی ہیں۔ ذکر مزار میران سید حسین  
 اجمیر تریف سی تہوڑی فاصلہ پر برسر کوہ ایک قلعہ واقع ہے  
 اوسکو قلعہ کدہ نیلی کہتی ہیں اور تارہ کدہ بھی مشہور کرتی ہیں  
 اور بانی اوس قلعہ کا پیشل کو بیان کرتی ہیں آسمین مزار  
 میران سید حسین خٹک سوار مشہد یکا زیارت گاہ حاصل عام  
 یہ بزرگ بسبب خفای حال کی لباس دنیا داری میں زمانہ  
 سلطان شہاب الدین غوری میں اس قلعہ کی شق دار تھی اور  
 سلطان قطب الدین ایبک کی وقت میں بھی دہانکی حاکم  
 رہی آخر خٹک کفار میں دہن میں سعادت شہادت حاصل کی



کہتی ہیں کہ حضرت خواجہ معین الدین نے اپنی مریدوں کیساتھ  
وہاں پہنچ کر انکی جنازہ کی نماز پڑھی اور وہیں مدفون کیا  
اونکی روضہ متبرکہ کی نزدیک ایک مسجد ہی اور باہر روضہ  
مبارک کی دالان و ایک دروازہ بہت بلند تعمیر ہی اور اوپر  
نقار خانہ رہتا ہی اوس دروازہ کی تاریخ کاخ و کشت  
موقوف کی ہی اور وہاں دو دگین ایک چپس منگی بنی ہے  
اور دوسری تیس منگی ہو روئی ٹاکی بنوائی جو میں دہری میں  
اور اوس درگاہ کی صحن اول میں ایک امام یارہ اور مزار  
روشنی درویش کا واقع ہی اور درجہ دوم میں آپکا روضہ

اشرف ہی قریش و جالیان اوسکی سنگ مرمر سی اعتبار خان

نی بنوائی مین ایک دالان کی مزار پر یہ قطعہ کس دی

قطعہ معدن جو دو منبع اسرار بہت درکار شاہ خاک ہوار

ساخت دالان کہ بہت رشک بہشت را کو مانجی سیند یہ یوسف

اور بعضی حکما نے دلائل بالاراد انکسبہ نی بھی بنوائی مین اور ایلداز

سنگ مرمر کا بجا بایر صاحبہ مہارانی مہاراجہ دولت راسیند

بہادرانی اور مقام اجیمہ مین بہت عمدہ اور عمدہ طیار کر وایا



اجیمہ شریف سی طرف کوٹہ کی اتفاق ہوا کوٹہ ایک بڑا شہر ہوا

اور بلکہ شادمان کنارہ رود چمبر پر واضح ہی نہایت دلچسپ  
 و زرت الگین عمارت تمام بختہ و سنگین آئینہ کار خانہ نور  
 سی فردوس قرین جو کوچہ و بازار مہاجن ساسو کارونگی  
 و کانو می زوریز اور پر بکند خرام سپی قدان فتنہ انگیزی مست خیز  
 تمام رعایا و پیرایہ سرفہ حال و اسودہ اخلاص و اندوہ و مان پرورد  
 و افسردہ مگر بازار اوسکی کثرت آبادی سی مانند موسی میان  
 نازمیان کی نہایت خورد و بار یک اور مکانات اوسین  
 و نور عمارت سی مثال دین مسی مالیدہ جوان کی محال تنگ  
 و تاریک فصیل اوس شہر کی ایسی بختہ بنائی ہی کہ گورہ توپ

او سکی سنگینی سی شکست کھائی ہی تو اراج کو شیریں ثغاث  
 اس قدر دیکھتی مین آئی کہ تمام راجستان مین کہیں بہین چکے  
 گل بہ رنگ کا ومان پیدا ہوتا ہی اور میوہ بہت کم کھیتا تھا  
 رنگتہ کی ومان ایسی افراط ہوتی ہی کہ غیر ملک کی لوگوں کو  
 بھی سیری حاصل ہوتی ہی ایک مکان مہاراجہ صاحب نے  
 سرکوبہ بر لب ندی موسوم بہ امرنواز بنایا ہی حقیقت مین  
 گو پا بہشت جان نواز دنیا میں اترا آیا ہی او سکی خوبی دیکھتی  
 تعلق رکھتی ہی او سکو دیکھنے کی پیرارم سی بھی نگاہ نہ کر پائی  
 صحن او سکا تمام دربار سحر ای شکار او سکی برنگ گیا ہی پیدا

وہ مقام معجز نظام عجب فرست انجام ہی کہ نثار شیر و آمو

کشتیونین پشیمانی دریا میں کشتی میں اور صید ہنگ و ہای

محلونین پشیمانی کرتی میں کشتیونین ایک طرف نثار پر

غرض کو بی و فریاد تنگ ہی اور دوسری طرف تماشہ

رقص و سرود و صدای زنگ ہی غرض ہمارا و حجاب

و اولطف زندگانی دیتی میں اور مرا حیات تاشیر و ہیا

خوب او تھاتی میں نظم خوشتر ز عیش و صحبت و باغ

پیت و ساتی کجاست کو سب انتظار چیت و ہر وقت

خوشی کہ دست و پر منتہم نثار کہ کسی اوقاف نیست کہ

ہنجام کا چیت ۛ چونکہ عمر سب سے بڑی ہے ہوشدار ۛ غمخوار چو نہ

باش غم اور کار چیت ۛ معنی آبِ تدکی در وضہ ارم ۛ

ہر طرف جو یار و می خوشگوار چیت ۛ مستور دست

ہر دو چو از یک قبیلہ اند ۛ مادل عبودہ کہ دہیم اختیار چیت

قول واقع میں جس انسان کو خدا تعالیٰ اس پر کردانی ہو

قدرت و استطاعت عطا کرے تو اس کو لازم ہے

کہ اپنی روح لطیف و جان عزیز کو کہ بہا ہی ملک دنیا

اور متاع بھر و کان سی ارزان ہی راحت و آسائش

میں رکھے اور تکلیف بیفائدہ نہ کر دی و صحرانوردی میں

اسکو کاشش بی آراتی نہی آورہ ایسا غفلت و عیش رانی نہ  
 مصروف ہو دی کہ دنیا و عجبی کی خبر نہ لگی اور نہ امراف و  
 فضولین کام جان شیرین کو چنی قرض داری سی  
 تنفس کری اور گوہری بہای دین و ایمان کو سنگ  
 عصیان سی برباد و مگڑی چابی سی کہ ہر امر میں درجہ اول  
 رہوی کہ خیر الامور اوسطہا دانشندان حکمت اس  
 اور حکیمان حقیقت شناس نے تدبیر منازل میں کہا ہے  
 کہ آریاب دین و دولت کو واجب ہی کہ خرچ ہو چپ  
 اندازہ دخل کی کی کریں اور قدم بہادرت حد قدرت

یاد نزدیکین مگر اولی ترین یہ ہے کہ اپنی آمد کو چار قسم ہے

نقسم کریں اوسمین سے دو حصہ واسطہ اپنی ترک و اقامت

اور راحت و آرام کی صرف میں لاوین اور ایک ربع واسطہ

خدا کی بذلِ نوری الحقوق و صلی و ساکین و گوشہ نشین <sup>کریں</sup>

اور حصہ چہارم بنظرِ دوراندیشی واسطہ ما یحتاج ضروری

مثل شادی و عجمی و عسرت و کمی کی جمع اور پس انداز <sup>کریں</sup>

شعور باحوالِ افسردہ گریست کہ و خلش بود نوزد

خرچ بیت ۔ اور اسی مکانِ عشرت نشان میں

ایک سیلہ مستحیا سے عوار کا ٹھام ساوکی مینے میں <sup>شکوہ</sup>

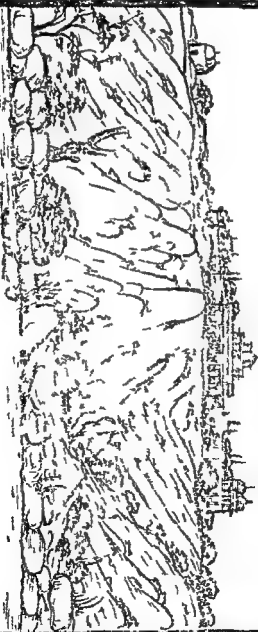


ہوتا ہی شہر کی تمام زن و مرد کا جمع ہوتا ہی گوتی اوس  
 تمام کو ہندو کا اکھاڑا اور کوئی بیوی نکا دوتا راگتیا ہی  
 اویسے کیفیت کو دیکھ کر آدمی وحشی و دیوانہ بن جاتا ہی  
 اور اس کے تاشہ سی اپنی آپنی میں نہیں رہتا ہی #  
 اور ایک میدوان ماہ کا تک میں دیر مہنی تک ہوتا  
 اوس میں ہر طرف و جوانب کی خلقت جمع ہوتی ہی  
 اور ہر قسم کی چیز کی خرید و فروخت رہتی ہی اور  
 ہر سی طرف گناہ و عیب پر ایک سال کئی سال تک  
 چھوٹی سی تہ پر پانچ گناہ کی چاک کی چھوٹی سی تہ

اوسکو کراست مولا علی شہزاد کرتی میں دوان بھی خلقت کا

جمع کثیر ہوتا ہی اور اسکو ادھر سے لے گا میلہ کہتی ہیں

بہمنی یہ نقشہ امر نواز کا واسطہ شاہدہ نازین بسایا



اس شہر کا حال ابتدا اور حقیقت اصلی مع اسامی  
 وحوالہ بجان عظمت نشان کا راقم کو بوجہ استحقاق  
 نہیں ہوا اور انکی وکیل فی جومہی وصرہ ارسال کتاب  
 تاریخ وایمان کوٹہ کا موثق کیا تھا تا اختتام اس  
 کتاب کی ایفان کیا اب سکو جو وہ انکی خاص و عام  
 دریافت ہوا اوسکو قلم میں لاتی ہیں بیشتر  
 راجگان کوٹہ کا دار الحکومت ہوندری تھا اور  
 قدیم سی و نہیں بود و باش رکھتی تھی اول  
 راو مادہ ہو سنکھ فی یہاں کی زمین کو پسند کر کے

بنیاد کو ٹیٹھ کی ڈالی بعدہ راویہیم سنگھ بنی زیادہ تر  
 اسکی ترقی و آبادی میں سی فرمائی اور راویہیم سنگھ  
 حال اسطرح پر سنا کہ یہ شجاعت و دلیری میں  
 بہت مشہور تھی اور بہائی اونکا بوندی میں  
 صدر آرای ریاست تھا اور ہمیشہ انسی خائف  
 اندیشہ ناک رہا کرتا تھا اور ہر وقت اونکی کت  
 سعدوی میں بہت کوشش مصروف رکھتا تھا  
 چونکہ اوسکی زمانہ میں یہ تمام راجگان مطیع  
 فرمان سلاطین وہی تھی اٹھائے ایکار فوج

شامی کو تخر قلعہ لوٹا کہ وہ پیش ہوئی واقع میں وہ قلعہ بہت  
 سخت تھا اور اس قلعہ کی کشائش میں کسی کا نام نہ  
 تھوڑی تیر نہوتا تھا اور اس کی فتح الباب میں سیکے  
 کلیات کی دندان ترش ہوتی تھی والی ہونڈے  
 تیر و حکمت سی ہم فتح قلعہ مذکور شکار سلطانی  
 نام اپنی برادر ہم شکہ کی مقرر کردائی اور منشا اور  
 یہ تھا کہ اس چیلہ سی حصار وجود ہم شکہ جنگ شد  
 لوٹا کہ میں مہدم ہودی اور وہ روین شین  
 فولاد بازوان رستم دوشی نشانہ تیر قضا بنجادی

مکرمہ و تقدیر فی اوسکے دیوار ہستی کو آہن سی ہی سخت  
 بنایا تھا۔ دشمن چہ کہہ جو مہرمان باشد دوست  
 مہر بر بد خواہ فی کچھ اثر کیا اور مجسم شکستہ کو فتح کر لیا  
 بادشاہ اونکی لاوری و جبارت سی بہت خوش و مہر  
 اور اونکو مورد اطاعت و خدمت فرمایا اور اوس کا نیا  
 جلد و مین برکہ کپڑے عنایت کیا ادنیٰ و ان کے مقام  
 ہاکم اپنی زور شمشیر سی بہت بہت غر اپنی قبض و تصرف  
 کر لیا اور بدہ اپنی بادر کی سند نشین ریاست ہی  
 ہی ہوئی اور گوئیہ کو خوب آباد کیا ریاست کو

انہیں کی اولاد میں پہلی آتی ہی جبکہ نویت سہہ نشینی کو  
 راہ کمان سنکھ تک پہنچتی تو اونکی عہد میں ظالم سنکھ  
 جہالہ فی ریاست کو پٹنہ اخت پائی اور مختار ہی بنا  
 حاصل کی یہ شخص بڑا عقل و شہسوار تھا جسٹان  
 ایسا ہوشیار اور عالم عالم معاش کوئی کا دربار نہ  
 جو ابلیس یہ شخص قابلِ بندوبست سلطنت تھا جبکہ  
 ہزاروں کمان سنکھ یکپہلو باغی ہوئی تو اونکی  
 خلف الصدف ہزاروں اسید سنکھ کو سہہ نشینی سے  
 اونکی عصر میں ظالم سنکھ کی نظم و نسق کو بے کار کیا

بہت آباد اور سیر حاصل ہوا اور اوسنی فصیل شہر کو  
 و بصرف چار لاکھ روپی کی معرفت دلیر خان کی موسوم  
 باہر کوٹ طیار کروایا جبکہ اسے سنگہ نی بھی اپنی حیات  
 قطع اسید کی تو اوسکی جاسی مہار اور کٹور سنگہ زینت  
 صدر ریاست ہوئے اور انکی زمانی مین ظالم سنگہ  
 سب کبر سنی اور ضعف پری کی جا ا کہ ماو ہو سنگہ  
 اپنی چھوٹی بیٹی کو ریاست ریاست پر اپنا قائم مقام  
 کر دی اور کٹور سنگہ والی ریاست کو منظور ہوا کہ  
 گوردین سنگہ بڑا بیٹا ظالم سنگہ کا مختار ہووے



یہ علم موجب نزاع و تفتیش فیما بین رئیس و نائب کی ہوا  
 چنانچہ اس ضد و فساد میں ظالم سنگھ نے گود میں  
 اپنی بڑی بیٹی لکھنوی کا لہ پاد وہ ایک مدت دہلی میں  
 جا کر رہا یہ بات کٹور سنگھ کو نہایت ناگوار گذری  
 اور درمیان رئیس و نائب کے جنگ عظیم واقع ہوئے  
 اور نوبت توپ کولی کی پہونچی چونکہ ظالم سنگھ  
 تمام فوج و ملک پر محیط و حاوی تھا اور ہر کہ و سہ  
 اسکا حکم نافذ تھا کٹور سنگھ ح پر بھی سنگھ اپنی  
 بہائی کی کوٹھ سی منہزم ہوئی اور ظالم سنگھ

منظر و منظر کوثر میں چین کرتی ہی بعد چند مدت کی  
 کثرت شکہ فی بھر کچھ جمعیت ہم پہنچا کر کوثر پر فوج  
 کی اس اثنائیں صاحبان انگریز بہادر فی انکو بہت  
 کی کہ مالک نہیں ہو اور سند نشینی تمہاری ہی اسطو  
 اور تمام خورد و بزرگ راست تمہاری ہی مطیع و فرمان  
 ہیں اور خاک و عوی محض مغائدہ ہی پس اس کو  
 گدی پر بیٹھو اور ماد ہونکہ کو اپنی طرف سی مختار کرو  
 کثرت شکہ پر تھی شکہ فی ہرگز منظور نہ کیا اور کہا کہ  
 ابو تخت ہی یا تابوت \* بیہیم کہ تا کرد کار جهان

درین آشکارا چه دارو شکان و چونکه کاتب تقدیر فی آیت  
 فتح لوح پشانی مختار بر مژم فرمائی تہی قدر برات  
 ہزیت بنام نامی بہار او کثرت سکے کی خط شکستہ سی  
 لکھی تھی جنک دوبارہ میں ہی تاب مقاومت نہ لا سکے  
 اور پھر شکستہ دوس لڑائی میں کمال شجاعت و مردانگی  
 میں بجز احاطہ کاری سرک پاشی ہوئی چونکہ او  
 میں کو کب اقبال کفر شکستہ بجا و حقیقت و بال  
 ہتا کہ دشمن فکری سی مانند طالع برگشتہ کی دوسری  
 سرگردان و پریشان پھر فی رہی اور بہت ہی

ظالم کی کہ ادسکو سرکار انگریزین بھت دسونج و عیار  
 تہا کہیں انکی شہنائی نہ ہوئی ۷ روزگار نکایت  
 بکرو کار سیرہ کہ بد معاملہ با قاضی آشنا باشد آخر  
 ظالم شکہ فی کہ برادر دانا اور دور اندیش تھا انکو مالک  
 حصہ ار سچہ کر بھنائیں تمام بلوایا اور راجکا مالک کر دیا  
 انہوں فی اپنی روبرو بہار اور ام شکہ خلف پر تھی شکہ پور  
 برادر زادہ کو کہ یہی پر بٹھا دیا اور مادہ ہونکہ بن ظالم  
 مختار بھی تہہ توڑی مدت کی سر شکر اجل چار غلام  
 کھنڈ شکہ پر بھی اپنا تسلط کر لیا اور حصہ حصہ بن و جو ظالم

یہی پامال ہو کر بچتا کر دیا اور جوان قضا سی ماہ ہونکہ

یہی کامدار ملک عدم ہو گیا \* ریا \* ناکی طلب روز

ہر روزہ کئی \* اسباب طرب زلزل وغیرہ کئی \* اور

جسمہ حیوان اگر آید اجبت \* مہلت نذر کہ آب در کوز

یکے چہ ماہ ہونکہ کی کوئی غف مشید بدن شکہ

نائب ریاست ہوئی بعد چند مدت کی بھان بھی

ہمہون آتش در کاسہ ہوئی یعنی ہمارا وصا کہ

علیحدہ کی وہی علی بدن شکہ کی کوئی سی منظور تھی

دائیان سرکار کہنی بجا اور بموجب تحریر عہد نامہا

قدیم کی ملک کوٹہ سی ریاست پاتن مقرر کر دی  
 ہرچہ کہ بہم ہمارا وصہ حب کو بہت ناکوار ہوا  
 مگر لکھی کو کوٹہ مناسکتا ہی چنانچہ پرتھی سنگھ بن  
 بن باد ہو سنگھ بن ظالم سنگھ اچھا برسر ریاست کا  
 اور ہمارا اور ام سنگھ بہادر کوٹہ میں بحال عدل  
 رونق افروز رہتی ہیں اگرچہ رستم کو بنو دولت  
 ملاقات ظاہری میسر نہیں ہوئی مگر وہ دراصل  
 محبت آیات سی اساس روا بط و ضوابط رو چا جائیں  
 میں مستحکم ہی اور ہر قسم اونکی غیبت و خلا

ذکر کردہ

۱۰

ہنات مشکور و شرم واسطہ علم و چاہت و تہا سنت  
ہمارا و صاحب کی یہ شہید پیرا کی بنائی جاتی ہے  
شہید ہمارا و صاحب والی کو پیر



ذکر بوندی بوندی ایک نثری کوٹہ سی وس  
 کوس کی فاصلہ پر پچی پہاڑ کی اگرچہ کوٹہ سی عش  
 ملوین بہت کتر ہی مگر با عیار اعزاز امتیاز کی  
 زمرہ راجگان میں حکام کوٹہ سی روسای بوند  
 زیادہ تر تین طرف بوندی کی فصل نچتہ ہی  
 اور ایک طرف پہاڑ واقع ہی آبادی و آسودگی  
 بوندی میں ہی بہت ہی اور باغات اور سکلی ہوائے  
 بکثرت آثار بوندی میں بہت ٹخہ ہوتا ہی اور  
 زنگرہ ہی اکثر سستا بکتا ہی و قلم راجگان کوٹہ



بوندی کی ماڑی آسٹریا کی اوس ملک کو ماروئی کہتی ہیں بوندی  
 کی بچی اگرچہ کوئی مذہبی نہیں ہی مگر ایک تالاب دیا وسیع  
 و خوب ہی کہ دریا بھی اوسکی روبرو بی آبرو ہی نام راجہ بوندی کا  
 ہی رام سنگھ کہتی ہیں۔ ذکر راہ اول۔ آپ عنان  
 کمیت قلم کو طرف اوی راہ کی منعطف کیا جاتا ہی کہ چہا  
 گریز کی تھی اور خط مستقیم سی طرف زدایا کی میل ہوئی تھی  
 غرض ٹھنک سی ہم کوچ کر کی ٹور میں پہونچی ٹورہ ایک  
 قصبہ قدیم ہی متصل کوہ کی عملداری جی پوری کہتی ہیں پشتر  
 خوب آباد تھا اب اوس میں بہت مکان ویران و خراب

پڑی ہیں اور بعضی مکانات کھنڈے اور زمین قابل دیکھنی کے  
 ہیں اور متصل اس کی ایک پہاڑی برسات میں بان  
 بہت کیفیت ہوتی ہے اس جگہ سی ناسرودہ میں اکی منزل کے  
 اور ناسرودہ کی کوڑکا دین میں تاوروہی سیل پین آج پچاس سال پہلے  
 اکی بھری ذکر شاہ پورہ شاہ پورہ ایک چوٹا سا شہر ہے  
 بازار و مکانات تمام آباد ہیں فصل ساری بچتہ ہی بولی خندہ  
 بہار رہنای زیر شہر ایک تالاب وسیع ہے آب برسات  
 اور زمین دوازوہ ماہ لالاب رہنای کر اس شہر کی خلقت کے  
 دل نہیں خوف اندیشہ لالاب سیرخان کی زمانہ کا ایسا پتہ

کہ آج تک ان شہر کی دروازی شام سی بند ہو جاتی تھیں  
 راجہ شاہ پورہ کی رانوت کہلاتی تھیں بالکل ریس و ہنگام  
 راجہ جگ سنگھ بن مادہ جو سنگھ بہت خود رسال ہی اور بہن  
 رئیس شاہ پورہ کی راجہ بیہ سنگھ والی اور کوٹھوہ ہی تھے  
 شہر کی راجہ کی ابا راجہ داد کی چہرے ان میں اور ران  
 ایک عمارت عالی شان بنات مصفا و پاکیزہ تعمیر ہوئی تھی  
 کی صوبہ ہی آدھین فخرای ہو کر دروازہ رانانڈی پٹی میں  
 اور وہ جہاں انکی صدر کی مشہوری اس وقت کی گئی  
 ہی آدھین رہتی تھیں راجہ بنی اوٹھو دیکھا بڑی مروتی اخلاق

و موحّد مدیب من آرد نکاح طریقه حضرات صوفیہ کی اس سلسلہ  
 رہنمائی اور انکی کیش میں کسی دین کی تعصب نہ پایا اور اپنی  
 مجاہدات و ریاضات اور تجرید و عبادات میں او کو بہت  
 کامل دیکھا ہستم شاہ پورہ کی کوچ کر کی سوئی میں داخل  
 ہوئی اور دوسری روز پہلواری میں پہونچی پہلواری  
 عملداری اووی پور میں ایک بڑا قصبہ ہی اور ہر قسم کے  
 لوگوں کی آبادی وہاں بہت کی کتیاں اور حقّی اور چلین  
 اور انجوری قلعی کی منقش بہت تحفہ و یادگار بنی میں اور  
 غیر ملکوں میں بطریق تحفہ و ہانسی جالی میں پہلواری ہی چلکر

حمیر گڈہ میں مقام کیا پتہ ہی عمداری رانا صاحب میں  
ایک قصبہ آباد ہی آوارہ پر قلہ کوہ کی ایک چوٹا سا  
قصبہ ہی حمیر گڈہ اوسی کو کہتی ہیں آوارہ پر قصبہ کی ایک  
بڑا تالاب عمیق ہی اور قریب اوسکی ایک بنگلہ انگریزی  
واسطی فرود گاہ کی بنا ہوا ہی رستم نامی ہی شب کو  
وہیں منزل کی ذکر منزل چوڑ صبح کو وہاں ہی کوچ کی چوڑ گڈہ  
پہونچی وہاں ہی ایک بنگلہ ہی اگرچہ خیمہ تیار تھی مگر آدھیں  
غزو کش ہوئی اوسکی نزدیکی بڑی ندی جاری رہتی ہے  
ایسا اوسکی ایک پل سنگین قدیم کا بنا ہوا قائم ہی اور چشم

زیر دامن کوہستان ہوا اور پہاڑ کی قلعہ چتوڑ واقع ہی  
 پانچ کوسین اوسکا عرض و طول بیان کر لی ہیں باوجود اس  
 وسعت کی تمام فصل نچتہ بنائی ہی کہتی ہیں ہندوستان میں  
 اور قلعہ اوسکی مقابل میں نہیں ہی کوئی کہتا ہی یہ قلعہ  
 راجہ چترنگ مخوری کی اور بعضی کہتی ہیں قوم بواڑ تھا  
 عہد پر ماحیت ہی پہلی ہوا تھا اور بعضی جہلا روایت  
 کر لی ہیں کہ راجہ اندر کا بیٹا آسمان سے اوتر کی ایک ٹہن  
 اس قلعہ کو طیار کر گیا تھا عرض اوس قلعہ کی رو برو  
 حصار بلند کردون بھی ہے نظر آتا ہی اور برج ثابت آسمان

اوسکی کسرت جہان نامی اگی منقلب معلوم ہوتا ہی قاف  
 قد قاف کا اوس کی قاف سی قل ہوتا ہی اور اوسکی  
 شمشیر بروج فلک فرسای جوارغ آفتاب کل ہوتا ہی درجہ  
 آسمان کو اوسکی سامنی ایک دقیقہ کہتی ہیں اور رفت  
 کیون کو اوسکی بندگی اگی بالک کہتی جو اوسکی دیوار کو  
 دیکھتا ہی مانند صورت دیوار کی محو حیرت ہو جاتا ہی  
 اگر موم کی عین اوسکی سنگینی کا خیال آجائے تو پتھر  
 بن جاتا ہی الفاظ مگر اوسکی تعریف سی مسانت وار جہنم  
 معانی کو اوسکی ستایش میں حصول سر بلندی فلک ہستہ

او سکی غبارِ خاک ریز کو طویای چشم کو اکب کر تابی  
 اور سپهر او سکی کسکر فصیل کا ارہ بر وقت اپنی سینہ  
 کینچنای واقع میں کنکری او سکی دندان شکن کردن  
 گردان میں اور دیوار او سکی از و ارسف آسمان نہیں مانم  
 کنکری او سکی بخت آفتاب سی ہم بختی رہتی ہیں اور سدرہ طوی  
 ہر وقت او سکی فصیل کی ارہ سی مانند بید کی لڑا کر تی  
 میں او سکا حلقہ در آفتابا باقی ہی تھو رکبید او سکی  
 بلال آسمان نظم حصا کر جو کردن گردان بلند  
 کہ رفت ز بر جش بود و بر میزند و بر قلعہ اش بزد و چو آب



کند دیده بای او آفتاب : از ان قلعه تاشته صورت پر  
 شده شیشه آسمان و یو گیر : نیاید سر او گردون فرو  
 که سر کو بیدار درون بود برج او : شده تار و حصص و دلم منته  
 فلک را نموده و مانع بلند : و به قلعه بر ای عمارت و مکان  
 کی ایک محال و سچ می که کشیدگار و زراعت بی و مان  
 سحر بی می تالایه با و لیان او بین بی شمارین آور محل  
 و مکانات را جهان قدیم بر قرار آب بالکل ویران پڑای  
 سوای درند و گزندگی و مان کوئی نهین رستای به قلعه قدیم  
 با و اجداد را نامی او دمی پو کا کهنای او را پی و نهین که

قبضہ تصرف میں پایا جاتا ہی اور اچہ رتن سین ہی  
 اسی قلعہ کا مالک ہوا ہی کہ جسکی عشق کا قصہ رانی پدماوت  
 ملک محمد جایی فی نظم کیا ہی۔ ذکر عشق راجہ رتن  
 سین بارانی پدماوت اور اس افسانہ کا خلاصہ  
 یوں ہی کہ جب راجہ رتن سین فی چتوڑ میں شہرہ حسن  
 و جمال رانی پدماوت دختر راجہ سراندیپ کا اس خوبی  
 سنا کہ لالہ وکل اوسکی عارض رشک چمن کی روبرو  
 خط بندگی لکھتی ہیں اور عہدہ ماہ اوسکی چہرہ نورانی کا  
 رانغ غلامی اپنی جبین پر رکھتی ہیں رلف عسبرین اوسکی

دگر عشق را چه تن سپین زانی پدایت

۹۵۲

کنند گردن جان پری پیکران عالم اور گیسوی مشکین  
اوسکی دایم طایران روح جن و آدم جلال ابر و اوسکی  
محراب سجده فرشتگان اور چشم جاد و افرین اوسکی  
سحر آموز ساجری کیشان بینی مبد اوسکی شاخ گل بوستان  
خوبی کوش نازک صدف بحر محبوبی لب دندان با  
شکلی بازار یا قوت و کوه هر جگه ده لعل و در و زلف بخش  
شفق و اختر اوسکی تنگی دهن سی دل غنچه تنک پر خون  
اور لیسوی چاه ذوق هزار و تن و لهای یوسف طعنان  
سجود بیاض گردن باج فواره صبح سعادت صفا سپین

تاراج فرمای متاع لطافت تہوہ نار نور سہستان  
 حباب دریای نور شکم طایم خمیرہ گل با سودہ کافور پرو  
 دوش او سکی بالمش یاسمن و نسرين اور گرداب ناف  
 او سکامرکز دایہ یا مہین پشت مصفا او سکی مکہ کافور  
 شد اور سوئی کمر رک جان سی بار یک نہ و منصب مقام  
 مستورین سر قلم شوق ہوتا ہی اور او س نقشب مستور  
 بیان سی چینی شرمین بال آتا ہی انگشت دست رنگین  
 او سکی کو پا پنج بلال خون شوق میں غوطہ خورہ اور پای  
 نگارین او سکی جون برک سمن عصا رہ کل میں اللودہ

فکر عشق را چه زین سبب با نی بداد

۹۵۵

اوسکی سایه قامت سی فتنه قیامت بر پا آورد و سکی معدن

لغتاری اصل کو هر پید سر را پای نظم غرق روی سحر

آن ماه بین روی نگار \* خط راه شب معراج و دل شکستار

از سر ایروی پر غمزه اولو ج چین \* نیم مه باز شکم قوس

عیان گشته بین \* خال پیشانی او نقطه صبح اقبال با سودا

دل جو ریش است ای حال \* زیر محراب و دایره روشن نه بی جمال

ناودان حرم کعبه حسن است جمال \* چشم نور البصر دیده است خطا

مره خوش رسته تو آتش شده جلا و قصه \* کلهش شوق صا سمره

دم تیغ جفا \* غمزه بشوید بلا غمزه قیامت آرا \* کون او نرم

تراز هر یک کل باغ جهان \* زلف آشفته تراز خاطر این  
 شیفته جان \* عارضش جلوه گوی قبله انوار صفا \*  
 نظر اهل جهان در طلبش قبله نما \* مه به تمثیل رخس  
 بر تن خود بالیده چون نگه کرد بانصاف بسیک بالیده \* چهره  
 تابنده تراز مهر درخشان سما \* جعد او تیره تراز طالع خواست  
 خال مشکین که رخسار مه پر نورست \* اختر سوخته تحت  
 من بهجورست \* لب پادشاهت که جان و دل مارا میست  
 شیره پست لبش چون رقم یا قوت است \* لعل نوشین  
 که میسجای دل محزونست \* خنده موج شفیق عکس می کلکونست

جز سیر تا رنظر در ویش جا بخت \* منچه اینست که حسد  
 باد صبا و امانند \* عکس دندان ویش کا تبسم بنظر \*  
 بحر و کان کرد \* گریانش ز لعل و گوهر \* بوی میفتش  
 رشک شمیم بخش \* چشمه خضر حرکتش چاه وفتش  
 گردش مشرق و رویش همه و عقل خوشید \* یا که شمع است  
 بر چشم چراغ امید \* آنکه بر سینه حش در کهر ساخته اند  
 ز بهوشتری از جرم فرخاسته اند \* باز و دست کارین  
 بعد خور تراو \* شاخ گل تازه و میزد و ویش شمشاد و پیش  
 ویش بدیضا چو کف دست کدا \* ماه نوا رجم انگشت شد

انکشت نما \* سینه چون مهر و شکم ماه و بغل برقی طپان \*  
 ناف سر چشمه حیوان و کمر رشته جان \* شکم از جوهر آمینه  
 و موج کهرست \* ناف چون نقطه بر کار مدار قهرست \*  
 بر که دید است قدیسته و هم موی کمر \* ایمن از بیم صراط است  
 و ز روز محشر \* کمر اسم است و چو دیش چو معانی معدوم \* کفل  
 از یک فلک حسن و دو کوب منظوم \* زیر نافش یک نشانیست  
 چو نقش بر آب \* شد برابر دو الف چین چین مهابت  
 هست اندام نهانش که در عالم پنهان \* که رشته ابرش  
 خام است عیان \* رانش از جسم لطافت و ستون ساخت



ذکر عشق را چه تن سینه را نی پر مایه

۹۵۸

عاشقان جان خودش بر در آن باخته اند و رخت و قفا  
ساقش چو طبیعت اجزائش سیم از ماه بر آور و روز خورشید طلا  
کف پاکر دول برک سن را پامال و حلقه در کوشش است  
پری را خنمال و جس جایی ده کز تری ہی و نه مز  
تخت صندل سو جایی اور جب ده بان کھاتی ہی  
توصہ اچي گردن او کے گردن مینا می بادہ گل رنگ  
جوباتی ہی اور جهان و کلہ شہی ہی تو ہونہی  
بہر تو کی گردن شمع پھرتی ہیں اور اوس نازن کو  
دن خصلتو نسی بندہ ستا پڑم ہی کہتی ہیں او کا سن

مقبول اُلھامی عالمِ ناسوت اور عصمت و پارساوی کی شگ

عقیانِ خلونکہ ملکوت فی الحال راجہ تن سین کی سیر  
میں شکر شوق غرق ہو چکا ہے اخبار شعل ہوا اور یہ محبت

بیگانہ کی تودہ دل سی صاف کد رکیا اور اس

انتہی ہو کا وصف کر رہی حسن راہِ کوشی برقِ زمین

جان ہو گیا اور مینا یہ شعر پڑھنی لگا شعر

نادرہ جلال اور عشرِ شمس بہلم سر زوہ ناکاشہ

سرودِ این دانہ چین باید کہ کریم و کہ خندم کہ

رزم دگر چہ ستم از حالت خود حیران شمانہ پاد

غرض اُن سینہ کی غمگین سلطنت سی محبتِ محبت  
 اختیار کیا اور سوائے نازِ شاہی بلاس گدا کی سر پر کیا  
 اور تمام ملک و چشمِ اپنی بھائیوں کو سونا اور ہوا  
 چند رفاہی یکدلی سر از پاشناختہ طرف ہر انداز کے  
 روانہ ہوا اور واوی شوق و بیابانِ فنا میں باور  
 انک و علم آہِ شب و روز نظر زن ہوا آخر بصد  
 ہزار نوابِ سختی راہ و شدائدِ سفر ملی کر کی عبور دیا  
 شور کیا اور اپنی غبارِ خاک کو ہوا کی گوی جان  
 لگ پونچایا اور اپنا یہ احوال سراسر ملال و کس

بری تمنا کی سمع اقبال تک پہنچا یا شعر سراپا سوز  
 غنیمت پستی تا سرچشم کر یا غم کلم و غنیمت سیم بنیم  
 زیب کستارم پیا و جودہ حسنت بچہ بن زک سوزا  
 شرارم شعلہ ام طورم سپندم برق جولام چو نکہ  
 عشق اسکا صادق تھا اور عہدہ واقف شعر محبت  
 جاوہ دار و نہان در خلوت دہا چتر سب کج گریدہ  
 اتن راہ زیر ترہا اوس تمنا و باغ خوبی کی بھی  
 خیابان خاطر میں اس سرو جو یار آرزو نہ ہی کا  
 نہال الفت رشید وانی کرنی لگا اور سوس پیکر کی دین

اسکا شعلہ آہ جگر سوز داغ تازہ لکھانی لکھا اگر جہ کی تقصیر  
 اس قصہ کی بہت طویل ہی مگر خلاصہ مختصر یوں ہی کہ  
 رتن سین ایک مدت لباس جو گیارہ مین خاک نشین کو می  
 طلب رہا تو زبرد پر پرمات ہر طرحی پر خاش و اسخوات  
 کرتا تھا آخر کو تائید الہام عیبی اور حکم تقدیر ازلی غنی  
 حاد رتن سین شگفتہ ہوا اور اسکی کف امیدنی گوہر  
 مقصود حاصل کیا یعنی راجہ سرانڈیپ فی دست مدعا  
 رتن سین کو حنائی اجابت ہی رنگین آورے وس امید کو  
 ہم آغوشی حصول سی نشاط الگین کر دیا اور رتن سین پرمات

شادی کر کی بہت تجمل و تحشم سی اپنی ملک موروثی میں  
 داخل ہوا اور عیش و عشرت میں مصروف رہتی لگا نظم  
 تاشب ز روی روز بجا می نرسی \* تا غم نخوری معجم گار  
 نرسی \* تا شانہ صفت سر نہ نہی در تہ ارہ \* ہرگز برف  
 نگاری نرسی \* آب تصرفہ بردازی فلک ناتوان میں  
 اور فستہ انگیزی چرخ برکین سنا چاہی شہر فلک را  
 غیر ازین خود نیست کاری \* کہ یاری را جدا سازد ز یاری  
 تمہید اسکی یون ہی کہ ایک بر اہمہ مخمین سی راجہ رتن سین کا  
 بر اندیم و جلسہ تھا کسی حسی راجہ کو او کی صحبت منقص ہوئے

ذکر قصہ ہدایت  
۹۴

یہاں تک کہ اوسنی بود و باش چٹوڑی جدا وطنی اختیار کی  
وقت رحلت کی وہ شخص رانی ہدایت کی پی پی پاس گیا  
رانی گوگرچہ اوسکی حال پر بحال شفقت و التفات تھا لیکن  
وہ پی راجہ سی اوسکی شفاعت خواہ نہو سکی اور نہ اوتھ  
کچھ زرقندی اوسکی ساتھ مسلوک ہوئی مگر اپنی باون کے  
ایک پازیب مرصع اوسکو مرحمت کی اور کہا کہ اسکو بچکر  
تو خرچ عیال و اطفال اور اپنا زاد راہ کیجیو اسی اوس  
پازیب کو اپنی پاس رکھا اور طرف دہلی کی روانہ ہوا  
اوس زمانہ میں سلطان علاؤ الدین خلجی بادشاہ دہلی تھا

اور تمام سرداران مملکت ہندوستان پر مسلط چونکہ یہ  
 برہمن بہت قابل و نامور رہا جو سائل امرا باریاد و دربار  
 بادشاہی ہونی لگا اور صحبت خلوت میں ہی پہنچنی لگانے لگا  
 ایک روز برہمن مذکور نے حضور بادشاہ میں تذکرہ حسن  
 و جمال پدمات اور کمال صورت معنی اوسکا بہت مفصل  
 و شرح بیان کیا اور وہ ہارنیز ہی بغل سی نکال کر  
 مدح خط بادشاہ میں گزارائی بادشاہ اوس پر بھی افسانہ کو  
 سنتی ہی دیوانہ و شیدا ہو گیا اور اوس ہارنیز کو  
 دیکھتی ہی شش پدمات کو اپنا طوق گردن جان کر لپا



اور عظیم شوق فی راہ کوشش سی حرم دل با شاہین ایسی  
نقب لکائی کہ قطعہ داران عقل مستحفظان دیانت سی  
کو بی بات بن آئی سلطان فی علاج اس مرض کا اول بعمر  
نسخہ تحریر فرمان کی کو بی نیکہا چنانچہ ایک منثور عظیم  
کمال سطوت و صولت شامانہ سی طلب ہدایت میں اس مضمون کا  
مردوم فرمایا فرمان بسع اقدس ہمایون ما رسیدہ  
کہ نزدیکہ راہ جکان عقیدت نشان کنیز خوش جمال و خندہ  
خصال از جزیرہ سراندیپ آوردہ است باید کہ آن تحفہ <sup>الہی</sup> صلیبی  
و نمونہ ندرت ایرودی دہرودی روانہ در گاہ فلک شہادہ سازد

هر آئینه بظهور این خدمت شایسته و ارادت بایسته  
 مورد تفضلات شاهی و مطمح نظر الطاف خسروی تواند بود  
 و در صورت انحراف و نافرمانی بیاداش که در خود خواهد رسید <sup>فقط</sup>  
 جبیه فرمان واجه رتق سین کی پاس بهونجا شرافت  
 و غیرت سی و لمین بهت پیچ و تاب کهایا آو جواب شمعین  
 مصنون عرضی کا اسطرح لکھوایا عرضی بر ضمیر آفتاب <sup>نظم</sup>  
 آنکه بگوشتور کیر مخفی نخواهد بود که شاید <sup>شمار</sup> و نیدار و خواقین مجدلت  
 حرمت محترمت و محدرات محصنات فدویان حاصل جان  
 نشانان با اختصاص را ننگ ناموس خود و تصویر می فرمایند

بو ذات قدسی صفات خویش را ظل الحق دانسته مخلوق  
 الهی را بزریر سایه حفاظت و امنیت خود نگاه می دارند نه  
 باغوازی نفسانی و ترغیب شهوانی از حد حق پرستی و دایره خدا  
 بیرون شتافته راه ما واجب علی می نمایند حیف است  
 که مسیحا کار اصل فرماید و تضرع طریقه مگر می نماید پس بنا  
 بر روشن نشاندن و راعی را که که بودن نباید و اگر نیست  
 حق طوبیت همین اقتضا میکند بسم این گوی و این میگوید  
 شهربیا و نوش کن چنانچه چند \* فدای مقدمت  
 چنانچه چند لیکن معلوم است که در عالم غیرت و ناموس

ذرہ بانو رشیدہ ہجرت می کنند و سورا با سلیمان مقابل می شود  
 اینک خوش بخت و مردانگی ما در صف و سر شجاعت  
 و شیر دلی بر کف شعر وقت ضرورت چو نماند گریز دست  
 بگردش شیر تیز \* زیادہ حد فقط بادشاہ اس جواب  
 نرمنی بیت برافروختہ ہوا اور التمش قہر کو کانونِ سینہ  
 میں شتمل کیا اور اس وقت کہ بندہ می فوج کا حکم صادر فرمایا  
 اور عا کر نصرت کا شر کو طرف چٹور کی روانہ کیا اور خود بھی  
 ساتھ لشکرِ ظفر منظر کی اوس قلعہ پر پہونچا کہتی ہیں کہ چہ  
 ایسی بابر تو پکولہ چلتا رہا اور بازار کارزار گرم رہا

آخر کو سپاہ شاہی سی و قلعہ مفتوح ہوا اور جنگ فساد و  
 طول کھینچا تو سلطان نے بموجب التو پ خدعہ کی نصیحت سی  
 راجہ رتن سین کو گرفتار کر لیا اور ہمراہ اپنی لیکر واپس کو روانہ  
 ہو گیا و وقوع اس واقعہ حیرت افزا سی چتوڑ میں غصہ نہایت  
 پیدا ہو گیا یعنی خوفِ ماہِ طلعتِ راناسی بدعات کی  
 آنکھ میں تمام عالم تیرہ و تار نظر آئی لگا اور اسکی قیدی  
 اسکا دل و دلو جہان سی ازادی پانی لگا اور جسم جانکا  
 ذائق اسکو و سبدم گہٹانی لگا شکر فلک از رشک  
 نکلدار دجال خود و وہدم راہ سبک از یکد کر ساز و جدا با و ام

کوہِ اشک سی دامن پر کرنی لگی اور آہ سرو دل پر درسی  
 بہر نی لگی و مجملِ عشرت اسکو عمگدہ حسرت ہو گیا اور عشقِ شریک  
 اسکی کام جان میں تلخی کرنی لگا کہی و شمعِ انجمنِ خجلی  
 گر یہ سوزناک کرنی تھی اور کہی و مطلع دیوانِ محبوبی بہرِ اشعار  
 پڑتی تھی اشعار کجا شد سروین یارب کہ درستان  
 غمی بینم \* شدم مشتاق چون بیل کل و ریحان غمی بینم \*  
 اگر باغست ہماں باغست اگر سایہ ہماں سایہ \* اگر غنچہ  
 ہماں غنچہ کل خندان غمی بینم \* اور یہی حال رہن سمن کا تھا  
 کہی زبانیہ مشعلِ آہ سی دامنِ فلک شعبہ باز میں اک لکھتا تھا

آرد کبھی نیم دم سرودی آتشِ قهرِ چشمِ مکرر ز صبرِ پستانها  
 اس غمِ پنهان و نه پنهان پر ز کشتاها مگر چنانکه لب خشک  
 آرد اس عالمِ پانی انکساری نیکتاها مگر سر خشک  
 کبھی و بیل شیدی باغِ شیفکی ناله و فریاد کتاها آرد  
 کبھی و مقطع غزل عاشقی ان شعر و نگو پستانها شش  
 ز بلا نیست باکم غم آن کند ملاکم که بمیرم در کام و کراں کد ارم  
 اورا شش شب بحر بیدلی را که اجل رسیده باشد بچه درو  
 مرده باشد که ترانده پیده باشد شش غمهای مرده در دل  
 زنده ساختیم کویا شب فراق تو در قیامت است شش

شبہا کہ دمِ فرقتِ آنِ ماہِ می کشم : تا روزِ کریمِ می کشم و  
 آہِ می کشم : شعرِ عجمِ الہی کہ مرا از تو شکیبا می نیست  
 طاعتِ روزِ روانِ و شبِ تنہا می نیست : جب ایک شہ  
 اسی طرح گزری و آن عاشق کی جان مانوان ہاتھ کے  
 جانی ملی اور او ہر نوبتِ پداوت کی طاقت کو پہونچی  
 تو ماورِ رتقِ سینِ لی اسکی بہاؤ نکو ملوایا اور دایعِ ذوق  
 ہر پنی سینہ سی دکھایا اور کہا کہ حیف ہی کہ بہاؤ ملی تھا  
 اسیرِ طوق و پابندِ زنجیر ہو اور تم سرِ نخوتِ پر دستارِ عزت  
 بانڈ ہو اس سے تو بہتری سر پر اور مٹی اور مٹاؤ نہیں



چو زبانی پنهانی مروان بکوشید تا جامه زمان نموشید  
 رتن سین کی بهایون کو اس بات سی نهایت غیرت آئی اور  
 او کی رک حمت حرکت میں آئی وانشو ان ہوا خواہ ورنہ ان  
 حقیقت آگاہی اس بات میں صلاح مشورت کی آخر کار کچھ  
 اس منہم لایحل کی باخبر تیز ویر پر قرار پائی شعر  
 مصلحت از رای دین داران کامل عقل جوئی مشورت با مردم  
 نزدیک و دور اندیش کن چنانچہ انہونی خدمت با پناہ میں  
 بہ مارت کی طرف سی ایک عریضہ اس مضمون کا لکھا اور بر سبیل احتیاط  
 دہلی کو بھجوا یا عرضی شعر خلاف رای سلطان رای حسین

بخون خویش باید دست بستن • واقع میں جو نافرمانی کہ  
 رتن سین سی ظہور میں آئی اپنی کردار تا صواب کی پاداش کو  
 پہنچا اور جیسی سرکشی اوسنی کی ویسا ہی اپنی باسی دریا شمر  
 پر کہ باغیلا و بازو بچہ کرد • ساعید سین خود را رنجہ کرد •  
 اب لو نڈی استمانہ بوسی پرستارانِ حضور میں حاضر  
 ہوئی ہی اور رتن سین کی استخلاص و عفو و تقصیر کی آرزو  
 رکھتی ہی شعر چو زہار خوند زہار دہ • کہ زہار دادن  
 زہیکار بہ • اگر بغیر مرکبِ قیب کی وصل چسپ حاصل ہو تو پتھر  
 اور در صورتِ قدرت انتقام عفو میسر ہو تو خوشتر رتن سین ہے

ایک مطیعان در گاہ بادشاہی سی ہی اور وابستہ دامن  
 دولت شاہی شحر بر شاخ پائدار کہ ازت سر مہر بشتن  
 بہت خویش کہ انہم شکستہ جیبہ عرضی ہو چنی تو  
 سلطان علاء الدین اس مرزہ وصال محبوب سی کمال خوشدل  
 اور آب زیر گاہ پر کچھ پی نہ لیکیا اور جواب میں اس عرضی کے  
 بہ شقہ لکھیا شقہ شمرہ تو عمر دازت و سر کشتن باز  
 پیادہ سایہ فلک بر سرم بھر دازت چکوتہ افغان بر دوشم  
 منظور ہی کہ تری عدم حضوری سی بھہ سچو نہایت محبوب  
 رانی رتن سین کیا مشکل ہی اگر تو کی تو مرغ روح کو ہی

نفس تن سی از او گردون آوز جو ترا اشارہ ہو تو تہمای  
سلطنت کو بھی مثال زانعلی تیری او پر سی صدقی کر کی  
چہوڑ دون شعر جمای اوج سعادت بدام ما افتد\*  
اگر ترا کذری ہر مقام ما افتد\* ز ہی طالع اس کہ بیخبر

کہ تجہ جیہ رشک ماہ اس کلبہ تار یک من طلوع کری  
اور اس حزن خانہ محزون کو جلو کاہ عروس شادمانی  
و نادی کیا عجب ہی کہ میرا باغ امید خزان رسیدہ  
غیرت بہار ارم ہو جاوی اور بیل جان کم کردہ شیان  
چمن تن میں پیرا جاوی شہر ہم رسیدہ یا غم تو بیا کہ زندہ مانم\*

پس از انکہ من نہ مانم بچکار خواهی آمد اگر سعادت تری منم  
ہایون کی اس شہر پر پرتو انداز ہوگی تو زمین دہلی اوج آسمان  
مذکر کی اور یہ بادشاہ مانند کد اکی ہمیشہ تیرا محمول منست  
ہیکا اور یہ افسر شاہی بروقت تیرا فرس راہ ہو ویکا  
شعر کمری بر میان جان بندیم \* جان کردار بر میان بندیم  
زیادہ شوق است و بسفت بادشاہی پہ شوق کبکروانہ کیا  
اور پداوت کی واسطی محلو کو خطی کر دایا اور ایک بہن  
سرای خاص واسطی اوس رشک کل کی راستہ ہوا  
اور خود سوس وارانہ نظار پداوت میں چشم براہ میٹھا

اب یہاں تک حال سنو کہ برادران رتھ سین فی سو محافی  
 بہت سخت کی طیار کو ای او پر ایک مین دو دو جوان مسلح  
 و محمل معرکہ دیدہ و کار آمد نمودہ کہ ہر واحد سہرا بیل و سہرا بیل  
 ہتھیاری اور ظاہر میں مشہور کیا کہ سواری پدمات کی بہت  
 بادشاہ میں جاتی ہی اور انہیں سی ایک وولا خاص  
 رانی پدمات کا نام زد کیا اور باقی محافو کو کیر و خور  
 منسوب کیا اور کچھ سوار و پیادہ بھی بحیل محافلت سواری  
 کی ہمراہ لینی اور رستی میں کہوڑو کی واک بہت لاتی چلی گئی  
 بحال الصمد ہر نو بادشاہ کو آمد آمد پدمات میں گہرمان

گنتی کندی تہی اور چور زمین پداوت انتظام رتن سین میں  
 بیٹی تہی غرض جبکہ یہ مردان زن نما اور شکریاں درپردہ  
 قریب دہلی کی پہونچی تو پداوت کی طرف سی بادشاہ کو کھلا ہسیا  
 کہ یہ کنیز تو ذیل پرستاران حضور میں حاضر ہوئی لیکن  
 شرفاں نیت یہ کہ ایک بار رتن سین سی ہی ملاقات آنہی  
 اکون اور کچھ کلمات ضروری اوس سی کر کی اوسکو وداع  
 و رخصت کردون پھر یہ اتفاق ہوا اور وہ مجھ کو کاہیکو  
 دیکھی کا بادشاہ کہ ریفہ شوق پداوت تھا اور اوسکی عشق  
 و محبت میں والدہ وشیدا اوس سادہ لوح فی تو ہی یہ فرست

نہ ویر یافت کیا اور اس بات کو بھی مقبول کر لیا اور شہری  
 باہر خمین بیٹا دہ کروا کر تن سین کو بچا دیا قطعہ  
 قضا شخصی بیج انکشت وارد چو خواہد کسی کامی برآورد  
 دور از چشم بگذارد و در گوش یکی برب بند کویدلہ چا  
 غرض حب وہ سوارمان اوس خرگاہ پر پونچس تو و مان  
 بند و بت زمانہ بادشاہ کیطرفی سو کیا اور ہاسبا مان  
 سلطان کے وقت تو کی میٹہ کی آو سوقت اندر خمیہ کی وہ لیران  
 سلج بوش ماتند مشیرونی اوان پنجرہ نسی وعتا نکل آئی  
 اور فوژ تن سین کی اکٹنی بیڑمان پنجرہ فولا و بازوی تور دین



اور قناتِ عقبِ نیمہ کو چیر کر سب نکل گئی اور  
رتن سین کو ڈانگ کی کہوڑی پر پشتر روانہ کر دیا اور  
اسطوت چو بدار و خواجہ سرا دیوری پر منتظر بیٹھی بن اور  
اوپر دیدہ دل بادشاہ فرس راہ ہو رہا ہی جب عرصہ  
بہت گذرا تو ایک خواجہ سرا اندر دیر کی گیا اس جگہ  
بجز خالی محافونکی کچھ نہ پایا اپنا مونہ میٹا اور سر پر  
خاک دالی زندگی سی ماہہ و ہوی آخر یہ خبر حشت اثر  
بادشاہ کو پہونچی ایک تیر تھا کہ سینہ سی پار ہو گیا اور  
غش کہا کی تخت سی گر پڑا اور گویا آتش افسردہ کو ہر گاہ

اور داغ بہ شدہ کو اس سر نو سٹگادیا بعد افاقہ کی  
 فوج کو حکم تعاقب کا بتجیل تمام فرمایا اور سواران باد کچ  
 طالب النعل بالنعل روانہ کیا اور خود بھی نعل در آتش  
 متعاقب شکر کی سوار ہوا کہتی ہیں کہ فوج شاہی بی انکو  
 رستی میں آن لیا اور رتن سین کہوڑو کی بدلی کر تا ہوا  
 اگی نکل گیا کہتی ہیں کہ بھائی اسکی مع محافظہ نشینان  
 مرد میدان کی عساکر سلطانی جنک کر یہ ان کر لی چلا آئی  
 اور داؤد شجاعت و جوانمردی دیکر حق نمک رتن سین اور انکی  
 حتی کہ تا بہ منزل مقصود تمام رفقای رتن سین بی اپی جتن

ذکر قصہ پدماوت

۹۸۷

لقمہ برق تیغ فنا کر دیا اور کسی کی گشتے عمر فی موج آب  
ششیری عبور کیا آب معمر کہ پروازی سپہر کشید و راور  
حکم اندازی کما نذر قضا و قدر سنا چاہی کہ جس ورتن سبز  
چتور میں پہونچا اور اپنی مادر شفقتہ اور زو جہ محبوبہ سیلا  
توانہونی ایک ایک اپنا رخ وراق اور اضطرار اشتیاق  
بیان کرنا شروع کیا پدماوت سی جملہ نقول و حکایات  
میں یہ بھی مذکور در میان آیا کہ بعد تیری راجہ ہنرہ کی بیہوشی  
تجگو معید اور بھی بی وارث جا کر پیغام طلب پہنچا تھا  
اور مجھسی عقد موصلت چاہتا تھا اسباب کی سنتی ہے

آتشِ عصب سے دیک سینہ رتن سین جو شہین آبی  
 اور تمام لذتِ عیشِ زندگی اسکی کام و زبان میں سمج  
 ہو گئی اگرچہ ہنوز اسنی میل اکل و شرب نہ کی تھی مگر  
 بجای کہانی کی غصہ کہلایا اور پانی کی بجای خون چکریا  
 اور اسی طرح کمر بستہ و تہہ کھرا ہوا اور کہا کہ جب تک  
 اوس سے اس کی ستاخی کا انتقام ملی لوں گا آبِ حیات  
 زبان پر نہ کہوں گا ہر چند اوسکی ہوا خواہوں لی بہت سمجھا  
 لیک کہنا نہ مانا شعر انگس کہ نصیحت ز عزیزان نکند کوشت  
 بسیار بخاید سرانگشتِ مذمت \* اوسی عت چتوڑی سوار ہوا

اور مقام مخالف پر جا پہنچا حریف ہی اس فتنہ کو سنکر  
 خواب غفلت سے بیدار ہوا اور باوجود کہ ان شوکرانی ہاں  
 میدان میں آیا صفوف سپاہ طرین اور جماعتیں جنور و وحش  
 آہستہ ہوئیں اور لوگ سنان و پیکان جان سنان  
 اپنی دلوں میں خون عاشقانگی مرنی مینی لگین اور تن سین  
 کھوڑا دبا کر میدان میں آیا اور اپنی عدوی باور لہذا کہا  
 کہ خصوصیت دعویٰ محض میری اور تیری ذات خاص ہی  
 نہ اس سپاہ یکنامہ ہی تھا ضامی شجاعت و مردانہ نہیں  
 کہ ان بیچاروں کا خون ناحق اپنی گردن پر لیون اور قیامت

ہزاروں کی مواخذہ میں دو شخص بکری جاوین بہتر ہی کی مین  
 اور تو اپنی نفس نفیس کی حیات نامی و شجاعت از مالی کرین  
 اور آبِ دم بیخ نی کار نامہ رسم و اخذ یار کو صفحہ روزگار  
 و مہین و کہیں کسا اخترِ بخت اوج ترقی اقبال ہی طلوع کرتا ہے  
 دور کسا کو کب طالع عروج ارجمہ نسی حنیض ادبار میں  
 کرتا ہی فطسم پیا تا نیر و دلیران کہنیم \* درین رزم  
 جنگ شیران کہنیم \* بہیم کرنا بندی کرست \* درین رزم  
 فرورستی کرست \* حریف بی جو بہ سخن سنا و صد  
 ی اور بہت پسند کیا اور کوری کی باک بی اور یہ اٹھیں آیا

اور اپنی خاموشی اس طرح غور یا چشم دو جوشن من  
 بیار تا در پوشم \* کین کار بن قتا و تا در پوشم \* است  
 بلف کز سیر به پوشم \* من غیرت و تنک با بجان من پوشم  
 غرض این دونو جو امان عمر طاعت لی نیز با من پوشم  
 سنان دست پنجه تاب خوشیدین بندگی گویا ما بین مهر  
 و ماه بین شهاب شاقب رکبید می پیر تو دونو طوسی تیره باز  
 برونی لگی آو قسم قصه نقش اجل و دونو کی پیشانی پر کهنی لگی  
 بر جهمی پر بر چها پرتی لگا تا بیره جدال و قتال پر کهنی لگا آبی  
 سیانی کهر کهنی لگی لی لی لی صد اکر لی لگی جب بانس بر پاستی

ایک شرارہ القش کو زہر سیری کڈر جاتا تھا اور سنان سی  
سنان لر جاتی تھی تو برق سی چشم نظار کیاں میں جبک

جاتی تھی کہوڑی مابند کبوتران گرہ کر کی سوا بر لو مٹی نہی اور  
دونو بحر و بح ابھی رحمون کو مرہم حسین سی زہری تھی  
کبھی بہرام ملک طبع چرخ فیروزہ فام میں کو ہر ہجھ او کی دست

و باز و برسی تشار کرتا تھا اور کبھی بدیضا او کی بچہ اعجاز

قرین کو لب اوین سی جو مساتا تھا حقیقت میں اون برونکی

رنگ می لو کہ نہ ملتی تھی بلکہ بزم رزم کی شمع سی شمع

روشن ہو تی تھی یا دو آفتاب ایک آسمان پر متصل تھی او کی

کرن سی کرن لاتی تھی کھسبات او وقت اجل ہی او کی جانباز



ہایگان پر کھٹا فوس کھڑی مٹی تھی اور امید فتح  
 و دونوں شکت عہد وفا کر رہی تھی شہر دین صندل برای  
 ابنوسی گئی ماتم بود کجای عروسی کہتی من کہ جا کر کھڑی  
 اس طرح بازار کارزار سرگرم رہا اور اون دونوں کا  
 من ماز میں زخمی کاری کی گئی تہہ فائزہ بہار بن گیا  
 آخر جدا دھلک و ن خون کر فتنانِ معرکہ عشق کو بددہسکا  
 اور صفحہ کی اور کار اور اون دونوں کا تہہ خون ہو گیا  
 اور ساقی ایل فی جام بادہ کل نفس و اللہ الموت کو  
 لبالب کیا اور صیادِ قضا فی اون اسیرانِ دامِ محبت کو

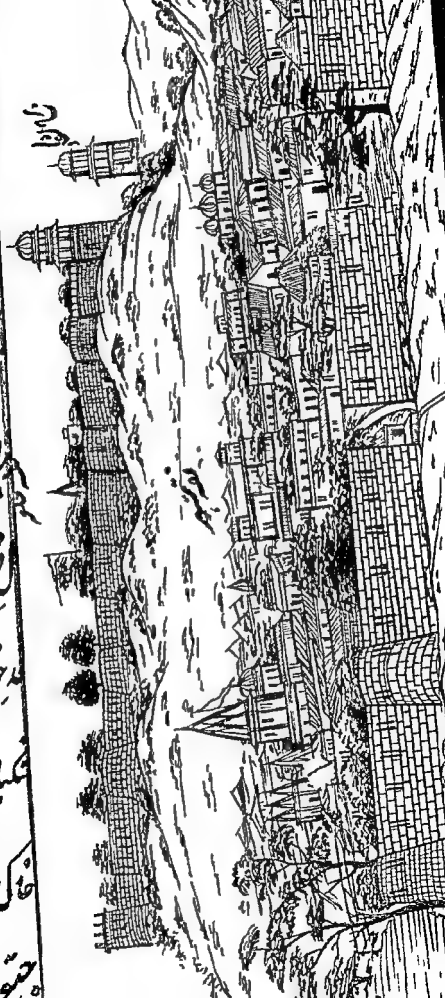
بیک کز دو فاخته کر لیا یعنی او در تیره رن سین سی  
 کو شک سینہ رقیب منظر چشم حسرت دل مایوس بن گیا  
 اور او ہر مرغ روح رن سین اپنی نیشمن نگ پہنچ کر  
 چاک قفس تن مجروح سی تاز او ہو گیا شعر ازین سر دآمد  
 این کاغذ دل آویز کہ چون چاکم کردی کو بدت خیز  
 ایک زمانہ اول کشتگان خنجر بیدار عشق پر بسمل ہا  
 اور فلک ہی اپنی ستم شعاری بر نہایت خجل متفصل  
 نظم بجای دفتہ و نہا سید سینہ و زانو بائی  
 عطار روز گر یہ صد دفتر زین خاک کندد خویش از فلک

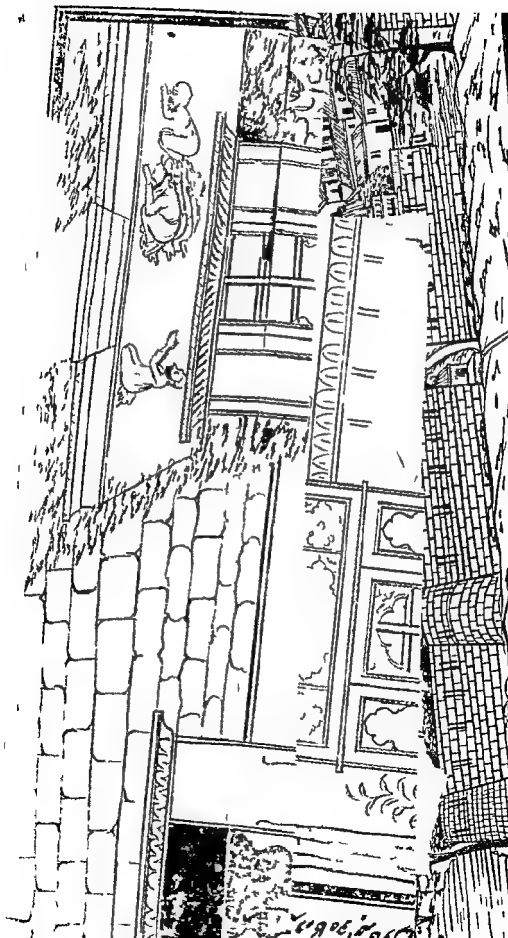
زمین بہت زبال و ششکان کیسے حقیقت میں آتش ہو  
 وہ جہاں کہ جہاں ایک چنگاری ہو تو آگ ہو جیسا کہ  
 اور عبرت محبت وہ قتال پر جیسا کہ آگ جیسا کہ آگ  
 مثال کہانہ کی کہ آگ کی اشعار کیا ہیں اس کا فرق  
 ہمیشہ کا احوال گھون \* یہی خونخوار پیا کرتا ہی عاشق کا  
 خون \* زار کرتا ہی انسان کو یہ خونخوار \* رفتہ  
 رفتہ ہی پہنچتا ہی نویت گھون \* یہی خونخوار خونخوار  
 انسان \* دین کہو تا ہی کا فر ہی مسلمانوں کا کہتی ہیں  
 کہ آگ روز پدمات اور ناگتہ تن میں کی زوجہ اول

اوسکی لاش کی ساتھ سستی ہو گئی اور وہ شعلہ روزبانہ  
 ناری نور و فنا اپنی نام پر روشن کر گئی نظم حکو ہوا تھا  
 عشق نصیب \* ہی وہ مہمان چند روز غیب \* ایسی  
 تقریب ڈھونڈ لانا ہی \* کہ وہ ناچار جیسی جانما ہی \* کون  
 محروم وصل پہنسی گیا \* کہ نہ یار اوسکا ساتھ اوسکی گیا  
 بیان کرتی ہیں کہ جس روز پداوت سستی ہوئی اوسی دن  
 سلطان علاؤ الدین بھی اپنی لشکر کی متعاقب چھوڑ مل  
 و بھونچا جب اس خبر وحشت اٹھئی مطلع ہوا تو بلی اختیار  
 دیوانہ وار گریبان اپنا چاک کیا اور بربر و کور کو دست بی مقدمہ سے

پیشی لگا اور بہت سی قحطی کا شک نہایت دیدہ حسرت سی  
 خاک پدمات پر گرای اور نہال نالہ و آہ و فون و غم جانکاہی  
 اوس زمین پر لکھی کہ کچھ نتیجہ نہ پایا اور کوئی شہرہ  
 نہ اونٹنیاں ناچار اپنی وارسلطنت کو مراجعت کر گیا اور  
 داغ حسرت دل مایوس پر لکھا اور وقت سلطان کی بکھر  
 انگوٹھی اور زبان پر بہ شہر ہا شہر از در دست  
 جہ گویم بچہ عزمان رستم ۱۰ عید شوق آمد و بوجہ ہمہ حران  
 رستم کہتی میں بید چہ رسا لکی بہ ہی اس غم جانکاہی  
 جان بے ہوسکا اور تخت اوسکا تختہ تالیوت ہو گیا شہر

ن  
رت  
من  
ان  
درمای  
مدح و بیان  
شکبار  
خاک و خون  
ص





کتب تواریخ میں مذکور ہے کہ راجگان چوڑ سورج بنی میں  
 اولاد راجہ لوہ خلیفہ راجہ راجندر سی سلطنت و حکومت  
 قدیم سی انکی خاندان عالی میں چلا آیا ہے اول صوبہ  
 اودھ راجہ بوہتر تک اس طبقہ اعلیٰ کا بی تخت پر ہے  
 جبکہ ہس قوم اشرف کانیر اقبال اوج ابدال سی  
 پستی زوال میں آیا تو آجہدہ سپاسی جلا وطن ہوئی  
 سورت میں انکی ریاست فی صورت پکڑی اور ایک  
 مدت و انکی زمانہ زمانی انسی متعلق رہی آخر زمانہ  
 سخت فی انکو ومان ہی نہ رہی دیا اور فلک بے مہر انکی



آفتاب اقبال کو وہاں ہی زندیکہ کا کہتی مین کہ بیٹا شوہر  
 عادل کا ساتھ فوج عجم کی عبور دریا کی ان پرورش  
 بعد جنگ عظیم کی ایرانیوں فی سورت کو فتح کر لیا اور  
 یہ تمام ریس نہزم و مقتول ہوئے سوای ایک رانی  
 بیوی کی کہ وہ حاملہ تھی کوئی زندہ نہ بچا یہ  
 رانی کوہ مالیه میں جا کی چپی اور وہیں رہی لکی  
 اسی جایی اسکا وضع عمل ہوا اور اس مولود کا نام  
 اسی گوہ رکھا جب وہ لڑکا سن تیز کو پہنچا  
 اور شجاعت و دلیری میں پکٹا ہوا تو اپنی ماورہر بان

حال اپنی ایامی کرام کا پوچھا اور سننے اپنی علو خانہ اپنی اور  
 ملک شہم موروی کو مفصل بیان کیا چونکہ اصل ہی  
 نجیب تھا اور ماوہ نجیب رکھتا تھا تمام شکر منتر  
 اور خد م متصرف کو جمع کیا اور تمام ملک جزیرہ ایدر کو  
 فتح کر لیا اور وہیں رہنی لگا اور اپنی دارالریاست کا  
 نام ہی گوہ مقرر کیا اور اس مملکت میں بی اندیشہ  
 انبیار حکومت کرتا رہا بعد اوسکی اہلہ راجون فی  
 بشت بشت اوسکی اولاد ہی وہاں راج کیا آخر شہتی  
 راجہ کوشکا میں اوسکی رفقاء مارڈالا اور ایک شخص

مالک ریاست ہو گیا اس راجہ کا ایک چھوٹا بہائی  
 پر نام صغیر سن تھا اسکی مادر شفقتہ خوف جانیسی  
 اسکو لیکے بہاندر کی پہاڑوں میں جا چھپی اور وہیں  
 پرورش کرنے لگی جب پرما ہوشیار ہوا تو چوپائی کرتا تھا  
 اور گلہ بانوں کی ساتھ اپنی اوقات بسر کرتا تھا جب  
 پہلے بالغ و ہوشیار ہوا تو مانی اسکی رو بہ واسکا  
 حسب نسب اور گذشت ماضیہ بیان کی اور کہا کہ اے  
 فرزند یہہ جو جتوڑ میں حاکم ہیں یہہ تیری ہی ایا واجد او کی  
 متعلق و نوکر ہیں اسوقت اسکی اصالت شجاعت حیلے

جوش کیا اور جانب چتوڑ روانہ ہوا اور عوام میں  
اپنی دودمان عالی کو روشن کیا اور جمعیت و لشکر  
جمع کر لی چتوڑ پر غم کیا اور تھوڑی عرصہ میں اسنی  
چتوڑ کو فتح کر لی اپنی سکونت وہیں اختیار کی  
اس غامد انین اول چتوڑ کو اسینی مفتوح کیا کہتی ہیں  
کہ اول اہل اسلام میں سی محمد قاسم برادر زادہ حجاج  
شاہ عیسوی میں اس فتح پر اگر پر ماسی لڑا اور بی نیل  
منقصود پر گیا اور برما کی چھٹی پشت میں راجہ کھمان  
برائشجاع و دلیر کدرا ہی وہ جو میں لڑا نیان فوج ضیفہ

مامون رشیدی را اور عنینم سی اپنی قلعہ کو بچا رکھا  
 اور تن سین بن بہیم سین اوہنن کی اولاد میں ہوا  
 بعد تن سین کی اس خاندان کی راجہ زیر حکومت  
 سلطان دہلی رہی جبکہ بعد فیروز شاہ کی شان دہلی  
 میں ضعف آگیا تو اس خاندان کی راجہ حلقہ اعطی  
 سی لکل کر خود سر ہو گئی چنانچہ راجہ ہیرنی تمام ملک مواریث  
 اپنا قبضہ و تصرف کر لیا پھر اس خاندان میں راماسا  
 برا راجہ عظیم الشان ہوا جس نے نو سو تینتیس چھ مہین  
 دو لاکھ سوار کی جمیعت سی ساتھ ظہیر الدین محمد بابر شاہ کی

موضع کانوہ پرکنہ بہانہ میں خوب لڑا آخر کو فوج اسلامیہ  
 کی شکست پائی پھر آٹھ نوے ایک تالیس میں بہادر شاہ  
 بادشاہ کجرات فی بھی چتوڑ کو فتح کر لیا جبکہ مایون شاہ  
 سی نواح مند سور میں بہادر شاہ کجراتی سی جنگ واقع ہوئی  
 اور بہادر شاہ فی ہریت کہا پائی تو راجہ کرن فی پھر چتوڑ میں  
 بسا دخل کر لیا بعد اسکی راجہ مالہ پوتہ نوے پچاس  
 بج میں شیر شاہی لڑا اور مایون سی وعدہ ملک کر کی  
 اندیشہ شیر شاہ سی مدد نہ پہونچائی پھر آٹھ ہندو ہستار  
 وینج بخری دواز دہم بلوچی میں اکیر فی اس قلعہ کا محاصرہ کیا

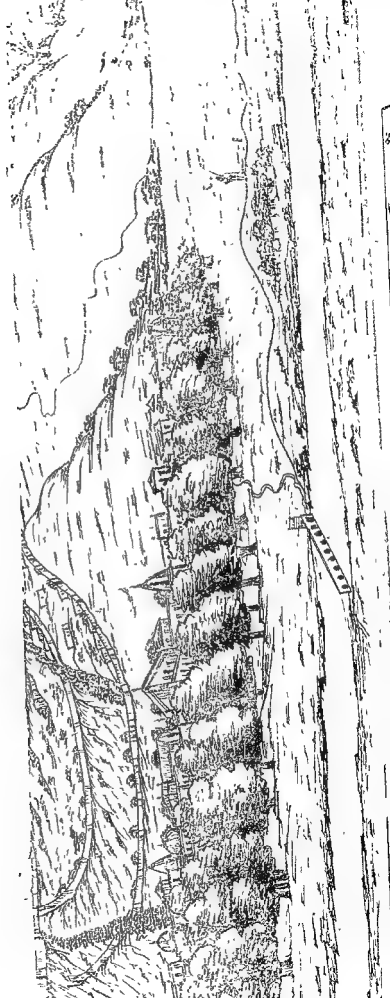
اور رانا اودی سنگہ بن مالہ یوسی جنک عظیم واقع ہوئی  
 جیل قتا کہ جو بڑی سردار نامور راجہ چتور کی تھی اسی  
 لڑائی میں ماری کئی کہتی ہیں یہ قلعہ کی طرح فتح نہ ہوتا تھا  
 آخر کو ایک طرف نقب لگائی اور اوس میں اتفاقات سی  
 بی ارادہ آگ لگ گئی ہزاروں آدمی مضمین کی اوس  
 نقب سی اور کی اور پچاس کوس تک و سکی آواز گئی  
 اور سنک و سکی تا یہ کئی فرسنگ پہنچی اور جو سپاہ  
 کہ اوس برج پر سرگرم کارزار تھی ان کی اعضا ہر طرف  
 متفرق و متلاشی ہو گئی قریب تیس ہزار راجپوت کی

بعد شکست لقب کی فوج شاہی ہی مقتول ہوئی آخر  
 بہت محنت و مشقت سے اس قلعہ کو اکبر نے مفتوح کیا  
 میرزا اسیری نے اس قلعہ کی تاریخ فتح اس طرح  
 لکھی ہے تاریخ جو کلکون اندیشہ بادشاہ \* سوی  
 عزم چتور کر دند زین \* باندک زمان فتح آن قلعہ  
 کرد \* کہ بادا جہانش بزیں کنین \* چون تاریخ پر رسیدم  
 از عقل گفت \* مدار و کسی باد فتح چنین \* آوارک  
 مادہ تاریخ پہی تاریخ دل گفت کہ بکشا و بدوی  
 چتور \* بعد اس فتح کی اکبر نے اجمیر شریف کو



دوسری دن ایک گوبر کی دہلی نقلی بنائی میں آدھو رانا  
 اس عہد میں ہوتا ہی واسطی سکون بستی کی اور اپنی  
 ہوس پوری کرنی کی اوس پر یوس فرماتا ہی اور عمل  
 سم سم جہان پیماسی اوسکو برابر کرتا ہی اور اس  
 فتح کی مبارکباد ہوتی ہی اور پری خوشی کی ساتھ  
 وانی سوار ی پرتی ہی فتح لولا الحفا خربت الدنیا  
 اگرچہ صاحب ریاست و حکومت میں کر نہایت  
 عاقل اور مضمون اس سخن سی سر اسر عاقل قطعہ  
 بر روز نکبت اگر برج نفعہ فلک ست چو شاہ معرکہ چرخ

ماسن و ماو می ست . بخت بد آنکه چا و نزل تر قضا  
 حصا محکم تو همچو دامن صحراست . بزور دولت  
 اگر مسکن تو باموت . تراکش و کی ظن دامن خضر  
 نو کار نیک و بد خویش کن بخت تفویض . بزور نیکست  
 دولت که کار کار خد است آب قلعه چو ژ و بران  
 پڑای آوار و سکی محلوئی حسرت و عبرت بر ملا بی کج  
 سپاهی واسطی پیری چو کی کی رانا صاحب کی طر فسی  
 بستی من آوار اندرا و سکی درند و کز ندستی من به  
 نقش قلعه چو ژ کا بنایا بی



چوڑھی کوچ کر کی نیمہ سڑی میں داخل ہوئی نیمہ ہڑا  
 ایک قصبہ ہی ملک موار میں برکھات نواب زیر الدولہ  
 بہادری گرداوسکی شہر بنا دہختہ ہی اور اندر ہر قسم کے  
 عمارت سکین و سٹالین قائم ہی بازار میں ہر شیا و  
 ماکولات و طبوسات ضروری تیسرا ہی آبادی  
 مناسب ہی ہندو مسلمان ہر قوم کی لوگ بستی میں  
 اور عامل و حاکم ہی تمام ساکنین خوش و خرم ہیں  
 ہم وہاں ایک جوہلی وسیع میں فروکش ہوئی اعمال  
 و تحصیلدار حاضر ہوئی دعوت بہت نکلتی ہے تہذیب

دکنیہ ہندوستان

۱۰۶۰

گاہ چارہ کی سیکرٹریٹ بنوئی شب کو وہاں  
آرام کی صبح کو وہاں ٹیچ میں پہنچی اور اپنی کوٹھی  
میں کہ قدیم ہی راقم کی ملکوتہ مقبوضہ ہی مقام کیا  
دوسری دن صاحب الاساف مشفق مہربان  
لارنس صاحب اور رزیدنٹ ملک ہوا راقم سے  
ملاقات حاصل ہوئی ان کی اوصاف حمیدہ اور  
اخلاق پسندیدہ بہت فرحت و نشاط میرا لی اور  
شفیق حاجی محمد خان ولایتی میرمنشی رزیدنٹ ہی سے ہے  
اتفاق ملاقات کا ہوا لیاقت و شرافت میں ہمیشہ ہیں

اور محبت و اخلاق میں بی بدل پتہ چھاوئی عہد  
 نصیر الدولہ جنرل اختر لوئی صاحب دین طیار ہوئے  
 ہی اس چھاوئی میں تنگونی و وطن اور و توپ  
 خالی اور ایک رسالہ ترکسوار و نگارستانی اس  
 چھاوئی میں دکانیں پارسی سوداگری کی بہت ہیں  
 اسباب انگریزی ہر طرح کا بہم پہنچائی پتہ پارسی  
 وہ لوگ ہیں کہ جب فوج اسلام فی خلیفہ دوم کی وقت  
 ملک عجم کو فتح کیا اور یزد و جرد و منہرم ہوا تو کئی  
 ہزار آتش پرست ولایت ایرانی خانہ ویران ہو کر

# ذکر چھاوئی منج

۱۰۴۲

کجرات و کن میں وار و جہلی و آلی کجرات کی بشر  
 اختیار کرنی بعضی رسوم ہندو کی مشکو پیاہ شاوی بطور  
 ملک ہند کیا کرین اور پوشاک میں کلاہ و پٹائی ایرانی  
 ترک کر کی انکو کہہ پنا کرین اور دستار کجراتی باندہ  
 کرین اور سلج کسی قسم کا اپنی پاس نہ رکھین اور پیشہ  
 تجارت کیا کرین انکو اپنی ملک میں رکھا چنانچہ انہوں  
 سب شرطیں منظور کیں مگر تہب اپنا وہی آتش پرستی کا رکھا  
 اس زمانہ سی ایک اونہیں لوگوں کی اولاد اوہی طریقہ  
 چلی آتی ہی اس گروہ میں حسن بہت ہی تمام سرخ و سفید

ہوتی ہیں عورات کو پردہ میں رکھتی ہیں اس قوم کی  
 لوگ سورت و منی میں بہت رشتی ہیں اور ہزاروں  
 لاکھوں روپہ کی تجارت کرتی ہیں قریب اس جہان کی  
 قصبہ پنج علیحدہ ہی بازار و دکانیں اور سمن بہت ہیں  
 صراف و ساہوکارستی میں ہر چیز سیرا چلتی ہی  
 غرض چھاؤنی میں ایک مقام کر کی روانہ ہوئی  
 قصبہ ملہار کدہ میں بھونچی تہا رکدہ ایک پرگنہ ہی  
 محالات راقم میں سی سمت شمال سی مالوہ اوسیکر  
 زمین ہی شروع ہوتا ہی شب کو وہاں منزل کر کی



روز دوم مند سورین پوچی ذکر مند سور  
 مند سور مالوہ میں کنارہ شیونہ مذہبی پر ایک بڑا شہر  
 قدیم ہی گرواوسکی فضیل نچتہ بنی ہوئی ہی اور چین  
 ایک قلعہ کہتے شکستہ واقع ہی دکان میں بیت  
 آباد ہیں ہندو مسلمان ہر قوم کی لوگ رہتی ہیں احوال  
 مند سور کا اگرچہ کسی کتاب تاریخ سی ہیکو صحیح ہم نہیں  
 پونچا کر ومانکی باشندگان قدیم کی روایات سے  
 سی ایسا دریافت ہوا کہ یہ شہر اول راجہ جہرت  
 پور راجہ راجندر نی بسا یا تھا اور نام اسکا جہرت پوری

رکھا تھا بعد ایک مدت دراز کی یہ شہر اولٹا کیا  
 اور وجہ اسکی اولٹنی کی اسطرح بیان کرتی ہیں  
 کہ ایک فقیر صاحب کشف و کرامات و ہونڈہری  
 و بحال نام اسکی نواحین اگی فروکش ہوا وہ ہمیشہ  
 اپنی جیسی کو واسطی کدالی کی شہر میں بیجا کرتا  
 کہ وجہ قوت حاضر کیا کری مگر خلقت اس شہر کی  
 ایسی خیس و نیم تھی کہ ہرگز اسکو ایک چٹکی آتی تھی  
 مذمتی تھی بلکہ جھوٹی بات سی کئی کو بھی نہ مارتی تھی  
 اور دینی کی نام کہہ کی کو اڑ بھی مذمتی تھی و چیلہ بچارہ

جنگل سی لکڑیاں کاٹ کر لاتا تھا اور اسکو بیچ کر  
 ایک تین دن کی کہر اپنی مرشد کی کہا نیکا سر انجام کیا کرتا  
 مگر مرشد کو اس حال کی اصل خبر نہ دیتا تھا ایک روز  
 اس درویش کی نگاہ اس چیلہ کی سر پر جا پڑی  
 تو اسکی کہو پری پر ایک بال نہ پایا اسکو جہا  
 کہ تیری سر کی بال کیا ہوئی اتنی ہی بعد بہت  
 حیلہ و انکار کی کمال اصرار مرشد سی تمام سر گذشت  
 بیان کی وہ درویش مستجاب الدعوات اس حکایت کے  
 سن لی سی بہت غیظ و غضب میں آیا اور دعا بد

زبان قضا تو امان پر لایا تو امی اوس تیل کے  
 گہر کی تمام شہر اولت گیا اور نیت و ناپود ہو گیا اور  
 ایک مدت مدید تک اوس طرح خراب و ایتر پڑا رہا  
 قول لغو و بابلہ بخل کیا بری صفت ہی اوصاف  
 رزقہ سی اور نہایت خصلت مذموم ہی خصال  
 قبیلہ سی حکما کہتے ہیں کہ بخل توڑی نفع کی امید  
 اپنا بہت سا نقصان کرتا ہی اور ایک پسی کی  
 بچانی میں ہزار روپی کہو دیتا ہی مثال اوسکی  
 ایسی ہی کہ گویا ایک حوض میں ہر طرف سی پانی اتا ہی

اور اوسین جیسے ہوتا ہی اگر اوسین مانند غل کی کوئی نچ  
 ہی ہی تو وہ حوص ہی سکتا ہی اور اوسین پانی ٹوچو ہی  
 اور اگر اوسین کو بی مجری و ماخذ نہیں ہی تو ضرور پانی  
 اوسکا ہر طرف زور کرے گا اور ہر گوشہ میں رخنہ زن ہوگا  
 اور آخر کار وقتاً وہ پانی تمام دیوار و کھوڑا پیران کی  
 بالکل باہر نکل جائے گا جس طرح کہ اوس زمانی کی خسیا سندھو  
 کی ایک چٹکی آئی کہ عزیز کیا اور اپنا تمام جان مال برباد  
 شعر مال کر دی نخیل ہرہ بنتا دست تاراج واد پر بادشہ  
 افلاطون کا قول ہی کہ نخیل در دنیا مطعون و بدنام است  
 و در عاقبت ملعون و بد سراخام اور یہ بات ہی ہے مجری

کہ تخیل کا کوئی دست نہیں ہوتا اور سخی کا کوئی شمن نہیں  
 دیکھا۔ کہتی ہیں جبکہ سلطان علاؤ الدین خلجی سلطنت  
 ہندوستان پر مسلط ہوا تو اوسنی ارادہ نسخ و کن کا کیا  
 اثنائی راہیں اکر و ز نواح ہندو میں مقیم تھا کہ تفرجاً  
 واسطی شکاری سوار ہوا اور سگان تازی کو ایک خرگوش پر  
 رکھا گیا جب خرگوش وسط زمین ہندو میں کہ جہاں قلعہ کبہ  
 اور برہی ہوئی مشہور ہو چکا تو خرگوش دم ہولائی اور کشتی کی مثال  
 اور اوپر اپنا پنجہ اوٹھایا اس حرکت عجیب دیکھ کے  
 بادشاہ کو حیرت ہوئی اور فرمایا کہ اس خرگوش کی ادائی  
 غریب ہی معلوم ہوتا ہی کہ یہ زمین بہت شجاعت خیز و تہور  
 انگیز ہی ضرور ہے کہ ایک شہر و قلعہ بنانا چاہی اور اپنا نام

نامی اس خاکدان فانی میں باقی چھوڑنا چاہی جتنے  
 اوس وقت حکم بنائی شہر وسیع کا ایک امرامی شاہی کو  
 صادر فرمایا اوسنی موافقی اپنی کوتاہ ہمتی کی خلاف رای  
 سلطان کی ایک چھوٹا سا شہر اور مختصر سا قلعہ طیار کر دیا  
 جبکہ بادشاہ فی دکن سی مراجعت کی تو اوس شہر کو مصلحت  
 اپنی فرمان کی وسیع و فراخ نہ پایا تاہون رکن بہتیم تعمیر کو  
 مورد عتاب کیا اور ایک برج میں اوسکو زندہ چنوا دیا  
 غرض اوس وقت سی بہت شہر از سر نو آباد ہوا اور شاہان  
 دہلی کی قبضہ میں رہا کہتی ہیں کہ زمانہ اکیر میں مسند سور جاگیر  
 شاہزادہ محمد سلیم میں رہا اور عہد شاہ بہمان میں واراشکوہ کے

جاگیر میں تھا اور عالمگیر کی عصر میں فرزند عالیجا محمد اعظم شاہ  
 کی پاس تھا اسے بطرح محمد شاہ تک سلطان ہندوستان کی  
 عمل میں رہا جبکہ سلطنت اسلام میں ضعف آیا تو باجی اور  
 پیشوائی ملک مالوہ پر اپنا قبضہ کر لیا اور پھر باجی سینڈیہ  
 منجملہ محلات و برکات میں مند سوز ہی دی دیا جب ہی  
 آج تک والیان کو الیار کی تحت و تصرف میں قائم ہی  
 پیشتر مہاراجہ سینڈیہ کی طرف سے اس میں میرزا عبد الرحیم بہک  
 صوبہ تھی اونکی بعد حکومت میں مند سوز خوب آباد تھا  
 اور بہت امنیت تھی بعد اونکی میرزا گلشن بیگ اونکی  
 بیٹی مند سوز کی حاکم ہوئی اونکی بعد عزیز بیگ حکومت کرتی رہی



او کی بعد ستاجرو کی پائ زنا آپمند سورین اندر مسلمان  
 بہت رہی ہیں البتہ قسین چالیس ہزار گھر خنیا اور سین مہر ہا کہ  
 پور وکی بستی ہیں اور ان پورین میسوا لوک بہت رہی ہیں اور  
 شہر کی اندر شرفا میں شیخ انصاری اور بعضی قصات ہزار  
 سکونت رکھتی ہیں اور مسجدین ہی اکثر ہیں اور غازی بھی شہر  
 ہیں شہر میں ایک مسجد جامع ہی آو سپر یہ تاریخ عبارت  
 نثر میں کندہ ہی تاریخ در عہد حضرت عینۃ جہان شاہ  
 محمد صاحب قرآن ثانی شاہ جہان بادشاہ غازی سیادت بہا  
 و نقابت سچاہ شہید علی صاحب جاگیر دار سرکار سندھور  
 ویرا مسماہ ساختم مسجد بنا کر دست و کم شہر حبیب  
 شہہ ہجری اور محلہ ہجری ہولی میں مسجد بنا کر دست و کم شہر

او سپر بہ تارخ کنہ ہی تارخ مسجدی کردہ بناورہ  
 دین و میرزا مومن کہ با صدق و صفاست سال  
 بنیادش زول حسم کہ چیت گفت بہ من مسجد گاہ  
 القیاست و اور ایک مسجد و رازہ قلعه سپر چاناک  
 فی بنائی ہی اوسکا قطعہ تارخ بہ ہی تارخ و رازہ  
 نانکی بودہ مدح خان پنکھو بودہ سپر چاناک ان مندور  
 ابرو و سپر قلعه چو کی پور اوپر نماز و سپر خان نانک  
 بنائی مسجدی بنیاد اوہ سند سورین مزار ہی بعضی  
 بزرگان صاحب تصرفات و اولیاء کامل کی ہیں  
 اور اوکی خوارق و کرامات آجک ظہور میں الی ہیں  
 ار نام اون بزرگان اہل مزار کی یہ ہیں جن دن چیت

ولایت اور وودن شہید صاحب ارواں اور  
 بخشی بخش شہید صاحب اور عید الدین قادی صاحب  
 ان تمام بزرگوں کی عرس میلے ہمیشہ ہوتی ہیں اور  
 اکثر اہل حاجات او کی برکات روح مقدس سے  
 مستفیض ہوتی ہیں اور جمال حشری صاحب اور بخش  
 شہید ثانی اور سید عمر صاحب اور کریم شہید  
 صاحب اور ناصر شہید صاحب اور حسن شہید صاحب  
 اور سلیم صاحب اور حسن شہید صاحب اور  
 احسان شہید صاحب اور بہون شہید صاحب اور  
 بیان عسایت شاہ چکنی صاحب کا غرار و نہیں ہی  
 اور مند سوزین اگرچہ سا ہو کار و بہا جن اکثرین لکھن

پہواری بیشتر ہیں اور مالویہیں اسی شہر سے شروع  
 ہوئی ہیں پہواری ایک قوم ہیں گروہ اسلام سے  
 ظاہر اور نکالشیعہ و تورع سے بہت آراستہ ہیں  
 اور باطن سے اسے مخالف و متباغض سے پرستے  
 یہ فرقہ شیعہ و سنی سے خارج ہیں حضرت امام  
 الصادق رضی اللہ عنہ تک قائل امامت ہیں اور  
 یہاں تک مذہب امامیہ کی متفقین ہیں اور بعد حضرت  
 امام جعفر الصادق رضی اللہ عنہ کی امام محمد کاظم رضی اللہ  
 عنہ کو امام نہیں جانتی اور تا بہ حضرت امام مہدی رضی اللہ  
 عنہ سب ایئمہ کو برحق نہیں سمجھتی بلکہ ان کا بعض و  
 عداوت روا کرتی ہیں اور امام جعفر الصادق کی بعد  
 اسمعیل بن امام جعفر الصادق کو اور ان کی اولاد کو

امام صحیح و تارویقی بین و توحید سبب سی به گروہ سنی مشهور  
 ی رخص و تبرائی کی در سبب میں ثواب جاری ہے جو اس  
 قوم میں لا اور مجتہد ہوتا ہی اوسکی امام اور حاکم جانی میں  
 اور اوسکی اطاعت اور فرمان بردار رسول سی کم نہیں کرتی  
 اور اوسکی حکم میں وحی تسمانی سی فرق نہیں سمجھتی اگر وہ  
 کلی کرتا ہی تو اوس پڑی کو تومین یکی ہی جائید  
 اور انکو عین مٹی میں اور اوسکی طرف پشت کر کی نہیں  
 چلتی اور نزاع و عداوت میں سوا سی ملا کی کسی حکم  
 رجوع نہیں کرتی اور اوسکی خاک پاکو سر نہ چشم کرتے  
 اور انکا بڑا ملا سوتا میں رہتا ہی جس میں شہر میں

بہوری بہتی مین و نالسی اپنی اپنی زر خاص سی فیصدی دویم  
 روپیہ ہر سال واسطی ملاکی سہتی مین اور سوای اسکی نذرانی اور ہر ماہ  
 کا ہی روپیہ ملاکی پاس آتا ہی اسطرح سی ملاکون روپی کا مقدار رکھتا  
 اور یہ لوک نماز عجیب سی پڑھتی مین سوای اپنی سجدہ یا نہتی کی کہ مین  
 سجدہ نہیں کرتی جب نماز مین قیام کرتی مین تو اول دعا مانگتی مین  
 یہ ہر لی رکوع و سجود میں جاتی مین اور در میان نماز کی اوقاف  
 اور ہر کہتی جاتی مین اور نماز مین باتین کر سیکو مفسد نماز نہیں  
 جانتی بلکہ نماز پڑھتی مین چل قدمی ہی کر لی تی مین اور  
 جو شخص صبح اچھ شام کی نماز کو سجدہ نہیں حاضر ہو تو  
 اوس کی ملاجرمانہ لیتا ہی اور جب انہیں کوئی مرتاہی تو ملا

ذکر مسند

۱۰۶۶

اوسکی ملک سی کچھ اور یہ لیکر بہائی جبریل کو سفارش نامہ  
لکھ دیا ہی کہ اس شخص کو بہت میں اتنی مقرر اور اتنی  
درخت دینا اور یہ لوک بیاہشاد میں اپنی گھر رقص و سرود  
نہیں کرواتی اگر غیر کی گھر محفل ہو تو مفت میں دیکھو کہ  
سج نہیں جانتی اور تجارت و دوکانداری ہر جس کی کرتے  
میں لاسکرات کی ترز و یک نہیں جانتی بلکہ حقہ کو ہی پاتا  
نہیں لگاتی جو کوئی اپنی پی پی سی ناخوش ہو کی طلاق  
دیا ہی تو چکی ہی پانچ روپی او سکے دامن میں باندھ  
دیتا ہی جب وہ دیکھتی ہی تو معلوم کرتی ہی کہ محکمہ  
مطلق کیا چہرہ وہ اپنی والدین کی نظر چلی جاتی ہی

اور یہ لوگ پوشاک بہت فقہ چہستی میں اکثر چاہے یا چین دار  
 انکو ہاڈور تنک مہر کا پاجامہ اور محمد شاہی دستار کہتی تھے  
 سر پر بال کیسی نہیں ہوتی ریش ب دراز کہتی ہیں اور اپنی ہڈی  
 فقہ و حدیث ہی پر ہستی میں تھی کلام اللہ کی جو چاہتی ہیں جو  
 کہتی ہیں محرم میں مجلس عز و مرثیہ خوانی اور روشنی خوب کر  
 میں اور غیر مذہب کو اپنی وقت خاص داخل نہیں دیتی فقط

## ذکر کلشن اکاف جاوہ

مسند سورہی قسم اپنی دارالریاست جاوہ میں تاریخ  
 پنجم ماہ ربیع الثانی ۱۲۸۵ھ سوائے سٹہ سچ میں بعد چار مہینی  
 انیس روز کی مع الخیر و العافیت داخل ہوئی اور



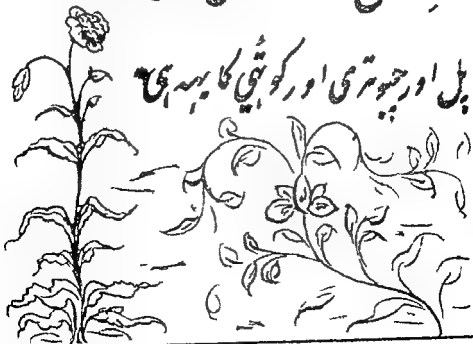
اور غبارِ ملال بہا جرت چہرہ حال سی ساتھ آئینہ دل وصال  
 عزیز و احباب کی رفع کیا جاورہ اگرچہ اس شمعِ عظیمِ شان  
 اور وسیع مقامِ بہین ہی کہ ہماری شمعِ ناصاف لگند  
 اور قلمِ راستی رقم او کی تعریف و یار بند و بد و شرمی کی مبالغہ  
 بن لکھی مگر جو بات کہ واقعی ہو اور کذب و مبالغہ سی خالی  
 تو اوس سی پہلو تھی یہی کرتی بہین جا ہی چنانچہ پیش  
 ازین جاورہ کنارہ نڈی پر ایک قصبہ کو چک آباد تھا  
 اور اوس میں ایک تھا کہ اور چہ گھر پٹانوں و دیوالی کی  
 اور کچھ بنی و غیر ہستی تھی جسکے چہ جاگیر سرکار کا رہا  
 بلکہ بہادری و وساطت و کفالت ادا کیا سرکار کی بہادری

بنام ناصی نواب غفران تائب والد ماجد مرحوم کی مقرر  
 و علیحدہ ہوئی تو انہوں نے تعمیر بازار جدید و مکانات پودہ پاش  
 خود بدولت میں سعی فرمائی اور اکثر عیالان اور حاجی  
 واسطی عزیز و رفقا کی بنوائی اور بیت اہل مشہد اور صاحب تجارت  
 دور دوری بلو اکربا می آمد علیہ ان کی رسم فی جمعیت عزیز  
 واقربا اور فرامی شرفا و نجبا اور سکونت اہل فضل و سزا  
 اور تعمیر و ترتیب بعضی عمارات و بازار و دکانیں و گنج  
 و پائعات و پوری وغیرہ میں بیشتر مت مصروف رہی  
 اور پیش و سوار و نی واسطی چھانچہ اور توپخانہ کا مقام  
 اور کوٹھی اور پل اور چوڑا کوٹوالی بموجب اپنی سیادت و قدر

تعمیر کیا اور بعض دیہات بھی نئی آباد کئی جاوہرہ نسبت  
 اور شہروں مالوکی بود و پال مردم ہندوستان سے پرلہ  
 دہلی و اکبر آباد و امپور دیتا ہی اور پوشاک و لباس  
 میں شرفائی شاہجہان آبادی مناسبت رکھتا ہی اور  
 بالفعل جاوہرین و دوعارمین وابستہ قابل مہنہ کی میں اول  
 بلندی کہ اسکی حسن و استحکام کو ہندوستان میں ہی  
 کوئی بل نہیں پہنچتا بہتہ تاریخ اس بل پر کندہ ہی  
 تاریخ چون محشم الدولہ باین نکو بل ساخت بصر  
 سیم وزیر لب جو بستم ز سروش سال تعمیرین کفیت  
 چہ سبیل بل بستہ کو جو جو ہر کو کوئی

کہ اوسکی بھی عمارت بلند اور ترکیب پسند بہت خوشنما  
 و دورین ہی نقد آور کو کشتی نو تعمیر اور شرم پر یہ تاریخ  
 کندہ ہی تاریخ محنت شرم الدولہ کہ بخشش بدست  
 تہیت جاہ خدا داد گفت \* ساخت بنای مگر فلک  
 بحدش \* حلقہ زود و دور بناوا گفت \* سال بایز  
 خود نکستہ پنج \* خانہ عیش و طرب آباد گفت \* نقش

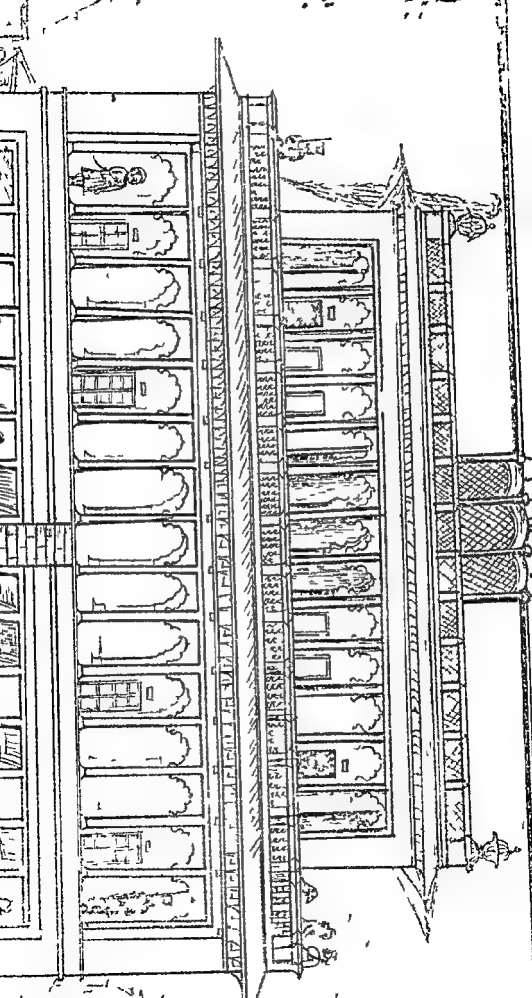
بل اور چوہتری اور کو کشتی کا بہرہ ہی

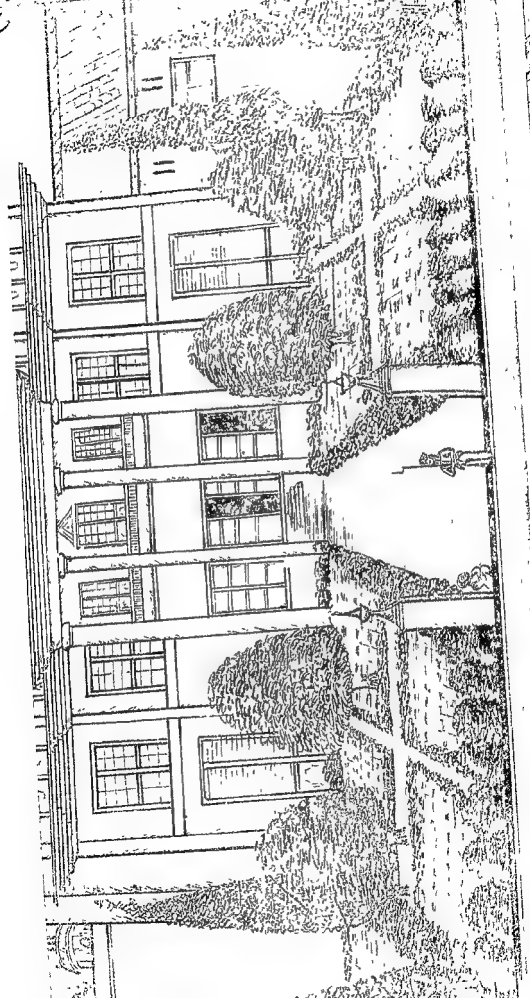


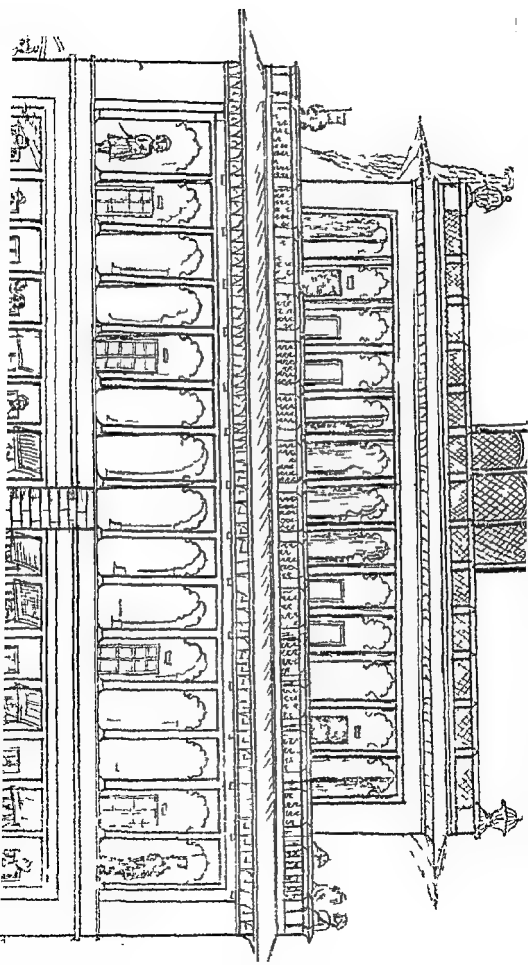
کہ او سکی بھی عمارت بلند اور ترکیب پسند بہت خوشنما  
 و دودین ہی بنفہ آور کو شئی نو تعمیر اور شرم پر بہ تاریخ  
 کندہ ہی تاریخ محنت شرم الدولہ کہ بخشش دیر \*  
 تہیت جاہ خدا و او گفت \* ساخت بنای مکر فلک  
 بحدش \* طعنے زود و دیر بمانا و گفت \* سال نایز  
 خود نکستہ سنج \* خانہ عیش و طرب آبا و گفت \* نقش

پل اور چوہتری اور کو شئی کا یہ ہی



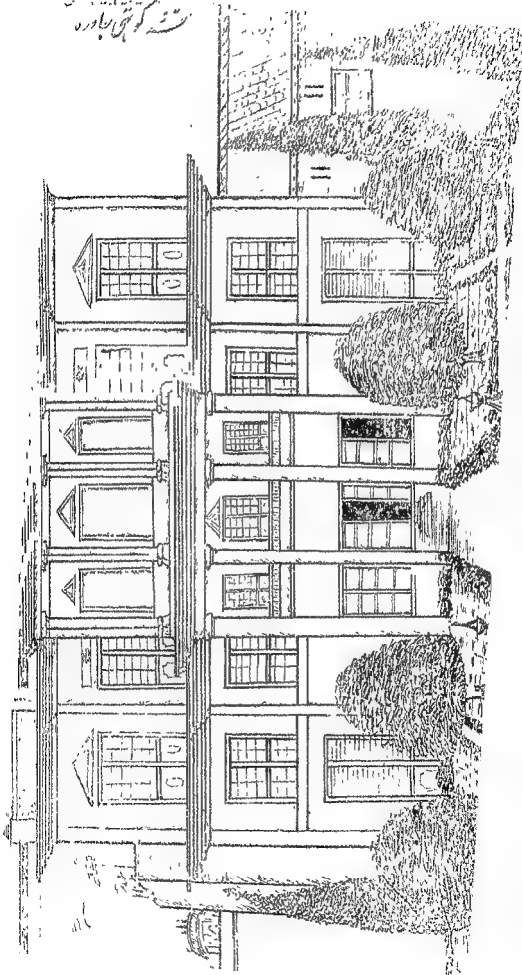








مستشفى کوئٹہ آباد



## ذکر چین

آج ہم احوال ان شہر و جا کہتی ہیں کہ جو اس سفری  
 پہلی مہنی پہی ہیں اور بالو ہیں وہ شہر بہت مشہور و نامور ہیں  
 از انجملہ ایک چین ہی کہ مارہیں ملہ ہندیم دی ہی  
 اور ہمیشہ ہی مارہو کھوت راجہ ان عظیم الشان رہا ہی وہ  
 ایک شہر سپراندی کی کناری بہت بہت و فراخی  
 کی ساتھ واقع ہی تمام بازار خستہ و سنگین ہیں آبادی  
 و دردن بکثرت ہی مگر سرگین بازار کی نہایت تنگ ہیں  
 حویلیان اور بالا خانی بہت بلند ہیں بر قوم کی لوک  
 وہاں بستی ہیں خصوصاً برہمن اور مرہٹی اکثر رہتی ہیں  
 صنایع و کاریگری و حل مٹی میں کہتی ہیں کہ اول یہ شہر

بیانی و دین کو س کے فاصلہ پر پیر و ن کدہ کی  
 متصل بہا تھا اور اسکو اونستی پوری کہتی تھی ہر  
 شیو پوری کہتی لگی و مانسی ویران ہو کر بیان آباد ہوئی  
 اور بہ نسبت رونق و آبادی سابق کی بہت روکھی رہتا  
 تحصیل شہر ہی اکثر جابی خراب و شکستہ پڑی ہی  
 لیکن مذہب ہندو میں بسبب سہرا ندی کی قدیم سی  
 اس شہر کو اور دیار پر فخر و بزرگی ہی اور سہرا ندی کی  
 اس مقام پر اس واسطی مشرک و محترم جانی ہیں کہ اول  
 دتاتری بن اوتری رسی بن برہمان اس نامی کے  
 کناری آنکی بیٹھا تھا اور سالی ہی بشمار یاد آنکی مشہور

بٹک دت کا اکھاڑا اوی جانی مشہوری آوی  
 وکیت ہی اس شہر کی ابتدا اور پیا و پوی ہی اور اس  
 مئی کی کناری پر بہت سی کہات اور مندر بنی ہوئی ہیں  
 ایک کہات کہ اوسکو بچا پس سوچن کہتی ہیں ایک مانہ میں  
 کاس اوی بعد مرتی کی ہوت و خبیث ہو کئی تہی اور خلق اور کو  
 ہر اہو پائی تہی اونکی وارثون فی اسجکۃ ہنگی او نکا کر یا  
 ارم کیا وہ ہوت ما بود ہو کئی تب سی ہا و سکو بچا پس سوچن  
 لیکن اور اس کہات پر شب و روز میلہ زن و مرد کا رہتا  
 اور نہ در تہی اوسکو اسی مذی بولا کی جلا فی تہن  
 تو کہ ارم ہی اوسکا نہیں کرتی ہیں ہر سال عیسا کہ گے  
 لیکن اس مذی پر میلہ ہوتا ہی اور بارہ برس کی بعد

اسی ہستی میں کم کی میلہ پر صد ہا کوس ہی ہر فرقی کی  
 جو کی وسناسی و ہیراگی و کشامین و ناگی و غیرہ لکھ آدمی  
 جمع ہوتی ہیں اور یہاں کی ہنا نیکو چڑا تو اب عظیم پانچویں  
 و میلہ ہی قابل دیکھنی کی ہر ناہی اور اس شہر میں چور  
 مہار دیو کی مقام قائم ہیں اور ان میں مہار کال مہار دیو کا  
 سرداری بہ نزدیک ہونو کی چھ مہار دیو قدیم ہی اور کتب  
 تواریخ سی شاہجہاں ہی کہ زمانہ راجہ بکر پت میں نصب  
 کیا ہی پہلی اسکی عمارت بہت عمدہ ہی سلطان شمس الدین  
 التمش کی عہد میں اہل اسلام نے اسکو منہدم کر دیا  
 بالفعل ہی اس مندر کی عمارت بہت وسیع و عالی شان

اور ایک مہادیو کا نام ناک ناتھ اور ناک خند لیسری  
 اسکو بنو کو تو ال کہتی ہیں اور اگر ناک ناتھ ہی اسکو دہون  
 بیان کرتی ہیں تو حق اس شہر میں بنو کی سستکا بہتین  
 شہر پر قوم راست دینی راہی قبیلہ گاہی من قبلہ راست  
 کردم برست کجھلا ہی اور محاذی مہاکال کی برسدی کا  
 تالاب ہی اور ایک گو کا شہید کی شکر ہی مشہوری اسکو  
 پنج کبیر ساگر تالاب واقع ہی مولف چاکرشن محمد شاہی  
 لکھائی کہ سپراندی کا پانی ہر سال ایک بار دو دہو جاتا ہی  
 اور آنا فانا رہتا ہی مگر اسکا کوئی دن معین نہیں  
 چنانچہ ایک میری ہشتالیوں میں ہی روایت کرنا تھا  
 کہ مہینی ایک دفعہ چشم خود دیکھا کہ یہہ ندی جو شیر تہی اور وقت

جو لوگ ان صاحبزادی انہوں کی غرور پرستی اور اپنی  
 گہرین لالچی بجائی شیر صرف کیا نصیب عنبر  
 آورندی کی پار محاذی شہرانی شان بہائی کا باغی  
 وہ باغ ہی مالوین لا جواب ہی کہتی ہیں کہ رانی خان  
 و اتکا سقہ تھا سبب اسکی ترقی اقبال کا پہرہ ہوا کہ جب  
 شکر اہل جنوب کی فرج احمد شاہ درانی کی تربیت اوٹھا  
 تو مہاجری سید بہرہ پور کی بھی تھا میدان معلومہ ہی حریف  
 وطنی ایک ولایتی کی اونکی کہوڑی کا ساز و سامان طلانی  
 و نقرہ و یکہ کی پانی پست سی چھا کیا اور مہراٹک تھا  
 کرنا چلا آیا تو ان پوچھی اونکی ماویاں و کہنی سی اپنی

ولایتی کو ملا دیا اور ایک ضرب طبری اونکی ٹانگہ کو  
 زخمی کر کے گرا دیا اور اونکی مہوڑی کو مع سامان زیور  
 لیکر اولٹا پھر گیا اور وقت رانی خان اونکی پاس پہنچا  
 اور اونکو اپنی گہرین اوٹھالایا اور بہت خدمت چھار دیا  
 اور خوب مرہم پتی کر کے اچھا کیا اس احسان کی سبب سے  
 ہما جی سیندھ میں اس سقی کو بہائی رانی خان کا خطاب دیا  
 اور امیر بنا دیا اس طرح جبکہ حضرت جنت اشبانی  
 ہمایون بادشاہ کو شیر شاہ سے شکست ہوئی اور جمعیت  
 لشکر میں پریشانی پڑی تو کھوڑا ان کا بسبب جراحات  
 کاری کی عبور و رایسی مقصود تھا اور بادشاہ اس حالت میں



محال مضطر اسوقت نظام سخی فی اپنی سیل پر ہمارے کو  
 سوار کر گی ورنہ پرسی پا کر کیا کہتی ہیں کہ جب ہمارے  
 ہندو نو سلطنت ہندوستان پر تسلط پایا تو نظام سخی کو  
 بموجب اپنی عہد و پیمان کی اڑھائی دن بادشاہ کیا اور اپنی  
 اپنی مشک و پکھال کی قرص کتر کی جام کی دام چلا دی  
 قول سبحان بعد اعلیٰ زمانی کی لوگ اپنی وفای عہد  
 ایقائی وعدہ میں کیسی ثابت و وثوق تھی اور اپنی قول  
 و سخن پر کس طرح کی راسخ و صادق بخلاف اس زمانی کی  
 کہ غرض و مطلب پر تو غلام ہو جاتی ہیں اور بعد کار پر  
 کی سلام بھی نہیں لیتی حکما کہتی ہیں کہ جو شخص چاہی کہ وہ

دشمن بناوی آدر اپنی شرافت کور زالت ہی منوب  
 لڑی تو شیوہ وعدہ خدائی اور طریقہ عہد شکنی اختیار کری  
 غرض اوچین سی تھوڑی عرصہ پہرہوں گدہ ہی آجکے  
 بہرہوں ناتہ مہا دیو اور سدہ بر مہا دیو اور سیس جی  
 مہا دیو میں اور شہر سی باہر دو تین کوسکی فاصلہ پر  
 سمت جنوب کو ہر سدی آور نیل کنجا اور تربیتی وغیرہ  
 تیرت میں آور بہریت پر جا بجا پجاری اور برہمن پتھان  
 اور نڈر وہیت ہی عیش و عشرت کرتی ہیں اور چین اور  
 بہرہوں گدہ کی وسط میں ایک اونچا سا ٹیلہ ہی آوے کو  
 بکرماجیت کا قطعہ بیان کرتی ہیں اور مکانات راجہ بہتر کے

بھی وہیں کہتی ہیں بالفعول سو اسی منی کی کچھ نہیں معلوم ہوتا  
 مگر ایک تہ خانہ باقی ہی آوروہ تا یہ چار کدہ ہونچا ہی آسکو  
 بہتری کی گوہا ہی نامزد کرتی ہیں اور اس شلہ پر ایک پتہ  
 بشکل تکیہ افتادہ ہی آورو سپر کچھ حرف کندہ ہیں مگر مفہوم  
 نہیں ہوتی آسکو مگر ماہیت کی سند کا تکیہ کہتی ہیں  
 اور قول و مانگی باشند و نکالیوں ہی کہ اول یہ تکیہ کیر کا تھا  
 جیسی بنوار و نی سلطنت میں زوال آیا اور وقت سی  
 یہ پتہ کا ہو گیا ہی آورو سپر اندی اجین کی قلعہ سے  
 بیرون کدہ کی نیچی ہو چکی ہی آورو زیر مندر پانی کی بہت  
 عس و ہسائی پائی ہی وہاں چھلپا لو کچھ ہی پانی کی اوپر

کہاٹ کی کناری تیرتی پیرتی ہیں اور سچکہ کوئی شک نہیں  
 کہیلتا اور اس سے اگی ایک مقام سپراندی بر واقع ہے  
 اور سکو کا لیا وہ یہ کا محل کہتی ہیں اور میں بہت خوش فواری  
 اور مکانات و حمام وغیرہ بنی ہوئی ہیں اور پانچو اسچکہ شرح  
 اور حسی روان کیا ہی وہ مقام بھی عجب و چپے پر قضا ہی کو  
 اور سکو کہتا ہی کہ باز بہادری بنوایا ہی اور سکی اور اس  
 کہ یہ اکبر کی تعمیر ہی کو صحیح یہ ہی کہ اول سلطان ناصر الدین  
 بن غیاث الدین خلجی بادشاہ مذکور ہی اس مقام کو پسند  
 کر کی واسطی تعمیر کی تعمیر کیا تھا بہر حال جس بادشاہ کو  
 اس طرف گذر ہوا اور سنی اس جا کو فرحناک جا علی اور سپر ایک مکانات

بنوایا بعضی مکارانگی بنیاد و نمود باقی ای ایضی بکار  
زیر خاک نابود و ہو گئی این ندی کی پیمین جو عمارت  
قائم ای ایک طرف او سکی دیوار پر یہ عبارت کند ہی  
عبارت تاریخ شستہ سال الہی موافق شستہ کہ رات  
ظفر آیات عازم قشیر و کن بود یا پنجامبر افتاد قطعہ  
نامی ز فلک و دوش و دم کرد سوال بگر رفتہ و فینہ  
بیان کن احوال کفایا چه خبر ز دشمنان نیست اثر  
آیند جو رفتہ وان چه چہ حال را ختم محمد مصطفی نامی بکرمی  
اور دوسری طرف پند تاریخ کند ہی عبارت تاریخ  
شستہ الہی موافق شستہ حضرت خلافت پناہی علیہ السلام

اکبر بادشاه ملک و کن و خاندیس را فتح کرده جمعیت  
 فرمودند و قطعه لحرره فتح خاندیس و کن چون که شاه  
 عازم نریت گه معمر شد یکد و نامی فرود انگاه گفت  
 شاه والا عازم لاسور شد آورد و محل سر این بحکم  
 شاه جهان سه ایکن از پس من قریب سی جیمه  
 بندی کوه بر طیار موئی من آوکی دروازه بر همه تارخ  
 کندهی قطعه بحکم شاه جهان ساخت این دو عتگاه  
 حسن بعد جهانگیر این اکبر شاه بهشت روی زمین  
 یافت عقل تا بخش که سروران جهان رست منزل دلخواه  
 او حسین من ایک جنت منتر اوجی سنگه بوره راجه سنگه

بنوایا ہوا ویران پڑا ہی لاؤراوسکی جانب شمال کو  
 ایک مدرسہ مسجد اور ایک باغ کہنے افتادہ ہی اب  
 اون مکاناتِ عالیہ میں مردمِ اسفل رہتی ہیں اور اس کے  
 سمت مغرب میں باغ و مقبرہ مختار خانگی چارواڑ  
 اوسکی ساری مدداری کی تمام گر پڑی ہی اور اگر مقبرہ کی  
 پیداشا کرتے ہیں قطعہ سعد بن فضل و اکرم مختار  
 حامی دین مالک تیغ و کلین \* آسمان قدریکہ مہر و شرف  
 کرد روشن سرسبز روی زمین \* ان سہی سرور یاصل  
 ان کلستان خیرالمسلین \* رخت چون فردوس  
 رنگ روضہ \* گلشن ہمیشہ بر روی زمین \* ہر گلشن

رنگ پہا رحبت است نہ بدانش و تر تم بی قرین  
در طراوت رنگ گلزار ارم از صفا ارامگاہ حورین  
می تراود از زبان ہر کیاہ ذکر طہتم فا دخلوا خالین

اجین میں عہد اسلامیہ کی ہی عمارات اور مساجد  
وسر وغیرہ شکستہ و کہنہ موجود ہیں اور اکثر حکام  
غیر دین فی تور بھی والدین میں ایک مسجد شکیب کی بنیاد  
اور سنگین شکیب پوری میں قائم ہی ایاچ جہہ کوس  
فاصلہ پراچین سی ایک کاؤن فتح آباد مشہوری  
و مال عالمگیر اور راجہ جیوت سنگہ داراشکوہ سی لڑی تھی  
جبکہ عالمگیر فی ششہ بحرین فتح پائی تو اوس قریہ کا



نام فتح آباد رکھا اور ایک مسجد بزرگ تعمیر کروائی  
وہ مسجد اب تک قائم ہی کتب تو انجمن مرقوم ہی کہ اول  
اجین میں کوئی راجہ نہ رہتا تھا مگر مہیسرو کم کم نگر  
مالویکا دار حکومت تھا اول اجین کو راجہ جتی دیج مورج  
بنی اولاد اجین فی اپنا دارالریاست مقرر کیا اوسکی  
خاندانین راجہ تال چند اجین میں بڑا جلیل القدر  
راجہ ہوا بعد ایک مدت دراز کی اس خاندانسی ریاست اجین  
راجہ دین جی پر مشتمل ہوئی اوسنی سو برس راج کیا  
بعد اوسکی جیت چند فی چہتر برس ریاست کی پھر  
سال باہن فی ایک سال بعدہ نہ باہن فی سو برس

پیر پیراج فی صد سال بعد او کی او دت بنوار فی  
 ہفتاد و شش سال ہفت ماہ بعدہ پر ہم راج فی سہشت  
 سال بعدہ او دت پر ہم فی نو و سال پیر سید ہر سیک  
 ہشتاد و سال آور ہیر تہ فی یک صد سال بعضی ہیر تہ کو  
 راجہ دہانک کہتی ہیں کہ جسنی دہانک کیا کند ہر پین  
 او کی بیٹا تھا جسکے ہیر تہ فی اس جہان کو پذیر و کیا  
 ہو کند ہر پین او کی جانی سریرا را ہوا تہو کہتی ہیں  
 کہ او ہی ہیر تہ فی دو بارہ پیکر ان فی مین طول کر کی  
 کند ہر پین نام رکھا اور سی و چہال راج کیا بعد او کی  
 بکر ماہیت راجہ ہوا او سی تمام ممالک سندھستان پر اپنا قبضہ

کہتی ہیں کہ راجت کو سحر و خیر نجات میں بہت دخل تھا اور اکثر  
 طلسمات عجائب و غرائب جانتا تھا ایک سو دس برس  
 راج کیا بعد اس کی چند سہ ماہی ہشتاد و شش سال  
 و تہ ماہ بعد کہہ کر سین فی ہشتاد و پنج سال بعد کہہ کر  
 یک سال بھی نہ دشت سال بعد راجہ بہوج کھنڈل  
 راجہ رہا بیان کرتی ہیں کہ جب راجہ بہوج تولد ہوا  
 تو اہل تنجیم فی اسکی زائچہ طالع کو بہت شوم و نامساعد  
 خصوصاً والدین پر نہایت زہر و اُن منکر لگایا بعد راجہ  
 بھی نہ دتی اسکو ایک صحرا میں لے کر لے کر لے کر  
 کہتے ہیں کہ راجہ بہوج تولد ہوا تھا ایک لڑکا جس کا نام

خور و سال برج نام کہ عالم خورد می میں کا بزرگی کرتا تھا  
 اور عہد طفلی میں دانش پری رکھتا تھا زمان بکثب  
 نشینی میں ماضی ازل سی استقبال ابد تک خبر دیتا تھا اور  
 ایام فی سوار میں توسن خرد کو فلک لافلاک پر دور آتا تھا  
 مصرعہ بحر طفل و بہ تدبیر پر صد سلہ اپنی ماکی ساتھ  
 حرم سرای راجہ میں آیا اور کہیٹا ہوا جہ ہو چکی را کا کہ  
 بھی جدا گیا اور ایک زغال سی دیوار پر طالع نامہ جہ  
 ہو چکا بخلاف منجمن اول مخبر درازی عمر و طالع سلطنت  
 وسعت مملکت لکھ گیا بعد چند روز کی راجہ  
 بھی نزدیکی نظر جو اس دیوار پر پڑی تو نو سیدہ راجہ کے

تلاش ہوئی معلوم ہوا کہ برج فی ملکہا ہی راجہ کی ہیں  
 اور سکو حاضر کیا اور احوال اور سکی طالع کا مفصل پوچھا  
 اوسنی کہا کہ اس طرح ہی کہ جیسا مینی ملکہا ہی اگر ٹکوی یقین  
 نہیں ہی تو جس طای اور سکو ڈال آئی تھی وہاں جا کی  
 دیکھو یہ جو کدڑی چپتہ روز کی انشا اللہ تھکا زندہ  
 و سلامت موجود ہوگا راجہ واسطی امتحان صدق و کذب  
 اوس پر من زادی کی خود جنگل میں گیا اور راجہ ہو ج کو  
 صحیح و سالم وہاں پڑا دیکھا بہت خوش ہوا اور اسکو  
 اوتھا لایا اور اسکو پر ویش کیا اور اسکی  
 تربیت میں بہت سعی فرمائی آخر بعد پدر کی ریت آرامی

صدر حکمرانی ہوا کہتی ہیں کہ راجہ بہوج علم شاستری  
 میں اپنا ثانی نہیں رکھتا تھا اور پانچ سو روپے  
 و حکما ہی ستودہ صفات اسکی صحبت میں حاضر رہتی تھے  
 اور ان سب کا سردار پانڈی برج تھا بعضی کہتی ہیں  
 راجہ بہوج نے تین سو برس راج کیا اسکی بعد چتر کوٹ  
 نے ایک سال چھپندی دو سال جیت پال نے پانچ  
 برس رانا راجو نے پچیس برس مہندر پال نے سات برس  
 رانا جاجو نے بیس برس بعد اسکی کیا رہن نے اور قوم  
 راج کیا اول گنگا سین نے ہشتاد و شش سال چندر پال  
 نے صد سال رانا جاجو نے یک سال رانا جی سندھ نے بیس سال

رانا بہادر فی پنجاب و پنجمال راہی کستل فی پنجمال راہی  
 سکین مل فی پنجمال راہی کرت پال فی شش سال راہی  
 انیک پال فی شش سال راہی کنور پال فی یک سال انیک بعد  
 کیا رشتہ خوں فی اور قوم سی راج کیا اول راجہ جکوانی  
 دس برس بہر جکنا تہہ او سکی براور زاوہ فی دس برس  
 ہر دیوئی کیا رہے دس برس دیوئی سولہ برس سری دیوئی  
 پندرہ برس و ہرم دیوئی چودہ برس مہسل دیوئی و پندرہ  
 سالک دیوئی نو برس کیرت دیوئی گیارہ برس پتھورا او  
 قوم سی میں برس ملدیو فی نو برس بعد اسکی نو آدمی  
 او ام مختلف سی حکومت کرتی رہی شیخ شاہ ہفتاد سال

بستم راج سو در بست سال کمال الدین شاه دوازده سال  
 حیات پال بست سال هر چند و دو سال کثرت چند و سال  
 اگر سین سیزده سال تخرج نند و دوازده سال نترسین و سال  
 پیاور شاه مایه چند و لا و رغان بست سال تپوشنگ شاه  
 سی سال محمد شاه کمال سلطان محمود هم تپوشنگ شاه سی چار  
 سال سلطان غیاث الدین سی و دو سال سلطان ناصر الدین  
 یازده نیم سال سلطان محمود بست شش سال قادر شاه  
 شش سال شجاعت خان دوازده سال بعد باز پیاور  
 بن شجاعت خان ایک مدت حاکم مالوه رہا او کو فوج  
 جدل الدین اکبری شکست دی و ده مالوه سی منہزم ہو کر



طرف بجات کی چلا گیا اور مالوہ قبضہ تصرف اکبرین ہوا  
اور تھیل احوال حکام اجین و مالوہ کا ایک کتاب میں  
اس طرح لکھا دیکھا کہ بعد راجہ دہنجی کی پانچ راجہ اس کے  
خاندان میں راجہ کرتی رہی بعد ان کی برہم راجہ فی اور اس کی  
اولاد و احفاد فی دوسو سات برس اجین میں راجہ کیا  
ان کی بعد حکومت اجین بنو ارونن آئی چنانچہ دہانک  
بنو ارون اول راجہ ہوا اور دہانک ہی اوسے فی آباد کیا اور  
پسنددار حکومت قرار دیا اور اجین میں راجہ ہر کرہیت  
اور راجہ ہر تری اور ہوج اوس کے اولاد میں من جب  
ان کی سلطنت میں زوال آیا تو پھر توروں فی چند مدتی  
راجہ کیا

بعد انکی جو مالو کی اقبال فی ترقی کی جب انکا ہی دور  
 اتمام ہوا تو اوام مستقرۃ فی حکومت اجین کی اور  
 تاریخ مالوہ میں اسمای راجکان مالوہ ابتدائی زمانہ ہی  
 اسطرح مرقوم کئی میں اول سورج بنیو نہیں راجہ شین یاج  
 بن برہما راجہ پوسوان عرف سورج راجہ منوع عرف سروہ  
 راجہ مال چند عرف مالو راجہ اکوا کہ راجہ بیگیسی راجہ پورن  
 عرف اندریا راجہ اتین راجہ پرتھو راجہ شوکندی  
 راجہ چندر راجہ یوناس راجہ ساسوت راجہ ساسنی  
 راجہ جہوہ وہو راجہ کیل یا سورف وندمار راجہ وردما سو  
 راجہ یو راجہ مہنبہ راجہ کرسا سو راجہ سین جت راجہ یونا

راجه مانڈانا راجه برکش راجه سنهوت پوپ راجه سدھا کرانج  
 راجه تروہتا راجه تروہتا رول راجه پرتس پھانک راجه منی  
 تی اب راجھان چندریہ شروع ہوئی راجه بی بی راجه دام  
 راجه کانتہ راجه ساچ راجه مہیس مان راجه ہدین راجه  
 راجه کنک راجه کیرت برج راجه مہس اجن راجه سورسن  
 راجه سورکش راجه کرشن لوکنہ راجه کرشن راجه جیتی  
 راجه مال جنگ راجه ہک معاصر راجه جیتر راجه پرجمہ  
 راجه جیتر راجه سمپ راجه اوہن راجه مہاجی راجه جرت  
 راجه دست دان راجه اوکر سین راجه سورسن راجه ستر  
 راجه اسمی راجه برہیل راجه سونہ پال راجه ابو دیو راجه  
 سورتنہ مال راجه پوپ راجه سول عرف مومن راجه مندانا

راجه سرون راجه بیکم راجه پندرتبه راجه سوان راجه برولی  
 عرف اولی راجه منی راجه درپال راجه وندپال راجه سیناک راجه  
 لکیم راجه کهنه راجه کیم راجه ونجی ازخاندان دیکست راجه حیدر  
 راجه سالبان راجه نربان راجه نسراج راجه بریم راج ازخاندان  
 دیکست راجه ات برته راجه سد بر سنگ راجه برتری بر  
 لکن بر پین بن راجه اندر راجه بکر راجه جیت بن کند بر پین  
 راجه در چتر راجه بکات راجه کنک عرف کنک سین  
 راجه سیور راجه ست راجه اجی بهو پال راجه مپی پال  
 راجه مهند پال عرف مدن پال و مهند و پال راجه جانو پال  
 عرف چند پال راجه اودی پال راجه پیر پال راجه سندر پال

عت سند بول و سند دلار <sup>۹۶</sup> راجه منج عرت سنی  
<sup>۹۹</sup> راجه جی چند <sup>۱۰۰</sup> راجه هوج <sup>۱۰۱</sup> راجه اودی کرن <sup>۱۰۲</sup> راجه  
<sup>۱۰۳</sup> کیم کن راجه ست کرن <sup>۱۰۴</sup> راجه شیر کرن <sup>۱۰۵</sup> راجه شاربان  
<sup>۱۰۶</sup> راجه بوش <sup>۱۰۷</sup> راجه کجه <sup>۱۰۸</sup> راجه سری کجه <sup>۱۰۹</sup> راجه سدی کجه  
<sup>۱۱۰</sup> راجه دیر کجه <sup>۱۱۱</sup> راجه سری پت <sup>۱۱۲</sup> راجه نرپت <sup>۱۱۳</sup> راجه ساکو  
<sup>۱۱۴</sup> راجه سنگ رای <sup>۱۱۵</sup> راجه منکل رای <sup>۱۱۶</sup> راجه دیونک <sup>۱۱۷</sup> راجه دیو پی  
<sup>۱۱۸</sup> راجه ملک <sup>۱۱۹</sup> راجه بنوار سنگ <sup>۱۲۰</sup> راجه چهار واینگ <sup>۱۲۱</sup> راجه بدر  
<sup>۱۲۲</sup> راجه میرور <sup>۱۲۳</sup> راجه چندر <sup>۱۲۴</sup> راجه مه چندر <sup>۱۲۵</sup> راجه دیو چندر  
<sup>۱۲۶</sup> راجه سری چندر <sup>۱۲۷</sup> راجه سیام چندر <sup>۱۲۸</sup> راجه  
<sup>۱۲۹</sup> مزاری <sup>۱۳۰</sup> راجه بیر سال <sup>۱۳۱</sup> راجه اودیادوت <sup>۱۳۲</sup> راجه جگه دیو

<sup>۱۳۳</sup> راجه رام دیو <sup>۱۳۳</sup> راجه انند دیو <sup>۱۳۲</sup> راجه جیت پال <sup>۱۳۱</sup> راجه  
<sup>۱۳۷</sup> راجه راجو <sup>۱۳۶</sup> راجه رانا باجو <sup>۱۳۵</sup> راجه رانا جیدر <sup>۱۳۴</sup> راجه رانا بهادر  
<sup>۱۳۹</sup> راجه رای بیاکل <sup>۱۳۸</sup> راجه رای سکن پال <sup>۱۳۷</sup> راجه رای کیرته پال  
<sup>۱۳۲</sup> راجه رای هنک پال <sup>۱۳۱</sup> راجه کنور پال <sup>۱۳۰</sup> راجه جگدیس  
<sup>۱۳۵</sup> راجه جگنا ته به برادر <sup>۱۳۴</sup> راجه جگدیس <sup>۱۳۳</sup> راجه رای بر دیو <sup>۱۳۲</sup> راجه باسدیو  
<sup>۱۳۸</sup> راجه رای سری دیو <sup>۱۳۷</sup> راجه رای ورم دیو <sup>۱۳۶</sup> راجه بلد دیو  
<sup>۱۵۱</sup> راجه نانک دیو <sup>۱۵۰</sup> راجه کیرت دیو <sup>۱۴۹</sup> راجه رای پتو راجه  
<sup>۱۵۰</sup> رای پال دیو <sup>۱۴۹</sup> راجه نرباسن از فاندان دیگر <sup>۱۴۸</sup> راجه بیر سال  
<sup>۱۵۴</sup> راجه پورنل <sup>۱۵۳</sup> راجه برنند <sup>۱۵۲</sup> راجه جیت پال <sup>۱۵۱</sup> راجه بر جیت  
<sup>۱۴۱</sup> راجه کیرت چند <sup>۱۴۰</sup> راجه اوگر سین <sup>۱۳۹</sup> راجه سورج <sup>۱۳۸</sup> راجه مترک

راجہ کرک سین <sup>۱۹۵</sup> راجہ سواک عرف سک <sup>۱۹۶</sup> راجہ مردیو <sup>۱۹۷</sup>  
 راجہ کوکانتا <sup>۱۹۸</sup> کہتی ہیں اہل اسلام سی اول سلطان شمس الدین  
 اہم شاہ دہلی فی اجین کو فتح کیا اور تہا نو کو نہند  
 کیا اور مہاکال کو توڑ کر مہادیو کی سورت کو دہلی پہنچا دیا اور  
 پیرزینہ مسجد اسلام او سکھ کر دیا بعد سلطنت غوریوں کی  
 علاء الدین خلجی فی مفتوح کیا اور وقت سی یہ ملک <sup>۱۹۹</sup> سلطان  
 افغانہ دہلی میں رہا اور بعد ان کی زوال کی ان کی صوبہ کی  
 تحت میں رہا اور تنسی سلاطین چغتائی قبضہ تصرف میں آیا  
 اور محمد شاہ تک ان کی پاس رہا جب شاہان چغتائی کو  
 ان خطا ہوا تو باجی راو چغتائی مالوہ پر اپنا تسلط کر لیا اور

سنیہ کو تفویض کر دیا تو سوقت سی آجک اجمین و غیرہ  
 خاندان سنیہ یہ جہاد کی پاپس پی بالفعل اجمین حکومت  
 سری ست مالو سری بیجا بائی صاحبہ مہارانی عالی بہاہ  
 دولت راو بہادر سی آباد و رونق پذیر ہی سدا اجمین مین مار  
 ادیا کی ہی اکثر مین چنانچہ درگاہ مولانا منیت الدین  
 خلیفہ حضرت سلطان نظام الدین کی سپراندہ سی کی کھار  
 پر واقع ہی یہ بزرگ شہ سحر ہی کی طرف اجمین کی  
 شریف لائی اور اسی ندی پر زہدت و ریاضت مین  
 مشغول رہی اور کچھ عرصہ ویدلہ ہر سال بڑی دھوم سی مین  
 اور فرار شیخ موسیٰ اور ابراہیم لوزی اور شیخ راجہ  
 محمد عیسے کا بھی وینہن ہی اور فرار شاہ ارزاہ



صاحب کا بھی شہر میں زیارت گاہ عنایت ہی <sup>مط</sup> ہے

## ذکر شہر و دار

دہلی ایک بڑا شہر قدیم ہی اور سکوپہلی و مارانگری ہی  
 کہتی تھی اول اسکو راجہ دمازنگ جد راجہ بکر راجہ نے  
 آباد کیا تھا اور ایک قلعہ اوسین بنایا تھا اب نہ وہ  
 شہر ہی نہ قلعہ ہی تمام خرابہ و ویرانہ پڑا ہے شہر قدیم کے  
 سمت جنوب کی طرف قریب تین ہزار کھڑکی ایک آباد  
 ہی اور بالفصل و ماروہی کہلاتا ہے تہذیبی اور سکی  
 سطح سندھ رسی ایسی ہی آہٹ فٹ بیان کرتی ہیں

باولی و تالاب و مان بکثر است بین مساجد و مزار او بیا کی مسجد بزرگ  
 ایک مسجد سکین تعمیر سلطان محمود غلجی کی بڑی عالیشان ہے  
 مگر اسکی تاریخ و کتبہ سب گہنلی کی بی نام و نشان ہی  
 اسکی دروازہ پر ایک لاث آہنی پڑی ہی اوپر یہ  
 عبارت کندہ ہی ۞ در زمانیکہ اعلیٰ حضرت خاقانی  
 محل سبحانظر حق شاہ اکبر تعالیٰ شانہ اسد اکبر عازم  
 فتح توکن بود تبارخ ششم ہفتہ یار ششم جلوسی  
 موافق ششم ہجری در مقام نزول اجلال فرمودہ  
 عمل و او کندہ کار نامی کرمالی شریف محمد معصوم  
 اس مسجد کی جانب غروب میں عیدہ شاہ چنگال کا مزار ہے

او کی دروازه پر به ابیات کتبه بن اگر چه این کتب نمی  
 لکنی می گوید فایده نهین بی واسطی که بسبب شکی عاریت  
 کتب جروت ثابت بن او که بن محو ہو گئی بن کا حصر <sup>الف</sup> مطلق  
 و معانی حاصل نهین ہوتا اور عبارت مبہل معلوم ہوتی ہی  
 کہ بطرح او کی اصل پڑی گئی ویسی ہی او کی نقل کہ و می گئی  
 امید کہ صاحبان مطالعہ کتاب راقم کو معاف وادی  
 ابیات بخشد اگر آن مردان دین را پس از کشتن  
 بجای کرده مسطورہ چو وقت آمد کہ خوشید حقیقت  
 شود طالع درین پیدای و چورہ بنور شمع روشن گشت  
 این قصرہ رسوم شرک شد رسوم و فرخوردہ بنور انجمنگی

سوار گشتند \* نمانده پشته بر هیچ مقبور \* شه فرخ  
 رخ سلطان قادر \* بذیل و گیش خاقان مغفور \*  
 غلام دین و دنیا بولمطفر \* علی الا علی بنظر الله منظور \*  
 سرفرینش چو سعت بود حاضر \* شد این قبر بنا مضبوط مجبور \*  
 معامی و شمالی حجره او \* پی شغل ناز و ذکر و کور شبت  
 سالکی با خاطر جبع \* دمی فارغ ز غم بادست مسرور \*  
 چو ز دجامی ز دست ساقی غیب \* شود و زان سائگین  
 مرست و محمور \* جنود و ملک او یابد بقای \* همه بنوا  
 و بیخ شکسته مشکور \* خدایا تا جھان باشد بناوار \*  
 بنای خیر بسته مارامو فور \* گدای زرگه شاه و در شیخ \*

بنظر اتم کشید این در مظهر کمر در حرره و دیو زه تون  
 شود محمود خشت رکن مذکور و آورده ای قبه و مولوی  
 کمال الدین کازاری او سپریه عبا رکنده ای عبارت  
 سلطان نصیر الدین یزید مدرس و علی المومنین نظم  
 این روضه رضوان چنین زیب جمال وین قبه پر نور  
 چنین حسن و کمال اسکی الکی کامصرعه جاتا را بهی مصرع  
 سوم بهی با پرده سنگ خانه آب زلال و ان  
 حقه در در خانه و پیر و با کو شک و یکنه چو لال  
 ام و بی اسایش بر اهل دلی هم از بی مشغولی صاحب  
 حال در عهد هایلون خود آن شاه جهان محمود

شہ خلیج خوشید مثال \* در مقصد شوش یک آریستہ و ملیر  
 آریستہ باد قصر عمر شہ سال \* بروگرہ این دشاہ دین  
 و دنیا \* محمود گد نغادہ در حقیقت حال \* چون نیست  
 صلاح عام وین در عہہ راہ \* باشد کہ شود در کونین  
 قتال \* آوس در گاہ کی پاس قبر مولانا حسام و محمود  
 خلیج اور نور جهان او کی ہمشیرہ کی مع ایک مسجد کی موجود  
 اور در گاہ ہندی جنور کی وہاں بہت مشہوری اور شیخ ذکر یا  
 اور شیخ صدر جهان اور مولانا غیاث اور شیخ جوہر اور  
 شیخ سعد اللہ اور سوای ان بزرگوں کی اور بھی اولیاء اللہ  
 بہت فرار ہیں چنانچہ پیران دار مشہور ہیں اور یہ قصیدہ

مشعل من مائندو فقیر بدقادر کو کسی دہرم پور  
 بخت کردہ نہیں پور کراہ کیٹور چور سلطان  
 محمود پور خیر آباد بیرتسیم سندری و مار قہم  
 اکبر راجان کا دار الحکومت رہا اور کبھی راجگان اجیر  
 زیر حکومت تھا چنانچہ راجہ پوج بھی اسکو اپنا محل  
 بنایا تھا بعد اذنی سلاطین دہلی کی قبضہ میں آیا اور محمد شاہ  
 بختیاری تک داخل محالک اہل اسلام رہا جیسی کہ باجی راجہ  
 مالوہ پر مستقر ہوا تو دہار مع اسکی مشغولات کی راجہ  
 اندراو پناڑ اولاد راجہ پر کرماجیت کو عوض تخواہ فوج  
 دی دیا اسوقت سی او نہیں کی خاندانین ریاست دہار

جلی آبی ہی چنانچہ بعد ازاں راوی کی موت راوی صدر نشین ہو  
 اور او کی بعد گھنڈی راوی سپرینٹنڈنٹ پھر ازاں راوی فی  
 محل ریاست کو زیب و زینت بخشی بعد ازاں رام چند راوی ملک  
 سرور و فی پر قابض ہوئی او کی بعد راجہ جسونت راوی  
 چراغ و دودمان بنوار روشن ہی ۛ ۛ و کرشمہ ماندو  
 ماندو مالو میں ایک شہر عظیم الشان ہی کہ طرل او کا  
 بارہ کوسین مشہور کر فی بین اور بعضی تمام دورہ اویس سل  
 بہت ہی بین بشت کوہ پر فیصل کینچ کر ایک قلعہ بنایا ہی  
 اور غارهای کوہ او کی خندق ہی اول ایک لاکھ  
 کھانات میر و غریب کی راوی کے اندر آباد ہی اور



اور علم و فن کی لوک پہان رہتی تھی یہ تمام ہی ہمیشہ  
 راجگان ہندو و بادشاہان اسلام کا وارسطہ رہا اور  
 سکونت امیر و امرا سی افاضت و ستکار و جو و علما و فضلا  
 خانہ دین اور جو و پادشہ حکما و عقلا سی و ملک و چین  
 عمارات و مکانات خوش اسلوبی ثانی بہت الماوی  
 اور ساجد و ساجد تیرک سی مساوی خانہ کعبہ مدائن خانقاہ  
 سی ماوراء النہر و بخارا و متابر و وزارت سی فاضل ترین  
 جنت البقیع رونق و آبادی اسکی دنیا و دہم تھی اب  
 انقلاب ہرنا پیدار اور گردش میل و بہاری ایک صحرای  
 قی و رونق ہو گیا ہی اور مثال جنگل بی رونق کی پڑی

نه اون پادشاهو نکا دوان نام هی نه اون امیر نکا نشان  
 هی اون سکنوین صرف بوم و چند کاشیان هی  
 ایکستی خراب آباد هی یا شهر ویران هی شعر میکند  
 هر دم بجای میدان فریاد بوم «الغزار ای عاقلان این  
 دشت آباد و الغزار» او سکی بر زبان کنکره حصار سی  
 ندای قهقهه اعبره لئنا ظرن آتی هی اور بر ابروی  
 محراب سی اشارت کل من علیها فان بانی جانی  
 قطعه در ضیاع او که بر یک بود شهری معتبر \* گور  
 رانور است <sup>بستان آذر</sup> مسکن مشهور و روبرو رانور \* یاغ چون  
 رانور خراب و گشت چون شش سراب \* زانغ این را

باغبان قمار آزار آید اگر چه چنانچه زوال بر علوش کیساته لازم  
 مردم دور هر ترقی کو تزلزل موجب مقصوم می بود بهر حال  
 بقا بود دل بردسته علم که در غرور که اری بنیاد بود نیست  
 بدست زین این نکته شریف اقبال را جو طلب کنی لایق بود  
 لیکن دنیا مرزعه الآخرة جن لو کون فی اس جهان کمال  
 اور تصفیه باطنی حاصل کیا اور جن بادشاہوں نے عمل صالح  
 انصاف و عدالت اختیار کیا وہ ابوالہر زندہ ہیں اور  
 انکی آئینہ اعمال سی باوجود عدم کی موجود ہی صغر  
 بدست نام فرخ نوشیروان بحدل کر چه پس کشت که  
 نوشیروان خاندان محکمت اکثر مورخین صداقت قرین

ذکر عدلت آثار مکارم اخلاق سلاطین و الامین مین بر  
 حکایت دیشین سلطان محمود سبکتگین کی بطرح مرقوم کر  
 ین کہ ایک ترک ستم شمار شکر سلطان عاقبت محمودی  
 نصف شبو ایک غریب کی گھر مین آیا اور اوس بیچار کو  
 تہی و درختی سی گھرسی باہر نکالا اور اوسکی اہل بیت کو  
 اپنی تخت و لصر ف مین لایا وہ درویش دریش سر اسیمہ ہوا  
 در کاہ سلطان مین پہونچا سلطان کو مانند بخت مقبول کی  
 نیم شب مین بید پایا اور شہ اپنی قصہ پر قصہ سی اسکا  
 بادشاہ اسکی حکایت سراسر سخایت کہ نہایت تامل و پریشان  
 اور اوس ہنگام شب مین مثل شمع کی کمال سوزان ہو گیا

چونکہ جانِ شب بلب رسیدہ دم صبح تھی اور وقت سہرا  
 آگیا سہرا کا نام سی جاتا تھا اتنی ظلم رسیدہ کہ درخت  
 ماطفت سی بہت سوال کیا اور اشک غم اس سوارِ اہم کی چشم  
 پر جم سی ساتھ واسن توحم کی پاک کئی اور بنات تیلی و تشقی  
 اور زمانا کہ جب وہ نابکار اجل کا گرفتار بار دیگر تیری گھر  
 اگر نرنگ اس قیامت کا ہوو اور اپنی حرکت ناشائستہ  
 اصرار کی تو فوڑا کرے ہکو خبر دینا القصہ بعد میں روز کی  
 وہ نیز بخت عصیان پرست مستی شرابِ تصانی اور دھچکا  
 شوانی میں اوس درپوش غیرت کینش کی گھر میں پر آیا وہ  
 درد نہ اوسکو دیکھتی ہی اوتھا اور اوس وقت بارگاہ

خسروی مین پو نچا دیکیا تو باب خواجہ شاہی وارنہا  
 اور چشم سلطان عادل باز بادشاہ اوس معلوم کو  
 دیکھتی ہی بی نال اوشہ کھرا ہوا اور ساتھ چہ مخصوصان محل  
 خلوت کی ہمراہ اوس شخص کے روانہ ہوا اوسکی گھر پہونچکر  
 دیکھا تو وہ ہمتکار و مان مودتہا اور اپنی فرق عصمت پر  
 خاک معصیت ڈال رہا تھا بدوشادہ فی جیکہ ہونا اوس ظالم  
 واجب القتل کا اور بجای معلوم کیا تو اول صاحب خانہ  
 واسطی کل کرنی چہرا علی اشارہ کیا اور پھر شملہ حیات  
 اوس سر حلقہ انوار کا آپ تمنع عدالت سی منظمی فرمایا  
 الحق لولا السلطان العادل لا کل الانسان بعضہم بعضا

اگر بنو سلطنت سلطان اوان خانہ مظلوم بگیرد و جوان  
 بہر بادشاہی پیراغ روشن کردیا اور چہرہ اوس مقتول روئے کا  
 دیکھا بعد سہانہ کی دو نقل شکر انکی ادائیگی اور اوس درویش  
 کچھ شہی خورونی طلب فرمائی وہ غریب اوس غیب سے  
 نہایت سقتل ہوا اور ایک سال جوین سحر کی کی کہ اوسکی  
 گہرین اوسوقت موجود تھی حاضر کی بادشاہ فی وہ روئی  
 کمال دل و غیب سے تامل فرمائی اور بعد انضاع اکل  
 شرب کی اوس شخص سے سخت چاہی اوس مظلوم  
 داور سپہ بود خانہ دوام سلطنت اوس شاہیت کمر کی کمال  
 نضرع و زاری سے سوال کیا کہ اسی بادشاہ اول  
 گل کروانیکا کی سبب ہوا اور پھر مشاہدہ مقتول کی

نقل پڑی کا کیا باعث ہوا اور یہ موجب سیل فرمان  
 اس فتنہ کی نان جو بن کا کیونکر اتفاق پڑا اگر یہ سہرا  
 خاکسار پر بھی آشکارا ہو گا تو تیری حسن اخلاق خداوندی  
 بعید ہو گا بادشاہ نے فرمایا کہ اسی ہوش اول چراغ  
 کل کروا نکاہیہ ہوا کہ مجھ کو گمان تھا کہ شاید ایسی حرکت کرے  
 میری بیٹھنی نہ کی ہو اس واسطی الطہای چراغ کا آٹا  
 کیا کہ سب اداو کی سونہ کو دیکھ کی محبت پیری اور ک  
 حرکت کری اور اس کی قتل سی مجھ کو باز رکھی تو ہر آئینہ مجھ  
 خلاف آئین عدالت و شریعت ہو دی اور محمود  
 اس گناہ میں معصوب و معتبہ الہی رہی قطع  
 چیت عدل انکہ بکری نہ فضول نکستی از طریق شریعت



شرع را نصب عین خود سازنی چشمت بر غیر آن  
 نیندازنی \* اول انرا بشرع سازنی است \* اگر آری  
 بجای بی کم و کاست \* زانکه میزان مودلت شرع  
 شرع اصل است غیر آن فرع است \* غرض حبیبینی او سکو  
 و بیکها تو معلوم هوا که عمری او رمیری بیوفتی نهی  
 تب بینی سجده شکر جناب پاری این ادا کیا اور پست  
 طبعیم \* به تنه که جسم می به حال میری کوش گذار  
 مواهبا حواریت مشتم و شدت غم می رغبت طعام باطل  
 شتی اور اپنی دلمین ای ای هم کجا تنه که کات شده  
 بت تک اوس فشتی کولدت خوب عدم بچکها لنگامیل

و خواب نکر و نکاحات الحمد لله کہ میری مراد حاصل ہوئی  
 شدت جوع فی بھی تنگ کیا آسوا سطحی متکلف حضرت  
 اور اپنی نفس بی تاب کو مطمئن کیا نقد پس مقام انصاف  
 جو لوگ ایسی ٹیک نام و فرزندہ کام اور طریق حق پرستی  
 میں اس طرح تیز گام ہوگی وہ کیونکر نہ بعد صلات کی ذوقیات  
 ہوگی اور جو شخص کہ اوصاف حسن اور فکر جمیل سی  
 محروم ہیں وہ زندہ پی مرده ہیں اور جو دین ہی ناموجود ہیں  
 قطعہ اگر صحیفہ اعمال خود پیشم خود کنی مطالعہ خود  
 بزرگ نشاری تو واضح است بزرگی و سیرت محمود نہ کبر  
 سلطنت و سرکشی و بیاری غرض و جانبی قلعه مذہبی

شیخ ابو الفضل فی شکر نامہ میں اس طرح مرقوم کی ہے  
کہ سمت دوسوا یکسای یاقین سو بہر کم ماجیت میں جس کے  
بن بنوار سنگہ اس مزل بوم کا راجہ تھا اوسکی رعایا میں سی  
مانڈن ایک تھیں کہ رہتا تھا اور وراثت ان بنا کہ ہیکہ  
ہاتھ بچا کرتا تھا ایک گیا فروش اوسکی باس سی وراثتی  
بنو اگر لیکیا اور دوسری روز واپس لایا اور کہا کہ اسی شخص  
تو نی یہ کیسی لوبی کی وراثتی بچو بنا دی ہے کہ روز اول  
اسا سونہ کہا جس سی مر گیا یہ وراثتی بچو بدلی جائے  
نی وہ وراثتی کہی اور دوسری وراثتی اچھی لوبی کی اوسکو  
طیار کوئی دوسری دن وہ گاہ فروش پیرایا اور کہا

کہ اسکا ہی وہی حال ہی یہی سیلا ملائم لوہائی کہ جس سی  
 کہا نس نہی نشتا ہی مین دور وری پنی کاری عا جہوں  
 اور وری سی محروم رہتا ہوں جب تو اوس لہارنی  
 درانتی کو بغور دیکھا اور اوسپر ایک چوٹ لگائی تو صفا  
 معلوم ہوا کہ طلائی حمری مانندن اوسکو دیکھ کی مستعجب ہوا  
 اور کہسیا رسی پوچھا کہ تونی اس درانتی کو کسی سنک پتر  
 لگایا تھا یا نہیں اوسنی کہا البتہ ایک پتر پر درانتی لگایا  
 مانندن کو یقین ہوا کہ وہ پتر سنک یا رس ہی اوس کہسیا رسی  
 پہ راز ظاہر نہ کیا مگر اوسکو کہا کہ وہ پتر فوراً تو چلے جیو دیکھا  
 یہہ قصور اوس پتر کا ہی کہ ہر روز تیر درانتی کو خراب کرتا ہی

وہ کہیں رہا اور سکو اپنی ساتھیہ جھگل میں لے گیا اور جہاں  
 وہ چہتر مہر پڑا تھا اور سکو پتلا دیا مائدن کی کہانی کی تحقیقت  
 یہ سنک دشمن اس ہی اگر یہ ہیں پڑا گیا تو اور کہیں رہا  
 ہی کہہ رہی ورتیاں نکد کر گیا اور اونکی روزی میں  
 خل و ایگا اسکو بیان چھوڑنا چاہی عرض مائدن  
 اوہل و ولست کی زوال اور خزانہ لایزال کو دے  
 اوٹھ لایا اور کہیں رہا ایک اور روز انٹی دیکر خست کیا  
 اور خود را جہرینک کی پاس گیا اور صورت حال استحصا  
 پس کو مفصل بیان کیا اور کہا کہ حدایتی فیہ معد  
 اور گنج بقیاس عنایت کیا ہی اسکو ایسی جانی صر و کنا جا

کہ جس سے اس دنیا کی فانی میں نام نیک و بہت بلند باقی رہی  
 اور خلق اللہ کو بھی کچھ فیض و منفعت پہنچی جو کاخیر کرباوی  
 وہی ساتھ یجاو کی اور یہ ملک و دنیا تو اسی طرح دست  
 بہت چلی آئی ہی اور یوں چلی جائیگی نہ کوئی رہا ہی نہ رہا  
 اہیات چنین گفت شوریدہ و جسم بکسری کہ امی وارش  
 ملک جسم اگر ملک برجم باندی تخت ترا کی میسر شدی  
 تاج و تخت اگر گنج قارون بہت آوری نہ اندگر  
 آنچه بخشی خوری بہتر یہی کہ اس میدان سر کوه پر  
 ایف قدم تیار کی اور اپنا اور میرا آثار و صلہ علی  
 و آراوہ بزرگ کا محی اس جهان گذران میں یاد کا رہیندگان

راجہ بی او کی بیہ بات بہت پسند کی اور بہار پر ایک حصہ  
 حصہ و قلعہ متین بارہ برس پانچ مہینی کی عمر حصہ  
 تیار کروایا اور نام اوسکا مازو رکھا اور سوامی او کی  
 مازو سنی تیس کو کی فاصلہ پر ایک اور قلعہ نور مال  
 اور سیرا قلعہ اونکار ناتھ کی بہار پر کہ پہلے مازو تانی  
 تعمیر کیا تھا اور وہ خوب ہو گیا تھا از سر نو بنوایا اور  
 مازو کو خوب آباد کیا اور اپنا دارالریاست قرار دیا  
 اور ایک مدت و راز او کی اولاد کی قبضہ و تصرف میں رہا  
 اور شدہ شدہ قبضہ اپنی اسلام میں آیا ہوشنگ شاہ غوری نے  
 او کی بہت حرمت کی اور بعد او کی جو بادشاہ ہوا از سنی

اسکی تریمم و آراستگی میں کوشش رکھی چنانچہ عالمگیر  
 اورنگ زیب تک اس قلعہ کی غور و پرداخت ہوتی رہی  
 مائندگی بارہ دروازی میں اونٹن ایک دہلی دروازہ شمال او  
 عالمگیر کی بنوایا ہی اسکی پیشانی پر یہ نظم تھی  
 نظم در زمان شاہ عالمگیر خاقانِ جهان \* از سر نو گشت  
 برپا این در گردون نشان \* در ہزار ہفتاد و نہ آغاز ہم  
 انجام یافت \* ز تمام خان عالیشان محمد بیگ خان \*  
 در جلوس این شہنشاہِ جهان اورنگ زیب \* بود سل  
 یازدہ از روی تحریر بیان \* اور ایک تالاب بہادر شاہ  
 گجراتی کا بنایا ہوا موجود ہی اور اس قلعہ میں بہت چشمن



اور تالاب چھوٹی بڑی اب تک ظاہر ہیں اور ایک مکان کہتے  
 بہت عمدہ جانب سرحد واقع ہے اور اکثر اس میں آثار  
 عمارت قدیم قائم ہے چنانچہ ایک حوض ہے اس کو منو  
 ریو اکند کہتے ہیں اور اس مکان کی دروازہ پر یہ عبارت  
 بخط قدیم لکھی ہے مگر اچھی طرح پڑھیں جاتی تھیں ہو ہو  
 اس کی نقل کر دی ہے کتبہ شاہ الخجندیہ خان سلطان  
 الاعظم الاعظم الخاقان الاعظم شہ جری تہا نسی  
 پاؤ کو سکی فاصلہ پر اوپ ہتی محبوبہ باز بہادر کی شکل  
 پڑی میں اس کی ایک دالان میں سنک سیاہ پر  
 خط نسخ ہے یہ عبارت مرقوم ہے جو الفاظ قدیم میں مذکور

تحریر کیا جاتا ہی کتبہ پازمیان رحمان علیخان عالم  
 اور متصل قلعہ کی دیوار کی ایک چھوٹی سی مسجد ہی  
 اس کی دروازہ چوبہ عبارت کندہ ہی مگر بعضی حرف  
 اوہین سی ٹوٹ گئی ہیں کتبہ این مسجد میرزا علیخان  
 جابر رابطہ صاحب سند عالی حاکم الدنیا والدین  
 اعظم بایون الخاقان مخاطب بشاہ عالم خدات ملکہ  
 بنایخ الثامن والعشرون من الآخر عشرین وثمان  
 مائت ایک جہاز محل ہی وہ یہی تیارہ شکستہ پڑا ہی  
 دو تیسرین دو تھلا پین ایک کو من تھلا پاور دوسرے کو  
 تھلا پین تھلا پین اس کی نزدیک بندہ ولا محل اور طویل محل

و بهی شکسته بوی غریب و سلی چنایا دلی بی و بهی  
 گری بوی بی او را گنایا کی باس ایک مسجد کهنه کی دروازہ  
 یہ چند اشعار بخیر نسخ لکھی میں نظم بجا خوب  
 وقت سعد و فرخ سال و مہ انور چہارم ماہ شہرہ روز  
 جمعہ اکبر سندہ این کی پنج ہند ست از عالم ہجرت  
 شہرہ بود آواز حکم عرب کبیر کہ شد این مسجد اسلام را بنیاد  
 در عالم کہ سقف کنبہ دوستوی با کنبہ انصر بنا  
 سند عالی معیت الدین والدینیا النع اعظم عالمیون خلد  
 بہفت اقسام و نہ کشور و روست بہت او شد مرتب انجمن  
 مسجد کہ کس دارالامان خواند کسی کی کعبہ کینہ داور

مرتب شد بسلج ماه شوال این بنای خیر\* که با دین خیر  
 اندر نامه اعمال خان مصر\* نامزدین ایک مسجد جامع  
 شک سرخ کی بڑی عالیشان ہی کہ آوسکا ہی جواب  
 مالوین بی نشان ہی اکثر جاسی شکستہ ہو گئی ہی بعضی  
 جاسی اوسکی کتبی کی عبارت بڑی نہیں جاتی چنانچہ مصر  
 اول بالکل نثار دی مصر عہد ویم سی لکھا جاتا ہے  
 نظم بہت ہر رکن حطیمش نسخہ بیت الحرام از و تعظیم  
 قدرش چون کبوتر در حرم\* قدسیان اندر طواف  
 او ہمہ عز و کرام\* زرقضای حادثات سوہم را وضاع  
 فلک\* چون برآمد افتاب عمر اوبالی بام\* و ترقیہای

عمرانات و دفع دشمنان \* میکنم بر تو وصیت من بچند و تمام  
 صورت الطاف حق سلطان علاء الدین که هست \* مظهر انوار  
 دین مرآت حاجات نام \* که در تاریخ سال شصت و  
 پنجاه و هشت \* هم بحکم این وصیت این عمارت و تمام \*  
 اور محاذی اس مسجد کی مرار حضرت عبدالعزیز شطرنج پر  
 شاه غوری کا ہی \* دوسرے بقیم علی لکھا ہی \* وحی  
 العظام اور اس قبر کی پاس دوسری قبر پر لفظ  
 ہو اللہ بخیر \* مع اس عبارت کی کندہ ہی \* شنبہ  
 یازدہم ربیع الثانی ہزار چھ و ہشت واقعہ \*  
 اور عقب میں مسجد جامع کی ہو شکشاہ غوری کا مقبرہ کندہ

مرتب شد بسلج ماه شوال این بنای خیر که با دین خیر  
 اندر نامه اعمال خان مصر \* نامزدین ایک مسجد جامع  
 شک سرخ کی بڑی عالیشان ہی کہ او سکا ہی جواب  
 مالوین بی نشان ہی اکثر جاسی شکستہ ہو گئی ہی بعضی  
 جاسی او سکی کتبی کی عبارت بڑی نہیں جاتی چنانچہ مصر  
 اول بالکل ہزاروی مصر عدویم سی لکھا جاتا ہے  
 نظم بہت ہر رکن حطیمش تختہ بیت الحرام از تعظیم  
 قدس چون کہوتر و حرم \* قدسیان اندر طواف  
 او ہمہ عز و کرام \* زرقضای حادثات موسم را وضاع  
 فلک \* چون برآمد افتاب عمر او بالی بام \* و ترقیہای

عمر امانت و دفع دشمنان \* میکنم بر تو وصیت من بچہ و تمام  
 صورت الطاف حق سلطان علاء الدین کہ بہت \* مظہر انوار  
 دین مرآت حاجات نام \* کہ در تاریخ سال ہشتصد و  
 پنجاہ و ہشت \* ہم بحکم این وصیت این عمارت و امام \*  
 اور محاذی اس مسجد کی مرزا حضرت عبدالعزیز شاہ پیر  
 شاہ غوری گاہی \* و سپر بقیم جلی لکھائی و وحی و  
 العظامہ اور اس قبر کی پاس دوسری قبر پر لفظ  
 ہوا لفظ شریف \* مع اس عبارت کی کندہ ہی \*  
 یازدہم ربیع الثانی ہزار و صد و ہشت واقعہ و وہ \*  
 اور عقب میں مسجد جامع کی ہوشنگ شاہ غوری کا مقبرہ کندہ

بہت نامور و مخدوم شک سرخ و مرمر کا بنا ہوا ہی اور اس  
 مشیرین پانی چہرہ ہا ہی اویسی کرامت ہوشنگ شاہ ہی  
 عوام لوگ گمان کرتی ہیں اور نزدیک مسجد کی ایک تالاب  
 اوس میں چند چھوٹی سی سیلوں کی واقع ہیں۔ یہاں ایک قلعہ ہی  
 وہاں ضلع میں صحرائیں وحشت آمین اکثر جہاں ہی  
 و کوستان میں رہتی ہیں نہ کہ اونکی سیاہ اور صورت  
 بہت مکروہ ہوتی ہیں کچھ اونکی نزدیک ایک دوسری  
 نہیں ہوتی دور دور متفرق رہتی ہیں اور بغیر ہر کوئی  
 دست خالی کوئی نہیں رہتا کشتی اونکی صرف بانس کے  
 اور تیر چکی سرکندی کی اور پکان اس غلام کی ہوتی ہیں



ملک پادشہ کے نشانہ میں لکھائی میں کہ چرائی جی  
 اور جاتی ہی پیشہ اور کاجوب فروشی یا قرائی و برائی  
 اول آدمی کو تیرسی مار لی تین بعد اسکی تاشی کرتی تین بعضی  
 کچھ زراعت ہی بموجب اپنی احتیاج کی کر لیتی تین اور شراب  
 سوی کی بہت پیتی تین اور لباس میں سوای ستر پوشی کی  
 اکثر بہتہ رہتی تین کہتی تین کہ خاص شہندی سدر میں  
 بند و ستانگی یہی تین اور ہزار سال سی اتنی سکونت یہیں  
 اور سوای انکی اور لوگ غیر ملکی آئی تین باجمہ و ہان  
 ایک قلعہ سوہن گدہ ہی اسکی نزدیک بہتر بڑا ہی اور بہر  
 یہ عبارت کدہ ہی عیارت بہ العمارت بعد سلطان اعظم

انھا قالن للمعظم العادل جلال الدین ابو الفتح محمد اکبر شاہ  
 خلد اللہ ملکہ مستبہ فریدون و روی حسن ابن حاجی ۹۷۴  
 اور اس قلعہ کی نزدیک تھوڑی نشیب میں ایک مقام بہت  
 دلچسپ و خوش و دلکش ہی اور اکثر عمارات عمدہ اور مکانات  
 دولت افزا موجود ہیں اور ایک مہا دیو کی مورت ہی آویسکو  
 نعل کشہ مہا دیو کہتی ہیں آویسکی دروازہ پر یہ شعر کندہ ہے  
 شعر تو ان کو دن تمام عمر مصروف آپ کل بیاید مکہ می صاحب  
 منزل اور نام اچھی طرح پڑھائیں کیا شاید مظفر خان پور  
 ۹۷۴ اور دوسری طرف دروازہ کی پہلے مرقوم ہے  
 موافق رشتہ سحری بنجرکان اعلیٰ حضرت جہان پناہ ملک پاک

نخل و متوجّه فتح و کن بودند با نجا عید افتاد و رباعی  
 تا کی گوئی بچرخ شد خانه ما \* خندند همه بر دل دیوانه ما \*  
 ز فسانه و یکران بیا عبرت گیر \* زان پیش که بشنود افسانه  
 او و دوسری طرف به لکهای کشته بتاریخ  
 حضرت اکبر شاه فتح و کن \* خاندان نمود و مراجعت و نمود  
 رباعی ویم چندی نشسته و بر صبح بجا \* بکنکه  
 مقبره نوشروان شاه \* و زیاد کنان ز روی عبرت میگفت  
 کو آن همه حشمت و مثال و آن چاه \* آورد و روزه بر فتنه کی  
 ستاره گهائی مشهوری تو بر بیابانی کو دوی راه  
 جانی بی و آن خط عربی به کتب لکهای کشته

در زمان دولت و سلطنت ظل الهی ابن فقیر حقیر طاهر محمد  
 عماد الدین حسن بن سلطان قلی شیروان تحریر یافت  
 شمس جو حروف اصل نہیں پایا وہ اس میں ہی رہ گیا  
 عوض مائتویٰ تعلیمی تک بلکہ تعلیمی سی تا بہ دما رصد  
 سرائین اور سجدین اور مقبری اور محل خراب ویران پڑی  
 میں آور ایک پر کشتی اور تارخین بخط طغرائی و نستعلیق  
 شمس رنجہ کندہ میں اگر سب کو قلم بند کھی نو طوالت  
 کتابت سی دم بند ہو تائی شعر کا کثیر تمام نکر د  
 حرجہ کیرید مختصر کرید کہتی میں مائتویٰ ابتدائی آبادی ہی  
 تبصر و تصرف راجگان میں میں راء مکر اہل و اسلام میں

اول سلطان شمس الدین شمس فی شمس بحرین  
 ماند و بر عزم کیا راجه سوا لک الی با ندوہست شمس  
 و دلاوری کی را آخو کار شکست کہا لی او منہم جو اس  
 فتح کی نسبت میں اسپر او کا فی پیشہ کبیر  
 بادشاہ کی پیشین کنی نظم خبر بہ اہل سما برو  
 جبریل امین و ز فتحنامہ سلطان شمس الدین  
 کہ اہی ملک قدس آسمان مارا بدین بشارت بندہ بکلمہ  
 دائن کہ از بلاد سوا لک شمس السلام کشادہ بارو کہ  
 قلند سپہرائین شہ مجاہد غازی کہ دست شمس را  
 روان چید کرار می کند تحسین بہ سلطان محمد روح کی

یہ قلعہ اہل اسلام کی مانت سی بہر ملک یا شہر بحری میں  
 دوبارہ ناصر الدین محمود بن سلطان شمس الدین شمس  
 فی مالوہ کی طرف نہضت فرمائی راجہ جاسر دیو پانچ ہزار  
 اور دو گھوڑے سپاہ و مسلح و مکمل سی مقابل ہوا اہل اسلام  
 اس وقت بھی فتح کر لیا بعد ناصر الدین کی بہر راجہ کان  
 مالوہ کی قبضہ میں آگیا بعد شہر میں عین الملک  
 ملتان سلطان علاء الدین خلجی کی طرف سی مہم فتح  
 مامور ہوا اس نے اجین و مانڈوا اور چندیرہی و مار مفتوح  
 اور فت سی بہر ملک سلطان دہلی کی تحت حکومت  
 جب کہ سلطان محمد بن فیروز شاہ وارث تاج تخت

دلی ہوا تو آدھی دلاور خاں کے احقاد شراب الدین محمد  
 سی ہتا حاکم مالوہ گیا بعد قتل سلطان محمد کی دلاور خاں کو  
 مالوہ کا حاکم ہوا استقلال ہو گیا بعد اوسکی ہوشنگ شاہ  
 بن دلاور خاں کو مالوہ کا بادشاہ ہوا اوسکی بعد سلطان  
 محمد شاہ بن ہوشنگ شاہ کی تاج شاہی سربر کما اس  
 بادشاہ کو محمود غزنوی نے مسموم کیا تو خود بادشاہ ہو گیا بعد سلطان  
 غیاث الدین بن محمود غزنوی سلطان مالوہ پر مسلط ہوا  
 بعد ازاں سلطان ناصر الدین غزنوی بن غیاث الدین کی حکومت  
 زیب زینت بخشی بعد اوسکی سلطان محمود افشاری سی مقرر  
 و مہارانی ہوا اس بادشاہ سی بہادر شاہ گجراتی کی مالوہ

چہین لیا اور حکومت مالوہ کو ملک کرات پر اضافہ کیا  
 پھر نصیر الدین ہمالیوں سے بھاڑکراتی مقام مندر پر  
 سرکہ آرا ہوا آخر کو ہمالیوں منصور مظفر ہوا جب سلطنت  
 ہمالیوں تزلزل واقع ہوا تو اس وقت میں ملو خان  
 غلام شاہان ماڈولی اپنی مین بنام قادر شاہ لقب  
 کر کی مالوہ پر اپنا تسلط کر لیا جب شیر شاہ کی سلطنت  
 استقلال و اطمینان حاصل ہوا تو اس نے قادر شاہ  
 ماڈو کو چہین لیا اور شجاعت خان کو مالومی کا  
 صوبہ کر دیا جب شیر شاہ و سلیم شاہ فی جہان شاہ  
 سے عساکر باقی کو رحلت فرمائی تو شجاعت خان



یہی بادشاہ مستقل میں بیٹھا اسکی بعد باز پسا و اسکا بیٹا  
تحت نشین مالوہ ہوا اسکو فوج جلال الدین اکبری مالوہ سی  
منہزم کر کی از سر نو مالوہ کو داخل ملک سورجیہ کیا وقت  
سی محمد شاہ یکشاہان دہلی کی پاس رہا بعد ازاں کی پٹیوانی  
پنوار کو پہونچا فقہ

ذکر شہر اندور

اگرچہ احوال بشارت منوال اندور کا اور اخبار عظمت آثار  
و مالکی فرمان روایان ذمی احشام کا کتاب باغ فوجہار  
یعنی نصر نامہ عالیجاہ انجم سپاہ مہاراجہ و ہراج سہیت  
جسوت راو کو جی ملکہ بہادر دام ملکہم و ملکہم اور تاریخ مالوہ میں  
منشی صاحب صحیح فضل و کمال اشرف السادات کرام سید کریم

فی بہت مفصل و شرح لکھا ہی کہ جو جن کہ وہ شہر اپنا ہے  
 ملازم و مجاہدی اور حق نعمت خداوندی اور سپاس الطاف  
 اعلیٰ اوس و دوستان رفیع البیان کا ہمپر واجب ہی  
 اسو اسطی سندرج جو ناچکہ حالات مسرت و مسامت اوس میں فصل  
 اور اذکار و خوشگوار اوسکی صد نشینان نامدار کا اس کتاب  
 سراپا نگارین موجب اعتبار و افتخار سمجھا اور تہوار ایک  
 بطریق ایجاز و اختصار کی اس نسخہ و لنوار میں لکھا ہی تکلف  
 شہر ہند و رطلک مالوہ میں کمال امنیت آبادی ہی اپنا نظیر  
 نہیں رکھتا اور کثرت علم و سہر میں روم و خراسان کو خیال  
 میں نہیں لانا حقیقتاً قطعہ ہند و چار سو مالوہ میں گویا طائر جان

پاک ہی قفسِ عنصرِ لطیف میں پاؤں روشن ہی شبستان  
 تنِ نطفینِ او سکی صبحِ نورانی کی رو برو رخِ افشان  
 ندور و آدراو سکی شوقِ شام ہی چہرہ شبِ بد اسہ خرو  
 لگتا ہی صحنِ آسمانِ او سکی فضا ہی جاننمرا کی سوا خواہ  
 در فراخی عرصہ عالمِ او سکی بر کوچہ و بازار کی فروشِ شاہِ حبیب  
 نفیس نظائسِ کارخانہ موجودات ہی وہاں موجود و آدرا عدم  
 شئی اشیا ثنائین ہی او میں مفعول و عماراتِ بود و باس  
 خواص و عوام ہمہ پایہ تصور حیاتِ عتبہ و ربڑ یک  
 او کا بامِ کرپاسِ آسمان دروازہ و درخانہ فلکِ مذہب  
 کہ نو تعمیر ہمارا جبہ صاحب ہی الٰہی کہ بلند پروازی عشق

نظراء سکی کنگرہ ضعیف ہی شبانہ بند قصورنا رسائی  
 اور او سکی حسن و لطافت عمارت ہفت منزل سی منازل مسیح  
 سیارہ سر نکون شرمساری ہر بازار او سکا دکا کین و چو فتنہ  
 رشک تخیل گلستان ہر گزر گاہ او سکا ابنوہ خلافت سی  
 دریای اوسیان صرافہ من زر و سرخ و سفیدی انبار س  
 و قمر ہر طرف نمایان ہزار خانہ من بوقت سحر و قی بارہ رنگا  
 رنگ سی ہر جانب بہار بی خزان جو اہر زو اہر جو ہر پان  
 جو ہر ہی بازار چشمک زن چشم انجم حشاش طوائیف  
 بار بدترانہ زہر چین بغمہ دلکش و نگاہ جان گل سی رزن  
 دین و ایمان لطمہ چہ اندو راب روی ہفت اقلیم\*

دنگ چین برو نامش بہ تعظیم و قلم در عرصہ ایساو  
 و تلوین و ندین محبین شہری بہترین و کشتی میں کہ  
 اسد ایس اندور ایک چوٹا سا قویہ تھا اس مقام کو سریت  
 ابدہ بانصافی کہ بزرگان خاندان مہاراجہ ملکہاوری  
 بڑی صاحب عظمت شوکت اور منتظم حکومت و ریاست  
 تہیں ہیکر کی اسکی تزیید آبادی میں بہت سی رونمائی بعد  
 اوتکی مہاراجہ جو منت راو ملکہاوری اپنی بود و باش  
 سی اس شہر کو زیادہ رونق و ترقی بخشی پھر مہاراجہ  
 مہار راو ملکہاوری اوتکی خلف رشید کی زمانہ میں پٹا  
 محمود آباد ان ہوا مگر جیسا کہ درمیان اس مقام محمود

اور پلہ مسعودی عہد ہمالیوں میں بہار اچھ  
 والا جاہ خدایوں بناہ فلک مار کاہ کو اکب سپاہ کبوان بہت  
 بہرام صولت خورشید جناب تہال رکاب کو ہر بحر سخاوت  
 و کرمت جو شمشیر شجاعت و قوت آفرع اعلا مفتح  
 و نصرت قانع بنیاد ظلم و بدعت قتل ملون فطرت پوشیدہ  
 عدالت کہ کستان ملک ملوہ اونکی سحاب فیض  
 و انتظام سی باغ ہمیشہ بہار اور ریاض شہزادہ دور اونکی  
 شہسبازی نصفت و عدالت سی گلشن بہار و رباعی و غار  
 اونکی بخشش و فیض سانی کی گلی عروق غیرت سی پانی پانی تہ  
 و سہان اونکی دست جو و کرم کی غم حسرت میں شکستان

بر نیای تو کی دور سیاست و انصاف من مور کو  
 عین سیمائی ہی اور ارک کو منصب گدہ بانجی او کی دربار  
 قدر دانی اور حقیقت کا ہی من علم کو دستار فضیلت ہی  
 اور نیز کو قبا ی عزت نظم امیر ہی جسم قدر رستم  
 توانی \* فریدون و نوکیلا بس شانی \* سکندر شوکتی وارا  
 کلا ہی \* عنصر سطورنی \* آہو نکا ہی \* یعنی مہاراجہ  
 گنجی را و ملکہ بہادرین اصلاح و سید بائی ہی کہی  
 اور جو آریس و خولی اس شہر کو وادستمنی و صفات  
 عقل خلقی اور امتیاز حبیلہ واقع ہوئی ہی اس واسطی  
 بعد سیاحت ہندوستان اور شاہدہ عمارات او میں

ملکِ حنت نشان کی اس شہر کی ترتیب و کاکین  
 و وسعتِ بازار و انتظامِ ملک و رفاهیتِ مخلوقات  
 میں بہت توجہ فرمائی ہی اوسکی رونق و آبادی سبب  
 و شام میں و نرات کی مفارقت ہی اور اوسکی نہایت  
 و تازگی سی بہت پرین میں زمین و آسمان کی مسامتہ  
 کھارہ شہر پرست مشرق کو دوزخیاں آگلی ملی ہیں  
 اور ایک ہو گی جانبِ شمال کو روان ہوئی ہیں اور سب  
 ایک پل سنگین بہت مضبوط و مستحکم ہے باہر صاحب  
 بنت راجہ جوٹ راوہر پہاڑی حب لاشا و صاحب  
 عالی شان نوشیروان زمان سترار برت تارہ کا



مجلس صاحب پور زیدت اندور کی بنوایا ہی اور شہری  
 کوں پر کی فاصلہ پچاساونی اکڑ پڑی ہی و تین  
 صاحبکان بہادر مدوح کی کوٹھی ہی اور جو پر کسہ کہ ریا  
 اندور کی مستقل میں اونکی نام یہ ہیں ستانور و تالپور  
 بیتان حاصل پور گانہ کوٹ مہر چنگرہ بجا گدہ  
 کیر گون رانی پور عالم پور عہد پور رانم پورہ  
 بیان پورہ کیر دورہ اشتری مناسہ حسبہ  
 گونہ نرائن گدہ سندھو سی سخیل کوٹری گانہ  
 ترانہ زیر پور ماحل پور گانہ پور بنادر مہوج  
 برکانہ سندھو سی تیس لاسری ستارہ پورہ

چارہ کنجاورہ کو کوسیر بتاند کہ چنڈوہ مہسر اس علاقہ  
 میں دریای نربدا کی کنارہ پر بہت قدیم شہر ہی تعمیر راجہ  
 مہس مان اکثر یہ مکان ریاست گاہ حکام ریاست خاصاً  
 اسلاف مہاراجہ صاحب پشتر و نہیں رہا کہیں نے  
 چنانچہ مہاراجہ جوت راو لکھیا و پشتر و نہیں رہتی تھے  
 آسمین ایک قلعہ بھی واقع ہی اور درمیان قلعہ اور  
 دریا کی ایک کہاٹ سنگین اور مندر بر اوسع طبع  
 بہت تحلف آرائین سی اہلیہ بائیس صاحبہ فی بنایا  
 و کیا کہاٹ و مندر مالوہ میں کسی فی نہیں بنایا ہی کہیں  
 کہ جتنی دیوتا بنارس میں ہیں اوسے مہسر میں ہیں

چند و سه ایک قصبه ہی آبادی اوسین کم ہی اوس  
 سی شرق رو ایک کوہ ہی اوس ہمار کو تراش کے  
 بہت مکان و مکان بنائی ہیں آب انگر شکستہ پری

ہیں مگر ایک مندر ثابت و قائم ہی کھرگون بہت  
 آبادی اوسین مزار و خانقاہیں بسترہیں و خان  
 ایک و گاہ موسیٰ شہید کی ہی اوس مقام پر ایک  
 بہتر پڑای اوس پر یہ نظم کندہ ہی نظم

و چہاں داوری شاہچہاں کہ چہاں یافتہ اندو  
 زینت وزین از محمد شہ اورنگ آرای چون طین  
 درین ملک حسین ساخت این رضوہ پیش اندیشی

چه و کاخش همه شد منصب عین \* بوکره انجا برسد  
 اهل دلی \* لحظه وارسد از کلفت و شین \* بدعا  
 پاو کند از ره لطف \* خیر بنیاد بر بشتین \* زورم  
 پیر خرد و ناخوش \* ابدی کشن درویش حسین \*  
 آب روضه موسی شیبید کاگر برای فقط سید ابن  
 ایک قبر باقی هی اوسکا چو تر \*  
 بنایای اوسچر به شعله کند \*  
 ارسته درگاه شهید اکبر \*  
 رام پوره علاقه اندوزین بر شهر فیم هی کتاب اکثر  
 ویران بوکیای گرواردکی شهر پناه \*  
 بی سولتی هی ایقتنه

دمان شکستہ پڑا ہی خلقت ہر قوم کی رہتی ہی موت  
 اپنی و فولادی مثل تلوار و گتھی و غیرہ اور بعضی سپاہ  
 نقرہ عطر دان و کلاب پاش و تہائی خوب شہتی میں بین  
 کی روسا کی اولاد میں ایک دیوان مذہب شکہ باقی میں سرکار  
 ملکہ بادشہی کچھ جاگیر رکھتی ہیں۔ بہانہ پور متعلقہ اندوڑ  
 ایک چھوٹا سا قصبہ بہت آبادی ہمارا چھوٹا جوٹا  
 ملکہ بادشہی دہلی و فات پائی ہی اونکی چھتری ہی  
 بہت عمارات عالی شان سی دہلی میں بی ہوئی ہے  
 اور آدھین اونکی صورت رکھی ہوئی ہی ہر روز اس محل  
 غسل دیتی ہیں اور زبور و پوشاک پہنا کر دربار اندوڑ

کرتی ہیں اور چونکہ وہ عصابہ دار اور غلیظ گھوڑی ہوا  
 و سیاہی حاضر ہوتی ہیں اہل مجلس کو عطر لگاتے ہیں  
 اور کیشنبہ کو سواری ہوتی ہے دوس سویت کو بالکی میں  
 بیٹھا کہ مقام انتقال پر لاتی ہیں اور تمام جلوس ہمراہ ہوتا ہے  
 پھر چہتری میں لاکے رکھ دیتی ہیں اور بیان پورہ کی  
 سات کوس کی فاصلہ پر اوپر ہمارے کی سیکلج گدگد کا  
 قطعہ ہی مگر آب ٹوٹا پڑا ہی ہمارا چہرہ جنت اور ملک بہادر  
 اسی قطعہ میں تو پین دہلتی تھی اور سرکار انگریزی کی  
 ساتھ لڑتی کا اور اوکھا کرتی تھی اوتھی کی حرارت سی  
 اونکی دماغین خلل پیدا ہوا اور ان کو دیوانہ ہو گئی اور

اور انتقال کر گئی اہل نواح کی احوال فرمائی شمال  
 اس خاندان غصت تو آمان کا اسطرح مرقوم کیا  
 کہ اہل اچھوتوں کی ہلک و کھن میں ایک شخص باہی  
 ہلک تھی ہشتہ قریب ہل کی اور زبان مرہی ساکن کو  
 اہی میں تو ہلک کی محنت میں رہی والی ہل کی عرض  
 باہی ہلک کی دو وزندہ مار پداہی ہلک خفت دین کو  
 کنداجی ہلک اور پداہی کو ہو کا جی ہلک تھی ہشتہ  
 کیا رہو ستر عریض کنداجی ہلک کی کاشا جاہ چلے  
 بہار راو ہلک کی ہلک کی چراغ حودہ اقبال ہلک کی  
 روشن کیا جسک انکی عمر چار سو سی ہوئی تو کنداجی کی

عالم فانی سے سفر جاو والی اختیار کیا بعد چند روز  
 کی انکی والدہ ماجدہ سبب ناما سازھی قبائل تورہ کی  
 بیٹی برادر حقیقی نوائن جی کی پال خاندان کو جیلے  
 گئیں وہ اپنی وطن میں ایک زمینداران معزز و  
 ناموری تھی انہوں نے ملہار راو لکر اپنی خواہر زادی  
 کی غور و پرورش میں بہت سعی و کوشش روا رکھی  
 اور کچھ کار زمینداری بھی انکو تفویض کیا کہتی ہیں  
 کہ ابتدائی عمر و عالم طفولیت ہی انار عظمت و آیات  
 ملہار راو بہادر کی جبین اقبال اکین اور چہرہ جلد  
 قرین ہی چشم و درین قیافہ شناسان در ان میں



نظر آبی تہن چہ ناخنہ اکوڑ جنگلین سبب سحر  
 ریاضات کی اس بیدار نعت پر خواب غفلت نے غلبہ کیا  
 تو اسی میدانِ نشت میں اپنی روی رشک کو مقابل  
 افتاب کر کی سورہ اتنی میں ایک مار قوی جھٹہ پیدا ہوا  
 اور اپنی کفجہ پر باد کو آفتابی بنا کر اس کی خسار خوشید  
 ضیا پر سایہ کر کی کہرا ہو گیا کہتی ہیں کہ اگر لوگوں نے  
 یہ ماجرای عجیب چشم خود دیکھا اور یہ شعر بڑا  
 شعرا می در رخ تو پیدا انوار بادشاہی و در فکر تو  
 بہنہاں صد حکمت الہی \* جب یہہ شکون تری  
 بہت و اقبال اور فال و خندہ مال مہار او بہادر کی

ماسو کی سح سیمون میں پہونچا تو زیادہ تر نوازش  
 و اطفال انکی حال پر جائز رکھا اور بہت تربیت تعلیم  
 انکی حق میں مصروف رکھی اور کچھ سوار سرائین جی کی  
 جو سردار باندیا مرثوئی کی ملازمت میں رہتی تھی ان  
 سواروں کی افسری انکی نام نامی پر مقرر کر دی چونکہ  
 حکیم علی الاطلاق یعنی عقل و دانا فی اور شجاعت تھوڑی  
 بہار راوہادر کی خلقت میں با صبح بیداری تھی اور  
 اسکو قدرت ہی کبھی وہ ذرہ کو آفتاب کرنا ہی اور  
 کبھی کا کو کلوہ بنانا ہی شمس جاعی کہ بوسا فکن  
 پر تو ہر شاخ و خورشید بوسا فکن عیدہ جہاں چند روز

انسی بیت کار نمایان ظهور میں آئی خصوصاً نظام  
الملک ولی حیدر آباد کی جنگ میں کسی سردار نے انکی  
ساتھی جام شہادت نوش کیا اور وقت انکا کوس  
اقبال زیادہ تر بلند آواز ہوا اوس زمانہ میں شہزادہ  
نیابی دختر نیک اختر کی شادی انکی ساتھ کر دی اور  
ابنی عروس عزت کو انکی دامادی محی ریب وزیرت بخشی  
جبکہ نکبت نسیم جو انمردی و دلاوری اوس محل بوستان  
نجات کی تمام کل زمین ملک دکن میں منتشر ہوئی تو  
سر عینت بیٹا صاحب نے انکو اپنی پاس بلوایا اور اپنے  
سوار کی افسری سنی انکو سردار اور خدایا آہوئی رفت  
برادر عینت موصوف میں اکثر قلعہ اور شہر و کھنڈ

مالک جنوب میں منہم کی اور بعضی راہوں میں  
 نظام علیخان سی ہی متفرق منصوبہ ہوئی اور اس کے  
 جلد میں پیشوا صاحب فی بہار را وہاں کو مہر  
 مع بارہ برگون کی رندہ سی جانب شمال کو عتابت  
 بہت مہر کو تشریف لای بعد چند مدت کی مہاراجہ مالوہ  
 انکی سرکردگی میں تعویض ہوئی اور وہاں مہاراجہ مالوہ  
 فوج پیشوا صاحب سی براہولی مہاراجہ بہار را وہاں  
 را گیا اور وقت سی اندوز ہی انکی حاکم میں پیشوا صاحب  
 مرحمت فرمایا پھر انکو یہی بذاتہ بہت اقتدار اور  
 فوج جو حاصل ہو گئی دکن میں مالک راجہ پٹانہ وغیرہ

انکو جنگ و معرکے در پیش رہی اور اکثر فتحیاب و فزونی  
 ہوئی رہی جسکے کہندی را و ملکر انکی بیٹی گھیر کی فتح  
 را اُنی میں ماری گئی تو انکو نہایت غم و اَلم ہوا مہار  
 بہادر فی جہتر بر سکی عمر میں عالم پور فتح بندل کہندی  
 رحلت فرمائی بعد انکی مای را و سپر کہندی را و مٹوئی  
 پوئی مہار را و ملکر بہادر کی مربع نشین صدر حکومت ہوئے  
 اور بعد نو مہنی کی بکشتہ کو سد ماری اتنی بے مسرت  
 ایسے باقی صاحبہ ماورائی را و بی بی کہندی را و ہوئے  
 مہار را و ملکر بہادر کی کہ یہ مخدرہ محترمہ خاندان سیدیہ  
 بہادری تھیں صلوہ آری ہوج ریاست ہوئے اور کوچی

را و ملکر بن جانو جی بن ہو کا جی بن با جی ملکر کو  
 سپہ سالار فوج اور نائب ریاست کیا انکو یہی  
 اطاعت بائصاحبہ موصوفہ میں اکثر اتفاق فوج کشی  
 و سرکرہ داری را کہتی ہیں یہ اہلبہ بائصاحبہ ہست  
 با عصمت و عفت تہن اور موافق اپنی دین و مذہب کے  
 ہمیشہ زہد و عبادت میں مصروف رہتی تہن اور با وجود  
 اشغال حق پرستی کی عدالت انصاف اور عا یا پروری  
 اور انتظام دنیوی میں ہی اپنا ثانی نہ رکھتی تہن اور امت  
 و سخاوت میں بہت نامور تہن بیس برس کی عمر ہی تا شہادت  
 کمال نظم و نسق اور نیکیا می ری ریاست حکمرانی کر لی تہن

اور مدام الحیات کسی دشمن و مخالفت کو انکی ملک سے جڑ  
 و ستیا بی ہونی جبکہ بایضا صاحبہ فی وفات باقی  
 تو ملک جو راو ملک ہا در سپہ سالار مذکور مالک ریاست  
 ہوئی اور دوسرے زندہ رہی انکی چار حلقہ بارون  
 باقی ہی اول کاشی راو ملک دوم ملہار راو ملک سوم  
 استہوجی ملک چہارم جونت راو ملک باقی صاحبہ  
 اور ملک جو فی اپنی زمانہ حیات میں کاشی راو بڑی  
 بیٹی کی واسطی کہ او میں مادہ شجاعت و بروی اور قابلیت  
 انتظام و ملک راہی مایکل نہ ہتا ریاست و سرداری  
 اور جو و باسن مہر خیز کی اور ملہار راو ملک چہارم

فوجدار ی سپہ سالاری کہ انکی طبیعت میں بہہ تمام  
 استعداد و بہادری ہوشیاری پایا جاتا تھا مضر رکھا  
 لیکن بعد ہمارا جہ تگوجی کی یہ تدبیر و انتظام قائم  
 اور دونوں بہاؤ نہیں اتفاق ہوا تو رہا سہم نزاع و جدوجہد  
 ہوئی لگا آخر دونوں بہاؤ پیشوا صاحب کے خدمت میں  
 گئی مہاراجہ دولت راوسنید یہ کاشی راو کی طرف  
 لڑکی اپنی سچی سی اوسکو کڈی پر ہٹا دیا اور مہاراجہ  
 وغالی صفت فنا پہنا کر رش ملک عدم کرویا اس  
 حالت میں مہاراجہ جو نت راو ملک بہادر حولی بہاؤ  
 مہاراجہ راو مقتول کی اپنی پایکاہ اور کچھ جو اہر لیکر چلی گئی



راکھو جی ہوسلہ فی بجای جہان نوازی کی انجام  
 سرائیہ جہین لیا اور مقید کر دیا تہ بعد جہ مہنہ کے  
 اپنی شجاعت و دلیری سی قید خانہ سی نکل گئی فوج ناکبور  
 فی انجام قہر کر کی پھر گرفتار کر لیا بار دوم سیاہ  
 محافظین کو متفق کر کی پھر زندان سی گزران ہوئی  
 اور بخط مستقیم خاندیس میں چھٹا ہوا اپنی کر دی پاک  
 پہنچی کر جی فی انکو ایک کہوڑا اور تین سو روپہ دی  
 اور طرف مالوہ کی رخصت کیا اول نذر بار میں کوئی پہل  
 اپنی قوم کا سردار تھا اسکی پاس رہی بہر بردانی اور  
 دہم بوری کی طرف آئی بعدہ چہ مدت دہا میں اقامت

ومان انگلی پاس بہت سوار پیداوونکی جمعیت ہوئی پھر  
 انہونی ارادہ انتزاع ملک موروثی کا کیا تمام فوج ہمارا  
 معتول کی انگلی پاس حاضر ہوئی انہونی تمام ملک کا شہزاد  
 اپنی بڑی بیانی سی چھین لیا اور کھنڈی راہ پر ہمارا  
 اپنی ہتھی کو صدر ریاست پر بٹھا دیا اور خود با فوج گراں  
 و شکر بی پایان شوہر و اثاثہ قیامت برجا کر نی لگی  
 کہی صفحہ ملک سبند یہ کوزر وزیر کرتی تھی اور کہی  
 قلمرو مشوا صاحب کو اولیٰ تھی کہی ملک راجہ پانہ انسی  
 کا بیٹا تھا اور کہی امواج انگریزی سی مقابلہ تھا تمام عمر  
 اس طرح گزری آخر کو بیان پورہ میں اپنی نفس نفیس سی

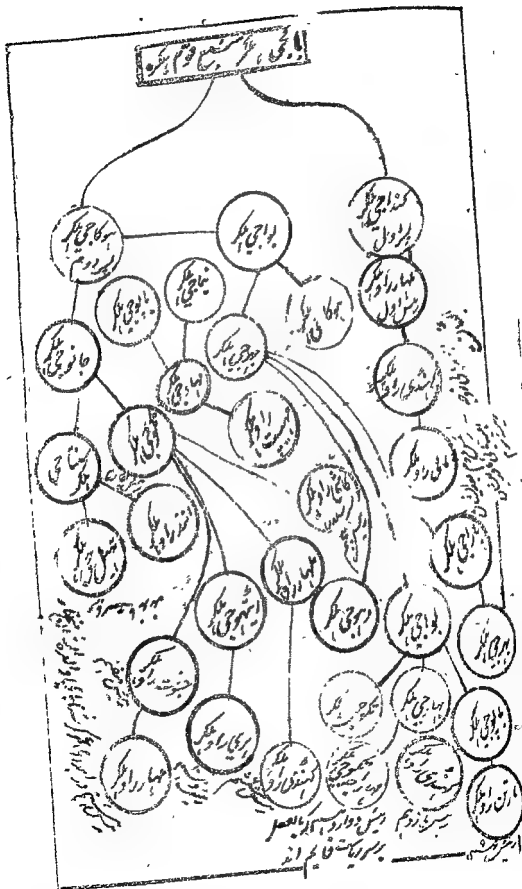
تو بین و ملا کرتی تھی اسی کے خوارت آتش سے منہ مٹھل  
 اور مزاج میں جنوں ہو گیا اور وہیں مر گئی بعد انکی مہاراجہ  
 مہاراجہ پور انکی بیٹی کو کہ بہت خور و مال تھی مسند نشین کیا  
 اور انکی والدہ کمرشنا بائیس صاحبہ کو کا رختاری رہا  
 مفوض ہوا جب یہ جوان ہوئی تو عیش و عشرت میں بہت  
 رہی تھی اور شکاری نہایت شوق رکھتی تھی آخر ضیاء و قضا  
 پنک اصل سے عین جوانی میں انکی ہی اہوی جاگ نکلا  
 لایا چونکہ کاشانہ دولت و اقبال مہاراجہ پور میں  
 کوئی چشم چراغ وارث ملک دولت نہ تھا مارتن راوٹ  
 بن باپوٹ کو کہ مہاراجہ پور میں اپنی حیات میں منہی کیا تھا

مسند حکومت پر پشایا آونکی عهد ریاست میں بعد  
چند روز کی ہری راو ہکر بہادرین ایشوچی ہکر ہتھی ہمارا  
جوت راو ہکر نی کہ ایک مدت سی ہیر میں مقید تھے  
خروج کیا اور مارٹن راو کو خارج کر کی بروز خود گدی پر پوٹی  
جسکہ زبردستی اجل فی انکی ہی جان نازک کو ملک حیات سی  
استخراج کیا انکی اولاد میں سوای اکہ بیٹی کو کوئی بیٹا  
نہا ہمارا کہندی راو ہکرین با پوجی برادر مارٹن  
گو دی کہ جوہ آرای چار باش ریاست کیا چند روز میں  
واسق قضانی انکی تباہ حیات کو عرصہ ملک دولت  
پیشا آونکی بعد تجویز سرکار فیض مدار انگریزی سی ہمارا کہ پوجی

بہادر بن بہاوجی ہلکر کہ اسی خاندان ملک بنیان کے  
 آفتاب تابان اور کوکب خستہ میں بالفعل زینت بخش  
 صدر شروٹ و ریاست اور زیب افزای و سادہ خست  
 و نکست میں اور اب اندور اوہین کی فرقدوم دولت  
 اور ذات سعادت مقصرون سی خلد ثانی اور بیت جاودا  
 کھلاتا ہی کہ کئی سائیہ اقبال ہر وال اور خیر کشت  
 و اجلال کو مفارق انام و روس خواص و عوام پر تا یوم اقام  
 محلد دستہ ام رکھی نظم جوان و جوان بخت شہنشاہ  
 بدولت جوان و بہ تدبیر پیر بہ دانش بزرگ و بہت بلند  
 باز و دلیر و بدل ہوتے۔ ازان پیش حق پائے پیش تو

کہ دست ضعیفان بجاہش توبست ۔ چنان ہا کہ سترد  
 بر عالمی کہ زالی نیندیشد از رستی \* نیکو دار یار لطیف  
 خودش \* بہر ہیز ز آسیب چشم بدش \* غم از دشمن  
 ناپسندش مباد \* زد و دران گیتی کز دشمن مباد \* واسطی  
 تشریح و توضیح کی شجرہ بہی اس خاندان عالمی کا  
 قسم بندہ کی اس کتاب رشک کستان کو نہایت  
 و تازگی تازہ دینا ہوں اور ثمرہ گلست نظار گمان کو

شرین کلام کرتا ہوں







سینہ بیہوشین اول را نوچی کو شروت حاصل ہوئی  
 چنانچہ حال انکی ترقی کا اس طرح مشہور کرتی ہیں کہ را نوچی  
 سینہ بیہوشی را پیشوا کی خدمتکاری میں نوکرتی اور  
 عہدہ تعلیم برداری سے اسے انوار میں رکھتی تھی ایک شب  
 اپنی اقای مادر کی پاپوش میں صدفِ نعل میں بیٹھی تھی  
 کہ انپر خواب راحت کی غلبہ کیا یہ وہی طای دراز ہو گئی  
 اور کفش کو سینہ پر رکھ کر سو گئی جبکہ مجلس برسات  
 ہوئی اور پیشوا صاحب پیرای تو را نوچی کو جو غفلت  
 میں بیخبر دیکھا کہ چوٹا اپنا انکی ہاتھ میں چھاتی پر رکھا ہوا  
 اس جدت کی دیکھتی سی پیشوا صاحب کی

دلمین انکا کمال روح و اعتقاد اور حسن عقیدت و اظہار  
 ثابت ہوا اور اپنی خاطر شد شناس میں منقش کیا  
 کہ اس شخص کی ادنیٰ شئی میں بہہ امانت داری و حیرت  
 ہی تو اسورات اعلیٰ میں بمرتبہ اولیٰ اس سی حفاظت  
 و ہوشیاری ہو رہی ہو گی اور نہایت خیر اندیشی ہو  
 سی مصدکار نمایان اور مورخین بی پایان ہو دیکھا  
 غرض رانوجی کو جگایا گیا دولت اقبال فی رانوجی  
 یابین برائی اور نکی بہت غنودہ کو بیدار کیا اور اس وقت  
 سی انکو مراتب اعلیٰ اور مدارج والا پر پہنچانا شروع کیا  
 یہاں تک کہ صاحب ملک و حشم کر دیا۔ **نظم**

ای ذات پاک تو ز همه ماسوا سوا از درگاه تو یافته  
 بر بی توانا و آس جگر سی دریافت کرنا چاہی کہ احاطہ  
 صادق و فرمان برداری خالص کو ہر آئینہ تاثیر لازم  
 اور یہ ثابت رائجی کس طرح خدمت رائج اور عقیدت  
 والی سی اپنی مخدوم کا مقبول ہوا اور صرف ایک بندگی  
 ارادت میں ہزاروں کا خداوند کہلا یا پس جو شخص کہ اس  
 شہنشاہ حقیقی اور مالک ملک تحقیقی کی حضور میں صدق  
 عیوب اور خلوص نسبت ہی حاضر ہوا اور اس کی دوست  
 اور و آمانت احکام میں حرکت خیانت ہوا تو کہو کہ  
 کاروانی ہفت اقلیم ماسوا اور انک نشین شہستان ملکوت ہوا



# خاتمه کتاب پیر نخست

از پیر محمد ان محمد سعید بخت

الحمد لله على احسانه ونعمائه والصلاة والسلام على محمد وآله  
 واصحابه وسلم اما بعد بر حرات ضمیر تعقل مصیر ارباب پیر  
 و سخیل خاطر دانش پذیر اصحاب پیر گیاره صورت شناسد این معنی  
 و تمثال عروس این بدعا جو نه است که هرگاه قدم مذرت  
 منشی در لایزال کون و ثبات و خامه بدیع نگار تالیف  
 شکر نامه موجودات اقتضای تعبد و اصلاح افعال طیار  
 جهانیان و تهذیب تربیت ساد و لوحان خواطر عالمیان  
 میکند والا کو بری عالی است کرامی جوهری بنده مرتبت را

تو حق هدایت و نمودنی طریق سعادت و استعداد بین سیر  
 و اخبار سر اسرافات که شایسته تنظیم صواب امور معاش  
 و لازم حصول سعادت حسن معاد شد و برای آن نقش فاضل  
 و محامد ابدی و طراز شریف بلند نامی سرمدی منقوش  
 الواح السنه روزگار ثبت اوراق سفینه لیل و نهار ماند  
 عطا و نایب چنانچه درین ایام خسته و خجام و زمان  
 فرخی التزام خلعت فاخره این منصب و لایه مشور سعادت  
 این نیت علیا بر قامت کرامی نام نامی پسندارامی  
 و سروری زینت بخش صدر اہبت و برتری مهر سپهر  
 دولت و اقبال تیر برج شوکت و اجلال سکندر طالع

خلیل نوال مظلعت ملک خصال شیرین بهشت بهر می بهادی  
 نهنک دریای دلیری دلادری بهمن میدان نصرت  
 ویروزی اسفند یار معرکه فتوت و جواهر می شمسوار مضار  
 فتوحات غیبی موز و میوضات لاریبی بهار پیرامی گلشن  
 فرنگ و انشوری تخلص ریاض فضل و سرب وری و صیغه  
 سخن وری و نکته دانی رموز دان غوامض علوم بلاغت  
 و معانی نور دیده علم و حیا سرمه چشم مروت و وفا معده  
 ظم و اطفال مظلوم نواز نصفت پیرا که عدل نوشیروان  
 نقیست از کتاب قانون عدالتش و کارنامه درستان  
 افتاده است بین واقعات شمعش عقل کل جزو

از انتخاب رای از پیش حکم قضا طاعت است بر همین  
 فرامینش آبرو نیانی قطره است پیش اسباب دست  
 فیض آموختن تملیج عالمی موجه است از قلم طراز این  
 جوهر زرا از کثرت نوالش جز نبشت غنچه کل باقی نماند  
 و در از فرط انعاش غیر از روح دین با قوت لبان نظر بنا  
 مشکواه شریعت غرا از شعل غیرت پیش در پیش شبنم  
 ملت بیضا از شمع دایت پیش سیرین حسن و خاتم جفا  
 از شعله برق سیل نابود و بی نشان و کز ارمین و حث  
 از آب بیخ نصفتش شکفته در بان ابیات سکند شوی  
 دار اعلامی « فریدون حشمتی حبیب عالمی » بطور



بطور معرفت موسی کمالی \* بمصر و لبري يوسف جمالی \*  
 غصه نعلانی رسم کمالی \* بیان سرور می سرور حانی \*  
 سمنه آسمان در زیر آتش \* مه و انجم نجوم چاکرانش \*  
 بزرگم او اقلیم تقدیس \* یکی از معتبان اوست حسن \*  
 رخش خوشید و مه آینه دارش \* عطار و خانه نکین \*  
 نارس \* شکارش شیر کرد و نهم جو خرگوش \* بقدرش \*  
 سبک چون حلقه و کوش \* پیش نقش آن بزرگوار \*  
 خط از خون می نویسد کلک مانی \* عاینها ان والا \*  
 دو دمان رسیع ایشان همو همگان مستعین منزه است \*  
 تحت الم و له لوا پنهان محمد خان بجا و نو کجای خدای \*  
 خدای

دولته علی المقارق العبدین مشین و مرین فرموده که آن  
 عذیب نغمه سرای کلشن فصاحت بلاغت طوطی  
 شکر مقال طافت لطافت ابن کتاب سعادت آباد  
 کتاب مجموعه دانش و آگاهی صحیفه حکمت و شناسایی  
 کل الجواهر دیده اولی الابصار عینک و بین چشم اعتبار  
 شامه رعنا می طوبه کاه سخندان عروس زیبا محبت  
 و معانی سخن زر و گوهر حدیث و حکایات پند جانان  
 معدن جواهر و ابر لطائف و تصانیع و نشین گلستان  
 رباعین سر و نشاط طوبای خلد برین و حیات و نساء  
 که شوق طبع میستدایان را خواندن است و درین

استعداد است و کام منتہیان را مضطالعہ اسرار و انوار  
 لطف خدا داد و بوسہ تائید است کہ از رحمت صفی اسرار  
 کلین مضمون تازہ نشود و غایب نہ و بہشتی نصرت کہ از  
 منظر لفظش جو ران معانی سر بر آورده آمینہ چہرہ پاک  
 صفت است کہ در حجب لطافت جوہر و سطرس مرآت  
 سکنہ ری سنگ حسرت بر سینہ نہادہ جوہر شبح موج  
 معرفت است کہ پیش کاسہ کز آب وایزہ بر حوض جام  
 جهان نای کنجسروی و از گون افتادہ ہر روش  
 صحیفہ تہذیب اخلاق است ارباب صدق و صفار  
 بر جوشن جریدہ دستور العمل است سہریان زمان و نارا

صفحه اس سنگ فسانت تیغ ناطقه را و سخنش در  
 شاهوار است کوشش سامعه را کجی است مال مال لالی سخنها  
 حقایق و معارف نامستهای و جو نیست معلومی لغامی  
 بیغایت ادراک کنهات الهی شامه کلام فارسی است که بحال  
 پیرایه عبارت اردو آراسته یا عروس زبان هند است  
 که بهر صفت الفاظ فارسی زینت تازه یافته قدشنا  
 جوهر سخن دانند که این گونه رقم تازه در بازار سخن ران  
 هندی برباط تصنیف مسیح مصنفی ندیده و احدی از  
 برایان تحریر قصص اخبار اینچنین کل و یاسین مضامین  
 انگیزین و کلشن نشر هندی بدین روش تشکلهای همانان

بزم وحدت است که سینه شایه پلاس روشی بجا بگرد  
 با طعم خامه است که تاشای شهر و بیابان بچشم زدن جلوه  
 آینه گیتی ناست که تاشیل عکس عالم گوناگون در روی آرا  
 با قریح کن فیکون است که صور جهان بود و نوبن را یک  
 کشیده الحقیق عیسی اعجاز بدم صبر و خوبی زبان جوت  
 و الفاظ را بخش در آورده یا خضر خامه با بحیات سر چشمه  
 دوات تصیف و مصنف را زنده جاودید ساخته نظم  
 طورش دام عشقهای نظرنا + حروفش قوه العین بصیرنا  
 سوادش زلف لیسک شب قدر و پایش غنچه پیر  
 بشام عقل سلیم را از روح عبیرش تقوی قوت و کس مستقیم

از مطالعه فیض انگیش تقیتی کل از رشک زمینی عباتش  
 بحر انشیم عرق ناک و طبل از غیرت میوزونی فقراتش  
 نفس از حار حسرت سینه چاک تحریرش سلک در صبح  
 لای آبدار تقریرش موج آب کو پر گفتار اگر وضه اش  
 خوانند بچاست که از خیال بان بردارش نصارت و شاهان باز  
 دیده دل نظار کجاست و اگر میخانه اش مانند سر است  
 که از سان و هر فن نیستی مدام معرفت وقف چشم خاطر  
 تا شایبان قطعه این نسخه که از رشکی چون جبر است  
 چون صحن چین بر از کل و یاسن است «تنبیه توانگر»  
 بصحن چینش «لیکن» چون نظر کنی درینجا سخن است «برای اخلاص»

کافه انام و منفعت خواص و عوام تصنیف فرموده و این  
 غزلان معانی را از صحیحی سیاحت خود بدام تحریر آورده  
 تا که مربع نشینان زاویه عنایت را صورت مشایق مقامات  
 غایب بی تردید و تکلیف پیش چشم خوار بطرفه العین  
 حاضر شود و متعلمان عبارت فارسی را بوسیله ترکیب بیار  
 بند می بی تدیس مستطیف مضمون و معانی حاصل کرده  
 و نیز طالبان ادراک سیر و تواریخ شمه از علم حقایق بلاد  
 و امصار و حالات و اخبار اسلاف بهره یاب شوند و غنوده  
 بحال نازبالش از خود و امروزی از بعضی حکما و معظمت  
 آیات شاید پنبه غفلت از گوش پوشش کشند این و از دیگر

اساس دین و دولت این سروران مبادار بهین چنین  
 محامداوصاف سعادت آثار و مکارم اخلاق عظمت اطوار  
 تا انقراض روزگار و انضباط لیل و نهار مشید و پادار  
 دار و این نسخه سراپا نگار که حقیقه همیشه بهار و قسم زده  
 قلم گهر یارست از صحرای حادثه و در دوار و از کز لک حکمران  
 حد کردار محفوظ و مأمون و نمایا و بحرست البنی و آل المجداد  
 تا یرخ با لطاف ساقی بزم قدم \* زمعنی لبالب شد این جام \*  
 کتابی که آینه دانش است چشم جهان سرمه بینش است \*  
 چه بستان برای زوار السور \* که چشم خزان از گلشن باد \*  
 نگارست از رخ کشد کز نقاب \* و در جلوه صد مطلع آفتاب \*



چون رسیدیم از جرج و میریند سال ز تاریخ این نسخه بی مثال  
بفرمود این مصرعه و پذیرد \* بگو محبت ششم نامه بی نظیر

نامه بی نظیر

۱۲۹۸

این قطعه شریفه که است لطیفه از کلام الهام بیان  
و سخنها می تقدس نشان حضرت ملکی درجت قدسی مرتبت  
مجمع علوم روحانی مستبح فیوض رحمانی زنده ایسا کلین  
مذوة العارفین مقصد ای اصفیاء کرام پیشوای تقیای  
طام نهای اوج لاهیوتی شهباز فضا ی جبروتی تبل  
ستان عرفانی طوطی درستان حقانی مطلع دیوان

حقیقت منقطع قصیده ولایت آفتاب شرق معرفت  
 لوگب سپهر صمدیت مطرح بوارق اکای مہبط شواق  
 نامنای شریعت پناہ طریقت آکا حضرت عبداللہ شاہ  
 صاحب ہست قطعہ جامی مئی سروجہ جام جہان <sup>ست</sup> غا  
 آمد بدست محتشم الدولہ رشک جم \* یا نو عوس بک جو خور  
 طلعتی \* برون کشید روی خود از حبلہ قدم \* افکند شور  
 و غلغلہ حسن و جہان \* تا بگردند عالم علوی خوش از علم  
 گویند این نموج آب سبب یا سراب \* آئینہ سکندر یا  
 جام جم \* کفتا فلک بجنہ زر و حایان قدس <sup>شہ</sup> این  
 از کرشمہ روحانیان اعم \* نان بکرید قوت او را <sup>شہ</sup> ہشتہ قفا

در قطره منوروی شده پنهانی بهشت یکم \* گفتا فلک و بر  
 خودش را که ای فلان \* بر لوح خاطر همه عالم کن این رقم \*  
 کین نسخه مرقعه عالم جهان سیر \* از لطف ایزدی چه  
 سعادت که شد اتم \* کردم نظر بمصحف رویت بشوق دل  
 آمد بر دل چو پردگی عفت از حرم \* از اتفاق وقت  
 چو این نوع و سبک \* خوش گشت و کنار دل مکنار غم \*  
 ز نقش حب خلیش بوج حریم دل \* دل شد بای افج  
 سعادت بصد چشم \* بشکفت دل چو غنچه و گفتا بشوق  
 مان \* زود آورد پر چه قو طاس و هم قلم \* تا بهر یاد تحفه  
 تاریخ جستی \* تاریخ خوش زمه که نماید رخ از عظم \*

کامد سروسش خروده ده این علم بدون : جام جهان ناست  
سیاحت نخست : سیاحت نخست <sup>۱۲۶۸</sup> قلمه تاریخ

ارو که در زمان تمام طبع این کتاب شیخ علی اسعد

مسدوری که یکی از متوسلان ذی اعتبار و معتمدان حضرت  
افتد این سرکار نامدار است نذر گذرانیده مرقوم میشود

بسم الله الرحمن الرحیم  
الحمد لله رب العالمین  
والصلاة والسلام على سيدنا محمد وآله  
الطاهرين

سجود سی سال طبع نکلا : با وچپیر نخست هی

تمام شد \*

# تقریر منشی کریم علی صاحب

کلید در گنجینہ سخن کی حمد محمود کو ن مکان سجود انس و جان  
جس کی کن کی کنالی سی جو ہوا اور ہی یا ہو گا پر وہ عیب سے  
ظاہر کیا اور اپنی اسرار کی کیفیت سی برگزیدہ کو پھیٹا ہر کیا  
اگر ماہ ہی شعلہ نہ قدر کا چراغ افروختہ ہی اگر مہر ہی تو  
بصد محبت و لوحہ ہی شہسوار نئی گیت اس فانی لہک

حوصلہ تک منزلین طی کرتی تھیں مجبور اس مرحلہ سی  
 ہزار ہا فرسنگ دور میں کہیں پش سی کا ریل ہوتا ہی کہیں  
 جیل ہوتا ہی سیاحان ریل مسکون فی بہت آبلہ  
 ہونکی توڑی میدان وسعت آباد معرفت کی کنارہ نہ لگی  
 خواصان بحر زخار فی ہزاروں غوطی کہا لی و مطلب  
 ہاتھ نہ آلی نظم آدمی کیا ہی ایک شت خاک \*  
 خاک کو ہو وی خاک پر ادراک \* عقل و فہم و دکا و  
 ہوش و خود \* ایک ہو کر کرین ہزار پہ کد \* راہ و فائز  
 می تو دور از فہم \* رکھی کیونکر قدم او نہو خاک و ہم \*

عقل یا انبیا کی حیران ہی \* فہم یلین اولیا کا نادان  
 ہی \* جب تلک تو نہ دیوی دیدہ ویدہ \* تیری پہچان  
 عقل سی ہی بعیدہ \* حق تو یہ ہی کہ فہم انسانی \* کر سکے  
 کیونکہ لاف حق دانی \* بعد حمد خالق وادارت احمد مختار  
 جسی بحکم حاکم ازل مساوت پر کر مایہ ہی جہاد کر کئی بھگنی  
 کفر و ضلالت کی گواہی ظہر مند کر کی جسم نصرت کہولا  
 سکریرہ چپ نہایت کی گواہی میں اشہد ان محمد رسول اللہ  
 بولا شعر نہوتا وہ اگر ریت وہ خاک \* تصدق خاک پر  
 ہوتی نہ افلاک \* بعد حمد و نعت کیا مرہ کی بات ہی بہ از قند

و نبات ہی سیاحت تریخت کی صیقل ہی مسافرت  
زندگی کا حاصل ہی بد و ن سیر مرد فیض کا ویش  
کو جلا دی کیا و خل ہی حاصل ہونا پختگی کا وطن میں  
بی محل ہی استادی فرمایا ہی بہت مناسب دیکھا ہی شعر  
در وطن کر میشدی بر کس یاسانی عزیز کی زانوش پدر  
یوسف بزدان آمدی فاعبر وایا اولی الایصار  
کو ہر جب تلک سنک میں بند ہی کو مٹی کیا جان قیمت  
اوسکی چہ ہی عقیق جب تلک وطن میں رہتا ہی نقش  
و کار سی نازیبا ہی جب تلک نفس اپنی جگہ سی حرکت میں کرتا ہے



حرف نہیں بنتا ہی شیر شکر عی جب اسوٹا ہی مارچ  
 جوش کہتا ہی لاکن قنہ ہی سوٹا ہی سوٹا  
 فی فرمایا ہی شہر قدر مردم کی فرایدہ بودا و وطن  
 و صدف قیمت نباشد کو ہزار زندہ راچہ مصداق  
 اس حال احوال نریندہ سند جاہ و جلال زیب ساوہ  
 ملک و اقبال عمنہ اراکین دولت زبدہ اساطین  
 خدمت الہوان رسیع البیان الہوان فائز اس  
 بند مکانی حشمہ بند اقبالی مور و الظا مراحم لم نری عالم  
 ارم عطار و رسم رسم تو ان نواب محترم الدولہ نواب محمد علی صاحب  
 بہادر

میں کشن آبا، معروف جاوہر خلد اس ملک و دولت کا ہی  
 اس و الا نشان فریدون و جمشید نشان فی حاریر کی  
 پاؤں سیاحت میں توڑ کی کل مقصد کو ہاتھ میں لیا  
 دست و زبانا لکھا معدوم نہیں جو تعریف اس بزرگہ العرش  
 و آفات کے تحریر کر سکی لقوی ذات اقدس ہی تقویٰ  
 رکھتا ہی لوای دین محمدی اس ذات فایض البرکات  
 بلند ہوا ہی زہد و ورع کو بصد نیا رمازی عین شہین  
 مقید بروزہ و نمازی و سر و نو خیزستان امارت  
 و کلکار اہلست ہی کہ مفری میل شوق زیارت قد و بالا

در وی کل حلقه اطاعت در گردن آوار چمن فاخته دار  
 کو کو کنان کم کرده اشیاں بار علم و وقاری کمر فلک  
 کوزه پشت و دناهی قد میوس کو چشکهای قصا مطیع  
 نذر کی کیا قدرت جو زمان برداری نوری آسمانی  
 بان عظم شان و هوین اوین جو خدمتکاری نوری  
 رعب عدالت کا جس جان کو آئی منت نه حفته بیدار هو  
 دهنی بیاک جانی غم لاغر گرگ درین دهن سی مونڈ  
 نیز هو هو اکنه چورانی لکی کبھی نہ چھیو کلچن سر شاخ  
 ہر بیلا کھر بیا تہای صیا و جا لکی بدلی سر راہ انکھین

بچہائی دم ارڈریت تمسیرق دم سی اعدا کا  
لہجہ شک ستم بیزال کی صورت کا بنی اسفند یار سونو  
پر وہ قاف سی مونسہ واپسی چورہ جو نہ اصفہانی  
میں نہ حرمالی میں دیکھا تہ نہ خون اعدا رہتی ہی  
خدا جانی کس پانچمین بھی ہی مر نیکی بعد ہی زخمی کا دل  
تہ و بالا رہتا ہی اولی صفت پہ ہی حشر تک زخم الہ  
رہتا ہی نظم جو دوست میں اور سخاوت میں زور  
و قوت میں اور شجاعت میں۔ اج اوکا نہیں کوئی تائی  
ابریسیان کو برافشانی غیب سی اوکو چینی ہی پہ نہ

بطریق مظهر ابداء بی و با قلم چو نو کا و الی کہ سب مظهر  
 تعالیٰ با وصف اشتغال امورات ریاست و انجام حوام  
 نصرت بعدلت نظم شری شوق انشا پر و از ہی کا  
 و ق علم کا چرچا قدر علما و فضلا اس زمانہ میں موجود  
 نفع علوم متنوعہ و اہل فرخندہ صفات ہی و کہ نہ تفصیر  
 معاف میدان صاف ہی اس والا قدر فی سر کما رہا  
 ل و نیک و یکھا اہی سیر کا احوال جو و لکھا میر شمس  
 ل کتاب کا نام رکھا اگرچہ اردو ہی لاکن فارسی کو  
 ہی اہر وہی تر و تازہ کھسان سخن ہی پہلا پہلا

معنی کا حسن ہی ایک ایک نقطہ اسکا رشک افزا می خال  
 معشوق ہر ایک فقرہ اسکا شربا کی فقرہ وں پر فوق بیابان  
 سبحان دلبر داغ ہی ظہور کی شریہاں بکا رہی فضا  
 سرور کا کیا گزارہ ہی سرخی شکوفہ بہین ہی شقایق پہ  
 ہر کہیں ہی مین سطور ابحاث سی لبالب حرف سنبوار  
 جو نبار زندگی کی برب کیا مصفا تختہ سنگ مرمر ہی  
 سنگ موسیٰ کی حروف و نکی حسین پھر ہی لفظ لفظ سی گل  
 معنی کی پہوتی ہیں فقرہ فقرہ سی بوباس سرین دسترنی  
 بابتی تین بخدا وہ کتاب استطاب ہی کریم علی تعریف مین

بجلی کو یانی کو پچاپ ہی نظم کلک مدت شاخ کل  
 کی کرنی جانی سیاہی چشم میل چاہی معنی تو دیکھو  
 الہو رستہ ہی سبیل و رنجانی پربتہ ہی ہر جگہ  
 معنی کی بستان کا ہی کل ہر شجر فقرہ کا موزون ہر محل  
 ای سبزی جدول زنگاری صفحہ صفحہ گلزاری  
 وزن اوراق کل بی میل قال مصرعہ مصرعہ غیرت بزل  
 نامہ معنی میں ہر جا جلوہ گر جسدہ شد خاطر اہل سحر  
 رہا رکشن خط دیکھہ پای داغ لالہ سینہ پر جہت پست  
 پای و ہونڈ مینی کو حرف ناقص ہی نہیں صوت

صد ہرک گل بین ہر کہین \* کیون ہنوار باب دانش کے  
 پسند \* ہر جگہ لکھا ہی اسمین وعظ و پسند و ہرستان  
 ہستان ہی دیکھو \* صفحہ ہی اسکا ہی رشک ابجو  
 بین عجب اسمین تواریخی بیان \* فی الحقیقت ہی طلسم  
 جہان \* طبع عالی سی ہوئی ہی یہ رسم \* کیون ہنوار ہی  
 یہ سیرتشم \* پھر و بیان کیا بھی تاریخ کا \* دلف غیبی  
 لہو سدھ صدا \* کیا تجھی تاریخ کی ہی جستجو \* سیرماہ

برج حشمت کہدی تو \*